وما ارسلنك الا رحمة للعالمين

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت

جلد د

افادات

شیخ الاسلام والمسلمین

امام احمد رضا خان محدث بریلوی

رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

تصانیفِ اعلیٰ حضرت سے ماخوذ سیرت الرسول ﷺ کا

عظیم علمی و تحقیقی مجموعہ

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت

افادات

شیخ الاسلام والمسلمین

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

محمد عیسیٰ قادری رضوی

جلد دوم

شبیر برادرز

فون 042-7246006

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت

جلد 2

افادات	شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
جمع و ترتیب	محمد علی قادری رضوی
ناشر	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	مئی 2007ء / ربیع الثانی 1428ھ
طابع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹر لاہور
سرورق	فیضی گرافکس دربار مارکیٹ لاہور
قیمت	1600 روپے مکمل سیٹ

شبیر برادرز

marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

مشمولات

● غزوات نبوی ● سلاطین کے نام خطوط ● فتح مکہ ● وفود العرب
● حجۃ الوداع ● وفات اقدس ● زیارت روضہ ● آثار و تبرکات
● شمائل و خصائل ● عبادات نبوی

marfat.com
Marfat.com

فہرست مضامین

جلد دوم

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین | صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

غزوۂ تبوک 213

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

صفحات	مضامین

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

صفحات	مضامین

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com

Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

صفحات	مضامین

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

صفحات	مضامین

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com

Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

صفحات	مضامین

marfat.com
Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

مضامین	صفحات

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ دومۃ الجندل

marfat.com
Marfat.com

تبارک سائق البقرات انی

رأیت اللہ یہدی کل ہاد

(بجیر طائی)

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ دومۃ الجندل ۵ ھ

۵ ھ میں غزوۂ دومۃ الجندل واقع ہوا۔ یہ اس پہاڑ کا نام ہے جو وہاں سے کوفہ تک دس منزل پر ہے اور دمشق تک بھی دس منزل ہیں۔

ارباب سیر کہتے ہیں کہ دومۃ الجندل ایک قلعہ کا نام ہے اس کی بنیاد پتھر پر رکھی گئی ہے، یہاں کی پیداوار کھجوریں اور جو ہیں۔ مواہب میں کہا گیا ہے کہ یہ ایک شہر ہے اس کے اور دمشق کے درمیان پانچ رات کی مسافت ہے اور مدینہ منورہ سے پندرہ و سولہ راتوں کی مسافت ہے۔ یہ نام دومی بن اسماعیل کے نام پر ہے جس نے وہاں قیام کیا تھا، قاموس میں کہا گیا ہے کہ اسے ''دوما جندل'' بھی کہتے ہیں۔

غزوۂ دومۃ الجندل کا سبب

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں خبر پہنچی کہ اس سر زمین میں بہت بڑی جمعیت اکٹھی ہوئی ہے جو مسافروں کو تنگ کرتی ہے اور ظلم و تعدی کے ساتھ پیش آتی ہے اکیدر جو اس جگہ کا حاکم ہے نصرانی ہے وہ بہت بڑا لشکر جمع کر کے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلہ و مقاتلہ کے لیے کھڑا ہو گیا ہے۔

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہزار صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے چلے۔ سباع بن عرفطہ کو مدینہ میں خلیفہ بنایا اور راہ بتانے کے لیے راہبر کا تعین فرمایا اور سرکشوں کے قلع قمع فرمانے کے لیے روانہ ہو گئے۔ رات کو قطع مسافت فرماتے اور دن کو قیام فرماتے اور راستہ چھوڑ کر نزول فرماتے تھے جب ان شہروں کے نواح میں پہنچے تو راہبر نے عرض کیا کہ دشمنوں کے جانور اور مویشی قریب ہیں۔ وہ ان سب کو گھیر کر لے آئے، ان کے چرواہے بھاگ کھڑے ہوئے اور جدھر منہ اٹھا منتشر ہو گئے۔ اور حضور صلی

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے میدان میں اقامت فرمائی اور وہاں کوئی باقی نہ رہا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہاں کئی دن توقف فرمایا اور ہر طرف لشکر کے چھوٹے چھوٹے رسالے (سرایا) بھیجے وہ ہر طرف پھیل گئے مگر کسی کو نہ پایا۔ البتہ محمد بن مسلمہ نے ایک شخص کو پکڑا اور اسے حضور کی بارگاہ میں لے آئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے اس قوم کی خبر پوچھی اس نے کہا جب لشکر اسلام کے آنے کی خبر یہاں کے رہنے والوں کو پہنچی تو وہ تیزی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور یہ شخص ایمان لے آیا اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیح وسالم اطمینان وسکون کے ساتھ غنیمت لے کر واپس آئے۔ اس سفر کی مدت ایک ماہ سے زیادہ تھی۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم)

بجیر طائی کے لیے حضور کی دعا

واقعۂ دومۃ الجندل میں بجیر طائی کے کلام سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

اکیدر بادشاہ دومۃ الجندل کے واقعہ میں حضرت بجیر طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

تبارک سائق البقرات انی

رایت اللہ یہدی کل ھاد

سائق بقرات تو بلند وبالا ہے میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ہر ہدایت چاہنے والے کو ہدایت دیتا ہے۔ (مولف)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا کلام پسند فرمایا اور فرمایا: **لا یفضض اللہ فاک.**

اللہ تیرا منہ بے دنداں نہ کرے۔ نوے برس جیے کسی دانت کو جنبش نہ ہوئی۔ اسے ابن السکن وابو نعیم وابن مندہ نے روایت کیا۔ (فقہ شہنشاہ)

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ مریسیع

marfat.com
Marfat.com

ان الذین جاء و بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ شرا لکم بل ھو خیر لکم لکل امرئ منھم ما اکتسب من الاثم و الذی تولی کبرہ منھم لھم عذاب عظیم

تمھارا پردہ کھول دیتا بیشک وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں تمھیں میں کی ایک جماعت اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمھارے لیے بہتر ہے ان میں ہر شخص کے لیے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔ (النور:۱۱)

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ مریسیع ۵ھ

اس کا دوسرا نام "غزوۂ بنی المصطلق" بھی ہے۔ "مریسیع" ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے آٹھ منزل دور ہے قبیلہ خزاعہ کا ایک خاندان "بنوالمصطلق" یہاں آباد تھا اور اس قبیلہ کا سردار حارث بن ضرار تھا اس نے بھی مدینہ پر فوج کشی کے لیے لشکر جمع کیا تھا۔ جب یہ خبر مدینہ پہنچی تو ۲/شعبان ۵ھ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا کر لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔

اس غزوہ میں حضرت بی بی عائشہ اور حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ جب حارث بن ضرار کو آپ کی تشریف آوری کی خبر ہوگئی تو اس پر ایسی دہشت سوار ہوگئی کہ وہ اور اس کی فوج بھاگ کر منتشر ہوگئی مگر خود مریسیع کے باشندوں نے لشکر اسلام کا سامنا کیا اور جم کر مسلمانوں پر تیر برسانے لگے لیکن جب مسلمانوں نے ایک ساتھ مل کر حملہ کر دیا تو دس کفار مارے گئے اور ایک مسلمان بھی شہادت سے سرفراز ہوئے باقی سب کفار گرفتار ہوگئے جن کی تعداد سات سو سے زائد تھی۔ دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مال غنیمت میں صحابہ کرام کے ہاتھ آئیں۔

غزوۂ مریسیع میں کوئی خاص جنگ تو نہیں ہوئی مگر اس جنگ میں بعض ایسے اہم واقعات در پیش ہوئے کہ یہ غزوہ تاریخ نبوی کا ایک بہت ہی اہم عنوان بن گیا ہے۔ ان مشہور واقعات میں سے چند یہ ہیں:

منافقین کی شرارت

اس جنگ میں مال غنیمت کے لالچ سے بہت سے منافقین بھی شریک ہوگئے تھے۔ ایک دن پانی لینے پر ایک مہاجر اور ایک انصاری میں کچھ تکرار ہوگئی۔ مہاجر نے بلند آواز سے یا للمھاجرین (اے

marfat.com
Marfat.com

مہاجرو فریاد ہے) اور انصار نے یا للانصار (اے انصار یو فریاد ہے) کا نعرہ مارا، یہ نعرہ سنتے ہی انصار ومہاجرین دوڑ پڑے اور اس قدر بات بڑھ گئی کہ آپس میں جنگ کی نوبت آ گئی۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو شرارت کا ایک موقع مل گیا اس نے اشتعال دلانے کے لیے انصاریوں سے کہا کہ لو، یہ تو وہی مثل ہوئی کہ سمن کلبک لیا کلک (تم اپنے کتے کو فربہ کرو تا کہ وہ تمھیں کو کھا ڈالے) تم انصاریوں ہی نے ان مہاجرین کا حوصلہ بڑھا دیا ہے لہٰذا اب ان مہاجرین کی مالی امداد و مدد بالکل بند کر دو۔ یہ لوگ ذلیل و خوار ہیں اور ہم انصار عزت دار ہیں اگر ہم مدینہ پہنچے تو یقیناً ان ذلیل لوگوں کو مدینہ سے نکال باہر کر دیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اس ہنگامہ کا شور وغوغا سنا تو انصار ومہاجرین سے فرمایا کہ کیا تم لوگ زمانۂ جاہلیت کی نعرہ بازی کر رہے ہو؟ جمال نبوت دیکھتے ہی انصار ومہاجرین برف کی طرح ٹھنڈے پڑ گئے اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند فقروں نے محبت کا ایسا دریا بہا دیا کہ پھر انصار و مہاجرین شیر وشکر کی طرح گھل مل گئے۔ دیکھیے

جب عبداللہ بن ابی کی بیہودہ بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کان میں پڑی تو وہ اس قدر طیش میں آ گئے کہ ننگی تلوار لے کر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہایت نرمی کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اے عمر! خبردار ایسا نہ کرو ورنہ کفار میں یہ خبر پھیل جائے گی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو بھی قتل کرنے لگے ہیں۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل ہی خاموش ہو گئے مگر اس خبر کا پورے لشکر میں چرچا ہو گیا۔

یہ عجیب بات ہے کہ عبداللہ بن ابی جتنا بڑا اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دشمن تھا اس سے کہیں بڑھ کر اس کے بیٹے اسلام کے سچے شیدائی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابی تھے۔

marfat.com

Marfat.com

ان کا نام بھی عبداللہ تھا جب اپنے باپ کی بکواس کا پتہ چلا تو وہ غیظ وغضب میں بھرے ہوئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر آپ میرے باپ کے قتل کو پسند فرماتے ہوں تو میری تمنا ہے کہ کسی دوسرے کی بجائے میں خود اپنی تلوار سے اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کے قدموں میں ڈال دوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہرگز نہیں میں تمھارے باپ کے ساتھ کبھی بھی کوئی برا سلوک نہیں کروں گا۔

اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ مدینہ کے قریب وادی عقیق میں وہ اپنے باپ عبداللہ بن ابی کا راستہ روک کر کھڑے ہوگئے اور کہا کہ تم نے مہاجرین اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذلیل کہا ہے خدا کی قسم میں اس وقت تک تم کو مدینہ میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجازت عطا نہ فرمائیں اور جب تک تم اپنی زبان سے یہ نہ کہو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اولاد آدم میں سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔ اور تم سارے جہان میں سب سے زیادہ ذلیل ہو۔ تمام لوگ انتہائی حیرت اور تعجب کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہے تھے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں پہنچے اور یہ دیکھا کہ بیٹا باپ کا راستہ روکے ہوئے کھڑا ہے اور عبداللہ بن ابی زور زور سے کہہ رہا ہے کہ میں سب سے زیادہ ذلیل ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ عزت دار ہیں آپ نے یہ دیکھتے ہی حکم دیا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو تاکہ یہ مدینہ میں داخل ہو جائے۔

حضرت جویریہ سے نکاح

غزوۂ مریسیع کی جنگ میں جو کفار مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے ان میں سردار قوم حارث بن ضرار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ جب تمام قیدی لونڈی غلام بنا کر مجاہدین اسلام میں تقسیم کر دیے گئے تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں انھوں نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ کہہ دیا کہ تم مجھے اتنی رقم دے دو تو میں تمھیں

marfat.com
Marfat.com

آزاد کر دوں گا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رقم نہیں تھی وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں اپنے قبیلے کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی ہوں اور میں مسلمان ہو چکی ہوں حضرت ثابت بن قیس نے اتنی رقم لے کر مجھے آزاد کر دینے کا وعدہ کر لیا ہے آپ میری امداد فرمائیں تا کہ میں یہ رقم ادا کر کے آزاد ہو جاؤں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس سے بہتر سلوک تمھارے ساتھ کروں تو کیا تم منظور کر لو گی؟ انھوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں خود تنہا تمھاری طرف سے ساری رقم ادا کر دوں اور تم کو آزاد کر کے میں تم سے نکاح کر لوں تا کہ تمھارا خاندانی اعزاز و وقار برقرار رہ جائے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوشی خوشی اس کو منظور کر لیا چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساری رقم اپنے پاس سے ادا فرما کر حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرما لیا۔

جب یہ خبر لشکر میں پھیل گئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرما لیا تو مجاہدین اسلام کے لشکر میں اس خاندان کے جتنے لونڈی غلام تھے مجاہدین نے سب کو فوراً ہی آزاد کر کے رہا کر دیا اور لشکر اسلام کا ہر سپاہی یہ کہنے لگا کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شادی کر لی اس خاندان کا کوئی آدمی لونڈی غلام نہیں رہ سکتا۔

اور حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں کہ ہم نے کسی عورت کا نکاح حضرت جویریہ کے نکاح سے بڑھ کر خیر و برکت والا نہیں دیکھا کہ اس کی وجہ سے تمام خاندان بنی المصطلق کو غلامی سے آزادی نصیب ہو گئی۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصلی نام ''برہ'' تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نام کو بدل کر ''جویریہ'' نام رکھا۔

marfat.com
Marfat.com

واقعہ افک

اسی غزوہ سے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ واپس آنے لگے تو ایک منزل پر رات میں پڑاؤ کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بند ہودج میں سوار ہو کر سفر کرتی تھیں اور چند مخصوص آدمی اس ہودج کو اونٹ پر لادنے اور اتارنے کے لیے مقرر تھے۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لشکر کی روانگی سے کچھ پہلے لشکر سے باہر رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئیں جب واپس ہوئیں تو دیکھا کہ ان کے گلے کا ہار کہیں ٹوٹ کر گر پڑا ہے وہ دوبارہ اس ہار کی تلاش میں لشکر سے باہر چلی گئیں اس مرتبہ واپسی میں کچھ دیر لگ گئی اور لشکر روانہ ہو گیا۔ آپ کا ہودج لادنے والوں نے یہ خیال کر کے کہ ام المومنین ہودج کے اندر تشریف فرما ہیں ہودج کو اونٹ پر لاد دیا اور پورا قافلہ منزل سے روانہ ہو گیا۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا منزل پر واپس آئیں تو یہاں کوئی آدمی موجود نہیں تھا، تنہائی سے سخت گھبرائیں اور اندھیری رات میں اکیلے چلنا بھی خطرناک تھا اس لیے وہ یہ سوچ کر وہیں لیٹ گئیں کہ جب اگلی منزل پر لوگ مجھے نہ پائیں گے، تو ضرور ہی میری تلاش میں یہاں آئیں گے وہ لیٹی لیٹی سو گئیں۔

ایک صحابی جن کا نام حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا وہ ہمیشہ لشکر کے پیچھے پیچھے اس خیال سے چلا کرتے تھے تاکہ لشکر کا گرا پڑا سامان اٹھاتے چلیں وہ جب اس منزل پر پہنچے تو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا اور چوں کہ پردہ کی آیت نازل ہونے سے پہلے وہ بارہا ام المومنین کو دیکھ چکے تھے اس لیے دیکھتے ہی پہچان لیا اور انھیں مردہ سمجھ کر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ اس آواز سے وہ جاگ اٹھیں۔ حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ہی ان کو اپنے اونٹ پر سوار کر لیا اور خود اونٹ کی مہار تھام کر پیدل چلتے ہوئے اگلی منزل پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔

منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے اس واقعہ کو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت

marfat.com
Marfat.com

لگانے کا ذریعہ بنالیا اور خوب خوب اس تہمت کا چرچا کیا یہاں تک کہ مدینہ میں اس منافق نے اس شرمناک تہمت کو اس قدر اچھالا اور اتنا شور و غل مچایا کہ مدینہ میں ہر طرف اس افترا اور تہمت کا چرچا ہونے لگا۔ اور بعض مسلمان مثلاً حضرت حسان بن ثابت اور حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اس تہمت کو پھیلانے میں کچھ حصہ لیا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس شر انگیز تہمت سے بے حد رنج و صدمہ پہنچا اور مخلص مسلمانوں کو بھی انتہائی رنج و غم ہوا۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ پہنچتے ہی سخت بیمار ہوگئیں پردہ نشین تو تھیں ہی صاحب فراش ہوگئیں اور انھیں اس تہمت تراشی کی بالکل خبر ہی نہیں ہوئی۔

گو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی کا پورا پورا علم و یقین تھا مگر چوں کہ اپنی بیوی کا معاملہ تھا اس لیے آپ نے اپنی طرف سے اپنی بیوی کی برأت اور پاکدامنی کا اعلان کرنا مناسب نہیں سمجھا اور وحی الٰہی کا انتظار فرمانے لگے اس درمیان آپ اپنے مخلص اصحاب سے اس معاملہ میں مشورہ فرماتے رہے تاکہ ان لوگوں کے خیالات کا پتہ چل سکے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب آپ نے اس تہمت کے بارے میں گفتگو فرمائی تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں ہے کہ آپ کے جسم اطہر پر ایک مکھی بھی بیٹھ جائے کیوں کہ مکھی نجاست پر بیٹھتی ہے تو بھلا جو عورت ایسی برائی کی مرتکب ہو خداوند قدوس کب اور کیسے برداشت فرمائے گا کہ وہ آپ کی زوجیت میں رہ سکے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے سایہ کو زمین پر نہیں پڑنے دیا تاکہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑ سکے تو بھلا اس معبود برحق کی غیرت کب

marfat.com

Marfat.com

یہ گوارا کرے گی کہ کوئی انسان آپ کی زوجہ محترمہ کے ساتھ ایسی قباحت کا مرتکب ہو سکے؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گزارش کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ آپ کی نعلین اقدس میں نجاست لگ گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیج کر آپ کو خبر دی کہ آپ اپنی نعلین مقدس اتار دیں اس لیے اگر بی بی عائشہ معاذ اللہ ایسی ہوتیں تو ضرور اللہ تعالیٰ آپ پر وحی نازل فرما دیتا کہ آپ ان کو اپنی زوجیت سے نکال دیں۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس تہمت کی خبر سنی تو انھوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے بیوی! تو سچ بتا اگر حضرت صفوان بن معطل کی جگہ میں ہوتا تو کیا تو یہ گمان کر سکتی ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حرم پاک کے ساتھ ایسا کر سکتا تھا؟ تو ان کی بیوی نے جواب دیا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جگہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیوی ہوتی تو خدا کی قسم میں کبھی ایسی خیانت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو مجھ سے لاکھوں درجے بہتر ہیں اور حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بدرجہا تم سے بہتر ہیں بھلا کیوں کر ممکن ہے کہ یہ دونوں ایسی خیانت کر سکتے ہیں۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں حضرت علی اور اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جب مشورہ طلب فرمایا تو حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برجستہ کہا کہ **اھلک و لا نعلم الا خیرا.**

کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ آپ کی بیوی ہیں اور ہم انھیں اچھی ہی جانتے ہیں۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جواب دیا کہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں ڈالی ہے عورتیں ان کے سوا بہت ہیں اور آپ ان کے بارے میں ان کی لونڈی (حضرت بریرہ) سے

marfat.com
Marfat.com

پوچھ لیں وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی۔

حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب آپ نے سوال فرمایا تو انھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو رسول برحق بنا کر بھیجا ہے کہ میں نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں کوئی عیب نہیں دیکھا ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ابھی کمسن لڑکی ہیں وہ گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری آکر کھا ڈالتی ہے۔

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا جو حسن و جمال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مثل تھیں تو انھوں نے قسم کھا کر یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ

احمی سمعی و بصری و الله ما علمت الا خیرا.

میں اپنے کان اور آنکھ کی حفاظت کرتی ہوں خدا کی قسم میں تو حضرت بی بی عائشہ کو اچھی ہی جانتی ہوں۔

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن منبر پر کھڑے ہو کر مسلمانوں سے فرمایا کہ اس شخص کی طرف سے مجھے کون معذور سمجھے گا یا میری مدد کرے گا جس نے میری بیوی پر بہتان تراشی کر کے میری دل آزاری کی ہے۔

و الله ما علمت علی اهلی الا خیرا.

خدا کی قسم میں اپنی بیوی کو ہر طرح کی اچھی ہی جانتا ہوں۔

و لقد ذکروا رجلا ما علمت علیه الا خیرا.

marfat.com
Marfat.com

اوران لوگوں (منافقوں) نے (اس بہتان میں) ایک ایسے مرد (صفوان بن معطل) کا ذکر کیا ہے جس کو میں بالکل اچھا ہی جانتا ہوں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بر سر منبر اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ اور حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کی برأت وطہارت اور عفت و پاکدامنی کا پورا پورا علم اور یقین تھا اور وحی نازل ہونے سے پہلے ہی آپ کو یقینی طور پر معلوم تھا کہ منافق جھوٹے اور ام المومنین پاکدامن ہیں۔ ورنہ آپ بر سر منبر قسم کھا کر ان دونوں کی اچھائی کا مجمع عام میں ہرگز اعلان نہ فرماتے مگر پہلے ہی اعلان عام نہ فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ اپنی بیوی کی پاکدامنی کا اپنی زبان سے اعلان کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ جب حد سے زیادہ منافقین نے شور وغوغا شروع کر دیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر اپنے خیال اقدس کا اظہار فرما دیا مگر اب بھی اعلان عام کے لیے آپ کو وحی الٰہی کا انتظار ہی رہا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سفر سے آتے ہی بیمار ہو کر صاحب فراش ہوگئی تھیں اس لیے وہ اس بہتان کے طوفان سے بالکل ہی بے خبر تھیں جب انھیں مرض سے کچھ صحت حاصل ہوئی اور وہ ایک رات حضرت ام مسطح صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ رفع حاجت کے لیے صحرا میں تشریف لے گئیں تو ان کی زبانی انھوں نے اس دلخراش اور روح فرسا خبر کو سنا جس سے انھیں بڑا دھچکا لگا اور وہ شدت رنج وغم سے نڈھال ہوگئیں چنانچہ ان کی بیماری میں مزید اضافہ ہوگیا اور وہ دن رات بلک بلک کر روتی رہیں۔

آخر جب ان سے یہ صدمہ جانکاہ برداشت نہ ہو سکا تو وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنی والدہ کے گھر چلی گئیں اور اس منحوس خبر کا تذکرہ اپنی والدہ سے کیا، ماں نے کافی تسلی وتشفی دی مگر یہ برابر لگاتار روتی ہی رہیں۔ اسی حالت میں ناگہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا

marfat.com
Marfat.com

کہ اے عائشہ! تمھارے بارے میں ایسی خبر اڑائی گئی ہے اگر تم پاکدامن ہو اور یہ خبر جھوٹی ہے تو عنقریب خداوند تعالیٰ تمھاری برأت کا بذریعہ وحی اعلان فرمادے گا ورنہ تم توبہ و استغفار کرلو۔ کیوں کہ جب کوئی بندہ خدا سے توبہ کرتا ہے اور بخشش مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ گفتگو سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنسو بالکل تھم گئے اور انھوں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جواب دیجیے تو انھوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں؟ پھر انھوں نے ماں سے جواب دینے کی درخواست کی تو ان کی ماں نے بھی یہی کہا۔

پھر خود حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ جواب دیا کہ لوگوں نے جو ایک بے بنیاد بات اڑائی ہے اور یہ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ چکی ہے اور کچھ لوگ اس کو سچ سمجھ چکے ہیں اس صورت میں اگر میں یہ کہوں کہ میں پاکدامن ہوں تو لوگ اس کی تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں اس برائی کا اقرار کرلوں تو سب مان لیں گے حالاں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس الزام سے بری اور پاکدامن ہوں۔ اس وقت میری مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) جیسی ہے لہٰذا میں بھی وہی کہتی ہوں جو انھوں نے کہا تھا **فصبر جمیل واللہ المستعان علیٰ ما تصفون** یہ کہتی ہوئی انھوں نے کروٹ بدل کر منھ پھیر لیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس تہمت سے بری اور پاکدامن ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور میری برأت کو ظاہر فرمادے گا۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب سن کر ابھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر بیٹھا ہی ہوا تھا کہ ناگہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی اور آپ پر نزول وحی کے وقت کی بے چینی شروع ہوگئی اور باوجودیکہ شدید سردی کا وقت تھا مگر پسینے کے قطرات موتیوں کی طرح آپ کے بدن سے ٹپکنے لگے جب وحی اتر چکی تو ہنستے ہوئے حضور صلی

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ تم خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی حمد کرو کہ اس نے تمھاری برأت اور پاکدامنی کا اعلان فرمادیا اور پھر آپ نے قرآن کی سورۂ نور میں سے دس آیتوں کی تلاوت فرمائی جو ان **الذین جاؤ بالافک** سے شروع ہوکر **و ان اللہ روف رحیم** پر ختم ہوتی ہیں۔

ان آیات کے نازل ہوجانے کے بعد منافقوں کا منہ کالا ہوگیا اور حضرت ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی کا آفتاب اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ اس طرح چمک اٹھا کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے دلوں کی دنیا میں نور ایمان سے اجالا ہوگیا۔

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں ایک خطبہ پڑھا اور سورۂ نور کی آیتیں تلاوت فرما کر مجمع عام میں سنا دیں اور تہمت لگانے والوں میں سے حضرت حسان بن ثابت وحضرت مسطح بن اثاثہ و حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ان چاروں کو حد قذف کی سزا میں اسی اسی درے مارے گئے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

غزوۂ بنی المصطلق میں نمازیں

غزوۂ بنی المصطلق میں دو نمازوں کو ایک ساتھ مگر اپنے اپنے وقت پر ادا کرنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے :

احمد وابن ابی شیبہ بطریق حجاج بن ارطاۃ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین الصلاتین فی غزوۃ بنی المصطلق.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ بنی المصطلق میں دو نمازیں جمع فرمائیں۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

احمد بطریق ابن لہیعہ ابوالزبیر سے راوی :

قالت سألت جابرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھل جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین المغرب و العشا قال نعم عام غزونا بنی المصطلق .

ابوزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عشا کو جمع فرمایا ہے حضرت جابر نے کہا ہاں غزوہ بنی المصطلق کے سال جمع فرمائی ہیں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۱۶، ۳۱۷۔ حاجز البحرین)

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ خندق

نعرہائے دلیراں سے بن گونجتے
غرش کوس جرأت پہ لاکھوں سلام

marfat.com
Marfat.com

ولما راء المومنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا اللہ و رسولہ و صدق اللہ و رسولہ ما زادھم الا ایمانا و تسلیما۔

اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس سے انھیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا۔

(الاحزاب، ۲۲)

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ خندق ۵ ھ

۵ ھ کی تمام لڑائیوں میں یہ جنگ سب سے زیادہ مشہور اور فیصلہ کن جنگ ہے چوں کہ دشمنوں سے حفاظت کے لیے شہر مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی اس لیے یہ لڑائی ''جنگ خندق'' کہلاتی ہے۔ اور چوں کہ تمام کفار عرب نے متحد ہو کر اسلام کے خلاف یہ جنگ کی تھی اس لیے اس لڑائی کا دوسرا نام ''جنگ احزاب'' (تمام جماعتوں کی متحدہ جنگ) ہے قرآن مجید میں اس لڑائی کا تذکرہ اسی نام کے ساتھ آیا ہے۔

جنگ خندق کا سبب

قبیلہ بنو نضیر کے یہودی جب مدینہ سے نکال دیئے گئے تو ان میں سے یہودیوں کے چند رؤساء خیبر میں جا کر آباد ہو گئے اور خیبر کے یہودیوں نے ان لوگوں کا اتنا اعزاز و اکرام کیا کہ سلام بن الحقیق وحی بن اخطب و کنانہ بن الربیع کو اپنا سردار مان لیا۔ یہ لوگ چوں کہ مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب میں بھرے ہوئے تھے اور انتقام کی آگ ان کے سینوں میں دہک رہی تھی اس لیے ان لوگوں نے مدینہ پر ایک زبردست حملہ کی اسکیم بنائی۔

چنانچہ یہ تینوں اس مقصد کے پیش نظر مکہ گئے، اور کفار قریش سے مل کر یہ کہا کہ اگر تم لوگ ہمارا ساتھ دو تو ہم لوگ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر سکتے ہیں۔ کفار قریش تو اس کے بھوکے تھے ہی فوراً یہودیوں کی ہاں میں ہاں ملا دی کفار قریش سے ساز باز کر لینے کے بعد ان تینوں یہودیوں نے قبیلۂ بنو غطفان کا رخ کیا اور خیبر کی آدھی آمدنی دینے کا لالچ دے کر ان لوگوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے آمادہ کر لیا پھر بنو غطفان نے اپنے حلیف بنو اسد کو بھی جنگ کے لیے تیار کر لیا ادھر یہودیوں نے اپنے حلیف قبیلہ بنو اسعد کو بھی اپنا ہمنوا بنا لیا اور کفار قریش نے اپنی رشتہ داریوں کی بناء پر قبیلہ بنو سلیم کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ غرض اس طرح تمام قبائل عرب کے کفار نے مل جل کر ایک لشکر جرار تیار کر لیا

marfat.com
Marfat.com

جس کی تعداد دس ہزار تھی اور ابوسفیان اس پورے لشکر کا سپہ سالار بن گیا۔

مسلمانوں کی تیاری

جب قبائل عرب کے تمام کافروں کے اس گٹھ جوڑ اور حملہ کی خبریں مدینہ پہنچیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جمع فرما کر مشورہ فرمایا کہ اس حملہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رائے دی کہ جنگ احد کی طرح شہر سے باہر نکل کر اتنی بڑی فوج کے حملہ کو میدانی لڑائی میں روکنا مصلحت کے خلاف ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ شہر کے اندر رہ کر اس حملہ کا دفاع کیا جائے اور شہر کے گرد جس طرف سے کفار کی چڑھائی کا خطرہ ہے ایک خندق کھود لی جائے تا کہ کفار کی پوری فوج بہ یک وقت حملہ آور نہ ہو سکے۔

مدینہ کی تین طرف چوں کہ مکانات کی تنگ گلیاں اور کھجوروں کے جھنڈ تھے اس لیے ان تینوں جانب سے حملہ کا امکان نہیں تھا۔ مدینہ کا صرف ایک رخ کھلا ہوا تھا اس لیے یہ طے کیا گیا کہ اسی طرف پانچ گز گہری خندق کھودی جائے چنانچہ ۸ ذی قعدہ ۵ھ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین ہزار صحابہ کرام کو ساتھ لے کر خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے خندق کی حد بندی فرمائی اور دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین تقسیم فرما دی اور تقریباً بیس دن میں یہ خندق تیار ہو گئی۔

ایک عجیب چٹان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ خندق کھودتے وقت ناگہاں ایک ایسی چٹان نمودار ہو گئی جو کسی سے بھی نہیں ٹوٹی جب ہم نے بارگاہ رسالت میں یہ ماجرا عرض کیا تو آپ اٹھے، تین دن کا فاقہ تھا اور شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا آپ نے اپنے دست مبارک سے پھاوڑا مارا تو وہ چٹان ریت کے بھر بھرے کی طرح بکھر گئی۔

marfat.com
Marfat.com

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے اس چٹان پر تین مرتبہ پھاوڑا مارا ہر ضرب پر اس میں سے ایک روشنی نکلتی تھی اور اس روشنی میں شام و ایران اور یمن کے شہروں کو دیکھ لیا اور ان تینوں ملکوں کے فتح ہونے کی صحابہ کرام کو بشارت دی۔

اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ نے مدائن کسریٰ و مدائن قیصر اور مدائن حبشہ کی فتوحات کا اعلان فرمایا۔

اسلامی افواج کی مورچہ بندی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خندق تیار ہو جانے کے بعد عورتوں اور بچوں کو مدینہ کے محفوظ قلعوں میں جمع فرما دیا اور مدینہ پر حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا کر تین ہزار انصار و مہاجرین کی فوج کے ساتھ مدینہ سے نکل کر "سلع" پہاڑ کے دامن میں ٹھہرے۔ سلع آپ کی پشت پر تھا اور آپ کے سامنے خندق تھی مہاجرین کا جھنڈا حضرت زید بن حارثہ کے ہاتھ میں دیا اور انصار کا علمبردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا۔

بنو قریظہ کی غداری

قبیلہ بنو قریظہ کے یہودی اب تک غیر جانب دار تھے لیکن بنو نضیر کے یہودیوں نے ان کو بھی اپنے ساتھ ملا کر لشکر کفار میں شامل کر لینے کی کوشش شروع کر دی۔ چنانچہ حی بن اخطب ابو سفیان کے مشورے سے بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا پہلے تو اس نے اپنا دروازہ نہیں کھولا اور کہا کہ ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے حلیف ہیں اور ہم نے ان کو ہمیشہ اپنے عہد کا پابند پایا ہے اس لیے ہم ان سے عہد شکنی کرنا خلاف مروت سمجھتے ہیں مگر بنو نضیر کے یہودیوں نے اس قدر شدید اصرار کیا اور طرح طرح سے ورغلایا کہ بالآخر کعب بن اسد معاہدہ توڑنے کے لیے راضی ہو گیا۔ بنو قریظہ نے جب معاہدہ توڑ دیا اور کفار سے مل

marfat.com
Marfat.com

گئے تو کفار مکہ اور ابوسفیان خوشی سے باغ باغ ہو گئے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب اس کی خبر ملی تو آپ نے حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تحقیق حال کے لیے بنوقریظہ کے پاس بھیجا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ واقعی بنوقریظہ نے معاہدہ توڑ دیا ہے جب ان دونوں معزز صحابیوں نے بنوقریظہ کو ان کا معاہدہ یاد دلایا تو ان بدذات یہودیوں نے انتہائی بے حیائی کے ساتھ یہاں تک کہہ دیا کہ ہم کچھ نہیں جانتے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کون ہیں اور معاہدہ کس کو کہتے ہیں۔ ہمارا کوئی معاہدہ ہوا ہی نہیں تھا۔

یہ سن کر دونوں حضرات واپس آ گئے اور صورت حال سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع کیا تو آپ نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ مسلمانو تم اس سے نہ گھبراؤ، نہ اس کا غم کرو اس میں تمھارے لیے بشارت ہے۔

انصار کی ایمانی شجاعت

محاصرہ کی وجہ سے مسلمانوں کی پریشانی دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خیال کیا کہ کہیں مہاجرین و انصار ہمت نہ ہار جائیں اس لیے آپ نے ارادہ فرمایا کہ قبیلہ غطفان کے سردار عینیہ بن حصن سے اس شرط پر معاہدہ کر لیں کہ وہ مدینہ کی ایک تہائی پیداوار لے لیا کرے اور کفار مکہ کا ساتھ چھوڑ دے مگر جب آپ نے سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا تو ان دونوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی اتر چکی ہے جب تو ہمیں اس سے انکار کی مجال ہی نہیں ہو سکتی اور اگر یہ ایک رائے ہے تو یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ہم کفر کی حالت میں تھے اس وقت تو قبیلۂ غطفان کے سرکش کبھی ہماری ایک کھجور نہ لے سکے اور اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو اسلام اور آپ کی غلامی کی عزت سے سرفراز فرما دیا ہے تو بھلا کیوں کر ممکن ہے کہ ہم اپنا مال ان کافروں کو دے دیں گے؟

marfat.com
Marfat.com

ہم ان کفار کو کھجوروں کا انبار نہیں بلکہ نیزوں اور تلواروں کی مار کا تحفہ دیتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادے گا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہو گئے اور آپ کو پورا پورا اطمینان ہو گیا۔

کفار کا حملہ

کفار قریش اور ان کے اتحادیوں نے دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر ہلہ بول دیا اور تین طرف سے کافروں کا لشکر اس زور وشور کے ساتھ مدینہ پر امنڈ پڑا کہ شہر کی فضاؤں میں گرد وغبار کا طوفان اٹھ گیا۔

منافقین جو مسلمانوں کے دوش بدوش کھڑے تھے وہ کفار کے اس لشکر کو دیکھتے ہی بزدل ہو کر پھسل گئے اور اس وقت ان کے نفاق کا پردہ چاک ہو گیا۔

لیکن اسلام کے سچے جاں نثار مہاجرین وانصار نے جب لشکر کفار کی طوفانی یلغار کو دیکھا تو اس طرح سینہ سپر ہو کر ڈٹ گئے کہ سلع اور احد کی پہاڑیاں سر اٹھا اٹھا کر ان مجاہدین کی اولوالعزمی کو حیرت سے دیکھنے لگیں۔

کفار کا لشکر جب آگے بڑھا تو سامنے خندق دیکھ کر ٹھہر گیا اور شہر مدینہ کا محاصرہ کر لیا اور تقریباً ایک مہینے تک کفار شہر مدینہ کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے پڑے رہے اور یہ محاصرہ اس سختی کے ساتھ قائم رہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ پر کئی کئی فاقے گزر گئے۔

کفار نے ایک طرف تو خندق کا محاصرہ کر رکھا تھا اور دوسری طرف اس لیے حملہ کرنا چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی عورتیں اور بچے قلعوں میں پناہ گزیں تھے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں خندق کے مختلف حصوں پر صحابہ کرام کو مقرر فرمادیا تھا کہ وہ کفار کے حملوں کا مقابلہ کرتے رہیں اسی طرح عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے بھی کچھ صحابہ کرام کو متعین کر دیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

خندق کی وجہ سے دست بدست لڑائی نہیں ہوسکتی تھی کفار حیران تھے کہ اس خندق کو کیوں کر پار کریں مگر دونوں طرف سے روزانہ برابر تیر اور پتھر چلا کرتے تھے آخر ایک روز عمر بن عبدود و عکرمہ بن ابی جہل و ہبیرہ بن وہب وضرار بن الخطاب وغیرہ کفار کے چند بہادروں نے بنو کنانہ سے کہا کہ اٹھو آج مسلمانوں سے جنگ کر کے بتادو کہ شہسوار کون ہے؟ چنانچہ یہ سب خندق کے پاس آ گئے اور ایک ایسی جگہ سے جہاں خندق کی چوڑائی کچھ کم تھی گھوڑے کودا کر خندق پار کرلیا۔

عمر بن عبدود کو جو ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر دیا اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوفل کو دو ٹکڑے کر دیا اور دیگر کفار نے بھاگ کر خندق پار کرلیا۔

کفار کا فرار

حضرت نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ غطفان کے بہت ہی معزز سردار تھے اور قریش و یہود دونوں کو ان کی ذات پر پورا پورا اعتماد تھا یہ مسلمان ہو چکے تھے لیکن کفار کو ان کے اسلام کا علم نہ تھا انھوں نے بارگاہ رسالت میں یہ درخواست کی کہ یا رسول اللہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہود اور قریش دونوں سے ایسی گفتگو کروں کہ دونوں میں پھوٹ پڑ جائے آپ نے اس کی اجازت دے دی۔ چنانچہ انھوں نے یہود اور قریش سے الگ الگ کچھ اس قسم کی باتیں کیں جس سے واقعی دونوں میں پھوٹ پڑ گئی۔

ابوسفیان شدید سردی کے موسم، طویل محاصرہ اور فوج کا راشن ختم ہو جانے سے حیران و پریشان تھا جب اس کو یہ پتہ چلا کہ یہودیوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو اس کا حوصلہ پست ہو گیا اور وہ بالکل ہی بددل ہو گیا پھر ناگہاں کفار کے لشکر پر قہر قہار و غضب جبار کی ایسی مار پڑی کہ اچانک مشرق کی جانب سے ایسی طوفان خیز آندھی آئی کہ دیگیں چولھوں پر سے الٹ پلٹ ہو گئیں، خیمے اکھڑ کر اڑ گئے اور کافروں پر ایسی وحشت اور دہشت سوار ہو گئی کہ انھیں راہ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار ہی نہیں رہا۔

marfat.com
Marfat.com

ابوسفیان نے اپنی فوج میں اعلان کرادیا کہ راشن ختم ہو چکا ہے، موسم انتہائی خراب ہے، یہودیوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا لہٰذا اب محاصرہ بے کار ہے یہ کہہ کر کوچ کا نقارہ بجادینے کا حکم دے دیا اور بھاگ نکلا قبیلۂ غطفان کا لشکر بھی چل دیا، بنو قریظہ بھی محاصرہ چھوڑ کر اپنے قلعوں میں چلے آئے اور ان لوگوں کے بھاگ جانے سے مدینہ کا مطلع کفار کے گرد وغبار سے صاف ہوگیا۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

حضرت جابر کی دعوت

جنگ خندق کے موقع پر حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر کئی فاقے ہوگئے یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شکم اطہر پر تین پتھر بندھے ہوئے تھے اس منظر کو دیکھ کر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کی دعوت کی اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے غزوہ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی اور دو صاحبوں کے قابل کھانا پکایا جب یہ دعوت کو عرض کرنے گئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بآواز بلند ارشاد فرمایا کہ اہل خندق جابر تمھاری ضیافت کرتا ہے وہ ایک ہزار صحابہ کرام تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جب تک ہم تشریف نہ لائیں کھانا نہ اتارا جائے او **کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔**

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرائے ہوئے اپنے گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ مقدسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حال بیان کیا کہ یہاں دو ہی آدمیوں کے قابل کھانا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع ایک ہزار صحابہ کے تشریف لاتے ہیں۔ ان بی بی نے کہا آپ کو اس کی فکر کیا ہے جو لاتے ہیں وہی سامان فرمانے والے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے آٹے اور ہانڈی میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور

marfat.com
Marfat.com

ارشاد فرمایا کہ روٹی پکانے والی بلالو اور ہانڈی چولھے پر رہنے دو۔ اس قلیل آٹے اور گوشت سے ایک ہزار صحابہ کو پیٹ بھر کر کھلا دیا اور ہانڈی ویسا ہی جوش مارتی رہی اور آٹا ذرا کم نہ ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۸۰)

ہوا سے مدد کی گئی

جنگ خندق میں مسلمانوں کی ہوا سے مدد کی گئی اور اس سے کفار و مشرکین پر خوف و وہشت طاری ہوئی اور وہ بھاگ گئے اس کے متعلق ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

جب مجمع ہوا کفار کا مدینہ طیبہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کر دیں غزوۂ احزاب کا واقعہ ہے رب عزوجل نے مدد فرمانا چاہی اپنے حبیب کی۔ شمالی ہوا کو حکم ہوا جا اور کافروں کو نیست و نابود کر دے۔ اس نے کہا:

الحلائل لا یخرجن باللیل

بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں۔

فاعقمها الله تعالیٰ .

تو اللہ نے اس کو بانجھ کر دیا۔

اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا۔ پھر صبا یعنی پروائی سے فرمایا۔

فقالت سمعنا و اطعنا.

تو اس نے عرض کیا ہم نے سنا اور اطاعت کی۔

وہ گئی اور کفار کو برباد کرنا شروع کیا صرف ایک خندق درمیان تھی اس پار مسلمان تھے اس پار کفار ادھر صبح تک چراغ جلتے رہے اور دوسری طرف اونٹ بارہ بارہ کوس پر گرے۔ تو پروائی کو یہ نعمت دی کہ بارش اسی کے ساتھ ہوتی ہے۔ (الملفوظ، چہارم)

❁.....❁.....❁

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ بنی قریظہ

marfat.com
Marfat.com

ذاک جبریل الی بنی قریظة ، یزلزل بهم حصونهم و یقذف الرعب فی قلوبهم

(الحدیث)

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ بنی قریظہ ۵ھ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ خندق سے فارغ ہو کر اپنے مکان میں تشریف لائے اور ہتھیار اتار کر غسل فرمایا ابھی اطمینان کے ساتھ بیٹھے بھی نہ تھے کہ ناگہاں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ نے ہتھیار اتار دیا لیکن ہم فرشتوں کی جماعت نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ آپ بنو قریظہ کی طرف چلیں کیوں کہ ان لوگوں نے معاہدہ توڑ کر علانیہ جنگ خندق میں کفار کے ساتھ مل کر مدینہ پر حملہ کیا ہے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان کر دیا کہ لوگ ابھی ہتھیار نہ اتاریں اور بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود بھی ہتھیار زیب تن فرمایا اپنے گھوڑے پر جس کا نام ''لحیف'' تھا سوار ہو کر لشکر کے ساتھ چل پڑے اور بنو قریظہ کے ایک کنویں کے پاس پہنچ کر نزول فرمایا۔

بنی قریظہ بھی جنگ کے لیے بالکل تیار تھے چنانچہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے قلعوں کے پاس پہنچے تو ان ظالم اور عہد شکن یہودیوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گالیاں دیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے قلعوں کا محاصرہ فرمالیا اور تقریباً ایک مہینہ تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ یہودیوں نے تنگ آ کر یہ درخواست پیش کی کہ۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے بارے میں جو فیصلہ کر دیں۔ وہ ہمیں منظور ہے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ خندق میں ایک تیر کھا کر شدید طور پر زخمی تھے مگر اسی حالت میں وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر بنی قریظہ گئے اور انھوں نے یہودیوں کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ

''لڑنے والی فوجوں کو قتل کر دیا جائے، عورتیں اور بچے قیدی بنالیے جائیں اور یہودیوں کا مال و

marfat.com
Marfat.com

اسباب مال غنیمت بنا کر مجاہدوں میں تقسیم کر دیا جائے۔''

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زبان سے یہ فیصلہ سن کر ارشاد فرمایا کہ یقیناً بلاشبہ تم نے ان یہودیوں کے بارے میں وہی فیصلہ سنایا ہے جو اللہ کا فیصلہ ہے۔

اس فیصلہ کے مطابق بنی قریظہ کی لڑاکا فوجیں قتل کی گئیں اور عورتوں، بچوں کو قیدی بنا لیا گیا اور ان کے مال و سامان کو مجاہدین اسلام نے مال غنیمت بنا لیا اور اس شریر و بدعہد قبیلہ کے شر و فساد سے ہمیشہ کے لیے پرامن مسلمان محفوظ ہو گئے۔

یہودیوں کا سردار حیی بن اخطب جب قتل کے لیے مقتل میں لایا گیا تو اس نے قتل ہونے سے پہلے یہ الفاظ کہے کہ

اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خدا کی قسم مجھے اس کا ذرا بھی افسوس نہیں ہے کہ میں نے کیوں تم سے عداوت کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو خدا کو چھوڑ دیتا ہے خدا بھی اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ لوگو! خدا کے حکم کی تعمیل میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بنی قریظہ کا قتل ہونا یہ ایک حکم الٰہی تھا یہ (توراۃ میں) لکھا ہوا تھا یہ ایک سزا تھی جو خدا نے بنی اسرائیل پر لکھی تھی۔

یہ حیی بن اخطب وہی بدنصیب ہے، کہ جب وہ مدینہ سے جلاوطن ہو کر خیبر جا رہا تھا تو اس نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت پر میں کسی کو مدد نہ دوں گا اور اس عہد پر اس نے خدا کو ضامن بنا لیا تھا لیکن جنگ خندق کے موقع پر اس نے اس معاہدہ کو توڑ ڈالا کہ اس ظالم نے تمام کفار عرب کے پاس دورہ کر کے سب کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے ابھارا پھر بنو قریظہ کو بھی معاہدہ توڑنے پر اکسایا۔ پھر خود جنگ خندق میں کفار کے ساتھ مل کر لڑائی میں شریک ہوا۔ (مولف)

(مدارج النبوہ، جلد۲۔ سیرت مصطفیٰ)

marfat.com
Marfat.com

نمازعصر کا معاملہ

جب بنو قریظہ پرلشکر کشی اوران پر حملے کا حکم ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بعجلت پہنچنے کی تاکید فرمائی امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

جب یہودی بنی قریظہ پر لشکر کشی فرمائی، عسکر ظفر پیکر میں اس منادی کا حکم فرمایا کہ من کان سامعا مطیعا فلا یصلین العصر الا فی بنی قریظة.

جو بات سنتا اور حکم مانتا ہو وہ ہرگز عصر نہ پڑھے مگر آبادی بنی قریظہ میں۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم رواں ہوئے راہ میں وقت عصر ہوا، اس پر دو فرقے ہو گئے۔

بعض نے کہا لا نصلی حتی نأتیها

ہم تو جب تک اس آبادی میں نہ پہنچ جائیں نماز نہ پڑھیں گے، کہ ہمیں ارشاد فرمادیا ہے کہ نماز وہیں پہنچ کر پڑھنا۔

بعض نے کہا بل نصلی لم یرد منا ذلک .

بلکہ ہم نماز راہ ہی میں پڑھ لیں گے۔ ارشاد سے مقصود جلدی تھی نہ یہ کہ نماز قضا کردی جائے۔

غرض کچھ نے نماز راہ میں پڑھ لی اور جا ملے۔ کچھ نے نہ پڑھی یہاں تک کہ عشا کے وقت وہاں پہنچے۔ دونوں فریق کا حال بارگاہ اقدس میں معروض ہوا۔ و لم یعنف واحدا منهم

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی پر اعتراض نہ فرمایا۔ اسے امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

علماء فرماتے ہیں ایک فریق نے مقصود پر نظر کی اور دوسرے نے لفظ کو دیکھا۔ (فقہ شہنشاہ)

marfat.com

Marfat.com

بنی قریظہ میں جبریل کی آمد

بنی قریظہ میں جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کی آمد سے متعلق امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

رای الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم فی مسیرهم الی بنی قریظة دحیة بن خلیفة متوجها الیهم علی بغلة بیضاء فاخبروا به النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقال ذاک جبریل بعث الی بنی قریظة یزلزل بهم حصونهم و یقذف الرعب فی قلوبهم

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بنو قریظہ کو جاتے ہوئے دحیہ بن خلیفہ کلبی کو دیکھا کہ وہ سپید خچر پر بنو قریظہ کی طرف جا رہے ہیں صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ بتایا تو حضور نے فرمایا کہ وہ جبریل ہیں جو بنو قریظہ کی طرف بھیجے گئے ہیں وہ ان کے قلعوں کو ہلا دیں گے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ (مولف) (انوار المنان ص ۲۴۱)

۵ھ کے متفرق واقعات

(۱) اس سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔

(۲) اسی سال مسلمان عورتوں پر پردہ فرض کیا گیا۔

(۳) اسی سال حد قذف (کسی پر زنا کی تہمت لگانے کی سزا) اور لعان وظہار کے احکام نازل ہوئے۔

(۴) اسی سال تیمم کی آیت نازل ہوئی۔

(۴) اسی سال نماز خوف کا حکم نازل ہوا۔ (مولف) (سیرت مصطفیٰ)

❁......❁......❁

marfat.com
Marfat.com

قضیۂ عکل

marfat.com
Marfat.com

الله

marfat.com
Marfat.com

قضیہ عکل

۶ ھ میں عکل اور عرینہ کا قضیہ واقع ہوا۔ اس کو سریہ کرز بن جابر فہری بھی کہتے ہیں، ابن اسحاق نے کہا کہ یہ بعد غزوۂ ذی قرد ماہ جمادی الاخریٰ میں واقع ہوا اور بخاری نے اس کا ذکر حدیبیہ کے بعد ماہ ذی قعدہ میں کیا ہے اور واقدی نے ماہ شوال میں ذکر کیا ہے ابن سعد وابن حبان نے انھیں کا اتباع کیا ہے۔

صحیح بخاری کتاب المغازی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

عکل اور عرینہ کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور زبان سے اسلام کا اظہار واقرار کیا۔ پھر وہ کہنے لگے یا نبی اللہ ہم اونٹ اور بکریوں والے ہیں اور ہم اہل زراعت نہیں ہیں، ہماری زمینیں چارا اور کھجوریں نہیں اگاتی ہیں، ہم شہری زندگی کے بھی عادی نہیں ہیں۔ انھوں نے مدینہ کی آب و ہوا کو ناگوار اور گراں جانا یہ ان کے مزاج کے موافق نہ آئی اور وہ بیمار ہو گئے ان کے پیٹوں پر ورم آ گیا اور ان کا رنگ وروپ پیلا پڑ گیا۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ان کو اونٹ دے دو، دو یا تین یا دس تک حکم فرمایا اور فرمایا ان کا دودھ اور ان کا پیشاب پیو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹ مسجد قبا کے نواح میں جبل عیر کے قریب تھے انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے بموجب اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا وہ سب صحت منداور تندرست ہو گئے۔

اس مسئلہ میں علماء کے کئی قول ہیں۔

ایک یہ کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب پاک ہے اگر وہ پاک نہ ہوتا تو حضور

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پینے کا حکم نہ دیتے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ پینا علاج کی غرض سے تھا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس وحرام تو ہے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانا وحی کے ذریعہ اس قوم کے لیے مخصوص تھا تو جس سے وہ تندرست ہو کر اپنے حال پر آ گئے لیکن پھر وہ اظہار اسلام کے بعد کافر ہو گئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چرواہوں کو شہید کر کے اونٹ لے گئے۔

جب یہ خبر بارگاہ رسالت میں پہنچی تو ان کے تعاقب وتلاش میں بھیجا اور حکم دیا کہ ان کی آنکھوں میں سلاخ پھیر کے دھوپ میں ڈال دیں تاکہ مر جائیں۔ ایک روایت میں ہے کہ مقطوع الاعضا کو داغا نہ جائے جیسا کہ عام عادت ہے دست بریدہ کو داغ دیتے ہیں تاکہ خون بند ہو جائے اور ہلاکت کی طرف نہ لے جائے بخلاف ان لوگوں کے کہ انھیں داغ نہ دیں تاکہ خون جاری رہے اور وہ ہلاک ہو جائیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا ہے جو دانتوں سے زمین کو کاٹتا تھا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ مروی ہے کہ وہ پانی مانگتے تھے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تمھارے لیے جہنم کی آگ ہے۔

آنکھوں میں سلاخ پھیرنا اور ہاتھ کاٹنا اور دھوپ میں ڈالنا اور داغ نہ دینا بطریق قصاص تھا چوں کہ انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چرواہوں کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا۔

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ یہ لوگ اونٹ لے جانے سے پہلے اصحاب صفہ کی جانب آ کے بیٹھے تھے، اس مقام میں ممکن ہے کہ بعض نادان اور کم فہم لوگ یہ خیال کریں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان کی حرکتیں اور ان کا کفر پہلے ہی کیوں نہ مکشوف ہوا اور ان کو کیوں مسلمانوں کے درمیان چھوڑ دیا اور کیوں نہ

marfat.com
Marfat.com

انھیں ان کے پاس سے نکال دیا؟

یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باخبر ہونا اور ان کے انجام سے مطلع ہونا وحی اور اعلام الٰہی سے ہوتا ہے اور اس وقت ایسا نہ ہوا تھا اس میں ایسی حکمتیں ہوں گی جسے بجز علام الغیوب کے کوئی نہیں جانتا۔

یہی حکم تمام اہل کشف اور ارباب خبر اولیاء کا ہے۔

ان ناپاکوں کی تعداد آٹھ تھی اور اونٹوں کی تعداد پندرہ تھی اور لشکر بیس سواروں کا تھا۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ، جلد اول)

عکل کے لوگ صفہ میں ٹھہرے تھے

قبیلہ عکل کے لوگ جب بارگاہ رسالت میں آئے تو ان کے قیام سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :

صحیح بخاری شریف میں ہے

(باب نوم الرجال فی المسجد) و قال ابو قلابة عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قدم رهط من عکل علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فکانوا فی الصفة .

ابو قلابہ نے کہا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عکل کے کچھ لوگ بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آئے تو وہ لوگ صفہ میں ٹھہرے۔

marfat.com
Marfat.com

صفہ، مسجد نبوی کا وہ چبوترہ جس میں اصحاب صفہ رہا کرتے تھے۔ (مولف)

(فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۵۷۹۔ التبصیر المنجد)

۞......۞......۞

marfat.com
Marfat.com

صلح حدیبیہ

marfat.com
Marfat.com

انا فتحنا لک فتحا مبینا ۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر و یتم نعمتہ علیک و یہدیک صراطا مستقیما

بے شک ہم نے تمھارے لیے روشن فتح فرمادی تا کہ اللہ تمھارے سبب سے گناہ بخشے تمھارے اگلوں کے اور
تمھارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمھیں سیدھی راہ دکھاوے۔ (الفتح،۱۔۲)

marfat.com
Marfat.com

صلح حدیبیہ ۶ ھ

حدیبیہ ایک مقام کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے نو میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ مقام حل وحرم کا جامع ہے۔علماء فرماتے ہیں کہ زیادہ تر علاقہ حرم ہے۔اصل میں حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے یا کسی درخت کا جو اس مقام میں ہے اب یہ اس مقام کا نام ہی ہوگیا ہے۔وہ خاص جگہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں متعین ومعلوم تھی اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں وہ جگہ مبہم ومجہول ہوگئی،لوگ اس کے پانے اور زیارت کرنے سے محروم ہوگئے،آپ کے سفر کی سمت تو معلوم ہے لیکن مخصوص جگہ غیر یقینی ہوگئی ہے۔

صحیح بخاری میں سعید بن المسیب جو اکابر تابعین سے ہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ان حضرات میں سے تھے جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی،وہ فرماتے ہیں کہ جب دوسرے سال گئے تو ہم نے بتایا لیکن اس جگہ کو پہچان نہ سکے۔

طارق بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں حج کے لیے گیا تو میں نے ایک جماعت کو پایا جو حدیبیہ میں نماز پڑھ رہی تھی،اس زمانہ میں مکہ مکرمہ آنے کا راستہ یہی حدیبیہ تھا اب حدیبیہ داہنے ہاتھ پر رہ جاتا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جماعت دیکھی جو اس مقام کی مسجد میں نماز پڑھ رہی تھی۔میں نے پوچھا یہ مسجد کیسی ہے اور کیوں اس جگہ بنائی گئی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ جگہ اس درخت کی ہے جہاں صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس درخت کے نیچے بیعت کی تھی جسے بیعت رضوان کہتے ہیں۔

بیعۃ الرضوان

ذوالقعدہ ۶ ھ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ کے لیے روانہ ہوئے۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اندیشہ تھا کہ شاید کفار مکہ ہمیں عمرہ ادا کرنے سے

marfat.com
Marfat.com

روکیں گے اس لیے آپ نے پہلے ہی قبیلۂ خزاعہ کے ایک شخص کو مکہ بھیج دیا تھا تا کہ وہ کفار مکہ کے ارادوں کی خبر لائے۔ جب آپ کا قافلہ مقام عسفان کے قریب پہنچا تو وہ شخص یہ خبر لے کر آیا کہ کفار مکہ نے تمام قبائل عرب کے کافروں کو جمع کر کے یہ کہہ دیا ہے کہ مسلمانوں کو ہرگز ہرگز مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔

چنانچہ کفار قریش نے اپنے تمام ہمنوا قبائل کو جمع کر کے ایک فوج تیار کر لی اور مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لیے مکہ سے باہر نکل کر مقام بلدح میں پڑاؤ ڈال دیا۔ اور خالد بن ولید اور ابو جہل کا بیٹا عکرمہ یہ دونوں دو سو چنے ہوئے سواروں کا دستہ لے کر مقام ''غمیم'' تک پہنچ گئے۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راستہ میں خالد بن الولید کے سواروں کی گرد نظر آئی تو آپ نے شاہراہ سے ہٹ کر سفر شروع کر دیا اور عام راستہ سے کٹ کر آگے بڑھے اور مقام ''حدیبیہ'' میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔

مقام حدیبیہ میں پہنچ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دیکھا کہ کفار قریش کا ایک عظیم لشکر جنگ کے لیے آمادہ ہے اور ادھر یہ حال ہے کہ سب لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں، اس حالت میں جوئیں بھی نہیں مار سکتے۔ تو آپ نے مناسب سمجھا کہ کفار مکہ سے مصالحت کی گفتگو کرنے کے لیے کسی کو مکہ بھیج دیا جائے۔

چنانچہ اس کام کے لیے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرمایا لیکن انھوں نے یہ کہہ کر معذرت کر دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفار قریش میرے بہت ہی سخت دشمن ہیں اور مکہ میں میرے قبیلے کا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو مجھ کو ان کافروں سے بچا سکے۔

یہ سن کر آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ بھیجا۔ انھوں نے مکہ پہنچ کر کفار قریش کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے صلح کا پیغام پہنچایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مالداری اور اپنے قبیلہ والوں کی حمایت و پاسداری کی وجہ سے کفار قریش کی نگاہوں میں بہت زیادہ معزز تھے اس لیے کفار قریش ان پر کوئی دست درازی نہیں کر سکے بلکہ ان سے یہ کہا کہ ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ آپ

marfat.com
Marfat.com

کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے اپنا عمرہ ادا کر لیں مگر ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کبھی ہرگز ہرگز کعبہ کے قریب نہ آنے دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں بغیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ساتھ لیے کبھی ہرگز اکیلے اپنا عمرہ نہیں ادا کر سکتا۔ اس پر بات بڑھ گئی اور کفار نے آپ کو مکہ میں روک لیا۔ مگر حدیبیہ کے میدان میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ کفار قریش نے ان کو شہید کر دیا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ عثمان کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے یہ فرما کر آپ ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم سب لوگ میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرو کہ آخری دم تک تم لوگ میرے وفادار اور جاں نثار رہو گے۔ تمام صحابہ کرام نے نہایت ہی ولولہ انگیز جوش و خروش کے ساتھ جاں نثاری کا عہد کرتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔ یہی وہ بیعت ہے جس کا نام تاریخ اسلام میں ''بیعۃ الرضوان'' ہے۔

لیکن بیعۃ الرضوان ہو جانے کے بعد پتہ چلا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر غلط تھی وہ باعزت طور پر مکہ میں زندہ و سلامت تھے اور پھر وہ بخیر و عافیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر بھی ہو گئے۔

صلح حدیبیہ کیوں کر ہوئی

حدیبیہ میں سب سے پہلا شخص جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بدیل بن ورقا خزاعی تھا اس کا قبیلہ اگرچہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا مگر یہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیف اور انتہائی مخلص و خیر خواہ تھے۔ بدیل بن ورقا نے آپ کو خبر دی کہ کفار قریش نے کثیر تعداد میں فوج جمع کر لی ہے اور فوج کے ساتھ راشن کے لیے دودھ والی اونٹنیاں بھی ہیں یہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے اور آپ کو خانہ کعبہ تک نہیں پہنچنے دیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قریش کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہیں اور نہ ہم جنگ چاہتے ہیں۔ ہم یہاں صرف عمرہ ادا کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ مسلسل لڑائیوں سے قریش کو بہت کافی جانی و مالی نقصان پہنچ چکا ہے۔ لہٰذا ان کے حق میں یہی بہتر ہے کہ وہ جنگ نہ کریں بلکہ مجھ سے ایک مدت معینہ تک کے لیے صلح کا معاہدہ کرلیں اور مجھ کو اہل عرب کے ہاتھ میں چھوڑ دیں۔ اگر قریش میری بات مان لیں تو بہتر ہوگا اور اگر انھوں نے مجھ سے جنگ کی تو مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا کہ میری گردن میرے بدن سے الگ ہو جائے۔

بدیل بن ورقا آپ کا یہ پیغام لے کر کفار قریش کے پاس گیا اور کہا کہ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ایک پیغام لے کر آیا ہوں اگر تم لوگوں کی مرضی ہو تو میں ان کا پیغام تم لوگوں کو سناؤں۔ کفار قریش کے شرارت پسند لونڈے جن کا جوش ان کے ہوش پر غالب تھا شور مچانے لگے کہ نہیں، ہرگز نہیں، ہمیں ان کا پیغام سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن کفار قریش کے سنجیدہ اور سمجھ دار لوگوں نے پیغام سنانے کی اجازت دے دی اور بدیل بن ورقا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت صلح کو ان لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔

یہ سن کر قبیلہ قریش کا ایک بہت ہی معمر اور معزز سردار عروہ بن مسعود ثقفی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ اے قریش کیا میں تمھارا باپ نہیں؟ سب نے کہا کہ کیوں نہیں پھر اس نے کہا کہ کیا تم لوگ میرے بچے نہیں؟ سب نے کہا کہ کیوں نہیں پھر اس نے کہا کہ میرے بارے میں تم لوگوں کو کوئی بدگمانی تو نہیں؟ سب نے کہا کہ نہیں ہرگز نہیں۔ اس کے بعد عروہ بن مسعود نے کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بہت سمجھداری اور بھلائی کی بات پیش کر دی لہٰذا تم لوگ مجھے اجازت دو کہ میں ان سے مل کر معاملات طے کروں۔ سب نے اجازت دے دی کہ بہت اچھا، آپ جایئے۔

عروہ بن مسعود وہاں سے چل کر حدیبیہ کے میدان میں پہنچا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

marfat.com
Marfat.com

مخاطب کر کے یہ کہا کہ بدیل بن ورقا کی زبانی آپ کا پیغام ہمیں ملا۔اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ اگر آپ نے لڑ کر قریش کو برباد کر کے دنیا سے نیست و نابود کر دیا تو مجھے بتائیے کہ کیا آپ سے پہلے کبھی کسی عرب نے اپنی ہی قوم کو برباد کیا ہے؟ اور اگر لڑائی میں قریش کا پلہ بھاری پڑا تو آپ کے ساتھ جو یہ لشکر ہے میں ان میں سے ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ سب آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔عروہ بن مسعود کا یہ جملہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صبر و ضبط کی تاب نہ رہی انھوں نے تڑپ کر کہا اے عروہ! چپ تو جا، اپنی دیوی ''لات'' کی شرمگاہ چوس کیا ہم بھلا اللہ کے رسول کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

عروہ بن مسعود نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ ابوبکر ہیں، عروہ بن مسعود نے کہا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔اے ابوبکر اگر تیرا ایک احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا بدلہ میں اب تک تجھ کو نہیں دے سکا ہوں تو میں تیری اس تلخ گفتگو کا جواب دیتا۔

عروہ بن مسعود اپنے کو سب سے بڑا آدمی سمجھتا تھا اس لیے جب بھی وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی بات کہتا تو ہاتھ بڑھا کر آپ کی ریش مبارک پکڑ لیتا تھا اور بار بار آپ کی مقدس داڑھی پر ہاتھ ڈالتا تھا۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ننگی تلوار لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے تھے وہ عروہ بن مسعود کی اس جرأت اور حرکت کو برداشت نہ کر سکے اور عروہ بن مسعود جب ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو وہ تلوار کا قبضہ اس کے ہاتھ پر مار کر اس سے کہتے کہ ریش مبارک سے اپنا ہاتھ ہٹا لے۔عروہ بن مسعود نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں تو عروہ بن مسعود نے ڈانٹ کر کہا کہ اے دغاباز! کیا میں تیری عہد شکنی کو سنبھالنے کی کوشش نہیں کر رہا ہوں (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند آدمیوں کو قتل کر دیا تھا جس کا خون بہا عروہ بن مسعود نے اپنے پاس سے ادا کیا تھا، یہ اسی طرف اشارہ تھا)

marfat.com
Marfat.com

اس کے بعد عروہ بن مسعود صحابہ کرام کو دیکھنے لگا اور پوری لشکر گاہ کو دیکھ بھال کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ عروہ بن مسعود نے حدیبیہ کے میدان میں صحابہ کرام کی حیرت انگیز اور تعجب خیز عقیدت و محبت کا جو منظر دیکھا تھا اس نے اس کے دل پر بڑا عجیب اثر ڈالا چنانچہ اس نے قریش کے لشکر میں پہنچ کر اپنا تاثر ان لفظوں میں بیان کیا۔

اے میری قوم! خدا کی قسم جب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا کھنکھار تھوکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی میں پڑتا ہے اور وہ فرط عقیدت سے اس کو اپنے چہرے اور اپنی کھال پر مل لیتا ہے اور اگر وہ کسی بات کا ان لوگوں کو حکم دیتے ہیں تو سب کے سب اس کی تعمیل کے لیے جھپٹ پڑتے ہیں اور وہ جب وضو کرتے ہیں تو ان کے اصحاب ان کے وضو کے دھوون کو اس طرح لوٹتے ہیں گویا ان میں تلوار چل پڑے گی اور وہ جب کوئی گفتگو کرتے ہیں تو تمام اصحاب خاموش ہو جاتے ہیں اور ان کے ساتھیوں کے دلوں میں ان کی اتنی زبردست عظمت ہے کہ کوئی شخص ان کی طرف نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا۔

اے میری قوم! خدا کی قسم میں نے بہت سے بادشاہوں کا دربار دیکھا ہے۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی باریاب ہو چکا ہوں مگر خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے جتنی تعظیم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔

عروہ بن مسعود کی یہ گفتگو سن کر قبیلۂ بنی کنانہ کے ایک شخص نے جس کا نام "حلیس" تھا کہا کہ تم لوگ مجھ کو اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں قریش نے کہا کہ ضرور جائیے۔ چنانچہ یہ شخص جب بارگاہ رسالت کے قریب پہنچا تو آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں لہٰذا تم لوگ قربانی کے جانوروں کو اس کے سامنے کھڑا کر دو اور سب لوگ "لبیک" پڑھنا شروع کر دو۔ اس شخص نے جب قربانی کے جانوروں کو دیکھا اور احرام کی حالت

marfat.com
Marfat.com

میں صحابہ کرام کو" لبیک "پڑھتے ہوئے سنا تو کہا کہ سبحان اللہ! بھلا ان لوگوں کو کس طرح مناسب ہے کہ بیت اللہ سے روک دیا جائے؟

وہ فوراً ہی پلٹ کر کفار قریش کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آ رہا ہوں کہ قربانی کے جانور ان لوگوں کے ساتھ ہیں اور سب احرام کی حالت میں ہیں لہٰذا میں کبھی بھی یہ رائے نہیں دے سکتا کہ ان لوگوں کو خانہ کعبہ سے روک دیا جائے۔

اس کے بعد ایک شخص کفار قریش کے لشکر میں سے کھڑا ہو گیا جس کا نام مکرز بن حفص تھا اس نے کہا کہ مجھ کو تم لوگ وہاں جانے دو، قریش نے کہا تم بھی جاؤ۔ چنانچہ یہ چلا جب یہ نزدیک پہنچا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مکرز ہے یہ بہت ہی لچا آدمی ہے۔ اس نے آپ سے گفتگو شروع کی ابھی اس کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ناگہاں سہیل بن عمرو آ گیا اس کو دیکھ کر آپ نے نیک فالی کے طور پر یہ فرمایا کہ سہیل آ گیا لو اب تمہارا معاملہ سہل ہو گیا۔

چنانچہ سہیل نے آتے ہی کہا کہ آیئے ہم اور آپ اپنے اور آپ کے درمیان معاہدہ کی ایک دستاویز لکھ لیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو منظور فرما لیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دستاویز لکھنے کے لیے طلب فرمایا۔ سہیل بن عمرو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان دیر تک صلح کے شرائط پر گفتگو ہوتی رہی۔ بالآخر چند شرطوں پر دونوں کا اتفاق ہو گیا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سہیل نے کہا کہ ہم "رحمٰن" کو نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے؟ آپ باسمک اللھم لکھوایئے جو ہمارا اور آپ کا پرانا دستور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مسلمانوں نے کہا کہ ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سوا کوئی دوسرا لفظ نہیں لکھیں گے۔ مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سہیل کی بات مان لی اور فرمایا کہ اچھا اے علی باسمک اللھم ہی لکھ دو۔

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ عبارت لکھوائی

ھذا ما قضی علیہ محمد رسول اللہ.

یعنی یہ وہ شرائط ہیں جن پر قریش کے ساتھ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے صلح کا فیصلہ کیا۔

سہیل پھر بھڑک گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم اگر ہم جان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللہ سے روکتے نہ آپ کے ساتھ جنگ کرتے۔ لیکن آپ ''محمد بن عبداللہ'' لکھئے۔

آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ تم لوگ میری رسالت کو جھٹلاتے ہو۔ یہ کہہ کر آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ محمد رسول اللہ کو مٹا دو اور اس کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھ دو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ کون مسلمان آپ کا فرماں بردار ہو سکتا ہے لیکن محبت کے عالم میں کبھی کبھی ایسا مقام بھی آجاتا ہے کہ سچے محب کو بھی اپنے محبوب کی فرماں برداری سے محبت ہی کے جذبے میں انکار کرنا پڑتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کے نام کو تو کبھی ہرگز ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا مجھے دکھاؤ میرا نام کہاں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جگہ پر انگلی رکھ دی آپ نے وہاں سے ''رسول اللہ'' کا لفظ مٹا دیا، بہر حال صلح کی تحریر مکمل ہوگئی۔

اس دستاویز میں یہ طے کر دیا گیا کہ فریقین کے درمیان دس سال تک لڑائی بالکل موقوف رہے گی۔

marfat.com
Marfat.com

صلح نامہ کی باقی دفعات اور شرطیں یہ تھیں کہ :

(۱) مسلمان اس سال بغیر عمرہ ادا کیے واپس چلے جائیں۔

(۲) آئندہ سال عمرہ کے لیے آئیں اور صرف تین دن مکہ میں ٹھہر کر واپس چلے جائیں۔

(۳) تلوار کے سوا کوئی دوسرا ہتھیار لے کر نہ آئیں تلوار بھی نیام کے اندر رکھ کر تھیلے وغیرہ میں بند ہو۔

(۴) مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو اس کو نہ روکیں۔

(۵) کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر مدینہ چلا جائے تو واپس کر دیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ میں چلا جائے تو وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔

(۶) قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کر لیں۔

یہ شرطیں ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اور صحابہ کرام کو اس پر بڑی زبردست ناگواری ہو رہی تھی مگر وہ فرمان رسالت کے خلاف دم مارنے سے مجبور تھے۔

جب صلح نامہ مکمل ہو گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ اٹھو اور قربانی کرو اور سر منڈا کر احرام کھول دو۔ مسلمانوں کی ناگواری اور ان کے غیظ و غضب کا یہ عالم تھا کہ فرمان نبوی سن کر ایک شخص بھی نہیں اٹھا مگر ادب کے خیال سے کوئی ایک لفظ بول بھی نہ سکا۔ آپ نے حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کا تذکرہ فرمایا تو انھوں نے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ کسی سے کچھ بھی نہ کہیں اور خود آپ اپنی قربانی کر لیں اور بال ترشوا لیں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔

جب صحابہ کرام نے آپ کو قربانی کر کے احرام اتارتے دیکھ لیا تو پھر وہ لوگ مایوس ہو گئے کہ اب آپ اپنا فیصلہ نہیں بدل سکتے تو سب لوگ قربانی کرنے لگے اور ایک دوسرے کے بال تراشنے لگے مگر اس

marfat.com
Marfat.com

قدر رنج وغم میں بھرے ہوئے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک دوسرے کو قتل کر ڈالے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

فتح مبین

اس صلح کو تمام صحابہ نے ایک مغلوبانہ صلح اور ذلت آمیز معاہدہ سمجھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے جو رنج وصدمہ گزرا وہ بیان سے باہر ہے مگر اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ

انا فتحنا لک فتحا مبینا .

اے حبیب ہم نے آپ کو فتح مبین عطا کی۔

خداوند قدوس نے اس صلح کو "فتح مبین" بتایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ فتح ہے۔

گو اس وقت اس صلح نامہ کے بارے میں صحابہ کے خیالات اچھے نہیں تھے مگر اس کے بعد کے واقعات نے بتادیا کہ درحقیقت یہی صلح تمام فتوحات کی کنجی ثابت ہوئی اور سب نے مان لیا کہ واقعی صلح حدیبیہ ایک ایسی فتح مبین تھی جو مکہ میں اشاعت اسلام بلکہ فتح مکہ کا ذریعہ بن گئی۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

صلح حدیبیہ میں حکمتیں

صلح حدیبیہ کی بعض دفعات اگرچہ مسلمانوں کے لیے ذلت انگیز وتوہین آمیز تھیں مگر ان میں جو اسرار وحکمتیں مضمر وپوشیدہ تھیں انھیں نگاہ نبوت کے سوا کوئی نہ دیکھ سکا اور یہ کہ مصلحت خداوندی بھی یہی تھی اس مضمون کو امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ قرآن کے حوالے سے انداز میں تحریر فرماتے ہیں:

marfat.com
Marfat.com

و لو لا رجال مومنون و نساء مومنات لم تعلموهم ان تطؤهم فتصيبكم منهم معرة بغير علم ليدخل الله في رحمته من يشاء و لو تزيلوا لعذبنا الذين كفروا منهم عذابا اليما.

اور اگر نہ ہوتے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں جن کی تمھیں خبر نہیں کہیں تم انھیں روند ڈالو تو ان سے تمھیں انجانے میں مشقت پہنچے تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں لے لے وہ اگر الگ ہو جاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

یہ فتح مکہ سے پہلے کا ذکر ہے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرے کے لیے مکہ معظمہ تشریف لائے ہیں اور کافروں نے مقام حدیبیہ میں روکا، شہر میں نہ جانے دیا، صلح پر فیصلہ ہوا۔ ظاہر کی نظر میں اسلام کے لیے ایک دبتی ہوئی بات تھی اور حقیقت میں ایک بڑی فتح نمایاں تھی جسے اللہ عزوجل نے **انا فتحنا لک فتحا مبینا** فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسکین کو یہ آیت نازل فرمائی کہ اس سال تمھیں داخل مکہ نہ ہونے دینے میں کئی حکمتیں تھیں۔ مکہ معظمہ میں بہت مرد و عورت مغلوبی کے سبب خفیہ مسلمان ہیں جن کی تمھیں خبر نہیں تم قہراً جاتے تو وہ بھی تیغ و بند کے روندنے میں آجاتے اور ان کے سوا بھی وہ لوگ ہیں جو ہنوز کافر ہیں اور عنقریب اللہ انھیں اپنی رحمت میں لے گا، اسلام دے گا، ان کا قتل منظور نہیں، ان وجوہ سے کفار مکہ پر سے عذاب قتل وقہر موقوف رکھا گیا یہ سب لوگ الگ ہو جاتے تو ہم ان کافروں پر عذاب فرماتے۔ (الامن والعلی)

عمر فاروق کا جوش وجذبہ

صلح حدیبیہ کی بعض شرائط صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بے حد گراں گزریں خصوصاً امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے بے انتہا غمگین وملول ہوئے اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک موقع پر فرماتے ہیں:

marfat.com
Marfat.com

جب صلح حدیبیہ ہوئی اور مسلمان اس سال مکہ معظمہ جانے سے باز رکھے گئے یہ امر ان پر بالخصوص امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سخت شاق گزرا۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب عزوجل نے سفر حدیبیہ سے پہلے خواب دکھایا تھا کہ حضور مع صحابہ کرام مسجد الحرام میں بامن وامان داخل ہوئے اور مناسک حج ادا فرمائے۔

صحابہ کا گمان تھا کہ اس خواب کی تصدیق اسی سفر میں واقع ہوگی جب کہ اس سال واپسی کی ٹھہری۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی :

یارسول اللہ: کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟

فرمایا : ضرور۔

عرض کی : کیا ہمارے شہداء جنت میں اور ان کے مقتولین نار میں نہیں؟

فرمایا : کیوں نہیں

عرض کی : پھر ہم اپنے دین میں دبی کیوں رکھیں؟

فرمایا : میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہ کروں گا اور وہ ضرور میری مدد فرمائے گا۔

عرض کی : کیا حضور نے ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ہم کعبہ معظمہ جائیں گے اور طواف بجالائیں گے؟

فرمایا : ہاں خبر دی تھی پھر کیا یہ فرمادیا تھا کہ اسی سال؟

عرض کی : نہ

فرمایا : تو ضرور تم کعبہ جاؤ گے اور طواف بجالاؤ گے۔

marfat.com
Marfat.com

فاروق اعظم اس تمنا پر کہ شاید صدیق شفاعت کریں اور ان کی مراد کہ کفار سے جہاد اور بالجبر داخلہ کعبہ معظمہ سے حاصل ہو جائے خدمت صدیق میں حاضر ہوئے اور گزارش کی۔

کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟

فرمایا : ضرور

کہا : کیا ہمارے شہداء جنت میں اور ان کے مقتولین نار میں نہیں؟

فرمایا : کیوں نہیں۔

کہا : پھر ہم اپنے دین میں دبتی کیوں رکھیں؟

فرمایا : اے شخص وہ اللہ کے رسول ہیں اور اس کی نافرمانی نہ کریں گے اور وہ ضرور ان کی مدد فرمائے گا ان کی رکاب تھام لے کہ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں۔

کہا : کیا ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ہم کعبہ معظمہ جائیں گے اور طواف بجالائیں گے؟

فرمایا : ہاں، خبر دی تھی پھر کیا یہ فرمادیا تھا کہ اسی سال؟

کہا : نہ۔

فرمایا : تو ضرور تم کعبہ جاؤ گے اور طواف بجالاؤ گے۔

دیکھو بعینہ حرف بحرف وہی جواب ہیں۔ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے۔ یہ وہی بات ہے کہ قلب صدیقی آئینہ قلب حضور سید الکائنات ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وکرم۔ (ماخوذ از: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول)

marfat.com
Marfat.com

صحابہ کی غایت تعظیم

صحابہ کرام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے پناہ تعظیم وتکریم بجالاتے تھے خواہ سفر میں ہو یا حضر میں، رزم میں ہو یا بزم میں زندگی کے ہر موڑ پر صحابہ کرام حضور کے ادب واحترام کا خیال رکھتے تھے اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حدیبیہ میں صحابہ کرام کی غایت تعظیم کا واقعہ یوں بیان فرمایا ہے۔

عن مسور بن مخرمة و مروان بن الحکم فی حدیث طویل فی قصة الحدیبیة ثم ان عروة جعل یرمق اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعینیہ قال فو اللہ ما تنخم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نخامة الا وقعت فی کف رجل منھم فدلک بھا وجھه و جلده و اذا امرھم ابتدروا امره و اذا توضأ کادوا یقتتلون علی وضوئه و اذا تکلم خفضوا اصواتھم عنده و ما یحدون النظر الیه تعظیما له فرجع عروة الی اصحابه فقال ای قوم و اللہ لقد وفدت علی الملوک و وفدت علی قیصر و کسریٰ و النجاشی و اللہ ان ما رأیت ملکا قط یعظمه اصحابه ما یعظم اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمدا.

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم حدیبیہ کے طویل مقدمے میں ذکر کرتے ہیں کہ عروہ اصحاب نبی کو گھور رہا تھا اس نے کہا کہ بخدا رسول اللہ نے جب بھی ناک سنکی تو کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں پڑی اور اس نے اپنے چہرے پر ملی اور اپنے جسم پر لگائی جب آپ نے حکم دیا تو انھوں نے ماننے میں جلدی کی، جب آپ وضو فرماتے تو وہ وضو کا پانی لینے پر لڑنے کے قریب ہو جاتے اور جب گفتگو فرماتے تو صحابہ اپنی آوازیں پست کر لیتے اور آپ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف نگاہ نہ کر پاتے تھے تو وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آیا اور کہا میں قیصر و کسریٰ ونجاشی کے درباروں میں آیا مگر ایسا کوئی بادشاہ نہ دیکھا جس کی تعظیم اس کے ساتھی ایسے کرتے ہوں جیسی محمد کی ان کے اصحاب کرتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(قمر التمام از مجموعہ رسائل ۸۷)

marfat.com

Marfat.com

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے۔

صحیح بخاری شریف وغیرہ کتب حدیث میں ہے جب عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سال حدیبیہ قریش کی طرف سے خدمت اقدس حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں حاضر ہوئے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا۔

انہ لا یتوضا الا ابتدروا وضوءہ و کادوا یقتتلون علیہ و لا یبصق بصاقا و لا یتنخم نخامۃ الا تلقوھا باکفھم فدلکوا بھا وجوھھم و اجسادھم . الحدیث .

یعنی جب حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے ہیں حضور کے آب وضو پر بے تابانہ دوڑتے ہیں قریب ہوتا ہے کہ آپس میں کٹ مریں اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعاب دہن مبارک ڈالتے یا کھنکھارتے ہیں اسے ہاتھوں میں لیتے اور اپنے چہروں اور بدنوں پر ملتے ہیں۔

(ابر المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال)

ناقہ قصواء

واقعۂ حدیبیہ کے موقع پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس ناقہ پر تشریف فرما تھے اس کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی نے ایک مقام پر تحریر فرمایا ہے۔

جب واقعۂ حدیبیہ میں ناقۂ قصواء شریف بیٹھ گیا اور لوگوں نے کہا ناقہ نے سرکشی کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہ اس نے سرکشی کی نہ اس کی یہ عادت و لکن حبسھا حابس الفیل .

بلکہ اسے حابس فیل نے روک دیا۔ یعنی جس نے ابرہہ کے ہاتھی کو بٹھا دیا اور کعبہ معظمہ پر حملہ کرنے سے روکا تھا۔ عز جلالہ۔ (نقہ شہنشاہ)

marfat.com
Marfat.com

انگلیوں سے پانی کا چشمہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے بار ہا پانی کا چشمہ رحمت جاری ہوا جس سے صحابہ کرام سیراب وشاد کام ہوئے مقام حدیبیہ میں بھی اسی طرح کا ایک معجزہ سامنے آیا، امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ :

واقعہ حدیبیہ میں انگشتان اقدس سے پانی کا دریا کی طرح جوش مارنا اور چودہ پندرہ سو آدمی کا علیٰ اختلاف الروایات اسے پینا اور وضو کرنا اور بقیہ توشہ کو جمع کر کے دعا فرمانا اور اس سے لشکر کے سب برتن بھر دینا اور اسی قدر باقی بچ رہنا، ایسے معجزات ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

(قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

درخت کاٹ دیا گیا

نسیم الریاض میں ہے:

روی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما من انه قطع الشجرة التی وقعت تحتها البیعة لئلا یفتتن الناس لقرب عهدهم بالجاهلية .

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے اس درخت کو کاٹ دیا تھا جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی کیوں کہ لوگ زمانہ جاہلیت سے قریب تھے تو فتنے کا احتمال تھا۔ یعنی اس کی پرستش و پوجا کا احتمال تھا جیسا کہ لوگ جاہلیت کے زمانہ میں کرتے تھے۔ (مولف)

(ابر المقال فی استحسان قبلة الاجلال)

marfat.com
Marfat.com

سلاطین عالم کے نام خطوط

و

دعوت اسلام

اندھے شیشے جھلا جھل دمکنے لگے
جلوہ ریزی دعوت پہ لاکھوں سلام

marfat.com
Marfat.com

با اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئا و لا یتخذ
بعضنا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

تم فرماؤ اے کتابیوں ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ (آل عمران:٦٤)

marfat.com
Marfat.com

سلاطین عالم کے نام خطوط ودعوت اسلام

۶ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد جب جنگ وجدال کے خطرات ٹل گئے اور ہر طرف امن وسکون کی فضا پیدا ہوگئی تو چوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا دائرہ صرف خطہ عرب ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ تمام عالم کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اس لیے آپ نے ارادہ فرمایا کہ اسلام کا پیغام تمام دنیا میں پہنچا دیا جائے۔

چنانچہ آپ نے روم کے بادشاہ ''قیصر'' فارس کے بادشاہ ''کسریٰ'' حبشہ کے بادشاہ ''نجاشی'' مصر کے بادشاہ ''عزیز'' اوردوسرے سلاطین عرب وعجم کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے۔

صحابہ کرام میں سے کون کون حضرات ان خطوط کو لے کر کن کن بادشاہوں کے دربار میں گئے ان کی فہرست کافی طویل ہے مگر ایک ہی دن چھ خطوط لکھوا کر اور اپنی مہر لگا کر جن چھ قاصدوں کو جہاں جہاں آپ نے روانہ فرمایا وہ یہ ہیں۔

(۱)	حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ہرقل قیصر روم کے دربار میں
(۲)	حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	خسرو پرویز شاہ ایران کے دربار میں
(۳)	حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مقوقس عزیز مصر کے دربار میں
(۴)	حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	نجاشی بادشاہ حبشہ کے دربار میں
(۵)	حضرت سلیط بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ہوزہ بادشاہ یمامہ کے دربار میں
(۶)	حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حارث غسانی والی غسان کے دربار میں

marfat.com
Marfat.com

نامہ مبارک اور قیصر

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقدس خط لے کر بصریٰ تشریف لے گئے اور وہاں قیصر روم کے گورنر شام حارث غسانی کو دیا، اس نے اس نامہ مبارک کو بیت المقدس بھیج دیا کیوں کہ قیصر روم (ہرقل) ان دنوں بیت المقدس کے دورہ پر آیا ہوا تھا۔ قیصر کو جب یہ مبارک خط ملا تو اس نے حکم دیا کہ قریش کا کوئی آدمی ملے تو اس کو ہمارے دربار میں حاضر کرو۔ قیصر کے حکام نے تلاش کیا تو اتفاق سے ابوسفیان اور عرب کے کچھ دوسرے تاجر مل گئے یہ سب لوگ قیصر کے دربار میں لائے گئے قیصر نے بڑے طمطراق کے ساتھ دربار منعقد کیا اور تاج شاہی پہن کر تخت پر بیٹھا اور تخت کے گرد اراکین سلطنت، بطارقہ اور احبار ورہبان وغیرہ صف باندھے کھڑے ہو گئے، اسی حالت میں عرب کے تاجروں کا گروہ دربار میں حاضر کیا گیا اور شاہی محل کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے پھر قیصر نے ترجمان کو بلایا اور اس کے ذریعہ گفتگو شروع کی۔

سب سے پہلے قیصر نے یہ سوال کیا کہ عرب میں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تم میں سے ان کا سب سے قریبی رشتہ دار کون ہے؟ ابوسفیان نے کہا کہ میں، قیصر نے ان کو سب سے آگے کیا اور دوسرے عربوں کو ان کے پیچھے کھڑا کیا اور کہا کہ دیکھو اگر ابوسفیان کوئی غلط بات کہے تو تم لوگ اس کا جھوٹ ظاہر کر دینا، پھر قیصر اور ابوسفیان میں جو مکالمہ ہوا وہ یہ ہے۔

قیصر : مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے؟

ابوسفیان : ان کا خاندان شریف ہے۔

قیصر : کیا اس خاندان میں ان سے پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟

ابوسفیان : نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

قیصر : کیاان کے باپ داداؤں میں کوئی بادشاہ تھا؟

ابوسفیان : نہیں۔

قیصر : جن لوگوں نے ان کا دین قبول کیا ہے وہ کمزور لوگ ہیں یا صاحب اثر؟

ابوسفیان : کمزور لوگ ہیں۔

قیصر : ان کے متبعین بڑھ رہے ہیں یا گھٹتے جارہے ہیں؟

ابوسفیان : بڑھتے جارہے ہیں۔

قیصر : کیا کوئی ان کے دین میں داخل ہوکر پھراس کو ناپسند کر کے پلٹ بھی جاتا ہے؟

ابوسفیان : نہیں۔

قیصر : کیا نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے تم لوگ انھیں جھوٹا سمجھتے تھے؟

ابوسفیان : نہیں۔

قیصر : کیا وہ کبھی عہد شکنی اور وعدہ خلافی بھی کرتے ہیں؟

ابوسفیان : ابھی تک تو نہیں کی ہے لیکن اب ہمارے اوران کے درمیان (حدیبیہ) میں جوایک نیا معاہدہ ہوا ہے معلوم نہیں اس میں وہ کیا کریں گے۔

قیصر : کیا کبھی تم لوگوں نے ان سے جنگ بھی کی؟

ابوسفیان : ہاں۔

قیصر : نتیجۂ جنگ کیا رہا؟

ابوسفیان : کبھی ہم جیتے کبھی وہ۔

قیصر : وہ تمھیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟

marfat.com
Marfat.com

ابوسفیان : وہ کہتے ہیں کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو کسی اور کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ بتوں کو چھوڑو، نماز پڑھو، سچ بولو، پاکدامنی اختیار کرو، رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

اس سوال و جواب کے بعد قیصر نے کہا کہ تم نے ان کو خاندانی شریف بتایا اور تمام پیغمبروں کا یہی حال ہے کہ ہمیشہ پیغمبر اچھے خاندانوں ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ تم نے کہا کہ ان کے خاندان میں کبھی کسی اور نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، اگر ایسا ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ یہ شخص اوروں کی نقل اتار رہا ہے۔ تم نے اقرار کیا ہے کہ ان کے خاندان میں کبھی کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے اگر یہ بات ہوتی تو میں سمجھ لیتا کہ یہ شخص اپنے آبا و اجداد کی بادشاہی کا طلب گار ہے۔

تم مانتے ہو کہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے وہ کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولے تو جو شخص انسانوں سے جھوٹ نہیں بولتا بھلا وہ خدا پر کیوں کر جھوٹ باندھ سکتا ہے تم کہتے ہو کہ کمزور لوگوں نے ان کے دین کو قبول کیا ہے تو سن لو ہمیشہ ابتدا میں پیغمبروں کے متبعین مفلس اور کمزور ہی لوگ ہوتے رہے ہیں۔ تم نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ان کی پیروی کرنے والے بڑھتے ہی جا رہے ہیں تو ایمان کا معاملہ ہمیشہ ایسا ہی رہا ہے کہ اس کے ماننے والوں کی تعداد ہمیشہ بڑھتی ہی جاتی ہے۔

تم کو یہ تسلیم ہے کہ کوئی ان کے دین سے پھر کر مرتد نہیں ہو رہا ہے تو تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ایمان کی شان ایسی ہی ہوا کرتی ہے کہ جب اس کی لذت کسی کے دل میں گھر کر لیتی ہے تو پھر وہ کبھی نکل نہیں سکتی۔ تمھیں اس کا اعتراف ہے کہ انھوں نے کبھی کوئی غداری اور بدعہدی نہیں کی ہے تو رسولوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ کبھی کوئی دغا فریب کا کام کرتے ہی نہیں۔

تم نے ہمیں بتایا کہ وہ خدائے واحد کی عبادت، شرک سے پرہیز، بت پرستی سے ممانعت، پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں، تو سن لو کہ تم نے جو کچھ کہا ہے اگر یہ صحیح ہے تو وہ عنقریب اس جگہ کے

marfat.com
Marfat.com

مالک ہو جائیں گے جہاں اس وقت میرے قدم ہیں۔

اور میں جانتا ہوں کہ ایک رسول کا ظہور ہونے والا ہے مگر میرا یہ گمان نہیں تھا کہ وہ رسول تم عربوں میں سے ہوگا اگر میں یہ جان لیتا کہ میں ان کی بارگاہ میں پہنچ سکوں گا تو میں تکلیف اٹھا کر وہاں تک پہنچتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو میں ان کا پاؤں دھوتا۔

قیصر نے اپنی اس تقریر کے بعد حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر سنایا جائے۔

نامہ مبارک کی عبارت یہ تھی:

بسم الله الرحمن الرحيم

من محمد عبد الله و رسوله الى هرقل عظيم الروم سلام على من اتبع الهدى .

أما بعد فاني ادعوک بدعاية الاسلام اسلم تسلم يوتک الله اجرک مرتين فان توليت فان عليک اثم الاريسيين ، يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا و بينكم ان لا نعبد الا الله و لا نشرک به شيئا و لا يتخذ بعضنا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون .

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ اللہ کے بندے اور رسول محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف سے یہ خط ہرقل کے نام ہے جو روم کا بادشاہ ہے۔ اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کا پیرو ہے اس کے بعد میں تجھ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں تو مسلمان ہو جا تو سلامت رہے گا، خدا تجھ کو دوگنا ثواب دے گا اور اگر تو نے روگردانی کی تو تیری تمام رعایا کا گناہ تجھ پر ہوگا، اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور ہم میں سے بعض لوگ دوسرے بعض لوگوں کو خدا نہ بنائیں اور اگر تم نہیں مانتے تو گواہ ہو جاؤ کہ ہم مسلمان ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

قیصر نے ابوسفیان سے جو گفتگو کی اس سے اس کے درباری پہلے ہی انتہائی برہم اور بیزار ہو چکے تھے، اب یہ خط سنا، پھر جب قیصر نے ان لوگوں سے یہ کہا اے جماعت روم! اگر تم اپنی فلاح اور اپنی بادشاہی کی بقا چاہتے ہو تو اس نبی کی بیعت کرلو تو درباریوں میں اس قدر ناراضگی اور بیزاری پھیل گئی کہ وہ لوگ جنگلی گدھوں کی طرح بدک بدک کر دربار سے دروازوں کی طرف بھاگنے لگے مگر چوں کہ تمام دروازے بند تھے اس لیے وہ لوگ باہر نہ نکل سکے، جب قیصر نے اپنے درباریوں کی نفرت کا یہ منظر دیکھا تو وہ ان لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا اور اس نے کہا کہ ان درباریوں کو بلاؤ جب سب آ گئے تو قیصر نے کہا کہ ابھی ابھی میں نے تمہارے سامنے جو کچھ کہا اس سے میرا مقصد تمہارے دین کی پختگی کا امتحان لینا تھا تو میں نے دیکھ لیا کہ تم لوگ اپنے دین میں بہت پکے ہو۔ یہ سن کر تمام درباری قیصر کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اور ابوسفیان وغیرہ دربار سے نکال دیئے گئے اور دربار برخواست ہو گیا۔ چلتے وقت ابوسفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب یقیناً ابو کبشہ کے بیٹے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا معاملہ بہت بڑھ گیا دیکھ لو رومیوں کا بادشاہ ان سے ڈر رہا ہے۔

قیصر چوں کہ توراۃ وانجیل کا ماہر اور علم نجوم سے واقف تھا اس لیے وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور سے باخبر تھا اور ابوسفیان کی زبان سے حالات سن کر اس کے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہو گیا تھا مگر سلطنت کی حرص وہوس کی آندھیوں نے اس چراغ ہدایت کو بجھا دیا اور وہ اسلام کی دولت سے محروم رہ گیا۔

کسریٰ کا انجام

تقریباً اسی مضمون کے خطوط دوسرے بادشاہوں کے پاس بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روانہ فرمائے شہنشاہ ایران خسرو پرویز کے دربار میں جب نامہ مبارک پہنچا تو صرف اتنی سی بات پر اس کے غرور اور گھمنڈ کا پارہ اتنا چڑھ گیا کہ اس نے کہا کہ اس خط میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے میرے نام

marfat.com
Marfat.com

سے پہلے اپنا نام کیوں لکھا؟ یہ کہہ کر اس نے فرمان رسالت کو پھاڑ ڈالا اور پرزے پرزے کر کے خط کو زمین پر پھینک دیا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ

مزق کتابی مزق الله ملكه

اس نے میرے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا خدا اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

چنانچہ اس کے بعد ہی خسرو پرویز کو اس کے بیٹے "شیرویہ" نے رات میں سوتے ہوئے اس کا شکم پھاڑ کر اس کو قتل کر دیا اور اس کی بادشاہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی یہاں تک کہ حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں یہ حکومت صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔

نجاشی کا کردار

نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس جب فرمان رسالت پہنچا تو اس نے کوئی بے ادبی نہیں کی، اس معاملہ میں مورخین کا اختلاف ہے کہ اس نجاشی نے اسلام قبول کیا یا نہیں؟

مگر مواہب لدنیہ میں لکھا ہوا ہے کہ یہ نجاشی جس کے پاس اعلان نبوت کے پانچویں سال مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے گئے تھے اور ۶ ھ میں جس کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خط بھیجا اور ۹ ھ میں جس کا انتقال ہوا اور مدینہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کی نماز جنازہ پڑھائی اس کا نام "اصحمہ" تھا اور یہ بلا شبہ مسلمان ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے بعد جو نجاشی تخت پر بیٹھا اس کے پاس بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام کا دعوت نامہ بھیجا تھا مگر اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ اس نجاشی کا نام کیا تھا اور اس نے اسلام قبول کیا یا نہیں؟

مشہور یہ ہے کہ یہ دونوں مقدس خطوط اب تک سلاطین حبشہ کے پاس موجود ہیں اور وہ لوگ اس کا بے حد ادب و احترام کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

شاہ مصر کا برتاؤ

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''مقوقس''، مصرو اسکندریہ کے بادشاہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا۔ وہ نہایت ہی اخلاق کے ساتھ قاصد سے ملا اور فرمان نبوی کو بہت ہی تعظیم وتکریم کے ساتھ پڑھا مگر مسلمان نہیں ہوا۔

ہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں چند چیزوں کا تحفہ بھیجا۔ دولونڈیاں جن میں ایک حضرت ماریہ قبطیہ تھیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حرم میں داخل ہوئیں اور انھیں کے شکم مبارک سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ دوسری حضرت سیرین تھیں جن کو آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمادیا۔ ان کے بطن سے حضرت حسان کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

ان دونوں لونڈیوں کے علاوہ ایک سفید گدھا جس کا نام ''یعفور'' تھا اور ایک سفید خچر جو ''دلدل'' کہلاتا تھا۔ ایک ہزار مثقال سونا، ایک غلام کچھ شہد اور کچھ کپڑے بھی تھے۔

بادشاہ یمامہ کا جواب

حضرت سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ''ہوزہ'' بادشاہ یمامہ کے پاس خط لے کر پہنچے تو اس نے بھی قاصد کا احترام کیا لیکن اسلام قبول نہیں کیا اور جواب میں یہ لکھا کہ آپ جو باتیں کہتے ہیں وہ نہایت اچھی ہیں اگر آپ اپنی حکومت میں سے کچھ مجھے بھی حصہ دیں تو میں آپ کی پیروی کروں گا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا خط پڑھ کر فرمایا کہ اسلام ملک گیری کی ہوس کے لیے نہیں آیا ہے اگر زمین کا ایک ٹکڑا بھی ہو تو میں نہ دوں گا۔

marfat.com
Marfat.com

حارث غسانی کا گھمنڈ

حضرت شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حارث غسانی والی غسان کے سامنے نامۂ اقدس کو پیش کیا تو وہ مغرور خط کو پڑھ کر برہم ہوگیا اور اپنی فوج کو تیاری کا حکم دے دیا۔ چنانچہ مدینہ کے مسلمان ہر وقت اس کے حملہ کے منتظر رہنے لگے اور بالآخر ''غزوۂ موتہ'' اور ''غزوۂ تبوک'' کے واقعات در پیش ہوئے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان بادشاہوں کے علاوہ اور بھی بہت سے سلاطین و امراء کو دعوت اسلام کے خطوط تحریر فرمائے، جن میں سے کچھ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کچھ خوش نصیبوں نے اسلام قبول کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں نیاز مندیوں سے بھرے ہوئے خطوط بھی بھیجے۔ مثلاً یمن کے شاہان حمیر میں سے جن جن بادشاہوں نے مسلمان ہوکر بارگاہ نبوت میں عرضیاں بھیجیں جو غزوۂ تبوک سے واپسی پر آپ کی خدمت میں پہنچیں۔ ان بادشاہوں کے نام یہ ہیں :

(۱) حارث بن عبد کلال (۲) نعیم بن عبد کلال

(۳) نعمان حاکم ذورعین و معافر و ہمدان (۴) زرعہ

یہ سب یمن کے بادشاہ ہیں ان کے علاوہ ''فروہ بن عمرو'' جو کہ سلطنت روم کی جانب سے گورنر تھا اپنے اسلام لانے کی خبر قاصد کے ذریعہ بارگاہ رسالت میں بھیجی، اسی طرح باذان جو بادشاہ ایران کسریٰ کی طرف سے صوبہ یمن کا صوبہ دار تھا اپنے دو بیٹوں کے ساتھ مسلمان ہوگیا اور ایک عرضی تحریر کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کی خبر دی۔ ان سب کا مفصل تذکرہ سیرت ابن ہشام و زرقانی وغیرہ میں موجود ہے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول، سیرت مصطفیٰ)

marfat.com
Marfat.com

حضور کے فرامین اور سلاطین کا سلوک

یہ معلوم ہو چکا کہ حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلاطین عالم کے نام اپنا جو فرمان نامہ ارسال فرمایا بعض نے اس کی عزت وتوقیر کی اور بعض نے توہین وگستاخی کا مظاہرہ کیا اور حضور کے مکتوب گرامی کے ساتھ کس نے کیسا سلوک وبرتاؤ کیا اب اسے مزید امام احمد رضا بریلوی کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں:

كتاب الخميس في احوال انفس نفيس صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے کہ :

جب حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہدایت اسلام کے فرامین بنام سلاطین جہاں نافذ فرمائے۔

قیصر ملک روم نے تصدیق نبوت کی مگر بجہت دنیا اسلام نہ لایا۔

. مقوقس بادشاہ مصر نے شقہ والا کی کمال تعظیم کی اور ہدایا حاضر بارگاہ رسالت کیے۔

سگ ایران خسرو پرویز قتلہ اللہ نے فرمان اقدس چاک کردیا اور باذان صوبہ یمن کو لکھا دو مضبوط آدمی بھیج کر انھیں یہاں بلائے باذان نے اپنے داروغہ بابویہ اور ایک پارسی خرخسرہ نامی کو مدینہ طیبہ روانہ کیا۔

انهما حين دخلا على رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كا ناقد حلقا لحاهما و اعفيا شوار بهما فكره النظر اليهما و قال ويلكما من امر كما بهذا قال ربنا يعنيان كسرى فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لكن ربي امرني باعفاء لحتيي و قص شواربي .

یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی طرف نظر فرماتے کراہت آئی اور فرمایا خرابی ہو تمہارے لیے کس نے

marfat.com
Marfat.com

تمھیں اس کا حکم دیا؟ وہ بولے ہمارے رب یعنی خسرو پرویز خبیث نے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مگر مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم فرمایا۔

اس کے بعد حدیث میں معجزۂ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظہور، خسرو پرویز مردود کی ہلاکت، باذان و بابویہ وخرخسرہ وغیرہم بہت اہل یمن کا مشرف باسلام ہونا مذکور ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۲۸۔ لمعۃ الضحیٰ)

مقوقس کے دربار میں فرمان نبوی

امام واقدی اور ابو القاسم بن عبد الحکیم فتوح مصر میں بطریق ابان بن صالح راوی، جب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمان اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر مقوقس نصرانی بادشاہ مصر واسکندریہ کے پاس تشریف لے گئے اس نے ان سے دریافت کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس بات کی طرف بلاتے ہیں انھوں نے فرمایا توحید و نماز پنج گانہ وروزۂ رمضان وحج اور وفائے عہد پھر اس نے حضور کا حلیہ پوچھا انھوں نے باختصار بیان کیا وہ بولا۔

قد بقیت اشیاً لم تذکرھا فی عینیه حمرة قلما تفارقه وبین کتفیه خاتم النبوة.

ابھی اور باتیں باقی رہیں کہ تم نے نہ بیان کیں ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں کہ کم کسی وقت جدا ہوتے ہیں اور ان کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے۔

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور صفات کریمہ بیان کر کے بولا

و قد کنت اعلم ان نبیا قد بقی و قد کنت اظن مخرجه بالشام و ھناک کانت تخرج الانبیاء من قبله فاراہ قد خرج فی ارض العرب فی ارض جھد و بؤس و القبط لا تطاوعنی فی اتباعه و سیظھر علی البلاد .

marfat.com
Marfat.com

مجھے یقیناً معلوم تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور مجھے گمان تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہوگا کہ اگلے انبیاء نے وہاں ظہور کیا اب میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے عرب میں ظہور فرمایا محنت ومشقت کی زمین میں اور قبطی ان کی پیروی میں میری نہ مانیں گے عنقریب وہ ان شہروں پر غلبہ پائیں گے۔

مقوقس کا جواب

ابو القاسم نے بطریق ہشام بن اسحاق وغیرہ اور ابن سعد طبقات میں بطریق محمد بن عمر بن واقد ان کے شیوخ سے روایت کیا کہ مقوقس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس مضمون کی عرضی لکھی کہ

قد علمت ان نبیا بقی و کنت اظن انه یخرج بالشام و قد اکرمتک رسولک و بعثت الیک بهدیة .

مجھے یقین تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور میرے گمان میں وہ شام سے ظہور کرتا اور میں نے حضور کے قاصد کا اعزاز کیا اور حضور کے لیے نذر حاضر کرتا ہوں۔ (مقوقس نے بارگاہ رسالت میں دو کنیزیں اور ایک دلدل بھیجا تھا)

حاطب بن ابی بلتعہ کی حاضر جوابی

مقوقس بادشاہ مصر نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امتحاناً پوچھا کہ جب تم انھیں نبی کہتے ہو تو انھوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک فرمادیا جب انھوں نے ان سے ان کا شہر مکہ چھڑایا تھا۔ حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو رسول اللہ نہیں مانتا انھوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک کر دیا جب انھوں نے انھیں پکڑا اور سولی دینے کا ارادہ کیا تھا مقوقس بولا۔

انت الحکیم الذی جاء من عند الحکیم

marfat.com
Marfat.com

تم حکیم ہو کہ حکیم کامل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے آئے۔ اسے بیہقی نے حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (جزاء اللہ عدوہ باباء ختم النبوۃ)

۶ھ کی بعض لڑائیاں

۶ھ میں صلح حدیبیہ سے قبل چند چھوٹے چھوٹے لشکروں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مختلف اطراف میں روانہ فرمایا تا کہ وہ کفار کے حملوں کی مدافعت کرتے رہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ سیرت و تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے مگر ان لڑائیوں کی ترتیب اور ان کی تاریخوں میں مورخین کا بڑا اختلاف ہے اس لیے ٹھیک طور پر ان کی تاریخوں کی تعیین بہت مشکل ہے ان واقعات کا چیدہ چیدہ بیان حدیثوں میں موجود ہے مگر احادیث میں بھی ان کی تاریخیں مذکور نہیں ہیں البتہ بعض قرائن و شواہد سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہ سب صلح حدیبیہ سے قبل کے واقعات ہیں، نیز ان لڑائیوں کے ناموں میں بھی اختلاف ہے۔ پھر بھی ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

(۱) غزوۂ بنو لحیان

(۲) غزوۂ ذی قرد یا غزوۃ الغابۃ

(۳) سریہ محمد بن مسلمۃ الاشہلی

(۴) سریہ نجد، ثمامہ بن اثال کی آمد اور قبول اسلام

(۵) سریہ عکاشہ بن محصن الاسدی، بسوئے بنی اسد

(۶) سریہ محمد بن مسلمۃ ذی القصہ

(۷) سریہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

marfat.com
Marfat.com

(۸) سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب عیص

(۹) سریہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسوئے بنی کعب

(۱۰) سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جموم کی طرف

(۱۱) سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الطرف کی جانب

(۱۲) سریہ کرز بن جابر

(۱۳) سریہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب فدک۔

(۱۴) سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام قرفہ کی طرف

(۱۵) سریہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۶ھ میں نازل شدہ احکام ومسائل

(۱) اس سال حج کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔

(۲) حالت احرام میں جنگلی جانوروں کے شکار پر پابندی۔

(۳) حضرت کعب بن عجرہ کو جوؤں کی وجہ سے حالت احرام میں سر منڈانے کی اجازت دے دی گئی۔

(۴) نماز استسقاء کی ابتداء۔

(۵) ظہار کا حکم نازل ہوا۔

(۶) مسلم خواتین، مشرکین پر حرام قرار دے دی گئیں۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ دوم، سیرت الرسول، سیرت مصطفیٰ)

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ ذات القرد

marfat.com
Marfat.com

انا سلمة بن اکوع
و الیوم یوم الرضع

(سلمہ بن اکوع)

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ ذات القرد ۷ھ

مدینہ کے قریب ''ذات القرد'' ایک چراگاہ کا نام ہے جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنیاں چرتی تھیں عبدالرحمٰن بن عیینہ فزاری نے جو قبیلہ غطفان سے تعلق رکھتا تھا اپنے چند آدمیوں کے ساتھ ناگہاں اس چراگاہ پر چھاپہ مارا اور یہ لوگ بیس اونٹوں کو پکڑ کر لے بھاگے۔ مشہور تیر انداز صحابی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے پہلے اس کی خبر معلوم ہوئی انھوں نے اس خطرہ کا اعلان کرنے کے لیے بلند آواز سے یہ نعرہ مارا کہ یا صباحاہ پھر اکیلے ہی ان ڈاکوؤں کے تعاقب میں دوڑ پڑے اور ان ڈاکوؤں کو تیر مار مار کر تمام اونٹنیوں کو بھی چھین لیا۔ اور ڈاکو بھاگتے ہوئے جو تیس چادریں پھینکتے گئے تھے ان چادروں پر بھی قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لشکر لے کر پہنچے۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ان چھاپہ ماروں کو ابھی تک پانی نہیں پینے دیا ہے یہ سب پیاسے ہیں، ان لوگوں کے تعاقب میں لشکر بھیج دیجیے تو یہ سب گرفتار ہو جائیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی اونٹنیوں کے مالک ہو چکے ہو اب ان لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور مدینہ واپس تشریف لائے۔

حضرت امام بخاری کا بیان ہے کہ یہ غزوہ جنگ خیبر کے لیے روانہ ہونے سے تین دن قبل ہوا۔ (مولف) (سیرت مصطفیٰ)

سلمہ بن اکوع کی بیعت

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت اور غزوۂ ذات القرد میں ان کی شجاعت و

marfat.com
Marfat.com

بہادری سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی، جہاد کو جارہے تھے پہلی بار فرمایا سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی، تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا سلمہ تم بیعت نہ کرو گے؟ عرض کی حضور ابھی کر چکا ہوں فرمایا وایضاً پھر بھی، انھوں نے پھر بیعت کی اخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے پھر ارشاد ہوا سلمہ تم بیعت نہ کرو گے؟ عرض کی یارسول اللہ میں دو بار بیعت کر چکا فرمایا وایضاً پھر بھی، غرض ایک جلسہ میں سلمہ سے تین بار بیعت لی، ان پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے نزدیک کچھ نہ تھا۔

سلمہ بن اکوع کی شجاعت

ایک بار عبدالرحمن قاری کہ کافر تھا (اسے قراءت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا) اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا، چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر ایک آواز تو دی کہ یا صباحاہ یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں یا کوئی آتا ہے یا نہیں۔ تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے، وہ سوار تھے اور یہ پیادہ، مگر نبوی مددان کے ساتھ، اس محمدی شیر کے سامنے سے انھیں بھاگتے ہی بنی، اب یہ تعاقب میں ہیں، اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں۔

انا سلمة بن اکوع   و الیوم یوم الرضع

میں سلمہ بن اکوع ہوں اور تمھاری ذلت وخواری کا دن ہے۔

ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے ہیں وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے، دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا

marfat.com
Marfat.com

ہے وہ جہنم جاتا ہے یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہوگیا اور وہ گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہوکر زیادہ بھاگیں، حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انھیں جہنم پہنچاتے، یہاں تک کہ شام ہوگئی کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اس کے قریب دوسری پہاڑی پر انھوں نے آرام فرمایا، دن ہونے پر وہ اتر کر چلے، وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز، وہی قتل یہاں تک کہ گرد اٹھی یہ قتل و تعاقب کرتے کرتے تھک گئے تھے اور اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد آگئی ہو جب دامن گرد پھٹا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابوقتادہ مع بعض دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لارہے ہیں۔ اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا۔

ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فارس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا تھا یعنی لشکر حضور کے سوار، جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راجل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی لشکر اقدس کے پیادے، ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں اسد من اسد الله و رسوله فرمایا، اللہ و رسول کے شیروں میں سے ایک شیر۔

گھوڑے نے جہاد کی خبر دی

ان کو اس جہاد کی خبر ان کے گھوڑے نے دی، تھان پر بندھا ہوا چمکا، انھوں نے چمکارا، پھر چمکا، فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے اور گھوڑا کس کر سوار ہوئے۔ اب یہ تو معلوم نہیں کہ کدھر جائیں باگ چھوڑ دی اور کہا جدھر تو جانتا ہے چل، گھوڑا اڑا اور یہاں لے آیا۔

اس عبدالرحمٰن فزاری سے پہلے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہولیا تھا یہ وقت اس کے اس وعدہ کے پورا ہونے کا آیا وہ پہلوان تھا اس نے کشتی مانگی انھوں نے قبول فرمائی، اس محمدی شیر نے خوک شیطان کو دے مارا خنجر لے کر اس کے سینے پر سوار ہوئے اس نے کہا میری بی بی کے لیے کون ہوگا؟ فرمایا نار اور اس کا

marfat.com
Marfat.com

گلا کاٹ دیا۔ سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جا بجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے سب لا کر حاضر بارگاہ انور کیا۔ (الملفوظ حصہ دوم)

❁......❁......❁

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ خیبر

شور تکبیر سے تھر تھرائی زمین
جنبش جیش نصرت پہ لاکھوں سلام

marfat.com
Marfat.com

و مغانم کثیرۃ یاخذونھا و کان اللہ عزیزا حکیما

اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں اور اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

(الفتح، ۱۹)

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ خیبر ۷ ھ

خیبر مدینہ طیبہ سے آٹھ منزل کی دوری پر ایک شہر ہے۔ ایک انگریز سیاح نے لکھا ہے کہ خیبر مدینہ سے تین سو بیس (۳۲۰) کلو میٹر دور ہے۔ یہ بڑا زرخیز علاقہ تھا اور یہاں عمدہ کھجوریں بکثرت پیدا ہوتی تھیں۔ عرب میں یہودیوں کا سب سے بڑا مرکز یہی خیبر تھا۔ یہاں کے یہودی، عرب میں سب سے زیادہ مال دار اور جنگجو تھے اور ان کو اپنی مالی اور جنگی طاقتوں پر بڑا ناز اور گھمنڈ تھا۔ یہ لوگ اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے یہاں یہودیوں نے بہت سے مضبوط قلعے بنا رکھے تھے۔ جن میں سے بعض کے آثار اب تک موجود ہیں ان میں سے آٹھ قلعے بہت مشہور ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

کتیبہ، ناعم، شق، قموص، نطاۃ، صعب، وطیح، سلالم۔

غزوۂ خیبر کب ہوا؟

تمام مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنگ خیبر محرم کے مہینے میں ہوئی۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ۶ ھ تھا یا ۷ ھ

غالباً اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ سن ہجری کی ابتداء محرم سے کرتے ہیں اس لیے ان کے نزدیک محرم میں ۷ ھ شروع ہو گیا۔ اور بعض لوگ سن ہجری کی ابتداء ربیع الاول سے کرتے ہیں کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت ربیع الاول میں ہوئی لہٰذا ان لوگوں کے نزدیک یہ محرم و صفر ۶ ھ کے تھے۔

جنگ خیبر کا سبب

جنگ خندق میں جن جن کفار عرب نے مدینہ پر حملہ کیا تھا ان میں خیبر کے یہودی بھی تھے بلکہ در

marfat.com
Marfat.com

حقیقت وہی اس حملہ کے بانی اور سب سے بڑے محرک تھے۔ چنانچہ ''بنونضیر'' کے یہودی جب مدینہ سے جلا وطن کیے گئے تو یہودیوں کے جوروسا خیبر چلے گئے تھے ان میں سے حی بن اخطب اور ابورافع سلام بن ابی الحقیق نے تو مکہ جا کر کفار قریش کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے ابھارا۔ اور تمام قبائل کا دورہ کر کے کفار عرب کو جوش دلا کر برانگیختہ کیا اور حملہ آوروں کی مالی امداد کے لیے پانی کی طرح روپیہ بہایا اور خیبر کے تمام یہودیوں کو ساتھ لے کر یہودیوں کے یہ دونوں سردار حملہ کرنے والوں میں شامل رہے۔

حی بن اخطب تو جنگ قریظہ میں قتل ہو گیا اور ابورافع سلام بن ابی الحقیق کو ۶ھ میں حضرت عبداللہ بن عتیک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے محل میں داخل ہو کر قتل کر دیا۔ لیکن ان سب واقعات کے بعد بھی خیبر کے یہودی بیٹھ نہیں رہے بلکہ اور زیادہ انتقام کی آگ ان کے سینوں میں بھڑکنے لگی۔ چنانچہ یہ لوگ مدینہ پر پھر ایک دوسرا حملہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے اور اس مقصد کے لیے قبیلۂ غطفان کو بھی آمادہ کر لیا۔ قبیلۂ غطفان عرب کا ایک بہت ہی طاقتور اور جنگجو قبیلہ تھا اور اس کی آبادی خیبر سے بالکل ہی متصل تھی۔ اور خیبر کے یہودی خود بھی عرب کے سب سے بڑے سرمایہ دار ہونے کے ساتھ بہت ہی جنگ باز اور تلوار کے دھنی تھے ان دونوں کے گٹھ جوڑ سے ایک بڑی طاقتور فوج تیار ہو گئی اور ان لوگوں نے مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو تہس نہس کر دینے کا پلان بنالیا۔

مسلمان خیبر کی طرف

جب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ خیبر کے یہودی قبیلۂ غطفان کو ساتھ لے کر مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو ان کی اس چڑھائی کو روکنے کے لیے سولہ سو صحابہ کرام کا لشکر ساتھ لے کر آپ خیبر روانہ ہوئے۔

مدینہ پر حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افسر مقرر فرمایا اور تین جھنڈے تیار کرائے،

marfat.com
Marfat.com

ایک جھنڈا حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا اور ایک جھنڈے کا علمبردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا اور خاص علم نبوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک میں عنایت فرمایا اور ازواج مطہرات میں سے حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے وقت حدود خیبر میں اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ پہنچ گئے اور نماز فجر کے بعد شہر میں داخل ہوئے تو خیبر کے یہودی اپنے اپنے ہنسیا اور ٹوکری لے کر کھیتوں اور باغوں میں کام کاج کے لیے قلعہ سے نکلے جب انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو شور مچانے لگے اور چلا چلا کر کہنے لگے کہ خدا کی قسم لشکر کے ساتھ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

خیبر برباد ہوگیا بلاشبہ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر پڑتے ہیں تو کفار کی صبح بری ہو جاتی ہے۔

یہودیوں کی تیاری

یہودیوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو ایک محفوظ قلعہ میں پہنچا دیا اور راشن کا ذخیرہ قلعہ ناعم میں جمع کر دیا اور فوجوں کو "نطاۃ" اور قموص کے قلعوں میں اکٹھا کر دیا۔ ان میں سب سے زیادہ مضبوط اور محفوظ قلعہ قموص تھا۔ اور مرحب یہودی جو عرب کے پہلوانوں میں ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا اسی قلعہ کا رئیس تھا سلام بن مشکم یہودی گو بیمار تھا مگر وہ بھی قلعہ نطاۃ میں فوجیں لے کر ڈٹا ہوا تھا۔ یہودیوں کے پاس تقریباً بیس ہزار فوج تھی جو مختلف قلعوں کی حفاظت کے لیے مورچہ بندی کیے ہوئے تھی۔

محمود بن مسلمہ کی شہادت

سب سے پہلے قلعہ ناعم پر معرکہ آرائی اور جم کر لڑائی ہوئی حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

marfat.com
Marfat.com

نے بڑی بہادری اور جاں نثاری کے ساتھ جنگ کی مگر سخت گرمی اور لو کے تھپیڑوں کی وجہ سے ان پر پیاس کا غلبہ ہو گیا۔ وہ قلعہ ناعم کی دیوار کے نیچے سو گئے۔ کنانہ بن ابی الحقیق یہودی نے ان کو دیکھ لیا اور چھت سے ایک بہت بڑا پتھر ان کے اوپر گرا دیا جس سے ان کا سر کچل گیا اور یہ شہید ہو گئے۔ اس قلعہ کو فتح کرنے میں پچاس مسلمان زخمی ہو گئے لیکن قلعہ فتح ہو گیا۔

خیبر کی فتح

قلعہ ناعم کے بعد دوسرے قلعے بھی بہ آسانی اور بہت جلد فتح ہو گئے لیکن قلعہ قموص چوں کہ بہت ہی مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا اور یہاں یہودیوں کی فوجیں بھی بہت زیادہ تھیں اور یہودیوں کا سب سے بڑا بہادر ''مرحب'' خود اس قلعہ کی حفاظت کرتا تھا اس لیے اس قلعہ کو فتح کرنے میں بڑی دشواری ہوئی۔ کئی روز تک یہ مہم سر نہ ہو سکی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قلعہ پر پہلے دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمان میں اسلامی فوجوں کو چڑھائی کے لیے بھیجا اور انھوں نے بہت ہی شجاعت اور جاں بازی کے ساتھ حملہ فرمایا مگر یہودیوں نے قلعہ کی فصیل پر سے اس زور کی تیراندازی اور سنگ باری کی کہ مسلمان قلعہ کے پھاٹک تک نہ پہنچ سکے اور رات ہو گئی۔

دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبردست حملہ کیا اور مسلمان بڑی گرم جوشی کے ساتھ بڑھ بڑھ کر دن بھر قلعہ پر حملہ کرتے رہے مگر قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ اور کیوں کر فتح ہوتا فاتح خیبر ہونا تو علی حیدر کے مقدر میں لکھا تھا چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

لا عـطين الراية غدا رجلا يفتح الله علی يديه . يحب الله و رسوله و يحبه الله و رسوله قال فبات الناس يدو كون ليلتهم ايهم يعطاها.

marfat.com
Marfat.com

کل میں اس آدمی کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ وہ اللہ و رسول کا محب بھی ہے اور محبوب بھی۔ راوی نے کہا کہ لوگوں نے یہ رات بڑے اضطراب میں گزاری کہ دیکھئے کل کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے؟

صبح ہوئی تو صحابہ کرام خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بڑے اشتیاق کے ساتھ یہ تمنا لے کر حاضر ہوئے کہ یہ اعزاز و شرف ہمیں مل جائے اس لیے کہ جس کو جھنڈا ملے گا اس کے لیے تین بشارتیں ہیں۔

(۱) وہ اللہ و رسول کا محب ہے۔

(۲) وہ اللہ و رسول کا محبوب ہے۔

(۳) خیبر اس کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اس روز مجھے بڑی تمنا تھی کہ کاش آج مجھے جھنڈا عنایت ہوتا۔ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس موقع کے سوا مجھے کبھی بھی فوج کی سرداری اور افسری کی تمنا نہ تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے صحابہ کرام بھی اس نعمت عظمیٰ کے لیے ترس رہے تھے۔

لیکن صبح کو اچانک یہ صدا لوگوں کے کان میں آئی کہ علی کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ان کی آنکھوں میں آشوب ہے۔ آپ نے قاصد بھیج کر ان کو بلایا اور ان کی دکھتی ہوئی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا اور دعا فرمائی تو فوراً ہی انھیں ایسی شفا حاصل ہوگئی کہ گویا انھیں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پھر تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنا علم نبوی جو حضرت ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیاہ چادر سے تیار کیا گیا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:

marfat.com
Marfat.com

تم بڑے سکون کے ساتھ جاؤ اور ان یہودیوں کو اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ مسلمان ہو جانے کے بعد تم پر اللہ کے فلاں فلاں حقوق واجب ہیں۔ خدا کی قسم اگر ایک آدمی نے بھی تمھاری بدولت اسلام قبول کر لیا تو یہ دولت تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعہ قموص کے پاس پہنچ کر یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی لیکن انھوں نے اس دعوت کا جواب اینٹ، پتھر اور تیر و تلوار سے دیا اور قلعہ کا رئیس اعظم ''مرحب'' خود بڑے طنطنہ کے ساتھ نکلا، سر پر یمنی زرد رنگ کا ڈھاٹا باندھے ہوئے اور اس کے اوپر پتھر کا خود پہنے ہوئے رجز کا یہ شعر پڑھتے ہوئے حملہ کے لیے آگے بڑھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب
شاکی السلاح بطل مجرب

خیبر خوب جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، اسلحہ پوش ہوں، بہت ہی بہادر اور تجربہ کار ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں رجز کا یہ شعر پڑھا۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ
کلیث غابات کریہ المنظرہ

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے میں کچھار کے شیر کی طرح ہیبت ناک ہوں۔

مرحب نے بڑے طمطراق کے ساتھ آگے بڑھ کر حضرت شیر خدا پر اپنی تلوار سے وار کیا مگر آپ نے ایسا پینترا بدلا کہ مرحب کا وار خالی گیا پھر آپ نے بڑھ کر اس کے سر پر اس زور کی تلوار ماری کہ ایک ہی ضرب سے خود کٹا، مغفر کٹا اور ذوالفقار حیدری سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر آئی اور تلوار کی مار کا تڑاکہ فوج

marfat.com
Marfat.com

تک پہنچا اور مرحب زمین پر گر کر ڈھیر ہو گیا۔

مرحب کی لاش کو زمین پر تڑپتے ہوئے دیکھ کر اس کی فوج حضرت شیر خدا پر ٹوٹ پڑی، لیکن ذو الفقار حیدری بجلی کی طرح چمک چمک کر گرتی تھی جس سے صفیں کی صفیں الٹ گئیں اور یہودیوں کے مایہ ناز بہادر مرحب، حارث، اسیر، عامر وغیرہ کٹ گئے۔ اسی گھمسان کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال کٹ کر گر پڑی تو آپ نے آگے بڑھ کر قلعہ قموص کا پھاٹک اکھاڑ دیا اور کواڑ کو ڈھال بنا کر اس پر دشمنوں کی تلواریں روکتے رہے۔ یہ کواڑ اتنا بڑا اور وزنی تھا کہ بعد کو چالیس آدمی اسکو نہ اٹھا سکے۔

جنگ جاری تھی کہ حضرت علی شیر خدا نے کمال شجاعت کے ساتھ لڑتے ہوئے خیبر کو فتح کر لیا اور حضرت صادق الوعد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان صداقت کا نشان بن کر فضاؤں میں لہرانے لگا کہ۔

کل میں اس آدمی کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور وہ اللہ و رسول کا محب بھی ہے اور اللہ و رسول کا محبوب بھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے خیبر کی فتح عطا فرمائی اور قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فاتح خیبر کے معزز لقب سے سرفراز فرما دیا۔ اور یہ وہ فتح عظیم ہے جس نے پورے جزیرۃ العرب میں یہودیوں کی جنگی طاقت کا جنازہ نکال دیا۔ فتح خیبر سے قبل اسلام، یہودیوں اور مشرکین کے گٹھ جوڑ سے نازک حالت میں تھا لیکن خیبر فتح ہو جانے کے بعد اسلام اس خوفناک حالت سے نکل گیا اور آگے اسلامی فتوحات کے دروازے کھل گئے۔ چنانچہ اس کے بعد ہی مکہ بھی فتح ہو گیا اس لیے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فاتح خیبر کی ذات سے اسلامی فتوحات کا سلسلہ وابستہ ہے۔

بہر حال خیبر کا قلعہ قموص بیس دن کے محاصرہ اور زبردست معرکہ آرائی کے بعد فتح ہو گیا۔ ان معرکوں میں ۹۳ یہودی قتل ہوئے اور پندرہ مسلمان جام شہادت سے سیراب ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

خیبر کا انتظام

فتح کے بعد خیبر کی زمین پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ بنو نضیر کی طرح اہل خیبر کو بھی جلا وطن کر دیں لیکن یہودیوں نے یہ درخواست کی کہ ہم کو خیبر سے نہ نکالا جائے اور زمین ہمارے ہی قبضہ میں رہنے دی جائے ہم یہاں کی پیداوار کا آدھا حصہ آپ کو دیتے رہیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی یہ درخواست منظور فرمالی۔ چنانچہ جب کھجوریں پک جاتیں اور غلہ تیار ہو جاتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر بھیج دیتے وہ کھجوروں اور اناجوں کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیتے اور یہودیوں سے فرماتے کہ اس میں سے جو حصہ تم کو پسند ہو وہ لے لو۔ یہودی اس عدل پر حیران ہو کر کہتے تھے کہ زمین و آسمان ایسے ہی عدل سے قائم ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ خیبر فتح ہو جانے کے بعد یہودیوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طور پر صلح فرمائی کہ یہودی اپنا سونا، چاندی اور ہتھیار سب مسلمانوں کے سپرد کر دیں اور جانوروں پر جو کچھ لدا ہوا ہے وہ یہودی اپنے پاس ہی رکھیں مگر شرط یہ ہے کہ یہودی کوئی چیز مسلمانوں سے نہ چھپائیں۔ مگر اس شرط کو قبول کر لینے کے باوجودحی بن اخطب کا وہ چرمی تھیلا یہودیوں نے غائب کر دیا جس میں بنو نضیر سے جلا وطنی کے وقت وہ سونا چاندی بھر کر لایا تھا جب یہودیوں سے پوچھ گچھ کی گئی تو وہ جھوٹ بولے اور کہا کہ وہ ساری رقم لڑائیوں میں خرچ ہوگئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بذریعۂ وحی اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتا دیا کہ وہ تھیلا کہاں ہے؟ چنانچہ مسلمانوں نے اس تھیلے کو برآمد کر لیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کنانہ بن ابی الحقیق کو حضرت محمود بن مسلمہ کے قصاص میں قتل کرا دیا۔ (چوں کہ کنانہ بن ابی الحقیق نے حضرت محمود بن مسلمہ کو چھت سے پتھر گرا کر قتل کر دیا تھا) اور اس کی عورتوں کو قیدی بنا لیا۔

marfat.com
Marfat.com

خیبر میں اعلان مسائل

جنگ خیبر کے موقع پر چند مندرجہ ذیل فقہی مسائل کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا۔

(۱) پنجہ دار پرندوں کو حرام فرمایا۔

(۲) تمام درندہ جانوروں کی حرمت کا اعلان فرمادیا۔

(۳) گدھا اور خچر حرام کردیا گیا۔

(۴) چاندی سونے کی خرید وفروخت میں کمی بیشی کے ساتھ خریدنے اور بیچنے کو حرام فرمایا اور حکم دیا کہ چاندی کو چاندی کے بدلے اور سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر بیچنا ضروری ہے اگر کمی بیشی ہوگی تو وہ سود ہوگا جو حرام ہے۔

(۵) اب تک یہ حکم تھا کہ لونڈیوں سے ہاتھ آتے ہی صحبت کرنا جائز تھا لیکن اب استبراء ضروری قرار دے دیا گیا یعنی اگر وہ حاملہ ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک ورنہ ایک مہینہ ان سے صحبت جائز نہیں۔

(۶) عورتوں سے متعہ کرنا بھی اسی غزوہ میں حرام کردیا گیا۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ دوم، سیرت مصطفیٰ)

عامر بن اکوع کے رجزیہ اشعار

امام احمد رضا بریلوی حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی راہ خیبر میں رجز خوانی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

غزوۂ خیبر شریف میں خیبر کو جاتے ہوئے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں رجز پڑھتے چلے۔

اللھم لولا انت ما اھتدینا
و لا تصدقنا و لا صلینا

●

فاغفر فداء لک ما ابقینا
و القین سکینة علینا

●

و ثبت الاقدام ان لاقینا
و نحن عن فضلک ما استغنینا

خدا گواہ ہے یارسول اللہ اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ زکوۃ دیتے، نہ نماز پڑھتے تو بخش دیجیے۔ ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر حضور سکینہ اتاریں اور جب ہم دشمنوں سے مقابل ہوں تو حضور ہمیں ثابت قدم رکھیں، ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی ومسند امام احمد وغیرہا میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق عدیدہ ہے اور پچھلا مصرع زیادات صحیح مسلم وامام احمد سے ہے۔

ہم حدیث صحیح بخاری مع شرح امام احمد قسطلانی مسمّٰی بہ ارشاد الساری کے الفاظ کریمہ مختصراً ذکر کریں۔

(عن یزید بن ابی عبید عن سلمة بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خرجنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی خیبر فسرنا لیلا فقال رجلا من القوم) ھو اسید

marfat.com
Marfat.com

ابن حضير رضى الله تعالىٰ عنه (لعامر يا عامر الا تسمعنا من هيهاتک) و عند بن اسحٰق من حديث نصر بن دهر ن الاسلمى رضى الله تعالىٰ عنه انه سمع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول فى مسيره الى خيبر لعامر بن الاكوع رضى الله تعالىٰ عنه انزل يا ابن الاكوع فخذ لنا من هناتک ، ففيه انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم هو الذى امره بذلک افکان عامر رضى الله تعالىٰ عنه رجلا شاعرا فنزل يحدو بالقوم يقول

اللهم لو لا انت ما اهتدينا

و لا تصدقنا و لا صلينا

(فاغفر فداء لک) المخاطب بذلک النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اى اغفر لنا تقصيرنا فى حقک و نصرک اذ لا يتصور ان يقال مثل هذ الكلام للبارى تعالىٰ و قوله اللهم لم يقصد بها الدعاء و انما افتح بها الكلام .

(ما ابقينا) اى ما خلفنا و رعنا من الاثام (القين) اوسل ربک ان يلقين (سكينة علينا و ثبت اقدام) اى و ان يثبت الاقدام (ان لا قينا) العدو (فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من هذا السائق قالوا عامر بن الاكوع قال يرحمه الله)

و عند احمد من رواية اياس بن سلمة فقال غفرلک ربک قال و ما استغفر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لانسان يخصه الا استشهد قال رجل من القوم هو عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه كما فى مسلم (وجبت) له الشهادة بدعائک له (يا نبى الله لولا امتعتنا به) ابقيته لنا لنتمتع به .

marfat.com
Marfat.com

یعنی یزید بن عبید اپنے مولیٰ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس خیبر کو چلے رات کا سفر تھا حاضرین سے ایک صاحب حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے عامر ہمیں کچھ اشعار اپنے نہیں سناتے۔

اور ابن اسحاق نے نصر بن دہر اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کی کہ میں نے سفر خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سنا اے ابن اکوع اتر کر کچھ اپنے اشعار ہمارے لیے شروع کرو، اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں اس امر کا امر فرمایا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاعر تھے اترے اور قوم کے سامنے یوں حدی خوانی کرتے چلے کہ

یارب اگر حضور نہ ہوتے ہم راہ نہ پاتے نہ زکوۃ ونماز بجالاتے ہم حضور پر بلا گرداں ہوں ہمارے جو گناہ باقی رہے ہیں بخش دیجیے۔ ان اشعار میں مخاطب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یعنی حضور کے حقوق حضور کی مدد میں جو قصور ہم سے ہوئے حضور معاف فرمادیں۔ حضور کے لیے خطاب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے ایسا خطاب کرنا معقول نہیں (ائمہ فرماتے ہیں کہ کسی پر فدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس پر اگر کوئی بلا یا تکلیف آتی ہو تو وہ اپنے اوپر لے لی جائے، اس کی محافظت میں اپنی جان دے دی جائے تو اللہ عزوجل کو اس کلام کا مخاطب کیوں کر بنا سکتے ہیں) رہا یہ کہ ابتدا میں **اللھم** ہے اس سے مقصود حضرت عزت جل جلالہ کو پکارنا نہیں (کہ یہ اللہ عزوجل سے عرض قرار پائے) بلکہ اس کے نام سے ابتدائے کلام ہے۔ اور حضور ہم پر سکینہ اتاریں مقابلۂ دشمن کے وقت اور ہمیں ثابت قدم رکھیں یعنی اپنے رب جل وعلا سے ان مراعات کی دعا فرمادیں۔

یہ اشعار سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کون اونٹوں کو رواں کرتا ہے صحابہ نے عرض کی عامر بن اکوع، حضور نے فرمایا اللہ اس پر رحمت کرے۔

marfat.com
Marfat.com

اور مسند احمد (وصحیح مسلم) میں بروایت ایاس بن سلمہ (اپنے والد ماجد سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) فرمایا تیرا رب تیری مغفرت فرمائے اور حضور (ایسی جگہ) جب کسی خاص شخص کا نام لے کر دعائے مغفرت فرماتے تھے وہ شہید ہوجاتا تھا (لہٰذا) حاضرین میں سے ایک صاحب یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کہ صحیح مسلم میں تصریح ہے عرض کی یارسول اللہ حضور کی دعا سے عامر کے لیے شہادت واجب ہوگئی، حضور نے ہمیں ان سے نفع کیوں نہ لینے دیا یعنی حضور انھیں ابھی زندہ رکھتے کہ ہم ان سے بہرہ مند ہوتے۔

یہ پچھلے لفظ بھی یادرکھنے کے قابل ہیں کہ حضور انھیں زندہ رکھتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ حدیث ابن اسحاق نے اس سند سے روایت کی۔

حدثنی محمد بن ابراهیم بن الحارث عن ابی الهیثم بن نصر بن دهرن الاسلمی ان اباه حدثه انه سمع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول فی مسیره الی خیبر لعامر بن الاکوع فذکره.

عامر بن اکوع کی شہادت

اسی میں ہے: **فقال عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه وجبت والله یا رسول الله لو امتعتنا به فقتل یوم خیبر شهیدا.**

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی خدا کی قسم شہادت واجب ہوگئی یارسول اللہ! کاش حضور ہمیں ان کی زندگی سے بہرہ یاب رکھتے وہ روز خیبر شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (الامن والعلی)

و عامر بن الاکوع کان یحدو بین یدیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و استشهد یوم خیبر.

marfat.com
Marfat.com

حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حدی پڑھتے تھے اور وہ روز خیبر شہید ہوئے۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۷۲)

خیبر کے عامل سے حضور کا فرمان

خیبر کے خرمے اور وہاں کے عامل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان مقدس کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

صحیحین میں حضرت ابو سعید و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو خیبر پر عامل بنا کر بھیجا وہ عمدہ خرمے وہاں سے لائے فرمایا کیا خیبر کے سب خرمے ایسے ہی ہیں عرض کی نہیں یا رسول اللہ، واللہ کہ ہم چھ سیر خرموں کے بدلے یہ خرمے تین سیر اور نو سیر دے کر اس کے چھ سیر خریدتے ہیں فرمایا

لا تفعل بع الجمع بالدراھم ثم ابتع بالدراھم جنیبا.

ایسا نہ کرو بلکہ ناقص یا پچمیل خرمے پہلے روپیوں کے عوض بیچو پھر ان روپیوں سے یہ عمدہ خرمے خریدو۔ اور ہر موزون کے بارے میں یہی حکم فرمایا۔

نیز صحیحین میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ برنی چھوہارے کہ عمدہ قسم ہیں خدمت اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لائے فرمایا یہ کہاں سے آئے عرض کی ہمارے پاس ناقص چھوہارے تھے ان کے چھ سیر دے کر یہ تین سیر لیے فرمایا۔

اوہ عین الربا عین الربا لا تفعل و لکن اذا اردت ان تشتری فبع التمر ببیع اخر ثم اشتر به.

marfat.com
Marfat.com

اف خاص سود ہے ایسا نہ کرو ہاں جب بدلنا چاہو تو اپنے چھوہارے اور چیز سے پہلے بیچ کر پھر اس سے اچھے چھوہارے مول لے لو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۴۶۔ رادع التعسف)

خیبر کے دن متعہ حرام ہوا

امام احمد رضا بریلوی نے ایک سوال کے جواب میں حرمت متعہ کی وضاحت یوں فرمائی ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: **و الذين هم لفروجهم حفظون . الاعلى ازواجهم او ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين . فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العادون .**

وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کو بچائے ہوئے ہیں مگر اپنی بی بیوں یا اپنی شرعی کنیزوں پر کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو اس کے سوا کوئی اور راہ طلب کرے تو وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔

ظاہر ہے کہ زن ممنوعہ نہ اس کی بی بی نہ کنیز شرعی تو یہ وہی تیسری راہ ہے جو خدا کی باندھی ہوئی حد سے جدا اور حرام و گناہ ہے۔

رب تبارک وتعالیٰ مردوں سے فرماتا ہے **محصنين غير مسافحين و لا متخذى اخدان.**

نکاح کرو بی بی بنا کر قید میں رکھنے کو نہ پانی گرانے اور نہ آشنا بنانے کو۔

عورتوں سے فرماتا ہے: **محصنين غير مسافحات و لا متخذات اخدان .**

قید میں آتیاں نہ مستی نکالتیاں نہ یار بناتیاں۔

ظاہر ہے کہ متعہ بھی مستی نکالنے، پانی گرانے کا صیغہ ہے نہ قید میں رکھنے، بی بی بنانے کا۔

صحیح مسلم شریف میں حدیث حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

marfat.com
Marfat.com

یا ایھا الناس انی کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النسا و ان اللہ عزوجل قد حرم ذلک الی یوم القیامۃ

اے لوگوں میں نے پہلے تمہیں اجازت دی تھی عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی اور اب بیشک اللہ عزوجل نے اسے حرام فرمادیا قیامت تک۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن متعۃ النساء یوم خیبر و عن لحوم الحمر الانسیۃ.

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ اور گدھے کا گوشت حرام فرمادیا۔

ابتدائے اسلام میں متعہ جائز تھا

جامع ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

قال انما کانت المتعۃ فی اول الاسلام کان الرجل یقدم البلدۃ لیس لہ معرفۃ فیتزوج للمراۃ بقدر ما یری انہ یقیم فتحفظ لہ متاعہ و تصلح لہ شانہ حتی اذا نزلت الایۃ الاعلی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم ، قال ابن عباس فکل فرج سواھما فھو حرام.

متعہ ابتدائے اسلام میں تھا مرد کسی شہر میں جاتا جہاں کسی سے جان پہچان نہ ہوتی تو کسی عورت سے اتنے دنوں کے لیے عقد کرلیتا جتنے روز اس کے خیال میں وہاں ٹھہرنا ہوتا وہ عورت اس کے اسباب کی

marfat.com
Marfat.com

حفاظت اس کے کاموں کی درستی کرتی۔ جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ سب سے اپنی شرمگاہیں محفوظ رکھو سوا اپنی بیوں اور کنیزوں کے اس دن سے ان دو کے سوا جو فرج ہے وہ حرام ہوگئی۔

حازمی کتاب الناسخ والمنسوخ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی غزوۂ تبوک میں ہم نے کچھ عورتوں سے متعہ کیا۔

فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فنظر الیھن و قال من ھولاء النسوۃ.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے انھیں دیکھا فرمایا یہ عورتیں کون ہیں؟

قلنا یا رسول اللہ تمتعنا منھن.

ہم نے عرض کی یارسول اللہ ان سے ہم نے متعہ کیا ہے۔

قال فغضب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی احمرت و جنتاہ و تمعر وجھہ و قام فینا خطیبا فحمد اللہ و اثنی علیہ ثم نھی عن المتعۃ.

یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غضب فرمایا یہاں تک کہ دونوں رخسارۂ مبارک سرخ ہوگئے اور چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ خطبہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر متعہ کا حرام ہونا بیان فرمایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۲۴۳)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابتداء میں جواز متعہ کے مدتوں قائل رہے ہیں یہاں تک کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے زمانۂ خلافت میں ان سے فرمایا کہ اپنے ہی اوپر آزما دیکھئے اگر متعہ کرو تو میں سنگسار کروں۔ آخر زمانہ میں اس سے رجوع کی اور فرمایا اللہ عزوجل نے زوجہ وکنیز شرعی بس ان دونوں کو حلال فرمایا۔

marfat.com
Marfat.com

فکل فرج سواھما حرام .

ان دو کے سوا جو فرج ہے حرام ہے۔اسے ترمذی نے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۴۴، رادع التعسف)

ایک مدعی اسلام کا جہاد

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، غزوۂ خیبر میں ایک مدعی اسلام نے ہمراہ رکاب اقدس سخت جہاد اور کافروں سے عظیم قتال کیا صحابہ اس کے مداح ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخی ہے اس پر قریب تھا کہ بعض لوگ متزلزل ہو جائیں (یعنی ایسے عالی درجہ کے عمدہ کام ایسے جلیل وجمیل نصرت اسلام اور اس پر ناری ہونے کے احکام) بالآخر خبر پائی کہ وہ معرکہ میں زخمی ہوا درد کی تاب نہ لایا اور رات کو اپنا گلا کاٹ کر مر گیا۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خبر سن کر فرمایا اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کر دیں۔

انه لا یدخل الجنة الا نفس مسلمة و ان الله لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر.

بیشک جنت میں کوئی نہ جائے گا مگر مسلمان جان اور بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد کرتا ہے فاسق کے ہاتھ پر۔

اسی کے قریب طبرانی نے کبیر میں عمرو بن نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

نسائی و ابن حبان حضرت انس بن مالک اور احمد و طبرانی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند جید راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ یؤید ھذا الدین باقوام لاخلاق لھم .

marfat.com
Marfat.com

بے شک اللہ عزوجل اس دین کی مدد ایسے لوگوں سے فرماتا ہے جن کا کوئی حصہ نہیں۔

طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله ليؤيد الاسلام برجال ما هم من اهله .

بے شک اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں سے کراتا ہے جو خود اہل اسلام سے نہیں۔

(شرح المطالب فی مبحث ابی طالب)

خیبر کا دراز گوش

ابن حبان و ابن عساکر حضرت ابو منظور اور ابو نعیم بر وجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، جب خیبر فتح ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے کلام فرمایا وہ جانور بھی تکلم میں آیا ارشاد ہوا تیرا کیا نام ہے عرض کی یزید بیٹا شہاب کا اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا کیے۔

كلهم لا يركبه الا نبي .

ان سب پر انبیاء سوار ہوا کیے۔

و قد كنت اتوقعك ان تركبني لم يبق من نسل جدی غيری و لا من الانبياء غيرك .

مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوا میرے اور انبیاء میں سوا حضور کے کوئی باقی نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرادیا کرتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا نام ''یعفور'' رکھا جسے بلانا چاہتے اسے بھیج دیتے چوکھٹ پر سر مارتا جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ اقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں، جب حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا ابوالھیثم بن التیھان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنوئیں میں گر کر مر گیا۔ (جزاء اللہ عدوہ بابانہ ختم النبوۃ)

فتح خیبر کی بشارت

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خیبر کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لا عطین هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يده . يحب الله و رسوله و يحبه الله و رسوله فاعطاها عليا كرم الله تعالیٰ وجهه .

واللہ کل ضرور یہ نشان اس مرد کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے۔ وہ اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسول اسے دوست رکھتے ہیں دوسرے دن وہ نشان حضور نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بات قسم کی روش پر لام تاکید اور نون تاکید سے مؤکد کر کے بیان فرمائی تو حضور کو یقیناً معلوم تھا کہ میں کل کیا کروں گا۔ (الدولۃ المکیۃ)

حضرت علی کی نماز عصر

غزوۂ خیبر سے واپسی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر مقام صہبا میں قضا ہوگئی حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزہ سے سورج لوٹ آیا اور علی نے نماز ادا کی اس سلسلے میں ایک موقع پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

marfat.com
Marfat.com

اہم فرائض ارکان ہیں اور اہم ارکان اربعہ نماز اور تعظیم ومحبت حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً نماز سے اہم واعظم۔

غزوۂ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منزل صہبا میں بعد نماز عصر سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زانوئے مبارک پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا، مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی۔ جب وقت تنگ ہونے پر آیا مضطرب ہوئے کہ اگر اٹھتا ہوں محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواب راحت میں خلل آتا ہے۔ معہذا کیا معلوم کہ حضور کو خواب میں کیا وحی ہو رہی ہو۔ اور اگر بیٹھا رہتا ہوں نماز جاتی ہے۔ آخر وہی تعظیم ومحبت کا پلہ غالب آیا اور اسد اللہ الغالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگا دینے پر نماز جانے کو گوارا کیا۔

حتى توارت بالحجاب.

یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔

اب کہ وقت مغرب ہوا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم حق بیں کھلی، مولیٰ علی کو مضطرب پایا سبب دریافت کیا عرض کی یا رسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مشکل کشائی بلند فرمائے اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی۔

الٰہی! علی تیرے رسول کے کام میں تھا اور آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے فوراً ڈوبا ہوا آفتاب افق غربی سے حکم باندھا ہوا کھنچا چلا آیا۔ وقت عصر ہو گیا امیر المومنین نے نماز ادا فرمائی پھر ڈوب گیا۔

امام اجل ابو جعفر طحاوی وغیرہ ائمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔

(ماخوذ از: حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

marfat.com
Marfat.com

فتح فدک

''فدک'' ایک موضع کا نام ہے جو خیبر کے نزدیک ہے۔ اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیبر کے حوالی میں تشریف لائے تو محیصہ بن مسعود حارثی کو (جو حویصہ بن مسعود حارثی کے بھائی ہیں) فدک میں بھیجا تاکہ وہاں کے رہنے والوں کو اسلام کی دعوت دیں اور خبر دے دیں کہ خدا کے نبی تم سے جنگ کرنے تشریف لائیں گے جس طرح کہ خیبر والوں سے جنگ کرنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ فدک کے لوگوں نے کہا خیبر والوں کے پاس دس ہزار جنگجو ہیں ہمیں گمان نہیں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کے سامنے ٹھہر سکیں۔ محیصہ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ صلح صفائی کی طرف نہیں آئے تو لوٹ آئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا حال عرض کر دیا۔ اس کے بعد ان کے سرداروں کی ایک جماعت فدک کے کچھ یہودیوں کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تاکہ صلح کا معاملہ پختہ کرلیں۔ بحث وتمحیص اور گفتگو کے بعد یہ طے پایا کہ آدھی زمین فدک کی حضور کو دے دیں اور آدھی زمین اپنے لیے رکھ لیں۔ یہ سلسلہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک رہا اس وقت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو زمین فدک سے نکال دیا اور شام کی طرف بھیج دیا اور وہ آدھی زمین جو ان کے پاس تھی اسے پچاس ہزار درہم میں بیت المال سے خرید لیا۔

اسی طرح اہل خیبر کو خیبر سے نکالا۔ یہود نے کہا اے عمر کیا وجہ ہے جس چیز کو ابو القاسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مقرر فرمایا تم اس کے خلاف کرتے ہو۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جان لو میں اس دن موجود نہ تھا اور نہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا جب تک ہماری مرضی رہی تم اس پر قائم رہے اب ہم نہیں چاہتے، ہماری مرضی نہیں ہے۔ بخاری کی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور اپنا مصمم اور پختہ ارادہ فرمایا کہ ان یہودیوں کو نکال کے رہیں گے۔ پھر بنی الحقیق کے ایک شخص نے آکر کہا اے امیر المومنین ہمیں نکالتے ہو

marfat.com
Marfat.com

حالاں کہ ابوالقاسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہمیں مقرر فرمایا اس پر حضرت عمر نے فرمایا کیا تیرا گمان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کو بھلا دوں گا جو تجھ سے کہا کہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو نکالا جائے گا اور راتوں رات اونٹ دوڑیں گے مطلب یہ کہ تم لوگ کئی راتوں میں یہاں سے نکلو گے۔ اس یہودی نے کہا یہ بات تو ابوالقاسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بطریق ہزل و مزاح فرمائی تھی نہ کہ یقین و جزم کے طریقے پر۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا او دشمن خدا! تو جھوٹ بکتا ہے۔ اس کے بعد ان کو جلا وطن کر دیا۔ اور ان کے اموال کی قیمت دے دی جو بھی کچھ ان کا ساز و سامان، اونٹ وغیرہ تھے حتیٰ کہ رسیوں اور پالان وغیرہ کی بھی قیمت دے دی۔

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیبر سے واپس ہوئے تو وادی القریٰ کی جانب توجہ فرمائی اور منزل صہبا میں قیام فرمایا اور وہیں سیدہ صفیہ سے زفاف ہوا۔ اور اسی منزل میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لیے ردِ شمس واقع ہوا۔

غزوۂ وادی القریٰ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب وادی القریٰ میں نزول فرمایا تو ان لوگوں کا چار دن تک محاصرہ فرمایا وہ بھی جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے اور قتال کے لیے نکل آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی قتال کے لیے صف بندی فرمائی اور ایک صحابی کو علم مرحمت فرمایا اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمھارے جان و مال محفوظ و مصون رہیں گے اور تمھارا حساب حق تعالیٰ پر ہوگا۔ انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ نصیحت قبول نہ کی اور جنگ پر ہی مصر رہے۔ اس دن شام تک جنگ جاری رہی یہودیوں کے دس آدمی جہنم رسید ہوئے دوسرے دن صبح کے وقت فتح واقع ہوئی اور بکثرت اثاثہ اور بے شمار مال و متاع مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وادی

marfat.com
Marfat.com

القریٰ کے یہودیوں پر احسان فرمایا اور ان کے آراضی اور ان کے باغات کو انھیں کے قبضہ میں رہنے دیا تا کہ وہ مزدوری پر کام کریں۔ وادی القریٰ کے یہودیوں کی خبر "تیما" کے یہودیوں کو پہنچی تو وہ ڈر گئے اور صلح کر کے جزیہ دینا قبول کرلیا۔

غزوۂ خیبر کے بعد جنگی مہمات

نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر سے واپسی کے بعد موسم خزاں اور موسم سرما مدینہ طیبہ میں گزارا۔ اس عرصہ میں بذات خود کسی غزوہ پر تشریف نہیں لے گئے البتہ متعدد فوجی مہمیں صحابہ کرام کی سرد کردگی میں مختلف اطراف میں روانہ فرمائیں۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

(۱) سریہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲) سریہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳) سریہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴) سریہ بشیر بن سعد الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵) سریہ غالب بن عبداللہ لیثی۔

(۶) بشیر بن سعد کی زیر قیادت دوسرا سریہ۔

(۷) سریہ ابی حدرد اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸) سریہ عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ دوم، سیرت الرسول)

marfat.com
Marfat.com

عمرۃ القضاء

marfat.com
Marfat.com

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ

الیوم نضربکم علی تنزیلہ

(عبداللہ بن رواحہ)

marfat.com
Marfat.com

عمرۃ القضاء ۷ھ

حدیبیہ کے صلح نامہ میں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ آئندہ سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ آ کر عمرہ ادا کریں گے اور تین دن مکہ میں ٹھہریں گے۔

اس دفعہ کے مطابق ماہ ذوالقعدہ ۷ھ میں آپ نے عمرہ ادا کرنے لے لیے مکہ روانہ ہونے کا عزم فرمایا اور اعلان کرادیا کہ جو لوگ گزشتہ سال حدیبیہ میں شریک تھے وہ سب میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ بجز ان لوگوں کے جو جنگ خیبر میں شہید یا وفات پا چکے تھے سب نے یہ سعادت حاصل کی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چوں کہ کفار مکہ پر بھروسہ نہیں تھا کہ وہ اپنے عہد کو پورا کریں گے اس لیے آپ جنگ کی پوری تیاری کے ساتھ روانہ ہوئے۔ بوقت روانگی حضرت ابورہم غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے مدینہ پر حاکم بنادیا اور دو ہزار مسلمانوں کے ساتھ جن میں ایک سو گھوڑوں پر سوار تھے آپ مکہ لے لیے روانہ ہوئے۔ ساٹھ اونٹ قربانی لے لیے ساتھ تھے جب کفار مکہ کو خبر لگی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہتھیاروں اور سامان جنگ کے ساتھ مکہ آ رہے ہیں تو وہ بہت گھبرائے اور انھوں نے چند آدمیوں کو صورت حال کی تحقیقات لے لیے ''مرالظہران'' تک بھیجا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسپ سواروں کے افسر تھے قریش کے قاصدوں نے ان سے ملاقات کی انھوں نے اطمینان دلایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلح نامہ کی شرط کے مطابق بغیر ہتھیار کے مکہ میں داخل ہوں گے یہ سن کر کفار قریش مطمئن ہو گئے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مقام ''یاجج'' میں پہنچے جو مکہ سے آٹھ میل دور ہے تو تمام ہتھیاروں کو اس جگہ رکھ دیا اور حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں چند صحابہ کرام کو ان ہتھیاروں کی حفاظت لے لیے متعین فرمادیا اور اپنے ساتھ ایک تلوار کے سوا کوئی ہتھیار نہیں رکھا اور صحابہ کرام کے مجمع کے ساتھ ''لبیک'' پڑھتے ہوئے حرم کی طرف بڑھے جب مکہ میں داخل ہونے لگے تو دربار نبوت کے شاعر

marfat.com
Marfat.com

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ کی مہار تھامے ہوئے آگے آگے رجز کے اشعار جوش وخروش کے ساتھ بلند آواز سے پڑھتے جاتے تھے۔(مولف) (مدارج النبوۃ دوم، سیرت مصطفیٰ)

اب آگے کا واقعہ امام احمد رضا بریلوی کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں، آپ نے تحریر فرمایا ہے :

ابن رواحہ کی رجز خوانی

ترمذی میں حضرت انس سے ہے۔

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل مکة فی عمرة القضیة ابن رواحة یمشی بین یدیہ و یقول .

خلو ابنی الکفار عن سبیلہ الیوم نضربکم علی تنزیلہ

ضربا یزیل الھام عن مقیلہ یذھل الخلیل عن خلیلہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز عمرۃ القضا جب داخل مکہ ہوئے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آگے رجز کے اشعار سناتے جارہے تھے۔

یعنی کافروں کی اولاد حضور کا راستہ چھوڑ دو، آج تو ہم ان کی جائے نزول پر حملہ کریں گے، ایسا حملہ کہ ان کے دماغ کا مغز آنکھوں کے راستے سے باہر ہوجائے گا، اور ایک دوست دوسرے دوست کو بھول جائے گا۔ **(مولف)**

فقال عمر یا ابن رواحة بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و فی حرم اللہ تقول الشعر فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خل عنہ یا عمر فلھی فیھم اسرع من نضح النبل .

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا کہ اے ابن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے اور اللہ جل جلالہ کے حرم میں یہ شعر خوانی؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھنے دو کہ یہ ان

marfat.com
Marfat.com

پر تیروں سے زیادہ کارگر ہے۔ (مولف)

و فی روایۃ انہ لما انکر عمر علیہ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا عمر انی اسمع فاسکت یا عمر۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن رواحہ کو منع کیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمر ہم سن رہے ہیں تم بھی خاموش رہو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج۹،ص۱۷۲)

طواف ورمل

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاص حرم کعبہ میں داخل ہوئے تو کچھ کفار قریش مارے جلن کے اس منظر کی تاب نہ لا سکے اور پہاڑوں پر چلے گئے مگر کچھ کفار اپنے دار الندوہ کے پاس کھڑے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بادۂ توحید ورسالت سے مست ہونے والے مسلمانوں کے طواف کا نظارہ کرنے لگے اور آپس میں کہنے لگے کہ مسلمان بھلا کیا طواف کریں گے؟ ان کو تو بھوک اور مدینہ کے بخار نے کچل کر رکھ دیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں پہنچ کر ''اضطباع'' کر لیا یعنی چادر کو اس طرح اوڑھ لیا کہ آپ کا داہنا شانہ اور بازو کھل گیا اور آپ نے فرمایا کہ خدا اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو ان کفار کے سامنے اپنی قوت کا اظہار کرے۔

پھر آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ شروع کے تین پھیروں میں شانوں کو ہلا ہلا کر اور خوب اکڑتے ہوئے چل کر طواف کیا اس کو عربی زبان میں ''رمل'' کہتے ہیں۔ چنانچہ یہ سنت آج تک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی کہ ہر طواف کعبہ کرنے والا شروع طواف کے تین پھیروں میں ''رمل'' کرتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مکہ سے روانگی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین دن مکہ مکرمہ میں رہے جب چوتھا روز ہوا تو قریش نے کسی کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لے جائیں حضرت علی نے عرض کیا کہ قریش ایسا کہتے ہیں، فرمایا ہاں ایسا ہی کرتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو قریش کے پاس بھیجا کہ ان سے کہو کہ اتنی مہلت دے دو کہ سیدہ میمونہ کا ولیمہ میں اس جگہ کرلوں (کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی عمرۃ القضاء کے موقع پر عقد فرمایا تھا) اور تمھارے لیے کھانا تیار کرلوں۔ کفار قریش نے کہا ہمیں تمھارے کھانے کی ضرورت نہیں ہے ہماری زمین سے باہر چلے جاؤ۔

حضرت سعد بن عبادہ مجلس شریف میں حاضر تھے جب مبالغہ اور درشت خوئی ان بدبختوں کی حد سے بڑھی تو برداشت نہ کر سکے اور فرمانے لگے ہم اس وقت تک یہاں سے نہیں جائیں گے جب تک کہ ہماری مرضی نہ ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور حضرت سعد کی تسلی و تسکین فرمائی اور حکم دیا کہ اعلان کردو کہ صحابہ میں سے کوئی شخص رات مکہ میں نہ گزارے۔ اور اپنے غلام ابو رافع سے فرمایا کہ سیدہ میمونہ کو ہمارے بعد لے آنا اور خود مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لے آئے اور جو عہد و پیمان فرمایا اس پر صبر و تحمل سے کام لیا اور ذرہ بھر خلاف ورزی نہیں فرمائی۔

حضرت حمزہ کی صاحبزادی

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے تشریف لے جارہے تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی صاحبزادی عمارہ (انھیں کی نسبت سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عمارہ تھی) اپنی والدہ سلمیٰ بنت عمیس کے ساتھ مکہ میں رہتی تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

marfat.com
Marfat.com

وسلم کے پیچھے پیچھے "یا عم یا عم" کہتی ہوئی آئیں انھوں نے حضور کو عم یعنی چچا اس بناء پر پکارا کہ یہ عرب کی عادت ہے یا اس بناء پر کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔

تو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو جالیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اپنے چچا کی بیٹی کو مشرکوں کے درمیان کیوں بے باپ (یتیم) چھوڑتے ہیں، میں ان کو اپنے ساتھ لے چلوں گا۔ اس کے بعد علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی سے کہو کہ وہ ہودج میں آجائے۔

جب مدینہ منورہ پہنچے تو ان تینوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا میں لایا ہوں میرے چچا کی بیٹی ہے۔

اور حضرت جعفر بن ابی طالب نے فرمایا میرے چچا کی بیٹی ہے اور ان کی خالہ اسماء بنت عمیس میری زوجیت میں ہیں۔

اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ (ان کے اور حضرت حمزہ کے درمیان مواخات تھی جو حضور نے مہاجرین وانصار کے درمیان قائم فرمائی تھی)

اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جعفر کے حق میں فیصلہ فرمایا اور فرمایا : **الخالة بمنزلة الام.**

خالہ ماں کے قائم مقام ہے۔ تم ان کی نگہداشت اور پرورش کے زیادہ حقدار ہو۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دلجمعی اور تسکین کے لیے فرمایا : **انت منی و انا منک .**

تم مجھ سے ہو اور میں تم سے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

marfat.com
Marfat.com

امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

ما وقع لجعفر بن ابی طالب لما قال له علیه الصلاة و السلام اشبهت خلقی و خلقی و فی لفظ جعفر اشبه الناس بی خلقا و خلقا فحجل ای مشی علی رجل واحدة و فی روایة رقص من لذة هذا الخطاب .

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ جعفر تمام لوگوں میں میرے اخلاق و صفت میں میرے مشابہ ہیں تو وہ خوشی سے ایک پیر پر چلنے لگے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ اس خطاب کی لذت وسرور سے گھومنے لگے۔ (مولف)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ وہ اپنے بادشاہوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں اور نجاشی بھی جب کسی کو اپنے کسی بات سے خوش کرتا ہے تو وہ شخص اس کے گرد ایک پاؤں سے چکر لگاتا ہے۔ (مولف)

نہایہ ابن اثیر و مجمع البحار میں ہے :

قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لزید انت مولانا فحجل

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زید سے فرمایا کہ تم میرے محب و محبوب ہو تو وہ فرح و سرور سے گھومنے لگے۔ (مولف)

الحجل ان یرفع رجلا و یقفز علی الاخری من الفرح.

یعنی ایک پاؤں اٹھا کر خوشی سے دوسرے پر کودنے کو حجل کہتے ہیں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۴۴۵)

۞......۞......۞

marfat.com
Marfat.com

سریہ موتہ

marfat.com
Marfat.com

ان الله اشترى من المومنين انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون و يقتلون وعدا عليه حقا في التوراة و الانجيل و القرآن و من اوفى بعهده من الله فاستبشروا ببيعكم الذي بايعتم به و ذلك هو الفوز العظيم۔

بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون تو خوشیاں مناؤ اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔
(التوبہ،۱۱۱)

marfat.com
Marfat.com

سریہ موتہ ۸ھ

''موتہ'' ملک شام میں ایک مقام کا نام ہے یہاں ۸ھ میں کفر و اسلام کا وہ عظیم معرکہ ہوا جس میں ایک لاکھ لشکر کفار سے صرف تین ہزار جاں نثار مسلمانوں نے اپنی جان پر کھیل کر ایسی معرکہ آرائی کی کہ یہ لڑائی تاریخ اسلام میں ایک تاریخی یادگار بن کر قیامت تک باقی رہے گی اور اس جنگ میں صحابہ کرام کی بڑی بڑی اولوالعزم ہستیاں شرف شہادت سے سرفراز ہوئیں۔

جنگ موتہ کا سبب

اس جنگ کا سبب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''بصریٰ'' کے بادشاہ یا قیصر روم کے نام ایک خط لکھ کر حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ روانہ فرمایا۔ راستہ میں بلقاء کے بادشاہ شرحبیل بن عمرو غسانی نے جو قیصر روم کا باج گزار تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قاصد کو نہایت بے دردی کے ساتھ رسی میں باندھ کر قتل کر دیا۔ جب بارگاہ رسالت میں اس حادثہ کی اطلاع پہنچی تو قلب مبارک پر انتہائی رنج و صدمہ پہنچا۔ اس وقت آپ نے تین ہزار مسلمانوں کا لشکر تیار فرمایا اور اپنے دست مبارک سے سفید رنگ کا جھنڈا باندھ کر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا اور ان کو اس فوج کا سپہ سالار بنایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر زید بن حارثہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر سپہ سالار ہوں گے۔ اور جب وہ شہادت سے سرفراز ہو جائیں تو اس جھنڈے کے علمبردار حضرت عبداللہ بن رواحہ ہوں گے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان کے بعد لشکر اسلام جس کو منتخب کرے وہ سپہ سالار ہو گا۔

اس لشکر کو رخصت کرنے کے لیے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام ''ثنیۃ الوداع'' تک تشریف لے گئے اور لشکر کے سپہ سالار کو حکم فرمایا کہ تم ہمارے قاصد حضرت حارث بن عمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شہادت گاہ میں جاؤ جہاں اس جاں نثار نے ادائے فرض میں اپنی جان دی ہے۔ پہلے وہاں کے کفار کو اسلام

marfat.com
Marfat.com

کی دعوت دو اگر وہ لوگ اسلام قبول کرلیں تو پھر وہ تمھارے اسلامی بھائی ہیں ورنہ تم اللہ کی مدد طلب کرتے ہوئے ان سے جہاد کرو۔ جب لشکر چل پڑا تو مسلمانوں نے بلند آواز سے یہ دعا دی کہ خدا سلامت اور کامیاب واپس لائے۔

جب فوج مدینہ سے کچھ دور آگے نکل گئی تو خبر ملی کہ خود قیصر روم مشرکین کی ایک لاکھ فوج لے کر بلقاء کی سرزمین میں خیمہ زن ہو گیا ہے۔ یہ خبر پا کر امیر لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کا حکم دے دیا اور ارادہ کیا کہ بارگاہ رسالت میں اس کی اطلاع دی جائے اور حکم کا انتظار کیا جائے مگر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد فتح یا مال غنیمت نہیں بلکہ ہمارا مطلوب تو شہادت ہے۔ کیوں کہ :

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

اور یہ مقصد بلند ہر وقت اور ہر حالت میں حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ کی یہ تقریر سن کر ہر مجاہد جوش جہاد میں بے خود ہو گیا۔

غرض یہ مجاہدین اسلام موتہ کی سرزمین میں داخل ہو گئے اور وہاں پہنچ کر دیکھا کہ واقعی ایک بہت بڑا لشکر ریشمی زرق برق وردیاں پہنے ہوئے بے پناہ تیاریوں کے ساتھ جنگ کے لیے کھڑا ہے۔ ایک لاکھ سے زائد لشکر کا بھلا تین ہزار سے مقابلہ ہی کیا؟ مگر مسلمان خدا کے بھروسہ پر مقابلہ کے لیے ڈٹ گئے۔

معرکہ آرائی کا منظر

سب سے پہلے مسلمانوں کے امیر لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر کفار کے لشکر کو اسلام کی دعوت دی، جس کا جواب کفار نے تیروں کی مار اور تلواروں کی وار سے دیا۔ یہ منظر

marfat.com
Marfat.com

دیکھ کر مسلمان بھی جنگ کے لیے تیار ہو گئے اور لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اتر کر پا پیادہ میدان جنگ میں کود پڑے اور مسلمانوں نے بھی نہایت جوش و خروش کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا لیکن اس گھمسان کی لڑائی میں کافروں نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیزوں اور برچھیوں سے چھید ڈالا اور وہ جواں مردی کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

فوراً ہی جھپٹ کر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پرچم اسلام کو اٹھا لیا مگر ان کو ایک رومی مشرک نے ایسی تلوار ماری کہ یہ کٹ کر دو ٹکڑے ہو گئے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ ہم نے ان کی لاش دیکھی تھی ان کے بدن پر نیزوں اور تلواروں کے نوے سے کچھ زائد زخم تھے۔ لیکن کوئی زخم ان کے پیٹھ کے پیچھے نہیں لگا تھا بلکہ سب کے سب زخم سامنے ہی کی جانب لگے تھے۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم اسلام ہاتھ میں لیا فوراً ان کے چچا زاد بھائی نے گوشت سے بھری ہوئی ایک ہڈی پیش کی اور عرض کی کہ بھائی جان آپ نے کچھ کھایا پیا نہیں ہے لہٰذا اس کو کھا لیجیے آپ نے ایک ہی مرتبہ دانت سے نوچ کر کھایا تھا کہ کفار کا بے پناہ ہجوم آپ پر ٹوٹ پڑا آپ نے ہڈی پھینک دی اور تلوار نکال کر دشمنوں کے نرغہ میں گھس کر رجز کے اشعار پڑھتے ہوئے انتہائی دلیری اور جاں بازی کے ساتھ لڑنے لگے مگر زخموں سے نڈھال ہو کر زمین پر گر پڑے اور شربت شہادت سے سیراب ہو گئے۔

اب لوگوں کے مشورہ سے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈے کے علمبردار بنے اور اس قدر شجاعت اور بہادری کے ساتھ لڑے کہ نو تلواریں ٹوٹ ٹوٹ کر ان کے ہاتھ سے گر پڑیں اور اپنی جنگی مہارت اور کمال ہنرمندی سے اسلامی فوج کو دشمنوں کے نرغہ سے نکال لائے۔

اسلامی لشکر نے بہت سے کفار کو قتل کیا اور کچھ مال غنیمت بھی حاصل کیا اور سلامتی کے ساتھ مدینہ

marfat.com
Marfat.com

واپس آ گئے۔

نگاہ نبوت کا معجزہ

جنگ موتہ کی معرکہ آرائی میں جب گھمسان کا رن پڑا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ سے میدان جنگ کو دیکھ لیا اور آپ کی نگاہوں سے تمام حجابات اس طرح اٹھ گئے کہ میدان جنگ کی ایک ایک سرگزشت کو آپ کی نگاہ نبوت نے دیکھا۔ چنانچہ بخاری کی روایت ہے کہ حضرت زید و حضرت جعفر و حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادتوں کی خبر آپ نے میدان جنگ سے خبر آنے سے قبل ہی اپنے اصحاب کو سنادی۔

چنانچہ آپ نے انتہائی رنج و غم کی حالت میں صحابہ کرام کے بھرے مجمع میں یہ ارشاد فرمایا کہ زید نے جھنڈا لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ علمبردار بنے اور وہ بھی شہید ہو گئے یہاں تک کہ جھنڈے کو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید) نے اپنے ہاتھوں میں لیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کو یہ خبریں سناتے رہے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں لکھا ہے کہ جب یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ موتہ کی خبر لے کر بارگاہ نبوت میں پہنچے تو حضور نے ان سے فرمایا کہ تم مجھے وہاں کی خبر سناؤ گے یا میں تمہیں وہاں کی خبر سناؤں؟ حضرت یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ہی سنائیے۔ جب آپ نے وہاں کا پورا پورا حال و ماحول سنایا تو حضرت یعلی نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ نے ایک بات بھی نہیں چھوڑی کہ جس کو میں بیان کروں۔

حضور ﷺ حضرت جعفر کے گھر

حضرت جعفر شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے

marfat.com
Marfat.com

کہ میں نے اپنے بچوں کو نہلا دھلا کر تیل کاجل سے آراستہ کر کے آٹا گوندھ لیا تھا کہ بچوں کے لیے روٹیاں پکاؤں، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ جعفر کے بچوں کو میرے سامنے لاؤ جب میں نے بچوں کو پیش کیا تو آپ بچوں کو سونگھنے اور چومنے لگے اور آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار رخسار پر انوار پر بہنے لگی تو میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی خبر آئی ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں! وہ لوگ آج ہی شہید ہو گئے ہیں، یہ سن کر میری چیخ نکل گئی اور میرا گھر عورتوں سے بھر گیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کاشانۂ نبوت میں تشریف لے گئے اور ازواج مطہرات سے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کراؤ۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ہاتھ شہادت کے وقت کٹ کر گر پڑے تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر کو ان کے دونوں ہاتھ کے بدلے دو بازو عطا فرمائے ہیں جن سے اڑ اڑ کر وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔

مجاہدین کی واپسی

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ کے قریب پہنچے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہو کر ان لوگوں کے استقبال کے لیے تشریف لے گئے اور مدینہ کے مسلمان اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی دوڑتے ہوئے مجاہدین اسلام کی ملاقات کے لیے گئے اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ موتہ کے شہداء کرام کا ایسا پر درد مرثیہ سنایا کہ تمام سامعین رونے لگے۔(مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

جنگ موتہ کا منظر

جب مقام موتہ میں کفر و اسلام کی جنگ جاری تھی ٹھیک اسی وقت مدینہ منورہ میں رسول غیب داں

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جنگ کی کیفیت بتائی اور جو جو شہادت سے سرفراز ہوئے ان کا نام بتایا اس واقعہ کی منظر کشی کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

واقدی نے مغازی میں عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کی۔

لما التقی الناس بموتة جلس رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علی المنبر و کشف له ما بینه و بین الشام فهو ینظر الی معر کتهم فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اخذ الرایة زید بن حارثة فمضی حتی استشهد و صلی علیه و دعا له و قال استغفروا له و قد دخل الجنة و هو یسعی ثم اخذ الرایة جعفر بن ابی طالب فمضی حتی استشهد فصلی علیه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و دعا له و قال استغفروا له و قد دخل الجنة فهو یطیر فیها بجناحین حیث شاء.

جب مقام موتہ میں لڑائی شروع ہوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ عزوجل نے حضور کے لیے پردے اٹھا دیئے کہ ملک شام اور وہ معرکہ حضور دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا زید بن حارثہ نے نشان اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا۔ حضور نے انھیں اپنی صلاۃ و دعا سے مشرف فرمایا اور صحابہ کو ارشاد ہوا اس کے لیے استغفار کرو بیشک وہ دوڑتا ہوا جنت میں داخل ہوا۔ حضور نے فرمایا پھر جعفر بن ابی طالب نے نشان اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا۔ حضور نے ان کو اپنی صلاۃ و دعا سے شرف بخشا اور صحابہ کو ارشاد ہوا اس کے لیے استغفار کرو وہ جنت میں داخل ہوا اور اس میں جہاں چاہے اپنے پروں سے اڑتا پھرتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳ ۷ ۔ الہادی الحاجب)

بخاری و مسلم ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی۔ لما جاء النبی صلی الله تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

علیه وسلم قتل ابن حارثة و جعفر و ابن رواحة لما جلس یعرف فیه الحزن . الحدیث.

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زید و جعفر و ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خبر شہادت سن کر مغموم و محزون مسجد میں تشریف رکھی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۷۹)

حضرت جعفر کا مرتبہ

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأیت جعفر یطیر ملکا فی الجنة تدمی تادمتاه و رأیت زیدا دون ذلک فقلت ما کنت اظن ان زیدا دون جعفر فقال جبریل ان زیدا بدون جعفر و لکنا فضلنا جعفر لقرابته منک.

میں نے جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملاحظہ فرمایا کہ فرشتہ بن کر جنت میں اڑ رہے ہیں اور ان کے بازوؤں کے اگلے دونوں شہ پروں سے خون رواں ہے اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے ان سے کم مرتبہ میں پایا میں نے فرمایا مجھے گمان نہ تھا کہ زید کا مرتبہ جعفر سے کم ہوگا جبریل امین علیہ الصلاۃ و التسلیم نے عرض کی زید جعفر سے کم نہیں مگر ہم نے جعفر کا مرتبہ زید سے بڑھا دیا ہے اس لیے کہ وہ حضور سے قرابت رکھتے ہیں۔ اسے ابن سعد نے محمد بن عمرو بن علی سے مرسلاً روایت کیا۔

حضور ﷺ حضرت جعفر کے گھر والوں کے ولی ہیں

جب سیدنا جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یتیم بچوں کو خدمت اقدس میں یاد فرمایا وہ حاضر ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسے بیان کر کے فرماتے ہیں۔ فجاء ت امنا فذکرت یتیمنا فقال رسول الله العیلة تخافین علیهم و انا ولیهم فی الدنیا و الآخرة.

marfat.com
Marfat.com

میری ماں نے حاضر ہوکر حضور پناہ بے کساں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہماری یتیمی کی شکایت عرض کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے؟ حالاں کہ میں ان کا ولی وکارساز ہوں دنیا وآخرت میں۔

غم نخورد آں کہ حفیظش توئی

والی و مولیٰ و ولیش توئی

یارسول اللہ! جس کے محافظ ونگہبان آپ ہیں اسے کچھ غم واندوہ نہیں۔ آپ تو اس کے والی و مولیٰ وکارساز اور ولی ہیں، بلکہ آپ دنیا وآخرت میں مومنین کے ولی وسہارا ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مولف)

اسے احمد وطبرانی وابن عساکر نے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

سریہ غالب لیثی

۸ھ میں غالب بن عبداللہ لیثی کو قبیلہ بنی الملوح پر بھیجا تا کہ موضع کدید جائیں جب رات ہوئی تو ان پر شب خون مارا اور ان کے اونٹوں کو گھیر کے لے چلے۔ اچانک ان کے عقب میں ایک جماعت نمودار ہوئی جب خبر ہوئی تو دیکھا کہ وہ قریب آچکے ہیں یہاں تک کہ صرف ایک نالہ درمیان میں باقی تھا اور وہ ان کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے تھے اس وقت حق تعالیٰ نے پانی کی ایک رو بھیجی جس سے وہ نالہ بھر گیا اور کسی ایک میں بھی اس کے عبور کرنے کی ہمت نہ رہی حالاں کہ اس سے پہلے کوئی ابروباراں نہ ہوا تھا وہ سلامتی کے ساتھ مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

سریہ فدک

اسی سال ان ہی غالب بن عبداللہ لیثی کو فدک بھیجا گیا تا کہ وہاں کے کفار کی سرکوبی کریں۔ غالب بن

marfat.com
Marfat.com

عبداللہ لیثی کے اس سریہ کو بعض اہل سیر نے ساتویں سال میں منفعہ پر جو کہ بطن نخلہ کے قریب ہے بیان کیا ہے۔

سریہ عمرو بن العاص

اسی سال حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سریہ ''ذات السلاسل'' کی طرف واقع ہوا۔ اس لشکر کشی کو ''ذات السلاسل'' کے ساتھ موسوم کیا گیا ہے اس بنا پر کہ مشرکوں نے اپنے آپ کو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں سے باندھ رکھا تھا تاکہ کوئی بھاگ نہ سکے۔ بعض کہتے ہیں کہ سلاسل ایک چشمہ کا نام تھا جو وہاں وادی القریٰ کے پیچھے تھا یہ مقام مدینہ طیبہ سے دس روز کے فاصلہ پر تھا۔ اس قضیہ کا وقوع ماہ جمادی الاخریٰ ۸ھ ہے۔ بعض ۷ھ کہتے ہیں اور ابن ابی خالد نے کتاب ''صحیح التاریخ'' میں اسی پر جزم کیا ہے اسے ابن عساکر نے بھی نقل کیا ہے۔ اور اس پر اتفاق ہے کہ یہ سریہ ''غزوۂ موتہ'' کے بعد واقع ہوا تھا مگر ابن اسحاق نے غزوۂ موتہ سے پہلے کہا ہے۔

اس کے وقوع کا سبب یہ ہے کہ بارگاہ رسالت میں خبر پہنچی کہ قبائل قضاعہ، بلی اور بنو القین نے متفقہ طور پر اطراف مدینہ پر تاخت وتاراج کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر بنا کر بھیجا اس لشکر میں حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے اس لشکر نے دشمن کی سرکوبی کی اور حصول مقصد کے بعد واپس آیا۔

سریہ الخبط

اس سریہ کو حضرت امام بخاری نے ''غزوۂ سیف البحر'' کے نام سے ذکر کیا ہے۔ رجب ۸ھ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو صحابہ کرام کے لشکر پر امیر بنا کر ساحل سمندر کی جانب روانہ فرمایا تاکہ یہ لوگ قبیلہ جہینہ کے کفار کی شرارتوں پر نظر رکھیں۔ اس لشکر میں خوراک کی اس قدر کمی پڑ گئی کہ امیر لشکر مجاہدین کو روزانہ ایک ایک کھجور راشن میں دیتے تھے یہاں

marfat.com

Marfat.com

تک کہ ایک وقت ایسا بھی آ گیا کہ یہ کھجوریں بھی ختم ہو گئیں اور لوگ بھوک سے بے چین ہو کر درختوں کے پتے کھانے لگے یہی وجہ ہے کہ عام طور پر مورخین نے اس سریہ کا نام سریۃ الخبط یا جیش الخبط رکھا ہے۔ خبط عربی زبان میں درخت کے پتوں کو کہتے ہیں۔

ایک عجیب الخلقت مچھلی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں کو اس سفر میں تقریباً ایک مہینہ رہنا پڑا اور جب بھوک کی شدت سے ہم لوگ درختوں کے پتے کھانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے غیب سے ہمارے رزق کا یہ سامان پیدا فرما دیا کہ سمندر کی موجوں نے ایک اتنی بڑی مچھلی ساحل پر پھینک دی جو ایک پہاڑ کی مانند تھی چنانچہ تین سو صحابہ اٹھارہ دنوں تک اس مچھلی کا گوشت کھاتے رہے اور اس کی چربی اپنے بدن پر ملتے رہے اور جب وہاں سے روانہ ہونے لگے تو اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر مدینہ تک لائے جب یہ لوگ بارگاہ نبوت میں پہنچے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے رزق کا سامان ہوا تھا پھر آپ نے اس مچھلی کا گوشت طلب فرمایا اور اس میں سے کچھ تناول بھی فرمایا۔ یہ اتنی بڑی مچھلی تھی کہ امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی دو پسلیاں زمین میں گاڑ کر کھڑی کر دیں تو کجاوہ بندھا ہوا اونٹ اس محراب کے اندر سے گزر گیا۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ دوم، سیرت مصطفیٰ)

marfat.com
Marfat.com

فتح مکہ مکرمہ

جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں
اس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام

marfat.com
Marfat.com

وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

(بنی اسرائیل، ۸۱)

marfat.com
Marfat.com

فتح مکہ مکرمہ ۸ ھ

رمضان ۸ ھ تاریخ نبوت کا نہایت ہی عظیم الشان عنوان ہے اور سیرت مقدسہ کا یہ وہ سنہرا باب ہے کہ جس کی آب و تاب سے ہر مومن کا قلب قیامت تک مسرتوں کا آفتاب بنا رہے گا کیوں کہ تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس تاریخ سے آٹھ سال قبل انتہائی رنجیدگی کے عالم میں اپنے یار غار کو ساتھ لے کر رات کی تاریکی میں مکہ سے ہجرت فرما کر اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہہ دیا تھا اور مکہ سے نکلتے وقت خدا کے مقدس گھر خانہ کعبہ پر ایک حسرت بھری نگاہ ڈال کر یہ فرماتے ہوئے مدینہ روانہ ہوئے تھے کہ

اے مکہ! خدا کی قسم تو میری نگاہ محبت میں تمام دنیا کے شہروں سے زیادہ پیارا ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں ہرگز تجھے نہ چھوڑتا۔

لیکن آٹھ برس کے بعد یہی وہ مسرت خیز تاریخ ہے کہ آپ نے ایک فاتح اعظم کی شان و شوکت کے ساتھ اسی شہر مکہ میں نزول اجلال فرمایا اور کعبۃ اللہ میں داخل ہو کر اپنے سجدوں کے جلال و جمال سے خدا کے مقدس گھر کی عظمت کو سرفراز فرمایا۔

لیکن ناظرین کے ذہنوں میں یہ سوال سر اٹھاتا ہوگا کہ جب کہ حدیبیہ کے صلح نامہ میں یہ تحریر کیا جا چکا تھا کہ دس برس تک فریقین کے مابین کوئی جنگ نہ ہوگی تو پھر آخر وہ کون سا سبب نمودار ہو گیا کہ صلح نامہ کے فقط دو سال ہی بعد تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اہل مکہ کے سامنے ہتھیار اٹھانے کی ضرورت پیش آ گئی اور آپ ایک عظیم لشکر کے ساتھ فاتحانہ حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔

تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس کا سبب کفار مکہ کی عہد شکنی اور حدیبیہ کے صلح نامہ سے غداری ہے۔

marfat.com
Marfat.com

کفار قریش کی عہد شکنی

حدیبیہ کے صلح نامہ میں ایک یہ شرط بھی درج تھی کہ قبائل عرب میں سے جو قبیلہ قریش کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہے وہ قریش کے ساتھ معاہدہ کرے اور جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معاہدہ کرنا چاہے وہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کرے۔

چنانچہ اسی بناء پر قبیلہ بنی بکر نے قریش سے باہمی معاہدہ کرلیا اور قبیلہ بنی خزاعہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امداد باہمی کا معاہدہ کرلیا یہ دونوں قبیلے مکہ کے قریب ہی میں آباد تھے لیکن ان دونوں میں عرصہ دراز سے سخت عداوت اور مخالفت چلی آرہی تھی۔

ایک مدت سے تو کفار قریش اور دوسرے قبائل عرب کے کفار مسلمانوں سے جنگ کرنے میں اپنا سارا زور صرف کر رہے تھے لیکن صلح حدیبیہ کی بدولت جب مسلمانوں کی جنگ سے کفار قریش اور دوسرے قبائل کفار کو اطمینان ملا تو قبیلہ بنی بکر نے قبیلہ بنی خزاعہ سے اپنی پرانی عداوت کا انتقام لینا چاہا اور اپنے حلیف کفار قریش سے مل کر بالکل اچانک طور پر قبیلہ بنی خزاعہ پر حملہ کر دیا اور اس حملہ میں کفار قریش کے تمام رؤسا یعنی عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ و سہیل بن عمرو وغیرہ بڑے بڑے سرداروں نے علانیہ بنی خزاعہ کو قتل کیا۔

بیچارے بنی خزاعہ اس خوفناک ظالمانہ حملہ کی تاب نہ لا سکے اور اپنی جان بچانے کے لیے حرم کعبہ میں پناہ لینے کے لیے بھاگے۔ بنی بکر کے عوام نے تو حرم میں تلوار چلانے سے ہاتھ روک لیا اور حرم الٰہی کا احترام کیا۔ لیکن بنی بکر کا سردار، نوفل، اس قدر جوش انتقام میں آپے سے باہر ہو چکا تھا کہ وہ حرم میں بھی بنی خزاعہ کو نہایت بے دردی کے ساتھ قتل کرتا رہا اور چلا چلا کر اپنی قوم کو للکارتا رہا کہ پھر یہ موقع کبھی ہاتھ نہیں آسکتا چنانچہ ان درندہ صفت خوں خوار انسانوں نے حرم الٰہی کے احترام کو بھی خاک میں ملا دیا اور حرم کعبہ

marfat.com
Marfat.com

کے حدود میں نہایت ہی ظالمانہ طور پر بنی خزاعہ کا خون بہایا اور کفار قریش نے بھی اس قتل و غارت اور کشت و خون میں خوب خوب حصہ لیا۔

ظاہر ہے کہ قریش نے اپنی اس حرکت سے حدیبیہ کے معاہدہ کو عملی طور پر توڑ ڈالا۔ کیوں کہ بنی خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معاہدہ کر کے آپ کے حلیف بن چکے تھے اس لیے بنی خزاعہ پر حملہ کرنا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے برابر تھا۔ اس حملہ میں بنی خزاعہ کے ۲۳ تئیس آدمی قتل ہو گئے۔

اس حادثہ کے بعد قبیلہ بنی خزاعہ کے سردار عمرو بن سالم خزاعی چالیس آدمیوں کا وفد لے کر فریاد کرنے اور امداد طلب کرنے کے لیے مدینہ بارگاہ رسالت میں پہنچے اور یہی فتح مکہ کی تمہید ہوئی۔

حضور کی امن پسندی

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش کے پاس قاصد بھیجا اور تین شرطیں پیش فرمائیں کہ ان میں سے کوئی ایک شرط قریش منظور کر لیں۔

(۱) بنی خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔

(۲) قریش، قبیلہ بنی بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔

(۳) اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قاصد نے ان شرطوں کو قریش کے سامنے رکھا تو قرطہ بن عبد عمرو نے قریش کا نمائندہ بن کر جواب دیا کہ، نہ ہم مقتولوں کے خون کا معاوضہ دیں گے نہ اپنے حلیف قبیلہ بنی بکر کی حمایت چھوڑیں گے ہاں تیسری شرط ہمیں منظور ہے اور ہم اعلان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کا

marfat.com
Marfat.com

معاہدہ ٹوٹ گیا۔

لیکن قاصد کے چلے جانے کے بعد قریش کو اپنے اس جواب پر ندامت ہوئی۔ چنانچہ چند رؤسائے قریش ابوسفیان کے پاس گئے اور یہ کہا کہ اگر یہ معاملہ نہ سلجھا تو پھر سمجھ لو کہ یقیناً محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم پر حملہ کر دیں گے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میری بیوی ہند بنت عتبہ نے ایک خواب دیکھا ہے کہ مقام ''حجون'' سے مقام ''خندمہ'' تک ایک خون کی نہر بہتی ہوئی آئی ہے پھر ناگہاں وہ خون غائب ہو گیا۔ قریش نے اس خواب کو بہت ہی منحوس سمجھا اور خوف و دہشت سے سہم گئے اور ابوسفیان پر بہت زیادہ دباؤ ڈالا کہ وہ فوراً مدینہ جا کر معاہدۂ حدیبیہ کی تجدید کرے۔

ابوسفیان کی کوشش

اس کے بعد بہت تیزی کے ساتھ ابوسفیان مدینہ گیا اور پہلے اپنی لڑکی ام المومنین حضرت بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر پہنچا اور بستر پر بیٹھنا ہی چاہتا تھا کہ حضرت بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جلدی سے بستر اٹھالیا۔ ابوسفیان نے حیران ہو کر پوچھا کہ بیٹی تم نے بستر کیوں اٹھالیا؟ کیا بستر کو میرے قابل نہیں سمجھا یا مجھ کو بستر کے قابل نہیں سمجھا؟ ام المومنین نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر ہے اور تم مشرک اور نجس ہو اس لیے میں نے یہ گوارا نہیں کیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھو۔

یہ سن کر ابوسفیان کے دل پر چوٹ لگی اور وہ رنجیدہ ہو کر وہاں سے چلا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مقصد بیان کیا۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا پھر ابوسفیان حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس گیا۔ ان سب حضرات نے جواب دیا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب ابوسفیان پہنچا تو وہاں حضرت بی بی فاطمہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے۔ ابوسفیان نے بڑی لجاجت سے کہا کہ اے علی تم قوم میں بہت ہی رحم دل ہو ہم ایک مقصد لے کر یہاں آئے ہیں کیا ہم یوں ہی ناکام چلے جائیں ہم صرف یہی چاہتے ہیں کہ تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ہماری سفارش کرو، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان ہم لوگوں کی یہ مجال نہیں ہے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارادہ اور ان کی مرضی میں کوئی مداخلت کر سکیں۔

ہر طرف سے مایوس ہو کر ابوسفیان نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اے فاطمہ! یہ تمہارا پانچ برس کا بچہ (امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک مرتبہ اپنی زبان سے اتنا کہہ دے کہ میں نے دونوں فریق میں صلح کرادی تو آج سے یہ بچہ عرب کا سردار کہہ کر پکارا جائے گا۔ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ بچوں کو ان معاملات میں کیا دخل؟

بالآخر ابوسفیان نے کہا کہ اے علی معاملہ بہت کٹھن نظر آتا ہے کوئی تدبیر بتاؤ؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس سلسلے میں تم کو کوئی مفید رائے تو نہیں دے سکتا لیکن تم بنی کنانہ کے سردار ہو تم خود ہی لوگوں کے سامنے اعلان کر دو کہ میں نے حدیبیہ کے معاہدہ کی تجدید کر دی۔ ابوسفیان نے کہا کہ کیا میرا یہ اعلان کچھ مفید ہو سکتا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک طرفہ اعلان ظاہر ہے کہ کچھ مفید نہیں ہو سکتا مگر اب تمہارے پاس اس کے سوا اور چارۂ کار ہی کیا ہے۔ ابوسفیان وہاں سے مسجد نبوی میں آیا اور بلند آواز سے مسجد میں اعلان کر دیا کہ میں نے معاہدۂ حدیبیہ کی تجدید کر دی مگر مسلمانوں میں سے کسی نے بھی کوئی جواب نہیں دیا۔

ابوسفیان یہ اعلان کر کے مکہ روانہ ہو گیا جب مکہ پہنچا تو قریش نے پوچھا کہ مدینہ میں کیا ہوا؟ ابوسفیان نے ساری داستان بیان کر دی تو قریش نے سوال کیا کہ جب تم نے اپنی طرف سے معاہدۂ حدیبیہ

marfat.com
Marfat.com

کی تجدید کا اعلان کیا تو کیا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کو قبول کر لیا؟ ابو سفیان نے کہا کہ نہیں۔ یہ سن کر قریش نے کہا کہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا یہ نہ تو صلح ہے کہ ہم اطمینان سے بیٹھیں نہ یہ جنگ ہے کہ لڑائی کا سامان کیا جائے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا اور حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی فرما دیا کہ جنگ کے ہتھیار درست کریں اور اپنے حلیف قبائل کو بھی جنگی تیاریوں کے لیے حکم نامہ بھیج دیا۔ مگر کسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں بتایا کہ کس سے جنگ کا ارادہ ہے؟ یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آپ نے کچھ نہیں فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور دیکھا کہ وہ جنگی ہتھیاروں کو نکال رہی ہیں تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے؟ عرض کی جی ہاں! پھر آپ نے پوچھا کہ کیا تمہیں کچھ معلوم ہے کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ واللہ مجھے یہ معلوم نہیں۔

غرض انتہائی خاموشی اور راز داری کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ کی تیاری فرمائی اور مقصد یہ تھا کہ اہل مکہ کو خبر نہ ہونے پائے اور اچانک ان پر حملہ کر دیا جائے۔

لشکر اسلام مکہ کی طرف

غرض ۱۰ رمضان ۸ ھ کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ سے دس ہزار کا لشکر پر انوار ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ فتح مکہ میں آپ کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر تھا ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں، ہو سکتا ہے کہ مدینہ سے روانگی کے وقت دس ہزار کا لشکر رہا ہو پھر راستہ میں بعض قبائل اس لشکر میں شامل ہو گئے ہوں تو مکہ پہنچ اس لشکر کی تعداد بارہ ہزار ہو گئی ہو۔ بہر حال

marfat.com
Marfat.com

مدینہ سے چلتے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کبار روزہ دار تھے جب آپ مقام ''کدید'' میں پہنچے تو پانی مانگا اور اپنی سواری پر بیٹھے ہوئے پورے لشکر کو دکھا کر آپ نے دن میں پانی نوش فرمایا اور سب کو روزہ چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ اور آپ کے اصحاب نے سفر اور جہاد میں ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا موقوف کر دیا۔

میلوں تک آگ ہی آگ

مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ''مرالظہران'' میں پہنچ کر اسلامی لشکر نے پڑاؤ ڈالا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوج کو حکم دیا کہ ہر مجاہد اپنا الگ الگ چولھا جلائے۔ دس ہزار مجاہدین نے جو الگ الگ چولھے جلائے تو ''مرالظہران'' کے پورے میدان میں میلوں تک آگ ہی آگ نظر آنے لگی۔

قریش کے جاسوس

گو قریش کو معلوم ہی ہو چکا تھا کہ مدینہ سے فوجیں آرہی ہیں مگر صورت حال کی تحقیق کے لیے قریش نے ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام و بدیل بن ورقا کو اپنا جاسوس بنا کر بھیجا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ اس سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے اور انھوں نے مقام ''جحفہ'' میں آکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی۔) بے حد فکر مند ہو کر قریش کے انجام پر افسوس کر رہے تھے وہ یہ سوچتے تھے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے عظیم لشکر کے ساتھ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو آج قریش کا خاتمہ ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفید خچر پر سوار ہو کر اس ارادہ سے مکہ چلے کہ قریش کو اس خطرہ سے آگاہ کر کے انھیں آمادہ کریں کہ چل کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معافی مانگ کر صلح کر لو ورنہ تمھاری خیر نہیں۔

مگر بخاری کی روایت میں ہے کہ قریش کو یہ خبر تو مل گئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ

marfat.com
Marfat.com

سے روانہ ہو گئے ہیں مگر انھیں یہ پتہ نہ تھا کہ آپ کا لشکر ''مرالظہران'' تک آ گیا ہے۔

فاتح مکہ کا فرمان

پھر فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ بانی کعبہ کے جانشین حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ کی سرزمین میں نزول اجلال فرمایا اور حکم دیا کہ میرا جھنڈا مقام حجون کے پاس گاڑا جائے اور حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام فرمان جاری فرمایا کہ وہ فوجوں کے ساتھ مکہ کے بالائی حصہ یعنی ''کدا'' کی طرف سے مکہ میں داخل ہوں۔

تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ کی سرزمین میں قدم رکھتے ہی جو فرمان جاری فرمایا وہ یہ اعلان تھا کہ جس کے لفظ لفظ میں رحمتوں کے دریا موجیں مار رہے ہیں۔

- جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لیے امان ہے۔
- جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے گا اس کے لیے امان ہے
- جو کعبہ میں داخل ہو جائے گا اس کے لیے امان ہے۔

اس موقع پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو سفیان (انھوں نے ابھی ابھی اسلام قبول کیا) ایک فخر پسند آدمی ہے اس کے لیے کوئی ایسی امتیازی بات فرما دیجیے کہ اس کا سر فخر سے اونچا ہو جائے تو آپ نے فرمایا۔

- جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لیے امان ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس اعلان رحمت نشان یعنی مکمل امن و امان کا فرمان جاری کر دینے کے بعد ایک قطرہ خون بہنے کا کوئی امکان ہی نہ تھا لیکن عکرمہ بن ابی جہل و صفوان بن امیہ و سہیل

marfat.com
Marfat.com

بن عمرو اور جماش بن قیس نے مقام ''خندمہ'' میں مختلف قبائل کے اوباش قسم کے لوگوں کو جمع کیا تھا۔ ان لوگوں نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج میں سے دو آدمیوں حضرت کرز بن جابر فہری اور جیش بن اشعر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہید کر دیا اور اسلامی لشکر پر تیر برسانا شروع کر دیا۔

بخاری کی روایت میں انھیں دو حضرات کی شہادت کا ذکر ہے مگر زرقانی وغیرہ کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ تین صحابہ کرام کو کفار قریش نے قتل کر دیا۔ دو وہ جو اوپر ذکر کیے گئے اور ایک حضرت سلمہ بن المیلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بارہ یا تیرہ کفار بھی مارے گئے اور باقی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ تلواریں چمک رہی ہیں تو آپ نے دریافت فرمایا کہ میں نے تو خالد بن الولید کو جنگ کرنے سے منع کر دیا تھا پھر یہ تلواریں کیسی چل رہی ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ پہل کفار کی طرف سے ہوئی ہے اس لیے لڑنے کے سوا حضرت خالد بن الولید کی فوج کے لیے کوئی چارہ کار ہی نہیں رہ گیا تھا یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ قضا الٰہی یہی تھی اور خدا نے جو چاہا وہی بہتر ہے۔

بیت اللہ میں داخلہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جھنڈا ''حجون'' میں جس کو آج کل ''جنت المعلیٰ'' کہتے ہیں مسجد الفتح کے قریب میں گاڑا گیا پھر آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اور حضرت اسامہ بن زید کو اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھا کر مسجد حرام کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ حجبی بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے مسجد حرام میں اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور کعبہ کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔

یہ انقلاب زمانہ کی ایک حیرت انگیز مثال ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام جن کا لقب ''بت شکن'' ہے ان کی یادگار خانہ کعبہ کے اندرون حصار (اردگرد) تین سو ساٹھ بتوں کی قطار تھی۔ فاتح

marfat.com
Marfat.com

مکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت خلیل کا جانشین جلیل ہونے کی حیثیت سے فرض اولین تھا کہ یادگار خلیل کو بتوں کی نجس اور گندی آلائشوں سے پاک کریں چنانچہ آپ خود بہ نفس نفیس ایک چھڑی لے کر کھڑے ہوئے اوران بتوں کو چھڑی کی نوک سے ٹھونکے مار مار کر گراتے جاتے تھے اور جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا تلاوت فرماتے جاتے تھے۔ یعنی حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز ہے۔

پھران بتوں کو جوعین کعبہ کے اندر تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ سب نکالے جائیں چنانچہ وہ سب بت نکال باہر کیے گئے انھیں بتوں میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہم السلام کے مجسمے بھی تھے جن کے ہاتھوں میں فال کھولنے کے تیر تھے آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کو مار ڈالے۔ ان کافروں کو خوب معلوم ہے کہ ان دونوں پیغمبروں نے کبھی بھی فال نہیں کھولا۔ جب تک ایک ایک بت کعبہ کے اندر سے نہ نکل گیا آپ نے کعبہ کے اندر قدم نہیں رکھا جب تمام بتوں سے کعبہ پاک ہوگیا تو آپ اپنے ساتھ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور عثمان بن طلحہ حجبی کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور بیت اللہ شریف کے تمام گوشوں میں تکبیر پڑھی اور دو رکعت نماز بھی ادا فرمائی اس کے بعد باہر تشریف لائے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ ملخصاً)

حضور کعبہ میں

کعبہ مقدسہ کو بتوں کی آلائش وگندگیوں سے پاک وصاف کرنے کے بعد حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قدم کرم رکھا اور نماز ادا فرمائی اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

احمد وابوداؤد عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

marfat.com
Marfat.com

وسلم دعاه بعد دخوله الكعبة فقال انی کنت رايت قرنی الكبش حين دخلت البيت فنسيت ان آمرک ان تخمرها فخمرها فانه لا ينبغی ان يكون فی قبلة البيت شئ يلهی المصلی.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ معظّمہ میں تشریف فرما ہوئے عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلید بردار کعبہ کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا ہم نے کعبہ میں دنبے کے سینگ ملاحظہ فرمائے تھے (دنبہ کہ سیدنا اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کا فدیہ ہوا اس کے سینگ کعبہ معظمہ کی دیوار غربی میں لگے ہوئے تھے) ہمیں تم سے یہ فرمانا یاد نہ رہا کہ ان کو ڈھانک دو۔ اب ڈھانکو کہ نمازی کے سامنے کوئی چیز ایسی نہ چاہیئے جس سے دل بٹے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۶۰۷)

فتح مکہ کی برکت

اہل عرب تمام اطراف واکناف میں راہ اختیار میں چشم انتظار کھولے بیٹھے تھے کہ اگر یہ ہستی مقدس یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قوم میں واپس تشریف لے آئے اور یہ بلد معظم اور بیت مکرم ان کے قبضۂ اقتدار میں آجائے تو ہم بھی داخل اسلام ہو کر توقف وتردد کی قید سے نجات پا جائیں گے جب نصرت عظیم اور فتح مبین وجود میں آئی تو ہر طرف سے لوگ دوڑتے، بھاگتے حاضر ہو کر اسلام لانے لگے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ، ج۲)

اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی نے فتاویٰ رضویہ میں لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے اور انھیں نمازوں کی تاکید فرمانے کے بارے میں یہ روایت پیش کی ہے۔

عن عمرو بن سلمة قال لما كانت وقعة الفتح بادر كل قوم باسلامهم و بدر ابی قومه باسلامهم فلما قدم قال جئتكم و الله من عند النبی صلی الله تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم حقا فقال صلوا صلاۃ کذا فی حین کذا و صلاۃ کذا فی حین کذا فاذا حضرت الصلوہ فلیؤذن احدکم و یؤمکم اکثرکم قرانا فنظروا فلم یکن احد اکثر قرانا منی لما کنت اتلقی من الرکبان فقدمونی بین ایدیھم و انا ابن ست او سبع سنین و کانت علی بردۃ کنت اذا سجدت فقلصت عنی فقالت امراء ۃ من الحی الا تغطوا عنا است قارئکم فاشتروا فقطعوا لی قمیصا فما فرحت بشئ فرحی بذلک القمیص . رواہ البخاری.

و فی روایۃ النسائی کنت اؤمھم و انا بن ثمان سنین .

و فی روایۃ لابی داؤد و انا ابن سبع سنین او ثمان سنین.

و فی روایۃ لاحمد وابی داؤد فما شھدت مجمعا من جرم الا کنت امامھم الی یوم ھذا.

عمرو بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو ہر ایک قوم نے اسلام لانے میں جلدی کی اور میرے والد نے اپنی قوم سے اسلام لانے میں جلدی کی پس جب وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت سے واپس آئے تو انھوں نے فرمایا میں تمھارے پاس اس سچے نبی اور حق کے پاس سے آیا ہوں۔ پس تم لوگ نماز ایسے وقت میں پڑھا کرو پس جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور تم میں سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا تمھاری امامت کرے جب انھوں نے دیکھا تو مجھ سے زیادہ قرآن خواں کسی کو نہ پایا کیوں کہ میں قافلہ والوں سے (جو ہمارے پاس سے گزرتے تھے) سیکھ لیا کرتا تھا انھوں نے مجھ کو اپنا امام بنا لیا اور میں سات برس کا چھوٹا لڑکا تھا اور مجھ پر ایک چادر ہوتی تھی، جب میں سجدہ کرتا تھا تو وہ چادر مجھ سے سکڑ جاتی تھی تو قبیلہ کی ایک عورت نے کہا تم ہم سے اپنے قاری امام کے سرین

marfat.com
Marfat.com

نہیں ڈھانکتے پھر انھوں نے کپڑا خریدا اور میرے لیے ایک کرتا بنایا تو میں جیسا اس کپڑے سے خوش ہوا اور کسی چیز سے خوش نہیں ہوا۔اسے امام بخاری نے روایت کیا۔

اور نسائی کی روایت میں ہے کہ میں ان کی امامت کرتا تھا اور میں آٹھ برس کا تھا۔

اور ابوداؤد کی روایت میں زیادہ ہے کہ سات یا آٹھ برس کا لڑکا تھا۔

اور احمد وابوداؤد کی ایک روایت میں زیادہ ہے کہ میں جرم قبیلہ کے کسی مجمع میں نہیں حاضر ہوا مگر وہ آج تک وہاں مجھ کو ہی امام بناتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ ج ۳،ص ۲۶۷)

کعبہ میں نماز

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کعبہ معظمہ میں تشریف لے گئے ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔

جیسا کہ صحاح کی حدیثوں میں ابن عمر و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۳،ص ۴۳)

کعبہ پاک ہونے کے بعد حضور داخل ہوئے

صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

انه قال دخل النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم البیت فوجد فیه صورة ابراهیم و صورة مریم علیهما الصلاة و السلام فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم امالهم فقد سمعوا ان الملائکة لا تدخل بیتا فیه صورة . الحدیث. هذا لفظه فی الحج.

marfat.com
Marfat.com

بخاری کتاب الانبیاء میں ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما رأی الصور فی البیت لم یدخل حتی امر بھا فمحیت. الحدیث.

بخاری کتاب المغازی میں ہے:

فاخرج صورۃ ابراھیم و اسماعیل علیھما الصلاۃ و السلام. الحدیث،

ابن ہشام کی روایت میں ہے:

قال و حدثنی بعض اھل العلم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل البیت یوم الفتح فرأی فیہ صور الملائکۃ وغیرھم فرای ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام مصورا، فذکر الحدیث الی ان قال ثم امر بتلک الصور کلھا فطمست.

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز فتح مکہ کعبہ معظمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے اس میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل وحضرت مریم وملائکہ کرام علیہم الصلاۃ والسلام وغیرہم کی تصویریں نظر پڑیں کچھ پیکر دار کچھ نقش دیوار، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویسے ہی پلٹ آئے اور فرمایا خبردار ہو بیشک ان بنانے والوں کے کان تک بھی یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اس میں ملائکہ رحمت نہیں جاتے، پھر حکم فرمایا کہ جتنی تصویریں منقوش تھیں سب مٹادی گئیں اور جتنی مجسم تھیں سب باہر نکال دی گئیں، انھیں میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ وحضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی ابنہما الاکرم وعلیہما وبارک وسلم کی تصویریں بھی باہر لائی گئیں، جب تک کعبہ معظمہ سب تصاویر سے پاک نہ ہو گیا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قدم اکرم سے اسے شرف نہ بخشا۔

مسند امام احمد میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

قال کان فی الکعبة صور فامر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عمر بن الخطاب ان یمحوها فبل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه ثوبا و محاها به فدخلها صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و ما فیها شیء.

امام واقدی کی روایت میں ہے :

و کان عمر قد ترک صورة ابراهیم فلما دخل صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم رأها فقال یا عمر الم آمرک ان لا تدع فیها صورة ثم رأی صورة مریم فقال امحوا ما فیها من الصور قاتل اللہ قوما یصورون ما لا یخلقون .

عمر بن شیبہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم دخل الکعبة فامرنی فاتیته بماء فی دلو فجعل یبل الثوب و یضرب به علی الصور و یقول قاتل اللہ قوما یصورون ما لا یخلقون.

ابو بکر بن ابی شیبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان المسلمین تجردوا فی الازر و اخذوا الدلاء و انجروا علی زمزم یغسلون الکعبة ظهرها و بطنها فلم یدعوا اثرا من المشرکین الا محوه و غسلوه .

حاصل ان احادیث کا یہ ہے کہ کعبہ میں جو تصویریں تھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ انھیں مٹادو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام چادریں اتار اتار کر امتثال حکم اقدس میں سرگرم ہوئے زم زم شریف سے ڈول کے ڈول بھر کر آتے اور کعبہ کو اندر باہر سے دھویا جاتا، کپڑے بھگو بھگو کر تصویریں مٹائی جاتیں یہاں تک کہ وہ مشرکوں کے آثار سب دھو کر

marfat.com
Marfat.com

مٹادیے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر پائی کہ اب کوئی نشان باقی نہ رہا اس وقت اندر رونق افروز ہوئے۔ اتفاق سے بعض تصاویر مثل تصویر ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا نشان رہ گیا تھا پھر نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف نہ دھلی تھی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ڈول پانی منگا کر بہ نفس نفیس کپڑا تر کر کے ان کے مٹانے میں شرکت فرمائی اور ارشاد فرمایا اللہ کی مار ان تصویر بنانے والوں پر۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے۔

فی حدیث اسامة انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم دخل الکعبة فرأی صورا فدعا بماء فجعل یمحوها .

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ میں تشریف فرما ہوئے تو اس میں تصویریں نظر پڑیں تو پانی منگا کر انھیں مٹادیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ شفاء الوالہ۔)

کفر کی نشانیاں مٹادی گئیں

مسلم و ابوداؤد و ترمذی حبان بن حصین سے راوی :

قال لی علی رضی اللہ تعالیٰ عنه الا ابعثک علی ما بعثنی علیه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ان لا تدع صورة الا طمستها و لا قبرا مشرفا الا سویته.

مجھ سے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ میں تمھیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مامور فرما کر بھیجا کہ جو تصویر دیکھو اسے مٹادو اور جو قبر حد شرع

marfat.com
Marfat.com

سے زیادہ اونچی پاؤ اسے حد شرع کے برابر کردو۔ بلندی قبر میں حد شرع ایک بالشت ہے۔

امام احمد بسند جید امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جنازے میں تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایکم ینطلق الی المدینة فلا یدع بها وثنا الا کسره و لا قبرا الا سواه و لا صورة الا طمحها.

تم میں کون ایسا ہے جو مدینے جا کر ہر بت کو توڑ دے اور ہر قبر برابر کر دے اور ہر تصویر مٹا دے۔

ایک صاحب نے عرض کی میں، یارسول اللہ! فرمایا تو جاؤ، وہ جا کر واپس آئے اور عرض کی یارسول اللہ! میں نے سب بت توڑ دیئے اور سب قبریں برابر کر دیں اور سب تصویریں مٹا دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من عاد الی صنعة شئ من هذا فقد کفر بما انزل علی محمد

اب جو یہ سب چیزیں بنائے گا وہ کفروانکار کرے گا اس چیز کے ساتھ جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۴۵۔ شفاء الوالہ)

فتح مکہ کا ایک خطبہ

امام محی السنہ بغوی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم طاف یوم الفتح علی راحلته یستلم الارکان بمحجنه فلما خرج لم یجد مناخا فنزل علی ایدی الرجال ثم قام فخطبهم فحمد الله واثنی علیه و قال الحمد لله الذی اذهب عنکم عیبة الجاهلیة و تکبرها

marfat.com
Marfat.com

یا ایها الناس رجلان برتقی کریم علی الله و فاجر شقی هین علی الله ثم تلایا ایها الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی ثم قال اقول قولی هذا و استغفر الله لی و لکم .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اپنی سواری پر طواف کیا اپنے عصائے مبارک سے ارکان کعبہ کا بوسہ لیتے تھے جب باہر تشریف لائے تو سواری کو ٹھہرانے کی جگہ نہ پائی تو لوگوں میں سواری سے اتر گئے پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا اللہ کے لیے حمد ہے جس نے تم سے جاہلیت کا گھمنڈ اور اس کا غرور دور کیا۔ اے لوگو! لوگوں میں دو قسم کے مرد ہیں ایک نیک متقی اللہ کے یہاں عزت والا۔ دوسرا بدکار بد بخت اللہ کی بارگاہ میں ذلیل پھر یہ آیت پڑھی **یا ایها الناس الآیہ** ۔ اے لوگو ہم نے تم کو مرد وعورت سے پیدا کیا پھر فرمایا میں یہ بات کہتا ہوں اور اللہ سے اپنے لیے اور تمھارے لیے مغفرت چاہتا ہوں۔ (الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی)

❁......❁......❁

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ حنین

انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب

marfat.com
Marfat.com

و لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم
الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین۔

بے شک اللہ نے بہت جگہ تمھاری مدد کی اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو وہ تمھارے کچھ
کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے۔ (التوبہ، ۲۵)

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ حنین ۸ھ

''حنین'' مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے تاریخ اسلام میں اس جنگ کا دوسرا نام ''غزوۂ ہوازن'' بھی ہے اس لیے کہ اس لڑائی میں ''بنی ہوازن'' سے مقابلہ تھا۔

فتح مکہ کے بعد عام طور سے تمام عرب کے لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے کیوں کہ ان میں اکثر وہ لوگ تھے جو اسلام کی حقانیت کا پورا پورا یقین رکھنے کے باوجود قریش کے ڈر سے مسلمان ہونے میں توقف کر رہے تھے اور فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر چوں کہ عرب کے دلوں میں کعبہ کا بے حد احترام تھا اور ان کا اعتقاد تھا کہ کعبہ پر کسی باطل پرست کا قبضہ نہیں ہو سکتا اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کر لیا تو عرب کے بچے بچے کو اسلام کی حقانیت کا پورا پورا یقین ہو گیا اور وہ سب کے سب جوق در جوق بلکہ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ باقی ماندہ عرب کی بھی ہمت نہ رہی کہ اب اسلام کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھا سکیں۔

لیکن مقام حنین میں ''ہوازن اور ثقیف'' نام کے دو قبیلے آباد تھے جو بہت ہی جنگ جو اور فنون جنگ سے واقف تھے ان لوگوں پر فتح مکہ کا الٹا اثر پڑا، ان لوگوں پر غیرت سوار ہو گئی اور ان لوگوں نے یہ خیال قائم کر لیا کہ فتح مکہ کے بعد ہماری باری ہے اس لیے ان لوگوں نے یہ طے کر لیا کہ مسلمانوں پر جو اس وقت مکہ میں جمع ہیں ایک زبردست حملہ کر دیا جائے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحقیقات کے لیے بھیجا جب انھوں نے وہاں سے واپس آ کر ان قبائل کی جنگی تیاریوں کا حال بیان کیا اور بتایا کہ قبیلہ ہوازن اور ثقیف نے اپنے تمام قبائل کو جمع کر لیا ہے اور قبیلہ ہوازن کا رئیس اعظم مالک بن عوف ان تمام افواج کا سپہ سالار ہے۔ اور سو برس سے زائد عمر کا بوڑھا ''درید بن الصمہ'' جو عرب کا مشہور شاعر اور مانا ہوا

marfat.com
Marfat.com

بہادر تھا بطور مشیر کے میدان جنگ میں لایا گیا اور یہ لوگ اپنی عورتوں، بچوں بلکہ جانوروں تک کو میدان جنگ میں لائے ہیں تاکہ کوئی سپاہی میدان سے بھاگنے کا خیال بھی نہ کر سکے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی شوال ۸ھ میں بارہ ہزار کا لشکر جمع فرمایا دس ہزار تو مہاجرین وانصار وغیرہ کا وہ لشکر تھا جو مدینہ سے آپ کے ساتھ آیا تھا اور دو ہزار نو مسلم تھے جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ آپ نے اس لشکر کو ساتھ لے کر اس شان وشوکت کے ساتھ حنین کا رخ کیا کہ اسلامی افواج کی کثرت اور اس کے جاہ وجلال کو دیکھ کر بے اختیار بعض صحابہ کی زبان سے یہ لفظ نکل گیا کہ

آج بھلا ہم پر کون غالب آسکتا ہے۔

لیکن خداوند عالم کو صحابہ کرام کا اپنی فوج کی کثرت پر ناز کرنا پسند نہیں آیا چنانچہ اس فخر و نازش کا یہ انجام ہوا کہ پہلے ہی حملہ میں قبیلۂ ہوازن وثقیف کے تیر اندازوں نے جو تیروں کی بارش کی اور ہزاروں کی تعداد میں تلواریں لے کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے تو وہ دو ہزار نو مسلم اور کفار مکہ جو لشکر اسلام میں شامل ہو کر مکہ سے آئے تھے ایک دم سر پر پیر رکھ کر بھاگ نکلے۔ ان لوگوں کی بھگدڑ دیکھ کر انصار ومہاجرین کے بھی پاؤں اکھڑ گئے۔

حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو گنتی کے چند جاں نثاروں کے سوا سب فرار ہو چکے تھے، تیروں کی بارش ہو رہی تھی، بارہ ہزار کا لشکر فرار ہو چکا تھا مگر خدا کے رسول کے پائے استقامت میں بال برابر بھی لغزش نہیں ہوئی بلکہ آپ اکیلے ایک لشکر بلکہ عالم کائنات کا مجموعہ بنے ہوئے نہ صرف پہاڑ کی طرح ڈٹے رہے بلکہ اپنے سفید خچر پر سوار برابر آگے ہی بڑھتے رہے اور آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے کہ

انا النبی لا کذب

انا ابن عبد المطلب

marfat.com
Marfat.com

میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

اسی حالت میں آپ نے داہنی طرف دیکھ کر بلند آواز سے پکارا **یا معشر الانصار** فوراً آواز آئی کہ ہم حاضر ہیں یارسول اللہ۔ پھر بائیں جانب رخ کر کے فرمایا **یا للمہاجرین** فوراً آواز آئی کہ ہم حاضر ہیں یارسول اللہ!

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوں کہ بہت ہی بلند آواز تھے آپ نے ان کو حکم دیا کہ انصار و مہاجرین کو پکارو انھوں نے جو **یا معشر الانصار** اور **یا للمہاجرین** کا نعرہ مارا تو ایک دم تمام فوجیں پلٹ پڑیں اور لوگ اس قدر تیزی کے ساتھ دوڑ پڑے کہ جن لوگوں کے گھوڑے ازدحام کی وجہ سے نہ مڑ سکے انھوں نے ہلکا ہونے کے لیے اپنی زرہیں پھینک دیں اور گھوڑوں سے کود کود کر دوڑے اور کفار کے لشکر سے جھپٹ پڑے اور اس طرح جاں بازی کے ساتھ لڑنے لگے کہ دم زدن میں جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ کفار بھاگ نکلے، کچھ قتل ہو گئے، جو رہ گئے گرفتار ہو گئے۔

قبیلہ ثقیف کی فوجیں بڑی بہادری کے ساتھ جم کر مسلمانوں سے لڑتی رہیں یہاں تک کہ ان کے ستر بہادر کٹ گئے لیکن جب ان کا علمبردار عثمان بن عبداللہ قتل ہو گیا تو ان کے پاؤں بھی اکھڑ گئے۔ اور فتح مبین نے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں کا بوسہ لیا اور کثیر تعداد و مقدار میں مال غنیمت ہاتھ آیا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

حضور کی شجاعت و استقامت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری یکتائے روزگار اور تمام انسانوں میں بے مثل و بے مثال ہے حضور کے مثل کسی انسان کو ہمت و حوصلہ نہیں دیا گیا جنگ حنین کے موقع پر حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کمال شجاعت و دلیری کا مظاہرہ فرمایا اسے ملاحظہ فرمائیں، امام

marfat.com

Marfat.com

احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

روز حنین جب حسب ارادۂ الٰہیہ تھوڑی دیر کے لیے کفار نے غلبہ پایا معدود بندے رکاب رسالت میں باقی رہے اللہ الغالب کے رسول غالب پر شان جلال طاری تھی ارشاد فرماتے تھے۔

انـــا الـــنبـــی لا کـــذب

انـــا ابـــن عبـــد الـــمـــطـــلـــب

میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں بیٹا عبدالمطلب کا۔ اسے احمد و بخاری و مسلم اور نسائی نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حضور قصد فرما رہے ہیں کہ تنہا ان ہزاروں کے مجمع پر حملہ فرمائیں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بغلۂ شریفہ کی لگام مضبوط کھینچے ہوئے ہیں کہ بڑھ نہ جائے اور حضور فرما رہے ہیں۔

انـــا الـــنبـــی لا کـــذب

انـــا ابـــن عبـــد الـــمـــطـــلـــب

میں سچا نبی ہوں اللہ کا پیارا، میں ہوں عبدالمطلب کی آنکھ کا تارا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے ابوبکر بن ابی شیبہ و ابونعیم نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

امیر المومنین عمر لگام روکے ہیں اور حضرت عباس رکاب تھامے اور حضور فرما رہے ہیں۔

قـــدمـــا هـــا انـــا النبـــی لا کـــذب

انـــا ابـــن عبـــد الـــمـــطـــلـــب

اسے بڑھنے دو میں ہوں نبی صریح حق پر میں ہوں عبدالمطلب کا پسر۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اسے ابن عساکر نے مصعب بن شیبہ عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

marfat.com
Marfat.com

جب کافر نہایت قریب آ گئے بغلہ طیبہ سے نزول اجلال فرمایا اس وقت بھی یہی فرماتے تھے۔

انا النبی لا کذب، انا ابن عبد المطلب، اللھم انصر نصرک .

میں ہوں نبی برحق سچا، میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا، الٰہی اپنی مدد نازل فرما۔ اسے ابن ابی شیبہ وابن جریر نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

پھر ایک مٹھی خاک دست پاک میں لے کر کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا **شاھت الوجوہ** بگڑ گئے چہرے۔ وہ خاک ان ہزاروں کافروں پر ایک ایک کی آنکھ میں پہنچی اور سب کے منہ پھر گئے۔ ان میں جو مشرف با سلام ہوئے وہ بیان فرماتے ہیں جس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں ہماری طرف پھینکی ہمیں یہ نظر آیا کہ آسمان سے زمین تک تانبے کی دیوار قائم کی گئی اور اس پر سے پہاڑ ہم پر لڑھکائے گئے سوا بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی الحق المبین سید المنصورین والہ وبارک وسلم۔

اسی غزوہ کے رجز میں ارشاد فرمایا

انا ابن العواتک من سلیم

میں بنی سلیم سے ان چند خواتین کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ تھا۔ اسے سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور طبرانی کبیر میں سیابہ بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ایک حدیث میں ہے کہ بعض غزوات میں فرمایا :

انا النبی لا کذب ، انا ابن عبد المطلب ، انا ابن العواتک .

میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا، میں ہوں ان بی بیوں کا بیٹا جن کا نام

marfat.com
Marfat.com

عاتکہ تھا۔

اسے ابن عساکر نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱،ص ۱۵۹،شمول الاسلام)

عمامہ والے فرشتے

روز حنین فرشتوں کے مقدس لشکر سے مسلمانوں کی مدد کی گئی اس دن جن فرشتوں کی مدد آئی وہ عمامہ والے تھے اس پر امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور ابوداؤد طیالسی و ابن منیع مسانید اور بیہقی سنن میں امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان اللہ امدنی یوم بدر و حنین بملائکۃ یعتمون ھذہ العمۃ ان العمامۃ حاجزۃ بین الکفر و الایمان .

بیشک اللہ عزوجل نے بدر وحنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں۔ بیشک عمامہ کفر وایمان میں فارق ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۷۷)

زہیر بن صرد جشمی کی فریاد

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روز حنین زنان وصبیان بنی ہوازن کو اسیر فرمایا اور اموال وغلام وکنیز مجاہدین پر تقسیم فرما دیئے اب سرداران قبیلہ اپنے اہل وعیال واموال حضور سے مانگنے کو حاضر ہوئے زہیر بن صرد جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

امنن علینا رسول اللہ فی کرم

فانک المرء ترجوہ و تدخر

marfat.com
Marfat.com

امنن علی بیضة قدعاقهما قدر
مشتت شملها فی دهر ها خیر

ابقت لنا الدهر هنا فاعلی حزن
علی قلوبهم الغماء و الغمر

ان لم تدار کهم نعماء تنشرها　　یا ارجح الناس حلما حین یختبر

یارسول اللہ! ہم پر احسان فرمایئے اپنے کرم سے حضور ہی وہ مرد کامل و جامع فواضل ومحاسن وشمائل ہیں جس سے ہم امید کریں اور جسے وقت مصیبت کے لیے ذخیرہ بنائیں، احسان فرمایئے اس خاندان پر کہ تقدیر جس کے آڑے آئے اس کی جماعت تتر بتر ہوگئی، اس کے وقت کی حالتیں بدل گئیں، یہ بدحالیاں ہمیشہ کے لیے ہم میں غم کے وہ مرثیہ خواں باقی رکھیں گی جن کے دلوں پر رنج وغیظ مستولی ہوگا اور حضور کی نعمتیں جنھیں حضور نے فرمادیا ہے ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانہ نہیں اے آزمائش کے وقت تمام جہان سے زیادہ عقل والے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قال فلما سمع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم هذا الشعر قال ما کان لی و لعبد المطلب فهو لکم و قالت قریش ما کان لنا فهو لله و لرسوله و قالت الانصار ما کان لنا فهو لله و رسوله.

یہ اشعار سن کر سید ارحم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں آیا وہ میں نے تمھیں بخش دیا، قریش نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اللہ کے رسول کا ہے، انصار نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اللہ کے رسول کا ہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم۔

اسے طبرانی نے معجم صغیر میں روایت کیا۔ (الامن والعلی)

وفد ہوازن کو استعانت کی تعلیم

جب وفد ہوازن خدمت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اپنے اموال واہل وعیال کہ مسلمان غنیمت میں لائے تھے حضور سے مانگے اور طالب احسان والا ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا صلیتم الظهر فقولوا انا نستعين برسول الله على المومنين و المسلمين فى نسائنا و ابنائنا.

جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہونا اور یوں کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے باب میں۔ نسائی نے اسے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

مال غنیمت کی تقسیم

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ حنین کے تمام مال غنیمت کو ''جعرانہ'' میں جمع کردیں اور اسے مضبوط ومحفوظ رکھیں تاکہ فراغت کے بعد تقسیم کیا جائے۔

''جعرانہ'' اوطاس کے قریب ایک جگہ کا نام ہے جو حنین اور مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے۔ جعرانہ ایک عورت کا نام ہے اس کے نام سے یہ جگہ موسوم ہوئی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب طائف سے کوچ کر کے جعرانہ تشریف لائے جہاں حنین کی

marfat.com
Marfat.com

غنیمتیں جمع کی گئی تھیں اور وہ چھ ہزار بردے، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں، اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھا (ایک اوقیہ چالیس درہم وزن کا ہوتا ہے)

ایک روایت میں ہے کہ بکریاں اتنی زیادہ تھیں کہ ان کا شمار ہی نہ ہوسکتا تھا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست جود وسخا کو لوگوں پر کشادہ فرمایا بالخصوص ان مولفۃ القلوب پر جن کے دلوں میں ابھی نور ایمان قوی نہ ہوا تھا اور حضرت زید بن ثابت کو لوگوں کو جمع کر کے لانے کا حکم دیا پھر بکریوں اور اونٹوں کو شمار کر کے لوگوں پر تقسیم فرمایا۔ ہر شخص کو چار اونٹ اور چالیس بکریاں اگر وہ پیادہ تھا عنایت فرمائے اور اگر سوار تھا تو بارہ اونٹ اور ایک سوبیس بکریاں مرحمت فرمائیں اور ایک گھوڑے سے زیادہ کا حصہ نہ دیا۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام اموال ونقود کو لشکر اسلام اور اہل مکہ وغیرہ پر صرف فرمایا۔ اور انھیں خوش کیا کچھ وہ لوگ جو ایمان نہیں لائے تھے ایمان لے آئے اور وہ لوگ جو ضعیف الایمان تھے حصول رضا وخوشنودی کے سبب ان میں تقویت پیدا ہوئی۔

غرضیکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر خاص وعام کو انعام وعطایا سے سرفراز فرمایا اور مخلوق کے ظاہر وباطن کو محظوظ ومعمور فرمایا خصوصاً اہل مکہ کو جو مولفۃ القلوب وغیرہ میں سے ہیں حد وشمار سے زیادہ نوازا اور وہ انصار جو بارگاہ بے کس پناہ کے مخلصوں اور مخصوصوں میں سے تھے ان کو منزہ ''مبراء'' معاف اور محروم رکھا، اہل مکہ کی مانند ان پر داد ودہش نہ فرمائی۔

اہل سیر کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں انصار اندوہگیں ہوئے کہ وہ قریش جنھیں حسد ونفاق کی بو ابھی بس رہی ہے اور مخلص نہیں ہیں اور دیگر وہ قبائل عرب جنھوں نے راہ خدا میں کوئی محنت ومشقت نہیں اٹھائی ہے انھیں تو مالا مال کر دیا گیا اور ہمیں محروم رکھا گیا ہے حالاں کہ کافروں کا خون ہماری تلواروں سے ابھی

marfat.com
Marfat.com

خشک بھی نہیں ہوا ہے۔

انصار کی یہ چہ میگوئیاں جب سمع مبارک تک پہنچیں تو حضور نے کسی کو بھیج کر انھیں بلایا اور ایک خیمہ میں صرف انصار کو جمع کیا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم)

اس کے بعد کا واقعہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں:

جب جعرانہ کے اموال غنیمت حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش و دیگر اقوام عرب کو عطا فرمائے اور انصار کرام نے اس میں سے کوئی شی نہ پائی انھیں (اس خیال سے کہ شاید حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اب ہم پر وہ نظر توجہ و کرم نہ رہی شاید اب اپنی قوم قریش کی طرف زیادہ التفات فرمائیں بمقتضائے سنت عشاق کہ دوسروں پر لطف محبوب زائد دیکھ کر رنجیدہ و کبیدہ ہوتے ہیں) ملال گزرا یہاں تک کہ بعض کی زبان پر بعض کلمات شکایت آمیز آئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنا خاطر انور پر ناگوار گزرا انھیں جمع کر کے ارشاد فرمایا۔

الم اجد کم ضلالا فهداکم الله الم اجدکم عالة فاغناکم الله .

کیا میں نے تمھیں نہ پایا گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمھیں راہ دکھائی، کیا میں نے تمھیں نہ پایا محتاج پس اللہ عزوجل نے تمھیں تونگری دی۔

اور صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد میں یوں ہے:

یا معشر الانصار الم اجد کم ضلالا فهداکم الله بی و کنتم متفرقین فالفکم الله بی و کنتم عالة فاغناکم الله بی .

اے گروہ انصار کیا میں نے نہ پایا تمھیں گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمھیں میرے ذریعے سے ہدایت کی اور تمھارے آپس میں پھوٹ تھی اللہ تعالیٰ نے میرے وسیلہ سے تم میں موافقت کردی اور تم محتاج

marfat.com
Marfat.com

تھے اللہ عزوجل نے میرے واسطے سے تمھیں تونگری بخشی۔

بخاری نے اسے عبداللہ بن زید بن عاصم سے اور احمد نے حضرت انس سے اور ضیاء مقدسی نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

انصار ہر کلمے پر عرض کرتے جاتے تھے : نعوذ باللہ من غضب اللہ و من غضب رسولہ.

ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور اللہ کے غضب اور رسول اللہ کے غضب سے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : الا تجیبون.

جواب کیوں نہیں دیتے؟

انصار نے عرض کی : اللہ و رسولہ امن و افضل

اللہ اور رسول کا احسان زائد ہے، اللہ و رسول کا فضل بڑا ہے۔

حضور نے فرمایا تم جواب چاہو تو جواب دے سکتے ہو۔

انصار کرام روئے اور بار بار عرض کرنے لگے : اللہ و رسولہ امن و افضل

اللہ و رسول کا احسان زائد ہے، اللہ و رسول کا فضل بڑا ہے۔

ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔

(الامن والعلی)

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی تسلی کے لیے اور قریش کے ساتھ دنیاوی عطایا

marfat.com
Marfat.com

ونعم کی تخصیص کا سبب بیان کرنے کے لیے فرمایا کہ قریش جاہلیت سے قریب العہد ہیں اور ان کو بہت مصیبتیں پہنچی ہیں میں نے چاہا کہ اس مال وعطا کے ذریعہ ان کی مصیبتوں کی تلافی کردوں اور ان کے دلوں کو ایمان واسلام کی طرف مائل کردوں۔

اور فرمایا اے گروہ انصار کیا تم اس سے راضی نہیں کہ اور لوگ تو اونٹ وبکریاں لے کر اپنے گھروں کو جائیں اور تم خدا اور رسول خدا کے ساتھ گھروں کو واپس ہو؟ خدا کی قسم جس شان کے ساتھ تم گھروں کو لوٹو گے وہ ان لوگوں سے بہتر ہے جو اونٹ وبکریاں لے کر جائیں گے۔

اور فرمایا کہ اگر لوگ وادی اور گھائیوں میں چلیں گے تو میں انصار کی وادی اور گھاٹیوں میں چلوں گا۔

عمرۂ جعرانہ

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تقسیم غنائم اور یہاں کے معاملات سے فارغ ہو گئے تو مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت فرمانے کا عزم کیا بدھ کی رات کو جب کہ ماہ ذی قعدہ کی بارہ راتیں باقی تھیں جعرانہ کے مقام میں عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ مکرمہ تشریف لائے اور عمرہ ادا کر کے واپس لوٹ گئے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

مالک بن عوف کے لیے حضور کا فرمان

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان عطا و بخشش میں سے یہ بھی ہے کہ حضور نے مالک بن عوف کیلیے اعلان فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہو کر ہماری بارگاہ میں آجائے تو اس کی تقصیر معاف ہو جائیگی اور اس کے اہل و عیال سے واپس مل جائیں گے، امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

marfat.com
Marfat.com

محمد بن اسحاق، تابعی امام السیر والمغازی نے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی سے روایت کی جب (غزوۂ حنین میں) مشرکین بھاگ گئے مالک بن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزیں ہوئے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ایمان لاکر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل وعیال اسے واپس دیں یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جب کہ حضور مقام جعرانہ سے نہضت فرما چکے تھے سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے اہل وعیال انھیں واپس دیے اور سو (۱۰۰) اونٹ اپنے خزانۂ کرم سے عطا کیے۔

فقال مالک بن عوف رضی الله تعالیٰ عنه یخاطب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی قصیدة

ما ان رأیت و لا سمعت بواحد — فی الناس کلهم کمثل محمد
اوفی و اعطی للجزیل لمجتد — و متی تشاء یخبرک عما فی غد

حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے قصیدے میں یہ عرض کیا :

میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا، سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائل نفع کو کثیر عطا بخشنے والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کل کی خبر بتا دیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل ثمالہ وسلمہ وفہم پر سردار فرمایا۔

معانی نے کتاب الجلیس والانیس میں بطریق حرمازی ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس ہوازن اسلام لاکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور پر نور صلی

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا وہ قصیدۂ نعتیہ سنایا (جس میں اسی مضمون کے شعر ذکر کیے)

فقال له خيرا و كساه حلة.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور انھیں خلعت پہنایا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان دونوں روایتوں کو اصابہ میں ذکر فرمایا ہے۔

حضور کی عطاو بخشش

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوازن کی غنیمتیں حنین میں تقسیم فرمارہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کی یارسول اللہ حضور نے مجھ سے کچھ وعدہ فرمایا تھا ارشاد ہوا۔

صدقت فاحتكم ما شئت.

تو نے سچ کہا اچھا جو جی میں آئے حکم لگادے۔

عرض کی اسی دنبے اور ان کا چرانے والا غلام عطا ہو۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تجھے عطا ہوا اور تو نے بہت تھوڑی چیز مانگی۔

و لصاحبة موسىٰ التي دلته على عظام يوسف كانت احلم منك حين حكمها موسىٰ فقالت حكمي ان تردني شابة و ادخل معك الجنة.

اور بیشک موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی مصاحبہ جس نے انھیں یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا تابوت بتایا تھا تجھ سے زیادہ دانش مند تھی جب کہ اسے موسیٰ نے اختیار دیا تھا کہ جو چاہے مانگ لے اس نے کہا میں قطعی طور پر یہی مانگتی ہوں کہ آپ میری جوانی واپس فرمادیں اور میں آپ کے ساتھ جنت میں جاؤں۔

یوں ہی ہوا کہ وہ ضعیفہ فوراً نوجوان ہوگئی اس کا حسن و جمال واپس آیا اور جنت میں بھی معیت کا

marfat.com
Marfat.com

وعدہ کلیم کریم نے عطا فرمایا۔ ابن حبان وحاکم نے مستدرک میں اسے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (الامن والعلی)

تقسیم غنائم اور ایک منافق کی گستاخی

غزوۂ حنین میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو غنائم تقسیم فرمائے اس پر ایک وہابی (منافق) نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا کیوں کہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا، اس پر فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں، فرمایا کہ اسے رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (وہابیہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس سے فرمایا افسوس اگر میں تجھ پر عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا۔ اور فرمایا اللہ رحم فرمائے میرے بھائی موسیٰ پر کہ اس سے زائد ایذا دیئے گئے۔

علماء فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد ودہش سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور عطا فرمارہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہو لیے ایک اعرابی نے ردائے مبارک بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا اس پر اتنا فرمایا اے لوگو جلدی نہ کرو۔ واللہ! کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔

حق ہے اے مالک عرش کے نائب اکبر قسم ہے اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہاں کی نعمتیں حضور ہی کی عطا ہیں، دونوں جہاں حضور کی عطا سے ایک حصہ ہیں۔

فان من جودک الدنیا وضرتها
و من علومک علم اللوح و القلم

marfat.com
Marfat.com

بیشک دنیا و آخرت حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم ما کان و ما یکون حضور کے علم سے ایک ٹکڑا۔ (الملفوظ حصہ اول)

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ طائف

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ طائف ۸ھ

حنین سے بھاگنے والی کفار کی فوجیں کچھ تو اوطاس میں جا کر ٹھہری تھیں اور کچھ طائف کے قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہوگئی تھیں۔ اوطاس کی فوجیں شکست کھا کر ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہوگئیں اور سب گرفتار ہوگئیں۔ لیکن طائف میں پناہ لینے والوں سے بھی جنگ ضروری تھی اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حنین اور اوطاس کے اموال غنیمت اور قیدیوں کو مقام ''جعرانہ'' میں جمع کر کے طائف کا رخ فرمایا۔

طائف کا محاصرہ

طائف خود ایک بہت ہی محفوظ شہر تھا جس کے چاروں طرف شہر پناہ کی دیوار بنی ہوئی تھی اور یہاں ایک بہت ہی مضبوط قلعہ بھی تھا۔ یہاں کا رئیس اعظم عروہ بن مسعود ثقفی جو ابوسفیان کا داماد تھا۔ یہاں ثقیف کا جو خاندان آباد تھا وہ عزت و شرافت میں قریش کا ہم پلہ شمار کیا جاتا تھا۔ کفار کی تمام فوجیں سال بھر کا راشن لے کر طائف کے قلعہ میں پناہ گزیں ہوگئی تھیں۔

اسلامی افواج نے طائف پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا مگر قلعہ کے اندر سے کفار نے اس زور و شور کے ساتھ تیروں کی بارش شروع کر دی کہ لشکر اسلام اس کی تاب نہ لا سکا اور مجبوراً اس کو پسپا ہونا پڑا۔ اٹھارہ دن تک شہر کا محاصرہ جاری رہا مگر طائف فتح نہیں ہو سکا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب جنگ کے ماہروں سے مشورہ فرمایا تو حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ!

لومڑی اپنے بھٹ میں گھس گئی ہے اگر کوشش جاری رہی تو پکڑ لی جائے گی لیکن اگر چھوڑ دی جائے تو بھی اس سے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محاصرہ اٹھا لینے کا حکم دے دیا۔

marfat.com
Marfat.com

طائف کے محاصرہ میں بہت سے مسلمان زخمی ہوئے اور کل بارہ اصحاب شہید ہوئے۔ سات قریش، چار انصار اور ایک شخص بنی لیث کے۔

زخمیوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے یہ ایک تیر سے زخمی ہو گئے تھے پھر اچھے بھی ہو گئے۔ لیکن ایک مدت کے بعد پھر ان کا زخم پھٹ گیا اور اپنے والد ماجد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اسی زخم سے ان کی وفات ہو گئی۔

طائف میں بت شکنی

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف کا ارادہ فرمایا تو حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا کہ وہ ''ذوالکفین'' کے بت خانہ کو برباد کر دیں۔ یہاں عمرو بن حممہ دوسی کا بت تھا جو لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں جا کر بت خانہ کو منہدم کر دیا اور بت کو جلا دیا۔

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار دن میں اس مہم سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس طائف میں پہنچ گئے، یہ ذوالکفین سے قلعہ توڑنے کے آلات، منجنیق وغیرہ بھی لائے تھے چنانچہ اسلام میں سب سے پہلی یہی منجنیق ہے جو طائف کا قلعہ توڑنے کے لیے لگائی گئی مگر کفار کی فوجوں نے تیر اندازی کے ساتھ ساتھ گرم گرم لوہے کی سلاخیں پھینکنی شروع کر دیں اس وجہ سے قلعہ توڑنے میں کامیابی نہ ہو سکی۔

اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ طائف کے اطراف میں جو جا بجا ثقیف کے بت خانے ہیں ان سب کو منہدم کر دیں چنانچہ آپ نے ان سب بتوں اور

marfat.com
Marfat.com

بت خانوں کو توڑ پھوڑ کر مسمار و برباد کر دیا اور جب لوٹ کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور بہت دیر تک تنہائی میں ان سے گفتگو فرماتے رہے جس سے لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔

طائف سے روانگی کے وقت صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ثقیف کے کفار کے لیے ہلاکت کی دعا فرما دیجیے تو آپ نے دعا مانگی کہ اللھم اھد ثقیفا و ات بھم.

یا اللہ! ثقیف کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس پہنچا دے۔

چنانچہ آپ کی یہ دعا مقبول ہوئی کہ قبیلہ ثقیف کا وفد مدینہ پہنچا اور پورا قبیلہ مشرف باسلام ہو گیا۔(مولف) (مدارج النبوۃ ج ۲، سیرت مصطفیٰ)

ابو محذورہ کو موذن بنایا گیا

طائف کی فتح کے بعد اس کا گوشہ گوشہ صدائے توحید سے گونج گیا وہاں پر اذان دینے کے لیے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مؤذن مقرر کیا گیا، اس پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف شریف فتح فرمایا اذان ہوئی بچوں نے اس کی نقل کی ان میں ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کی آواز بہت اچھی تھی حضور نے ان کو بلایا اور سر پر دست مبارک رکھا اور ان کو موذن مقرر فرما دیا۔ ماں نے برکت کے لیے پیشانی کے ان بالوں کو جن پر دست اقدس رکھا گیا تھا محفوظ رکھا۔ جس وقت بال کھولے جاتے تو زمین پر آجاتے تھے۔

(الملفوظ حصہ دوم)

marfat.com
Marfat.com

۸ھ کے متفرق واقعات

(۱) اسی سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم سے پیدا ہوئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سے بے پناہ محبت تھی تقریباً ڈیڑھ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔

اتفاق سے جس دن ان کی وفات ہوئی سورج گہن ہوا چوں کہ عربوں کا عقیدہ تھا کہ عظیم الشان انسان کی موت پر سورج گہن لگتا ہے اس لیے لوگوں نے یہ خیال کرلیا کہ یہ سورج گہن حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا نتیجہ ہے۔ جاہلیت کے اس عقیدہ کو دور فرمانے کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا جس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ

چاند اور سورج میں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے اس کے بعد آپ نے نماز کسوف جماعت کے ساتھ پڑھی۔

(۲) اسی سال حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی۔ یہ صاحبزادی صاحبہ حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منکوحہ تھیں۔ انھوں نے ایک فرزند جن کا نام علی تھا اور ایک لڑکی جن کا نام امامہ تھا اپنے بعد چھوڑا۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد آپ حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرلیں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے حضرت امامہ سے نکاح کرلیا۔

(۳) اسی سال مدینہ میں غلہ کی گرانی بہت زیادہ بڑھ گئی تو صحابہ کرام نے درخواست کی کہ یارسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ غلہ کا بھاؤ مقرر فرما دیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلہ کی قیمت پر کنٹرول فرمانے سے انکار کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ :

ان اللہ ھو المسعر القابض الباسط الرزاق.

اللہ ہی بھاؤ مقرر فرمانے والا ہے، وہی روزی کو تنگ کرنے والا، کشادہ کرنے والا، روزی رساں ہے۔

(۴) بعض مورخین کے بقول اسی سال مسجد نبوی میں منبر شریف رکھا گیا۔ اس سے قبل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ستون سے ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ اور بعض مورخین کا قول ہے کہ منبر ۷ ھ میں رکھا گیا۔ یہ منبر لکڑی کا بنا ہوا تھا جو ایک انصاری عورت نے بنوا کر مسجد میں رکھوایا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ میں اس منبر کو تبرکاً ملک شام لے جاؤں مگر انھوں نے جب اس کو اس کی جگہ سے ہٹایا تو اچانک سارے شہر میں ایسا اندھیرا چھا گیا کہ دن میں تارے نظر آنے لگے یہ منظر دیکھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت شرمندہ ہوئے اور صحابہ کرام سے معذرت خواہ ہوئے اور انھوں نے اس منبر کے نیچے تین سیڑھیوں کا اضافہ کر دیا جس سے منبر نبوی کی تینوں پرانی سیڑھیاں اوپر ہو گئیں تا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین جن سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے اب دوسرا کوئی خطیب ان پر قدم نہ رکھے جب یہ منبر بہت زیادہ پرانا ہو کر انتہائی کمزور ہو گیا تو خلفائے عباسیہ نے بھی اس کی مرمت کرائی۔

(۵) اسی سال قبیلہ عبدالقیس کا وفد حاضر خدمت ہوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو خوش آمدید کہا اور ان لوگوں کے حق میں یوں دعا فرمائی کہ: اے اللہ تو عبدالقیس کو بخش دے، جب یہ

marfat.com
Marfat.com

لوگ بارگاہ رسالت میں پہنچے تو اپنی سواریوں سے کود کر دوڑ پڑے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس قدم کو چومنے لگے اور آپ نے ان لوگوں کو منع نہیں فرمایا۔

(٦) اسی سال اسلام کے بطل جلیل حضرت سیف اللہ خالد بن الولید اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما دولت اسلام سے مالا مال ہوئے جس سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے پناہ مسرت ہوئی۔ جب یہ لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ کلید بردار کعبہ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی سال اسلام قبول کیا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ دوم، سیرت مصطفیٰ)

❁......❁......❁

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ تبوک

marfat.com
Marfat.com

انفروا خفافا و ثقالا و جاھدوا باموالکم و انفسکم فی سبیل اللہ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر جانو۔ (التوبہ،۴۱)

marfat.com
Marfat.com

غزوۂ تبوک ۸ھ

''تبوک'' مدینہ اور شام کے درمیان ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے چودہ منزل دور ہے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ ''تبوک'' ایک قلعہ کا نام ہے اور بعض کا قول ہے کہ تبوک ایک چشمہ کا نام ہے ممکن ہے یہ سب باتیں موجود ہوں۔

یہ غزوہ سخت قحط کے دنوں میں ہوا طویل سفر، ہوا گرم، سواری کم، کھانے پینے کی تکلیف، لشکر کی تعداد بہت زیادہ، اس لیے اس غزوہ میں مسلمانوں کو بڑی تنگی اور تنگ دستی کا سامنا کرنا پڑا یہی وجہ ہے کہ اس غزوہ کو ''جیش العسرۃ'' (تنگدستی کا لشکر) بھی کہتے ہیں اور چوں کہ منافقوں کو اس غزوہ میں بڑی شرمندگی اور شرمساری اٹھانی پڑی تھی اس وجہ سے اس کا ایک نام ''غزوۂ فاضحہ'' (رسوا کرنے والا غزوہ) بھی ہے۔ اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ اس غزوہ کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ رجب ۹ھ جمعرات کے دن روانہ ہوئے۔

غزوۂ تبوک کا سبب

عرب کا غسانی خاندان جو قیصر روم کے زیر اثر ملک شام پر حکومت کرتا تھا چوں کہ وہ عیسائی تھا اس لیے قیصر روم نے اس کو اپنا آلہ کار بنا کر مدینہ پر فوج کشی کا عزم کرلیا۔ چنانچہ ملک شام کے جو سوداگر روغن زیتون بیچنے مدینہ آیا کرتے تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ قیصر روم کی حکومت نے ملک شام میں بہت بڑی فوج جمع کر دی ہے اور اس فوج میں رومیوں کے علاوہ قبائل لخم و جذام اور غسان کے تمام عرب بھی شامل ہیں۔

ان خبروں کا تمام عرب میں ہر طرف چرچا تھا اور رومیوں کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں تھی اس لیے ان خبروں کو غلط سمجھ کر نظر انداز کر دینے کی بھی کوئی وجہ نہیں تھی اس لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

marfat.com
Marfat.com

وسلم نے بھی فوج کی تیاری کا حکم دے دیا۔

اس وقت حجاز مقدس میں شدید قحط تھا اور بے پناہ شدت کی گرمی پڑ رہی تھی ان وجوہ سے لوگوں کو گھر سے نکلنا شاق گزر رہا تھا۔ مدینہ کے منافقین جن کے نفاق کا بھانڈا پھوٹ چکا تھا وہ خود بھی فوج میں شامل ہونے سے جی چراتے تھے اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے لیکن اس کے باوجود تیس ہزار کا لشکر جمع ہو گیا۔

مگر ان تمام مجاہدین کے لیے سواریوں اور سامان جنگ کا انتظام کرنا ایک بڑا ہی کٹھن مرحلہ تھا کیوں کہ لوگ قحط کی وجہ سے انتہائی مفلوک الحال اور پریشان تھے اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام قبائل عرب سے فوجیں اور مالی امداد طلب فرمائی۔ اس طرح اسلام میں کسی کار خیر کے لیے چندہ کرنے کی سنت قائم ہوئی۔

فوج کی تیاری

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اب تک یہ طریقہ تھا کہ غزوات کے معاملہ میں بہت زیادہ راز داری کے ساتھ تیاری فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ عساکر اسلامیہ کو عین وقت یہ بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ کہاں اور کس طرف جانا ہے؟ مگر جنگ تبوک کے موقع پر سب کچھ انتظام اعلانیہ طور پر کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ تبوک چلنا ہے اور قیصر روم کی فوجوں سے جہاد کرنا ہے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ تیاری کر لیں۔

حضرات صحابہ کرام نے دل کھول کر چندہ دیا مگر پھر بھی پوری فوج کے لیے سواریوں کا انتظام نہ ہو سکا چنانچہ بہت سے جاں باز مسلمان اسی بناء پر اس جہاد میں شریک نہ ہو سکے کہ ان کے پاس سفر کا سامان نہیں تھا۔ یہ لوگ دربار رسالت میں سواری طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئے مگر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سواری نہیں ہے تو یہ لوگ اپنی بے سروسامانی پر اس طرح بلبلا کر

marfat.com
Marfat.com

روئے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی آہ وزاری اور بے قراری پر رحم آ گیا۔

تبوک کو روانگی

بہر حال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیس ہزار کا لشکر ساتھ لے کر تبوک کے لیے روانہ ہوئے اور مدینہ کا نظم ونسق چلانے کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ہی حسرت وافسوس کے ساتھ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جہاد کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ:

الا ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لیس نبی بعدی .

کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے وقت حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنی امت بنی اسرائیل کی دیکھ بھال کے لیے اپنا خلیفہ بنا کر گئے تھے اسی طرح میں تم کو اپنی امت سونپ کر جہاد کے لیے جا رہا ہوں۔

مدینہ سے چل کر مقام ''ثنیۃ الوداع'' میں آپ نے قیام فرمایا پھر فوج کا جائزہ لیا اور فوج کا مقدمہ، میمنہ، میسرہ وغیرہ مرتب فرمایا پھر وہاں سے کوچ کیا۔

راستے میں قوم عاد وثمود کی وہ بستیاں ملیں جو قہر الٰہی کے عذابوں سے الٹ پلٹ کر دی گئی تھیں آپ نے حکم دیا کہ یہ وہ جگہیں ہیں جہاں خدا کا عذاب نازل ہو چکا ہے اس لیے کوئی شخص یہاں قیام نہ کرے بلکہ نہایت تیزی کے ساتھ سب لوگ یہاں سے سفر کر کے ان عذاب کی وادیوں سے جلد باہر نکل جائیں اور کوئی یہاں کا پانی نہ پیئے اور نہ کسی کام میں لائے۔

marfat.com
Marfat.com

اس غزوہ میں پانی کی قلت، شدید گرمی، سواریوں کی کمی سے مجاہدین نے بے حد تکلیف اٹھائی مگر منزل مقصود پر پہنچ کر ہی دم لیا۔

تبوک کا چشمہ

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک کے قریب میں پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل تم لوگ تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے اور سورج بلند ہونے کے بعد پہنچو گے لیکن کوئی شخص وہاں پہنچے تو پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وہاں پہنچے تو جوتے کے تسمے کے برابر اس میں ایک پانی کی دھار بہہ رہی تھی۔ آپ نے اس میں سے تھوڑا سا پانی منگا کر ہاتھ منہ دھویا اور اس پانی میں کلی فرمائی پھر حکم فرمایا کہ اس پانی کو چشمہ میں انڈیل دو لوگوں نے جب اس پانی کو چشمہ میں ڈالا تو چشمہ سے زوردار پانی کی موٹی دھار بہنے لگی اور تیس ہزار کا لشکر اور تمام جانور اس چشمہ کے پانی سے سیراب ہو گئے۔

رومی لشکر ڈر گیا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبوک میں پہنچ کر لشکر کو پڑاؤ کا حکم دیا مگر دور دور تک رومی لشکر کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ واقعہ یہ ہوا کہ جب رومیوں کے جاسوسوں نے قیصر کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک میں آ رہے ہیں تو رومیوں کے دلوں پر ہیبت چھا گئی کہ وہ جنگ سے ہمت ہار گئے اور اپنے گھروں سے باہر نہ نکل سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیس دن تبوک میں قیام فرمایا اور اطراف و جوانب میں افواج الٰہی کا جلال دکھا کر اور کفار کے دلوں پر اسلام کا رعب بٹھا کر مدینہ واپس تشریف لائے اور تبوک میں کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

marfat.com
Marfat.com

تخلف کرنے والے

اس غزوہ میں جو لوگ غیر حاضر رہے ان میں اکثر منافقین تھے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک سے مدینہ واپس آئے اور مسجد نبوی میں اجلال فرمایا تو منافقین قسمیں کھا کھا کر اپنا اپنا عذر بیان کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سے مواخذہ نہیں فرمایا لیکن تین مخلص صحابیوں حضرت کعب بن مالک و ہلال بن امیہ و مرارہ بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا پچاس دنوں تک آپ نے بائیکاٹ فرمادیا پھر ان تینوں کی توبہ قبول ہوئی اور ان لوگوں کے بارے میں قرآن کی آیت نازل ہوئی۔

ان کے علاوہ تین اور صحابی ہیں جنھوں نے غزوۂ تبوک سے تخلف کیا۔ ایک حضرت ابوذر غفاری، دوسرے ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ دونوں بعد میں تبوک پہنچ گئے۔ اور تیسرے صحابی حضرت ابولبابہ بن منذر ہیں۔

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک کی جانب تشریف لے جارہے تھے تو ابولبابہ نے تخلف کیا اور متخلفین کی جماعت میں قرار پائے جب انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام کیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے اپنا رخ انور پھیر لیا۔ اس پر حضرت ابولبابہ ڈرے اور خود کو مسجد نبوی کے ستون سے باندھ لیا اور کہا یہ میری جگہ ہے میں اس وقت تک جدا نہ ہوں گا جب تک کہ حق تعالیٰ یا تو مجھے دنیا سے رخصت کردے یا میری توبہ قبول فرمائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ دس اشخاص تھے جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبوک میں تخلف کیا جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان میں سے سات نے مسجد شریف کے ستونوں سے اپنے آپ کو باندھ دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے آگے سے گزر گئے جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو فرمایا یہ کون ہیں؟ صحابہ

marfat.com
Marfat.com

نے عرض کیا یہ ابولبابہ اوران کے وہ ساتھی ہیں جنھوں نے یارسول اللہ آپ سے تخلف کیا اور عرض کیا یارسول اللہ! انھیں معاف فرما کر کھول دیں فرمایا خدا کی قسم نہ میں انھیں کھولوں گا اور نہ انھیں معذور رکھوں گا۔ جب تک کہ حق تعالیٰ انھیں نہ کھلوائے اور انھیں معاف نہ فرمائے، انھوں نے مجھ سے اعراض کیا اور غزوے سے تخلف کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی و آخرون اعترفوا بذنوبھم الآیۃ .

پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو بھیجا تا کہ انھیں کھول دیں اور معافی کی بشارت دے دیں۔

مہاجرین میں سے ابوامیہ برادر ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام بھی متخلفین کے زمرے میں ہے۔ جن کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدہ ام سلمہ کی معذرت خواہی سے معذور رکھا اوران کی غلطی سے درگزر فرمایا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد۲، سیرت مصطفیٰ)

حضرت ابولبابہ کی توبہ

جو مخلص مسلمان غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوئے اس سے تخلف کیا ان پر خدا اور رسول کا عتاب نازل ہوا جس کے سبب سے ان کا بائیکاٹ و مقاطعہ کیا گیا پھر کچھ دنوں کے بعد ان حضرات کی توبہ قبول ہوئی ان میں سے حضرت ابولبابہ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی توبہ کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوۂ تبوک میں ہمراہ رکاب سعادت حاضر نہ ہوئے تھے اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے۔ آیت اتری

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوتک

marfat.com
Marfat.com

سکن لھم .

اے نبی لے لو ان توبہ کرنے والوں کے مالوں سے صدقہ کہ تم پاک کرو انھیں اور تم ستھرا کر دو انھیں گناہوں سے اس صدقے کے سبب اور دعائے رحمت کرو ان کے حق میں کہ تمھاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔

امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر اور فرماتے ہیں :

جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی انھوں نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی :

یا رسول اللہ انی اھجر دار قومی التی اصبت بھا الذنب و انخلع من مالی صدقة الی اللہ و الی رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

یارسول اللہ میں اپنی قوم کا محلہ جس میں مجھ سے خطا سرزد ہوئی چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے اللہ و رسول کے نام پر تصدق کر کے باہر آتا ہوں۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابولبابہ تہائی مال کافی ہے انھوں نے ثلث مال اللہ و رسول کے لیے صدقہ کر دیا۔ عز جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

طبرانی نے کبیر میں اور ابونعیم نے ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

حضرت کعب بن مالک کی توبہ

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جب ان کی توبہ قبول ہوئی انھوں نے مولائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی :

marfat.com
Marfat.com

یا رسول الله ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقة الی الله و الی رسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

یارسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے صدقہ کرکے۔جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے: **ای صدقة خالصة لله و لرسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم. فالی بمعنی اللام .**

یعنی اس حدیث میں اللہ ورسول کی طرف صدقہ کرنے کے معنی اللہ ورسول کے لیے تصدق ہیں۔

تو حاصل یہ ہے کہ اپنا سارا مال خاص خدا ورسول کے نام پر تصدق کردوں۔تبارک وتعالیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (الامن والعلی)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ تبوک کے لیے جب چندے کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بصد خلوص وعقیدت اپنا اپنا مال لاکر بارگاہ رسالت میں حاضر کیا اور اپنی اپنی نیازمندیوں کا ثبوت دیا، اس مضمون کو امام احمد رضا بریلوی اس طرح بیان فرماتے ہیں:

حضرت عثمان کی سخاوت

بعث النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الی عثمان یستعینه فی جیش العسرة فبعث الیه عثمان بعشرة آلاف دینار.

یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے لیے لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا

marfat.com
Marfat.com

مسلمانوں پر بہت حالت تنگی وعسرت تھی اس باب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت فرمائی، ان سے مدد چاہی۔ ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار اشرفیاں حاضر کیں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان اللہ تیری چھپی اور ظاہر خطائیں اور آج سے قیامت تک جو کچھ تجھ سے واقع ہو سب کی مغفرت فرمائے اس کے بعد عثمان کو کچھ پرواہ نہیں کوئی عمل کرے۔ ابن عدی و دارقطنی وابونعیم نے فضائل الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

تبوک کے دن عثمان نے جنت خریدی

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **اشتری عثمان بن عفان من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الجنة مرتین یوم رومۃ و یوم جیش العسرۃ .**

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنت خرید لی بیر رومہ کے دن اور لشکر کی تنگ دستی کے روز۔

حاکم وابن عدی وابن عساکر نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔

(الامن والعلی)

ابوبکر وعمر کا چندہ

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا اتفاق سے ان دنوں میں کافی مالدار تھا میں نے اپنے جی میں کہا اگر کبھی میں ابوبکر سے سبقت لے جاؤں گا تو وہ دن آج ہے میں اپنا آدھا مال حاضر لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

ما ابقیت لا ھلک .

تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی رکھا۔

میں نے عرض کی **ابقیت لھم .**

ان کے لیے بھی باقی چھوڑ آیا ہوں۔

فرمایا **ما ابقیت لھم .**

آخر کتنا باقی چھوڑ آئے ہو

عرض کی **مثلہ**

اتنا ہی اور

صدیق اکبر اپنا سارا مال تمام وکمال لے کر حاضر ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **یا ابا بکر ما ابقیت لاھلک .**

اے ابو بکر گھر والوں کے لیے کیا باقی رکھا

عرض کی **ابقیت لھم اللہ و رسولہ .**

میں نے گھر والوں کے لیے اللہ ورسول کو باقی رکھا ہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میں نے کہا میں ابو بکر سے کبھی سبقت نہ لے جاؤں گا۔

دارمی، ابو داؤد، ترمذی، شاشی، ابن ابی عاصم اور ابن شاہین نے کتاب السنۃ میں، حاکم نے مستدرک میں، ابونعیم نے حلیہ میں، بیہقی نے سنن میں، ضیاء مقدسی نے مختارہ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم

marfat.com
Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (الامن والعلی)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار صدقہ کا حکم فرمایا، امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں خوش ہوا کہ اگر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سبقت لے جاؤں گا تو اس بار کہ مال بہت ہے اوران کے پاس کم، فاروق اپنے تمام مال کا نصف حاضر لائے ارشاد ہوا عیال کے لیے کیا چھوڑا، عرض کی اتنا ہی، صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام وکمال اپنا سارا مال حاضر لائے ارشاد ہوا عیال کے لیے کیا چھوڑا عرض کی اللہ اور اس کا رسول۔ جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا تم دونوں کے کلاموں میں فرق ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۰۸)

ثمود کے کنوئیں

صحاح میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ رکاب اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (تبوک کو جاتے ہوئے) زمین ثمود پر اترے وہاں کے کنوؤں سے پانی بھرا، اس سے آٹے گوندھے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ پانی پھینک دیں اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیں، چاہ ناقہ سے پانی لیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۴۱۶۔ النور والنورق)

متعہ کی ممانعت پر ایک روایت

حازمی کتاب الناسخ والمنسوخ میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی غزوۂ تبوک میں ہم نے کچھ عورتوں سے متعہ کیا۔

marfat.com
Marfat.com

فجاء رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فنظر الیهن و قال من هولاء النسوة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے انھیں دیکھا فرمایا یہ عورتیں کون ہیں؟

قلنا یا رسول الله تمتعنا منهن.

ہم نے عرض کی یارسول اللہ ان سے ہم نے متعہ کیا ہے۔

قال فغضب رسول الله حتی احمرت و جنتاه و تمعر وجهه و قام فینا خطیبا فحمد الله و اثنی علیه ثم نهی عن المتعة .

یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غضب فرمایا یہاں تک کہ دونوں رخسار مبارک سرخ ہو گئے اور چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا، خطبہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر متعہ کا حرام ہونا بیان فرمایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۲۴۳)

غزوۂ تبوک میں نمازیں

غزوۂ تبوک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نمازوں سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

بطریق لیث بن سعد ابوالطفیل مروی ہے :

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان فی غزوة تبوک اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظهر حتی یجمعها الی العصر فیصلیهما جمیعا و اذا ارتحل بعد زیغ الشمس صلی الظهر و العصر جمیعا ثم سار و کان اذا ارتحل قبل المغرب اخر

marfat.com
Marfat.com

المغرب حتی یصلیها مع العشا و اذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصلاها مع المغرب . رواه احمد و ابو داؤد و الترمذی و ابن حبان و الحاکم و الدار قطنی و البیهقی .

ترمذی نے زیادہ کیا۔

اذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجل العصر الی الظهر و صلی الظهر و العصر جمیعا.

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر میں دیر کرتے یہاں تک کہ اسے عصر سے ملاتے تو دونوں کو ساتھ پڑھتے اور جب دوپہر کے بعد کوچ فرماتے تو عصر میں تعجیل کرتے اور ظہر و عصر ساتھ پڑھتے پھر چلتے اور جب مغرب سے پہلے کوچ کرتے مغرب میں تاخیر فرماتے یہاں تک کہ عشا کے ساتھ پڑھتے اور مغرب کے بعد کوچ فرماتے تو عشا میں تعجیل کرتے اسے مغرب کے ساتھ پڑھتے۔

روایت ابی الزبیر ہے۔ عن معاذ ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم جمع فی غزوة تبوک بین الظهر و العصر و بین المغرب و العشا ، رواه قرة بن خالد و سفیان الثوری و مالک عن ابی الزبیر المکی.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں ظہر و عصر اور مغرب و عشا کو جمع فرمایا۔ اسے قرہ بن خالد و سفیان ثوری اور مالک نے ابو الزبیر مکی سے روایت کیا۔ (مولف)

بخاری تعلیقاً اور بیہقی موصولاً ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی : کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یجمع بین صلاة الظهر و العصر اذا کان علی ظهر سیر و یجمع

marfat.com
Marfat.com

بين المغرب و العشاء ، و هو عند مسلم و آخرين بذكر غزوة تبوك .

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تو ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو جمع فرماتے ۔ امام مسلم اور دوسروں کے نزدیک یہ غزوۂ تبوک کے ذکر میں ہے۔ (مولف)

ابن ماجہ بطریق ابراہیم بن اسماعیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

انه اخبرهم ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يجمع بين المغرب و العشا في السفر من غير ان يعجله شئ و لا يطلبه عدو و لا يخاف شيئا.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر عجلت سفر اور بغیر طلب دشمن یا کسی خوف کے مغرب وعشا کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

امام مالک وشافعی ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ اور طحاوی مطولاً ومختصراً معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال جمع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في غزوة تبوك بين الظهر و العصر و بين المغرب و العشاء قال فقلت ما حمله على ذلك قال فقال اراد ان لا يحرج امته .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں ظہر وعصر اور مغرب وعشا جمع فرمائیں۔ راوی نے کہا میں نے کہا کہ حضور نے ایسا کیوں کیا فرمایا تاکہ ان کی امت میں کوئی حرج میں نہ پڑ جائے۔ (مولف)

امام مالک بطریق مسلم فضائل میں راوی :

marfat.com

Marfat.com

خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عام غزوة تبوک فكان يجمع الصلاة فصلى الظهر و العصر جميعا و المغرب و العشاء جميعا حتى اذا كان يوما اخر الصلاة ثم خرج فصلى الظهر و العصر جميعا ثم دخل ثم خرج بعد ذلک فصلى المغرب و العشاء جميعا.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہم غزوہ تبوک کے سال نکلے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازوں کو جمع فرماتے تھے تو ظہر وعصر ایک ساتھ اور مغرب وعشا ایک ساتھ ادا فرمائیں جب دن ہوا تو نماز موخر فرمائی پھر تشریف لاکر ظہر وعصر ایک ساتھ پڑھیں پھر تشریف لے گئے اور تشریف لانے کے بعد مغرب وعشا ایک ساتھ ادا فرمائیں۔ (مولف)

امام مالک مرسلاً ومسند ألبطریق داؤد بن الحصین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يجمع بين الظهر و العصر فى سفره الى تبوک .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر تبوک میں ظہر وعصر کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يجمع بين الصلاتين فى السفر.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت سفر میں دو نمازوں کو جمع فرماتے تھے۔ یعنی ہر نماز اپنے وقت پر ہوتی مثلاً ظہر کو آخرت وقت میں پڑھتے اور عصر کو شروع وقت میں، اسی طرح مغرب کو تاخیر سے اور عشا کو اول وقت میں ادا فرماتے۔ یہ جمع صوری ہے جمع حقیقی نہیں، جمع صوری سفر وحضر ہر جگہ جائز ہے جمع حقیقی عرفہ ومزدلفہ کے سوا کہیں جائز نہیں۔ (مولف). (فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۳۱۵، ۳۱۶)

marfat.com
Marfat.com

علی کو حضور کی نیابت حاصل ہوئی

متعدد احادیث میں مروی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کو تشریف لے جاتے وقت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مدینہ میں چھوڑا امیر المومنین نے عرض کی یارسول اللہ مجھے حضور عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں فرمایا:

اما ترضی ان تکون منی منزلة هارون من موسیٰ غیر انه لا نبی بعدی .

یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب اپنے رب سے کلام کے لیے حاضر ہوئے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا دوسرے کے لیے نبوت نہیں۔

(جزاء اللہ بابانہ ختم النبوۃ)

۹ ھ میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات

۹ ھ بہت سے واقعات عجیبہ سے لبریز ہے لیکن جو واقعات بہت ہی اہم ہیں جن کو مورخین نے بہت ہی بسط و تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے ان واقعات میں سے چند یہ ہیں۔

آیت تخییر وایلاء

تخییر اور ایلاء۔ یہ شریعت کے دو اصطلاحی الفاظ ہیں۔ شوہر اپنی بیوی کو اپنی طرف سے یہ اختیار دے دے کہ وہ چاہے تو طلاق لے لے اور چاہے تو اپنے شوہر ہی کے نکاح میں رہ جائے اس کو تخییر کہتے ہیں۔

اور ایلاء یہ ہے کہ شوہر یہ قسم کھالے کہ میں اپنی بیوی سے صحبت نہیں کروں گا۔

marfat.com
Marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی ازواج مطہرات سے ناراض ہو کر ایک مہینہ کا ایلا فرمایا یعنی آپ نے یہ قسم کھالی کہ میں ایک ماہ تک اپنی ازواج مقدسہ سے صحبت نہیں کروں گا پھر اس کے بعد آپ نے اپنی تمام مقدس بیویوں کو طلاق حاصل کرنے کا اختیار بھی سونپ دیا مگر کسی نے بھی طلاق لینا پسند نہیں کیا۔

عاملوں کا تقرر

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۹ ھ محرم کے مہینے میں زکاۃ و صدقات کی وصولی کے لیے عاملوں اور محصلوں کو مختلف قبائل میں روانہ فرمایا۔ ان امراء و عاملین کی فہرست میں مندرج ذیل حضرات خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

	اسماء محصلین	کس قبیلے کی طرف
(۱)	حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بنی تمیم
(۲)	حضرت یزید بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	اسلم و غفار
(۳)	حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سلیم و مزینہ
(۴)	حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ	جہینہ
(۵)	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بنی فزارہ
(۶)	حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بنی کلاب
(۷)	حضرت بشر بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بنی کعب
(۸)	حضرت ابن اللتبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بنی ذبیان

marfat.com
Marfat.com

(۹)	حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صنعاء
(۱۰)	حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرموت
(۱۱)	حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	قبیلہ طی و بنی اسد
(۱۲)	حضرت مالک بن نویرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بنی حنظلہ
(۱۳)	حضرت زبرقان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بنی سعد (نصف)
(۱۴)	حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بنی سعد (نصف)
(۱۵)	حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بحرین
(۱۶)	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	نجران

یہ حضور شہنشاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امراء و عاملین ہیں جن کو آپ نے زکاۃ و صدقات اور جزیہ وصول کرنے کے لیے مقرر فرمایا تھا۔

بنی تمیم کا وفد

محرم ۹ ھ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بشر بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی خزاعہ کے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا انھوں نے صدقات وصول کر کے جمع کیا کہ ناگہاں ان پر بنی تمیم نے حملہ کر دیا وہ اپنی جان بچا کر کسی طرح مدینہ منورہ آ گئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی تمیم کی سرکوبی کے لیے حضرت عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس سواروں کے ساتھ بھیجا انھوں نے بنی تمیم پر ان کے صحرا میں حملہ کر کے ان کے گیارہ مردوں، اکیس عورتوں، اور تیس لڑکوں کو گرفتار کر لیا اور ان سب قیدیوں کو مدینہ لائے۔

marfat.com
Marfat.com

اس کے بعد بنی تمیم کا ایک وفد مدینہ آیا جس میں اس قبیلے کے بڑے بڑے سردار تھے ان کا رئیس اعظم اقرع بن حابس، ان کا خطیب عطارد اور شاعر زبرقان بن بدر بھی اس وفد میں ساتھ آئے تھے۔ ان لوگوں کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو ہوئی اور یہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطیع و فرماں بردار ہو گئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے پھر ان لوگوں کی درخواست پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے قیدیوں کو رہا فرما دیا۔ اور یہ لوگ اپنے قبیلے میں واپس چلے گئے۔

مسجد ضرار

منافقوں نے اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے مسجد قباء کے مقابلہ میں ایک مسجد تعمیر کی تھی جو درحقیقت منافقین کی سازشوں اور ان کی دسیسہ کاریوں کا ایک زبردست اڈہ تھا۔ ابو عامر راہب جو انصار میں سے عیسائی ہو گیا تھا جس کا نام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو عامر فاسق رکھا تھا۔ اس نے منافقین سے کہا کہ تم لوگ خفیہ طریقے پر جنگ کی تیاریاں کرتے رہو میں قیصر روم کے پاس جا کر وہاں سے فوجیں لاتا ہوں تاکہ اس ملک سے اسلام کا نام ونشان مٹا دوں۔ چنانچہ اسی مسجد میں بیٹھ بیٹھ کر اسلام کے خلاف منافقین کمیٹیاں کوتے تھے اوز اسلام و بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتمہ کر دینے کی تدبیریں سوچا کرتے تھے۔

جب آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تو منافقین کی چال بازیوں اور ان کی مکاریوں، دغا بازیوں کے بارے میں سورۂ توبہ کی بہت سی آیتیں نازل ہوگئیں اور منافقین کے نفاق اور ان کی اسلام دشمنی کے تمام رموز و اسرار بے نقاب ہو کر نظروں کے سامنے آ گئے، نزول وحی کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مالک بن دخشم و حضرت معن بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا کہ اس مسجد کو منہدم کر کے اس میں آگ لگا دیں۔

marfat.com
Marfat.com

صدیق اکبر امیر الحج

غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ذو القعدہ ۹ھ میں تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ مدینہ منورہ سے حج کے لیے مکہ مکرمہ بھیجا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''امیر الحج'' اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو ''نقیب اسلام'' اور حضرت سعد بن ابی وقاص وحضرت جابر بن عبد اللہ وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلم بنا دیا اور اپنی طرف سے قربانی کے لیے بیس اونٹ بھی بھیجے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرم کعبہ اور عرفات ومنیٰ میں خطبہ پڑھا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور سورۂ براءت کی چالیس آیتیں پڑھ کر سنائیں اور اعلان کر دیا کہ اب کوئی مشرک خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو سکے گا نہ کوئی برہنہ بدن اور ننگا ہو کر طواف کر سکے گا اور چار مہینے کے بعد کفار ومشرکین کے لیے امان ختم کر دی جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس اعلان کی اس قدر زور زور سے منادی کی کہ ان لوگوں کا گلا بیٹھ گیا۔ اس اعلان کے بعد کفار ومشرکین فوج کی فوج، گروہ در گروہ آ کر مسلمان ہونے لگے۔

۹ھ کے واقعات متفرقہ

(۱) اس سال پورے ملک میں ہر طرف امن وامان کی فضا پیدا ہو گئی اور زکاۃ کا حکم نازل ہوا، زکوۃ کی وصولی کے لیے عاملین اور محصلین کا تقرر ہوا۔

(۲) جو غیر مسلم قومیں اسلامی سلطنت کے زیر سایہ رہیں ان کے لیے جزیہ کا حکم نازل ہوا۔

(۳) سود کی حرمت نازل ہوئی اور اس کے ایک سال بعد ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطبوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا خوب خوب اعلان فرمایا۔

marfat.com
Marfat.com

(۴) حبشہ کے بادشاہ جن کا نام ''اصحمہ'' تھا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جن کے زیر سایہ مسلمان مہاجرین نے چند سال حبشہ میں پناہ لی تھی ان کی وفات ہوگئی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کے لیے مغفرت کی دعا مانگی۔

(۵) اسی سال منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی مر گیا۔ اس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخواست پر ان کی دل جوئی کے واسطے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس منافق کے واسطے کفن کے لیے اپنا پیرہن عطا فرمایا اور اس کی لاش کو اپنے زانوئے اقدس پر رکھ کر اس کے کفن میں لعاب دہن ڈالا۔ چوں کہ ابھی تک منافق پر نماز جنازہ کی ممانعت نازل نہیں ہوئی تھی اس لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بار بار منع کرنے کے باوجود حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد ہی یہ آیت نازل ہوگئی۔

و لا تصل علی احد منهم مات ابدا و لا تقم علی قبره انهم کفروا بالله و رسوله و ماتوهم فاسقون.

(اے رسول) ان (منافقوں) میں سے جو مریں کبھی آپ ان پر نماز جنازہ نہ پڑھئے اور ان کی قبر کے پاس آپ کھڑے بھی نہ ہوں یقیناً ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور کفر کی حالت میں یہ لوگ مرے ہیں۔

اس آیت کے نزول کے بعد پھر کبھی آپ نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی نہ اس کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے۔

(۶) سریہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط۔ قبیلہ بنی المصطلق کی طرف

(۷) سریہ قطبہ بن عامر۔ قبیلہ خثعم کی طرف۔

marfat.com
Marfat.com

(۸) سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی۔ قبیلہ بنو کلاب کی طرف۔

(۹) سریہ علقمہ بن مجزر۔ حبشہ کی طرف۔

(۱۰) سریہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فلس کی طرف۔

(۱۱) سریہ عکاشہ بن محصن۔ حباب کی طرف۔

(۱۲) کعب بن زہیر کا مشرف بہ اسلام ہونا۔

(۱۳) وفود کی آمد۔

(۱۴) سریہ خالد بن ولید۔ تبوک سے اکیدر کی طرف۔

(۱۵) سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گرامی نامہ تبوک سے ہرقل کی طرف۔

(۱۶) حضرت عبداللہ ذوالبجادین کی وفات

(۱۷) کعب بن مالک اور ان کے دو ساتھیوں کا قصہ اور قبول توبہ۔

(۱۸) قصۃ اللعان۔

(۱۹) قبیلہ ثقیف کا مشرف بہ اسلام ہونا۔

(۲۰) شاہان حمیر کی طرف سے بارگاہ رسالت میں خطوط و پیغامات۔

(۲۱) سزائے رجم کا نفاذ۔

(۲۲) حضرت ام کلثوم کی وفات۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ دوم، سیرت الرسول، سیرت مصطفیٰ)

❁……❁……❁

marfat.com
Marfat.com

وفودالعرب

marfat.com
Marfat.com

إذا جاء نصر الله والفتح و رأيت الناس يدخلون في دين الله أفواجا۔

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں۔

(النصر۔۱،۲)

marfat.com
Marfat.com

وفود العرب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کے لیے تمام اطراف واکناف میں مبلغین اسلام اور عاملین ومجاہدین کو بھیجا کرتے تھے۔ان میں سے بعض قبائل تو مبلغین کے سامنے ہی دعوت اسلام قبول کر کے مسلمان ہوجاتے تھے مگر بعض قبائل اس بات کے خواہش مند ہوتے تھے کہ براہ راست خود بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر اپنے اسلام کا اعلان کریں۔ چنانچہ کچھ لوگ اپنے اپنے قبیلوں کے نمائندہ بن کر مدینہ منورہ آتے تھے اور خود بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے دعوت اسلام کا پیغام سن کر اپنے اسلام کا اعلان کرتے تھے اور پھر اپنے اپنے قبیلوں میں واپس جا کر پورے قبیلہ والوں کو مشرف بہ اسلام کرتے تھے ان ہی قبائل کے نمائندوں کو ہم ''وفود العرب'' کے عنوان سے بیان کرتے ہیں۔

اس قسم کے وفود اور نمائندگان قبائل مختلف زمانوں میں مدینہ منورہ آتے رہے مگر فتح مکہ کے بعد ناگہاں سارے عرب کے خیالات میں ایک عظیم تغیر پیدا ہوگیا اور سب لوگ اسلام کی طرف مائل ہونے لگے کیوں کہ اسلام کی حقانیت واضح اور ظاہر ہوجانے کے باوجود بہت سے قبائل محض قریش کے دباؤ اور اہل مکہ کے ڈر سے اسلام قبول نہیں کرسکتے تھے فتح مکہ نے اس رکاوٹ کو بھی دور کردیا اور اب دعوت اسلام اور قرآن کے مقدس پیغام نے گھر گھر پہنچ کر اپنی حقانیت اور اعجازی تصرفات سے سب کے قلوب پر سکہ بٹھا دیا۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہی لوگ جو ایک لحہ کے لیے اسلام کا نام سننا اور مسلمانوں کی صورت دیکھنا گوارا نہیں کرسکتے تھے آج پروانوں کی طرح شمع نبوت پر نثار ہونے لگے اور جوق در جوق بلکہ فوج در فوج حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دور و دراز کے سفر طے کرتے ہوئے وفود کی شکل میں آنے لگے اور بہ رضا و رغبت اسلام کے حلقہ بگوش بننے لگے چوں کہ اس قسم کے وفود اکثر و بیشتر فتح مکہ کے بعد ۹ھ میں مدینہ منورہ آئے اس لیے ۹ھ کو لوگ ''سنۃ الوفود'' (نمائندوں کا سال) کہنے لگے۔

marfat.com
Marfat.com

اس قسم کے وفود کی تعداد میں مصنفین سیرت کا بہت زیادہ اختلاف ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ان وفود کی تعداد ساٹھ سے زیادہ بتائی ہے۔ اور علامہ قسطلانی و حافظ ابن قیم نے اس قسم کے چودہ وفدوں کا تذکرہ کیا ہے۔

مشہور وفود یہ ہیں۔

وفد ثقیف۔ وفد کندہ۔ وفد بنی اشعر۔ وفد بنی اسد۔ وفد بنی فزارہ۔ وفد بنی مرہ۔ وفد بنی البکاء۔ وفد بنی کنانہ۔ وفد بنی ہلال۔ وفد ضمام بن ثعلبہ۔ وفد بلی۔ وفد تجیب۔ وفد مزینہ۔ وفد دوس۔ وفد بنی عبس۔ وفد دارم۔ وفد غامد۔ وفد نجران اور وفد عبد القیس۔

استقبال وفود

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبائل سے آنے والے وفدوں کے استقبال اور ان کی ملاقات کا خاص طور پر اہتمام فرماتے تھے۔ چنانچہ ہر وفد کے آنے پر آپ نہایت ہی عمدہ پوشاک زیب تن فرما کر کاشانۂ اقدس سے نکلتے اور اپنے خصوصی اصحاب کو بھی حکم دیتے تھے کہ بہترین لباس پہن کر آئیں پھر ان مہمانوں کو اچھے سے اچھے مکانوں میں ٹھہراتے اور ان لوگوں کی مہمان نوازی اور خاطر مدارات کا خاص طور پر خیال فرماتے تھے اور ان مہمانوں سے ملاقات کے لیے مسجد نبوی میں ایک ستون سے ٹیک لگا کر نشست فرماتے پھر ہر ایک وفد سے نہایت ہی خوش روئی اور خندہ پیشانی کے ساتھ گفتگو فرماتے اور ان کی حاجتوں اور حالتوں کو پوری توجہ کے ساتھ سنتے اور پھر ان کو ضروری عقائد و احکام اسلام کی تعلیم و تلقین بھی فرماتے اور ہر وفد کو ان کے درجات و مراتب کے لحاظ سے کچھ نہ کچھ نقد یا سامان بھی تحائف اور انعامات کے طور پر عطا فرماتے۔

وفد عبد القیس کی آمد

۸ ؁ھ میں عبد القیس کا وفد بارگاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا، اس وفد میں

marfat.com
Marfat.com

بیس آدمی تھے اور ان کا سردار وہ شخص تھا جس کو وہ "اشج" کہتے تھے۔ اس وفد کے آنے سے ایک دن پہلے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مشرق کی طرف سے کچھ سوار تمھارے پاس آرہے ہیں جو اپنی خوشی ورغبت سے اسلام میں داخل ہوں گے اور ان کے سردار کی یہ یہ نشانیاں ہیں اور فرمایا :

اللهم اغفر لعبد القيس.

اے خدا عبد القیس والوں کی بخشش فرما۔

جب یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو فرمایا **من القوم** کس قبیلہ سے ہو، یا فرمایا **من العرقد** کس کی طرف سے آئے ہو؟ انھوں نے کہا ہم ربیعہ ہیں یعنی ربیعہ بن معد بن عدنان کی اولا دو احفاد میں سے ہیں۔ اس قبیلہ کا جد اعلیٰ قریش سے اور حضور کے اجداد میں سے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مرحبا بالقوم و الوفد .

اے لوگو! اے قاصدو! تمھارا آنا تمھیں مبارک ہو، اور تم کشادہ وفراخ جگہ میں آئے۔ اور فرمایا کہ یہ قوم خوار ورسوا اور پشیماں نہ ہو۔

اس کے بعد عبد القیس کے وفد نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں مفصل واضح ایسا حکم فرمایئے جو حق و باطل کے درمیان فارق ہو، جس میں کوئی اشتباہ والتباس باقی نہ رہے تاکہ ہم اپنی قوم کو جا کر بتائیں جسے ہم اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہیں، یا جو ہمارے سامنے آئے اسے بتائیں تاکہ ہم اور وہ اس پر عمل کر کے جنت میں داخل ہوں۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایمان، نماز، روزہ، زکوۃ اور غنیمت میں سے ادائے خمس کا حکم دیا۔

پھر انھوں نے اپنی قوم کے لیے ان برتنوں کا حکم پوچھا جن میں وہ پیتے اور نبیذ وغیرہ ڈالتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

مقصود یہ کہ جس وقت شراب حلال تھی اور جن برتنوں میں اسے رکھتے اور استعمال کرتے تھے اب جب کہ شراب حرام ہوگئی ہے کیا ان برتنوں کو وہ کسی اور استعمال میں لا سکتے ہیں اور ان سے کوئی اور کام لے سکتے ہیں یا ان برتنوں سے شراب پینے کی مشابہت کی بنا پر پرہیز و اجتناب کریں؟

اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایسے چار برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا جو شراب کے استعمال کے لیے خاص ہیں۔

ایک : حنتم، یعنی سبز مٹکا جس میں شراب و نبیذ بناتے ہیں۔

دوسرا : برتن دبا، یعنی خشک کدو، جس کو رنگ کر کے صراحی نما بناتے ہیں۔

تیسرا : برتن نقیر، یہ ایک درخت کی جڑ ہوتی ہے جسے کھوکھلا کر کے برتن بناتے ہیں اور اس میں نبیذ ڈالتے ہیں۔

چوتھا : برتن مزفت، جو زفت سے رنگ کر بناتے ہیں، زفت اور قیر اس رنگ کو کہتے ہیں جو کشتی وغیرہ پر لگایا جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان امور و احکام کو یاد رکھنا اور اپنی قوم کو اور اس کو جو تم سے ملے اور وہ یہاں نہ آسکے اس کی خبر دینا۔

اور ان کا سردار جسے اشج عبدالقیس کہتے ہیں وہ اپنی سواری کو لے کر جائے قیام چلا گیا جہاں اس نے غسل کر کے عمدہ و پاکیزہ کپڑے پہنے اور حلم و وقار کے ساتھ آہستہ آہستہ چل کر مسجد نبوی شریف میں آیا یہاں دوگانہ پڑھا اور دعا مانگی اس کے بعد وہ حضور کی مجلس مبارک میں حاضر ہوا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے اس وضع و آداب کو پسند کیا اور تحسین فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

ان فیک لخصلتین یحبهما الله الحلم و الاناة .

marfat.com
Marfat.com

بلاشبہ دو خوبیاں تم میں ایسی ہیں جو خدا کو محبوب ہیں ایک حلم دوسرا وقار۔

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ یہ وفد جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور جمال باکمال کو دیکھا تو سواریوں پر سے زمین پر اتر پڑے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس اور پائے اقدس کو بوسہ دے کر محبت وشوق کا اظہار کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے اس جذبۂ شوق کو جائز وبرقرار رکھا اور اس سے انھیں منع نہ فرمایا۔

یہ وفد مدینہ طیبہ میں دس دن رہا اور قرآن واحکام شرعیہ کو سیکھا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان میں سے ہر ایک کو تحائف دیے اور اشج کو سب سے زیادہ عنایت فرمایا، پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

وفد عبدالقیس کی وارفتگی

وفد عبدالقیس کی بارگاہ رسالت میں باریابی کے وقت اس کی عقیدت و وارفتگی سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

وفد عبدالقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم چوں بخدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسیدند واز دور نگاہ شاں بر جمال جہاں آرائے حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتاد بے تابانہ خود را از پشت سواریہا افگندند ودواں دواں بحضور رسیدہ بوسہ بر دست وپائے اقدس دادند سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکار نہ فرمودہ۔

امام بخاری در ادب مفرد وامام ابوداؤد در سنن وبیہقی از زارع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کنند۔

فجعلنا نتبادر فنتقبل يد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ورجله .

marfat.com
Marfat.com

وفد عبد القیس جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور دور ہی سے حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا پر نظر پڑی تو ان لوگوں نے بے تابانہ اپنے کو سواریوں سے گرا دیا اور دوڑ دوڑ کر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پائے اقدس پر بوسہ دینے لگے۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے اس فعل سے انکار نہ فرمایا بلکہ اسے جائز و برقرار رکھا۔

امام بخاری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ زارع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس و پائے مبارک کے چومنے اور بوسہ دینے میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۶۶)

وفد ثقیف

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ حنین کے بعد طائف سے واپس تشریف لائے اور جعرانہ سے عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ تشریف لے جا رہے تھے تو راستے ہی میں قبیلۂ ثقیف کے سردار اعظم ''عروہ بن مسعود ثقفی'' بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر برضا و رغبت دامن اسلام میں آ گئے، یہ بہت ہی شاندار اور باوفا آدمی تھے، انھوں نے مسلمان ہونے کے بعد عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں اپنی قوم میں جا کر اسلام کی تبلیغ کروں، آپ نے اجازت دے دی اور یہ وہیں سے لوٹ کر اپنے قبیلہ میں گئے اور اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور اپنے قبیلہ والوں کو اسلام کی دعوت دی۔

اس علانیہ دعوت اسلام کو سن کر قبیلہ ثقیف کے لوگ غیظ و غضب میں بھر کر اس قدر طیش میں آ گئے کہ چاروں طرف سے ان پر تیروں کی بارش کرنے لگے یہاں تک کہ ان کو ایک تیر لگا اور یہ شہید ہو گئے۔

قبیلہ ثقیف کے لوگوں نے ان کو قتل تو کر دیا لیکن پھر یہ سوچا کہ تمام قبائل عرب اسلام قبول کر چکے

marfat.com
Marfat.com

ہیں اب ہم بھلا اسلام کے خلاف کب تک اور کتنے لوگوں سے لڑتے رہیں گے؟ پھر مسلمانوں کے انتقام اور ایک لمبی جنگ کے انجام کو سوچ کر دن میں تارے نظر آنے لگے۔ اس لیے ان لوگوں نے اپنے ایک معزز رئیس عبد یالیل بن عمرو کو چند ممتاز سرداروں کے ساتھ مدینہ طیبہ بھیجا۔

اس وفد نے مدینہ پہنچ کر بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ ہم اس شرط پر اسلام قبول کرتے ہیں کہ تین سال تک ہمارے بت ''لات'' کو توڑا نہ جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شرط کو قبول کرنے سے صاف انکار فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ اسلام کسی حال میں بھی بت پرستی کو ایک لمحے کے لیے بھی برداشت نہیں کر سکتا لہٰذا بت تو ضرور توڑا جائے گا یہ اور بات ہے کہ تم لوگ اس کو اپنے ہاتھ سے نہ توڑو بلکہ میں حضرت ابوسفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو بھیج دوں گا وہ اس بت کو توڑ ڈالیں گے۔

چنانچہ یہ لوگ مسلمان ہو گئے اور حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس قوم کے ایک معزز اور ممتاز فرد تھے اس قبیلے کا امیر مقرر فرما دیا۔ اور ان لوگوں کے ساتھ حضرت ابوسفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو طائف بھیجا اور ان دونوں حضرات نے ان کے بت ''لات'' کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

وفد ثقیف کی بیعت

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ وفد ثقیف کی حاضری اور اس کی بیعت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

جب وفد ثقیف حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور دست انور پر بیعتیں کیں، ان میں ایک صاحب کو یہ (جذام کا) عارضہ تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرما بھیجا:

ارجع فقد بایعناک.

marfat.com
Marfat.com

واپس جاؤ تمھاری بیعت ہوگئی، یعنی زبانی کافی ہے، مصافحہ نہ ہونا مانع بیعت نہیں۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۴۱۔ الحق المجتلی)

marfat.com
Marfat.com

حجۃ الوداع

آخریں حج غم امت میں پریشاں ہوکر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

marfat.com
Marfat.com

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔

آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔ (المائدۃ۔۳)

marfat.com
Marfat.com

حجۃ الوداع

۱۰ھ کے تمام واقعات میں سب سے زیادہ شاندار اور اہم ترین واقعہ ''حجۃ الوداع'' ہے حج کی فرضیت چھٹے یا نویں سال میں ہوئی ہے۔ نویں سال میں دعوت اسلام، تعلیم احکام، دین اسلام کی بنیادوں کے استحکام میں مشغولیت کی وجہ سے تشریف نہ لے جا سکے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ لوگوں کو حج ادا کرائیں۔

اور ۱۰ھ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود حج کے لیے متوجہ ہوئے اس حج کو حجۃ الاسلام اور حجۃ الوداع بھی کہتے ہیں۔ اس بنا پر کہ اس میں لوگوں کو حج کے مسائل واحکام سکھائے اور سفر آخرت کے ساتھ رخصت فرمایا۔ جیسا کہ فرمایا مجھ سے اپنے مناسک حج معلوم کرلو ممکن ہے کہ آئندہ سال میں حج نہ کروں اور زندہ نہ رہوں۔ یہ آپ کا آخری حج تھا اور ہجرت کے بعد یہی آپ کا پہلا حج تھا۔

ذی قعدہ ۱۰ھ میں آپ نے حج کے لیے روانگی کا اعلان فرمایا یہ خبر بجلی کی طرح سارے عرب میں پھیل گئی اور تمام عرب شرف ہمرکابی کے لیے امنڈ پڑا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخر ذی قعدہ میں جمعرات کے دن مدینہ میں غسل فرما کر تہبند اور چادر زیب تن فرمایا اور نماز ظہر مسجد نبوی میں ادا فرما کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور اپنی تمام ازواج مطہرات کو بھی ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ مدینہ منورہ سے چھ میل دور اہل مدینہ کی میقات ''ذوالحلیفہ'' پر پہنچ کر رات بھر قیام فرمایا پھر احرام کے لیے غسل فرمایا اور حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ہاتھ سے جسم اطہر پر خوشبو لگائی پھر آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اپنی اونٹنی ''قصوا'' پر سوار ہو کر احرام باندھا اور بلند آواز سے ''لبیک'' پڑھا اور روانہ ہو گئے۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے، دائیں بائیں حدنگاہ تک آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا۔ بیہقی کی روایت ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار اور دوسری روایتوں میں ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ تھے۔

چوتھی ذی الحجہ کو آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے آپ کے خاندان بنی ہاشم کے لڑکوں نے تشریف آوری کی خبر سنی تو خوشی سے دوڑ پڑے اور آپ نے نہایت ہی محبت و پیار کے ساتھ کسی کو آگے کسی کو پیچھے اپنی اونٹنی پر بٹھالیا۔

فجر کی نماز آپ نے مقام ''ذی طوی'' میں ادا فرمائی اور غسل فرمایا پھر آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور چاشت کے وقت یعنی جب آفتاب بلند ہو چکا تھا تو آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے جب کعبہ معظمہ پر نگاہ نبوت پڑی تو آپ نے یہ دعا پڑھی۔

اللھم انت السلام و منک السلام حینا ربنا بالسلام اللھم زد ھذا البیت تشریفا و تعظیما و تکریما و مھابة و زد من حجه و اعتمره تکریما و تشریفا و تعظیما.

اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے اے رب ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ اے اللہ اس گھر کی عظمت و شرف اور عزت و ہیبت کو زیادہ کر۔ اور جو اس گھر کا حج اور عمرہ کرے تو اس کی بزرگی اور شرف و عظمت کو زیادہ کر۔

جب حجر اسود کے سامنے آپ تشریف لے گئے تو حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا پھر خانہ کعبہ کا طواف فرمایا، شروع کے تین پھیروں میں آپ نے ''رمل'' کیا اور باقی چار چکروں میں معمولی چال سے چلے ہر چکر میں جب حجر اسود کے سامنے پہنچتے تو اپنی چھڑی سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے

marfat.com
Marfat.com

چھڑی کو چوم لیتے تھے۔ حجر اسود کا استلام کبھی آپ نے چھڑی کے ذریعہ سے کیا، کبھی ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو چوم لیا، کبھی لب مبارک کو حجر اسود پر رکھ کر بوسہ دیا۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ کبھی رکن یمانی کا بھی آپ نے استلام کیا۔

جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کی نماز سے فارغ ہو کر پھر حجر اسود کا استلام فرمایا اور اس کے سامنے دروازہ سے صفا کی جانب روانہ ہوئے قریب پہنچے تو اس آیت کی تلاوت فرمائی :

ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ .

بیشک صفا اور مروہ اللہ کے دین کے نشانوں میں سے ہیں۔

پھر صفا اور مروہ کی سعی فرمائی اور چوں کہ آپ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اس لیے عمرہ ادا کرنے کے بعد آپ نے احرام نہیں اتارا۔

آٹھویں ذی الحجہ جمعرات کے دن آپ منیٰ تشریف لے گئے اور پانچ نماز ،ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر منیٰ میں ادا فرما کر نویں ذی الحجہ جمعہ کے دن آپ عرفات میں تشریف لے گئے۔

زمانہ جاہلیت میں چون کہ قریش اپنے کو سارے عرب میں افضل و اعلیٰ شمار کرتے تھے اس لیے وہ عرفات کی بجائے ''مزدلفہ'' میں قیام کرتے تھے اور دوسرے تمام عرب ''عرفات'' میں ٹھہرتے تھے اسلامی مساوات نے قریش کے لیے اس تخصیص کو گوارا نہیں کیا اور اللہ عزوجل نے یہ حکم دیا کہ

ثم افیضوا من حیث افاض الناس

(اے قریش) تم بھی وہیں (عرفات) میں پلٹ کر آؤ جہاں سے سب لوگ پلٹ کر آتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفات پہنچ کر ایک کمبل کے خیمہ میں قیام فرمایا جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے اپنی اونٹنی ''قصوا'' پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا۔ اس خطبہ میں آپ نے بہت ضروری احکام اسلام کا اعلان فرمایا اور زمانۂ جاہلیت کی تمام برائیوں اور بیہودہ رسموں کو آپ نے مٹاتے ہوئے اعلان فرمایا کہ :

الا کل شی من امر الجاهلية تحت قدمی موضوع.

سن لو جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں قدموں کے نیچے پامال ہیں۔

اسی طرح زمانۂ جاہلیت کے خاندانی تفاخر اور رنگ و نسل کی برتری اور قومیت میں نیچ اونچ وغیرہ تصورات جاہلیت کے بتوں کو پاش پاش کرتے ہوئے اور مساوات اسلامی کا علم بلند فرماتے ہوئے تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس تاریخی خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ :

ایها الناس الا ان ربکم واحد وان اباکم واحد لافضل لعربی علیٰ عجمی و لا حمر علی اسود و لا لاسود علی علی احمر الا بالتقوی .

اے لوگو! بیشک تمہارا رب ایک ہے، اور بیشک تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے سن لو کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی سرخ کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔

اسی طرح تمام دنیا میں امن و امان قائم فرمانے کے لیے امن و سلامتی کے شہنشاہ تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خدائی فرمان جاری فرمایا کہ :

ان دماء کم و اموالکم علیکم حرام کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا یوم تلقون ربکم .

marfat.com
Marfat.com

تمھارا خون اور تمھارا مال تم پر تا قیامت اسی طرح حرام ہے جس طرح تمھارا یہ دن، تمھارا یہ مہینہ، تمھارا یہ شہر محترم ہے۔

اپنا خطبہ ختم فرماتے ہوئے آپ نے سامعین سے فرمایا کہ :

و انتم مسئولون عنی فما انتم قائلون .

تم سے خدا کے یہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تو تم لوگ کیا جواب دو گے؟

تمام سامعین نے کہا ہم لوگ خدا سے کہہ دیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور رسالت کا حق ادا کر دیا یہ سن کر آپ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا کہ :

اللھم اشھد

اللہ! تو گواہ رہنا۔

عین اسی حالت میں جب کہ خطبہ میں آپ اپنا فرض رسالت ادا فرما رہے تھے یہ آیت نازل ہوئی کہ :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا .

آج میں نے تمھارے لیے تمھارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمھارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

شہنشاہ کونین کا تخت شاہی

یہ حیرت انگیز و عبرت خیز واقعہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس وقت شہنشاہ کونین خدا کے نائب

marfat.com
Marfat.com

اکرم اور خلیفۂ اعظم ہونے کی حیثیت سے فرمان ربانی کا اعلان فرما رہے تھے آپ کا تخت شہنشاہی یعنی اونٹنی کا کجاوہ اور عرق گیر شاید دس روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ تھا نہ اس اونٹنی پر کوئی شاندار کجاوہ تھا نہ کوئی ہودج نہ کوئی محمل نہ کوئی چتر اور نہ کوئی تاج۔

کیا تاریخ عالم میں کسی اور بادشاہ نے بھی ایسی سادگی کا نمونہ پیش کیا ہے؟

اس کا جواب یہی اور فقط یہی ہے کہ ''نہیں''

یہ وہ زاہدانہ شہنشاہی ہے جو صرف شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہنشاہیت کا طرۂ امتیاز ہے۔ خطبہ کے بعد آپ نے ظہر و عصر ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائی پھر موقف میں تشریف لے گئے اور جبل رحمت کے نیچے غروب آفتاب تک دعاؤں میں مصروف رہے۔ غروب آفتاب کے بعد عرفات سے ایک لاکھ سے زائد حجاج کے ازدحام میں ''مزدلفہ'' پہنچے۔ یہاں پہلے مغرب پھر عشا ایک اذان دو اقامتوں سے ادا فرمائی۔ مشعر حرام کے پاس رات بھر امت کے لیے دعائیں مانگتے رہے اور سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کے لیے روانہ ہو گئے اور ''وادی محسر'' کے راستہ سے منیٰ میں آپ ''جمرہ'' کے پاس تشریف لائے اور کنکریاں ماریں پھر آپ نے بآواز بلند فرمایا کہ :

لتاخذوا مناسككم فانى لا ادرى لعلى لا احج بعد حجتى هذه .

حج کے مسائل سیکھ لو میں نہیں جانتا کہ شاید اس کے بعد میں دوسرا حج نہ کروں گا۔

منیٰ میں بھی آپ نے ایک طویل خطبہ دیا جس میں عرفات کے خطبہ کی طرح بہت سے مسائل و احکام کا اعلان فرمایا پھر قربان گاہ میں تشریف لے گئے آپ کے ساتھ قربانی کے ایک سو اونٹ تھے کچھ اونٹوں کو آپ نے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا اور باقی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپ دیا اور گوشت، پوست، جھول و نکیل سب کو خیرات کر دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ قصاب کی مزدوری اس میں سے نہ ادا کی

marfat.com
Marfat.com

جائے بلکہ الگ سے دی جائے۔

موئے مبارک

قربانی کے بعد حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ نے سر کے بال اتروائے اور کچھ حصہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا اور باقی موئے مبارک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔

اس کے بعد آپ مکہ تشریف لائے اور طواف زیارت فرمایا۔

ساقی کوثر چاہ زم زم پر

پھر چاہ زم زم کے پاس تشریف لائے خاندان عبدالمطلب کے لوگ حاجیوں کو زم زم پلا رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ مجھ کو ایسا کرتے دیکھ کر دوسرے لوگ بھی تمھارے ہاتھ سے ڈول چھین کر خود اپنے ہاتھ سے پانی بھر کر پینے لگیں گے تو میں خود اپنے ہاتھ سے پانی بھر کر پیتا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمزم شریف پیش کیا اور آپ نے قبلہ رخ کھڑے ہوکر زم زم شریف نوش فرمایا۔

پھر منیٰ واپس تشریف لے گئے اور بارہ ذی الحجہ تک منیٰ میں مقیم رہے اور ہر روز سورج ڈھلنے کے بعد جمروں کو کنکری مارتے رہے۔ تیرہ ذی الحجہ منگل کے دن آپ نے سورج ڈھلنے کے بعد منیٰ سے روانہ ہوکر "محصب" میں رات بھر قیام فرمایا اور صبح کو نماز فجر کعبہ کی مسجد میں ادا فرمائی اور طواف کعبہ کر کے انصار و مہاجرین کے ساتھ مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

marfat.com
Marfat.com

جبریل کا پیام اور بشارت مغفرت

حجۃ الوداع کے موقع پر جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے مژدہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے عرفات اور مشعر حرام والوں کی مغفرت فرمادی ہے، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

قال وقف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعرفات و قد کادت الشمس ان تغرب فقال یا بلال انصت لی الناس فقام بلال فقال انصتوا لرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانصت الناس فقال یا معشر الناس اتانی جبریل انفا قراء نی من ربی السلام و قال ان اللہ عزوجل غفر لاھل عرفات و اھل المشعر و ضمن عنھم التبعات فقام عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال یا رسول اللہ ھذا لنا خاصۃ قال ھذا لکم و لمن اتی من بعدکم الی یوم القیمۃ فقال عمر بن الخطاب کثر خیر اللہ و طاب.

یعنی حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف فرمایا یہاں تک کہ آفتاب ڈوبنے پر آیا اس وقت ارشاد ہوا اے بلال لوگوں کو میرے لیے خاموش کرو، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر پکارا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاموش ہو لوگ ساکت ہوئے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے فرمایا اے لوگو! ابھی جبریل نے حاضر ہوکر میرے رب کا سلام و پیام پہنچایا کہ اللہ عزوجل نے عرفات و مشعر الحرام والوں کی مغفرت فرمائی اور ان کے باہمی حقوق کا خود ضامن ہوگیا امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ دولت خاص ہمارے لیے ہے فرمایا تمھارے لیے اور جو تمھارے بعد قیامت تک آئیں گے سب کے لیے، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ عزوجل کی خیر کثیر و پاکیزہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۱۔ اجب الامداد)

marfat.com
Marfat.com

حجۃ الوداع کی تاریخ

حجۃ الوداع کی تاریخ پر کلام کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

حجۃ الوداع شریف کھلی بہار کے موسم میں تھا، فقیر نے حساب کیا ۹ رذی الحجہ ۱۰ھ ہجریہ روز جمعہ کو چھٹی مارچ ۶۳۲ء تھی (یعنی اس وقت کی تعبیر میں، ورنہ آغاز سن عیسوی کے حساب سے دسویں مارچ تھی جیسا کہ ہم نے اپنے ایک رسالہ متعلق "تحقیق سال عیسوی" میں ثابت کیا ہے) ولہٰذا علماء اسے ماہ تحویل حمل میں بتاتے ہیں۔

امام ابن حجر نے فتح الباری کتاب بدء الخلق میں، پھر امام قسطلانی نے ارشاد الساری میں نقل کیا کہ یہ ارشاد اقدس (یعنی خطبہ حجۃ الوداع) تحویل حمل کے مہینے میں تھا۔

حیث قال زعم یوسف بن عبد الملک فی کتابه تفضیل الازمنة ، ان هذه المقالة صدرت من النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی شهر مارس و هو آذار و هو برمهات بالقبطیة و فیه یستوی الیل و النهار عند حلول الشمس برج الحمل .

اقول : مراد یہ ہے کہ اس مہینے میں تحویل حمل ہوتی ہے نہ کہ اس دن تحویل حمل تھی، ہم نے زیج الغ بیگی سلطانی اور زیج احد بہادر خانی، دو زیجوں سے نصف النہار حقیقی مکہ معظمہ دہم ذی الحجہ ۱۰ھ ہجریہ مطابق یازدہم ذی الحجہ وسطیہ روز شنبہ کی تقویم نکالی، دونوں سے حوت کے اکیسویں درجے میں آئی اول سے حوت کے بیس درجے سینتیس دقیقے انتالیس ثانیے، دوم سے بیس درجے چھتیس دقیقے پچاس ثانیے۔ بلا شبہ اس تقویم کا موسم ان ملکوں خصوصاً مکہ معظمہ اور اس کے قریب العرض شہروں میں نہایت معتدل موسم ہوتا ہے نہ رات کو برف، نہ دن کو لوہ، نہ برسات کی مکھیاں۔

marfat.com
Marfat.com

حجۃ الوداع کا خطبہ

صحیح بخاری میں خطبہ حجۃ الوداع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دہم ذی الحجہ کو ارشاد فرمایا:

الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ السموات و الارض .

و فیہ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای شھر ھذا قلنا اللہ و رسولہ اعلم، قال الیس ذو الحجۃ ، قال فای یوم ھذا قلنا اللہ و رسولہ اعلم قال الیس یوم النحر .

زمانہ اپنی حالت میں گھومتا ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی تخلیق فرمائی ہے۔

اسی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہ کون سا مہینہ ہے ہم نے عرض کی اللہ و رسول زیادہ جانتے ہیں فرمایا کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا یہ کونسا دن ہے؟ ہم نے عرض کی اللہ و رسول زیادہ جانیں فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟

یعنی حضور نے اس انداز سے تخاطب اس لیے فرمایا تا کہ یوم نحر کی عظمت کا حال لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جس طرح اس دن کی حرمت ہے اسی طرح میرے بعد بھی تم لوگ اس کا احترام کرو گے۔ اور یہ کہ حضور نے اسی دن فرمایا کہ کیا میں نے خدا کا پیغام تم تک نہیں پہنچایا؟ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ۸/۵۳۶)

حجۃ الوداع کی قربانیاں

حجۃ الوداع کے مبارک موقع پر جن جانوروں کو قربان کیا گیا ان کے گوشت پوست وغیرہ کو حضور

marfat.com
Marfat.com

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تقسیم کر دینے کا حکم فرمایا اس مضمون پر امام احمد رضا بریلوی نے متعدد روایات پیش کی ہیں۔

بخاری میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہے :

امرنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اتصدق بجلال البدن التی نحرت و بجلودھا.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ قربانی کے اونٹوں کی جھولیں اور ان کی کھالیں صدقہ کر دوں۔ (مولف)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

امرني فقسمت لحومها ثم امرني فقسمت جلالها و جلودها.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو میں نے قربانی کا گوشت تقسیم کر دیا پھر حکم فرمایا تو ان کی جھولیں اور چمڑے تقسیم کر دیئے۔ (مولف)

(ان ہی سے روایت ہے) **ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امرہ ان یقوم علی بدنہ و ان یقسم بدنہ کلھا لحومھا و جلودھا و جلالھا.**

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو حکم فرمایا کہ وہ قربانی کے جانوروں کے پاس کھڑے رہیں اور ان کے تمام گوشت، پوست، اور جھول کو تقسیم کر دیں۔ (مولف)

(روایت علی) **اھدی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مائة بدنة فامرنی بلحومھا فقسمتھا ثم امرنی بجلالھا فقسمتھا ثم بجلودھا فقسمتھا.**

marfat.com
Marfat.com

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سو اونٹ کی قربانی فرمائی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے مجھے ان کے گوشت، پوست اور ان کی جھول کو تقسیم کرنے کا حکم فرمایا تو میں نے ان سب کو تقسیم کر دیا۔ (مولف)

صحیح مسلم شریف میں ہے :

امرنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اقوم علی بدنہ و ان اتصدق لحومھا و جلودھا و اجلتھا.

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ جانوروں کے پاس کھڑا رہوں اور ان کے گوشت و پوست اور جھول کو صدقہ کر دوں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۵۳۳)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع شریف میں سو اونٹ ہدی بھیجے۔ ان پر جھولیں تھیں کہ بحکم اقدس بعد نحر تصدق کی گئیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۵۳۶)

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی اس طرح فرماتے ہیں :

حجۃ الوداع شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سو کے سو اونٹ یوں ہی نحر فرمائے۔ ۶۳ بدست انور اور ۳۷ بدست امیر المومنین حیدر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۵۳۸)

عرفہ کی دعا

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب میں بہتر وہ چیز جو آج کے دن میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہی ہے :

marfat.com
Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیت و ھو حی لا یموت بیدہ الخیر و ھو علی کل شئ قدیر.

(فتاویٰ رضویہ ج ۴،ص ۷۰۶۔انوار البشارۃ)

صحیحین میں ہے :

عن انس ان انجشۃ حدا بالنساء فی حجۃ الوداع فاسرعت الابل فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا انجشۃ رفقا بالقواریر.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجۃ الوداع شریف میں حدی پڑھی تو اونٹ گرمائے ، بہت تیز چل نکلے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ ! شیشیوں کے ساتھ نرمی کرو۔

یعنی شیشیوں سے مراد عورتیں ہیں یعنی اونٹ اتنے تیز نہ کرو کہ تکلیف ہوگی یا عورتوں کا مجمع ہے خوش الحانی حد سے نہ گزارو۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۹،ص ۱۷۳)

منیٰ میں سائبان بنانے کی گزارش

جاء الاثر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحدث باسنادہ الی عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت قلت یا رسول اللہ الا نتخذ لک بمنی شیئا تستظل فیہ فقال یا عائشۃ انھا مناخ لمن سبق.

مثلاً موقف عرفات ومنیٰ میں کوئی شخص ایک حجرہ بنائے کہ جس سال یہ حج کو جائے دوسرا وہاں وقوف نہ کر سکے اس کی ہرگز اجازت نہیں اس سلسلے میں) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ہم منیٰ میں آپ کے لیے کوئی سائبان بنا دیں جس میں آپ آرام فرمائیں تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ تو اس کے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے جو پہلے آئے۔ یعنی یہ پہلے آنے والے کا حق ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ٦، ص ٣٤٦)

منیٰ میں نمازیں

صفت حجۃ الوداع میں حدیث طویل سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیح وغیرہ میں ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

فلما كان يوم التروية توجهوا الى منى فاهلوا بالحج و ركب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فصلى بها الظهر و العصر و المغرب و العشاء و الفجر.

جب آٹھویں ذی الحجہ کی ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حج کا احرام باندھ کر منیٰ کو چلے اور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوئے تو منیٰ میں ظہر وعصر ومغرب وعشاء وفجر پانچوں نمازیں پڑھیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ٢، ص ٣٢٥۔ حاجز البحرین)

مزدلفہ میں نمازیں

حجۃ الوداع میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز اور دو نمازوں کو ایک ساتھ ادا فرمانے کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی ومصنف طحاوی میں بطریق عدیدہ والفاظ مجملہ و مفصلہ مختصرہ ومطولہ مروی۔

marfat.com
Marfat.com

بخاری کے لفظ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہیں :

قال ما رأيت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صلى صلاة لغير ميقاتها الا صلاتين جمع بين المغرب و العشاء و صلى الفجر قبل ميقاتها.

مسلم وابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو کریب عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال ما رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صلى صلاة الا لميقاتها الا صلاة المغرب و العشاء بجمع و صلى الفجر يومئذ قبل ميقاتها.

عثمان بن ابی شیبہ واسحاق بن ابراہیم دونوں اعمش سے راوی ہے :

قال قبل وقتها بغلس.

یعنی حضرت حاضر سفر وحضر ومصاحب وملازم جلوت وخلوت سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سابقین اولین فی الاسلام وملازمین خاص حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے تھے بوجہ کمال قرب بارگاہ اہل بیت رسالت سے سمجھے جاتے اور سفر وحضر میں خدمت والامنزلت بستر گستری ومسواک ومطہرہ داری وکفش برداری محبوب باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معزز و ممتاز رہتے ارشاد فرماتے ہیں، میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز اس کے غیر وقت میں پڑھی ہو مگر دو نمازیں کہ ایک ان میں سے نماز مغرب ہے جسے مزدلفہ میں عشا کے وقت پڑھا تھا اور وہاں فجر بھی روز کے معمولی وقت سے پیشتر تاریکی میں پڑھی۔

سنن ابی داؤد میں ہے :

حدثنا قتيبة نا عبد الله بن نافع عن ابی مودود عن سليمان بن ابی يحيى عن ابن عمر رضی الله تعالىٰ عنهما قال ما جمع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بين

marfat.com
Marfat.com

المغرب و العشا قط فی السفر الامرة .

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی سفر میں مغرب وعشا ملا کر نہ پڑھی سوا ایک بار کے۔

ظاہر ہے کہ وہ بار وہی سفر حجۃ الوداع ہے کہ شب نہم ذی الحجہ مزدلفہ میں جمع فرمائی جس پر سب کا اتفاق ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۹۱۔۳۹۲۔ حاجز البحرین)

سنن نسائی کتاب المناسک باب الجمع بین الظہر والعصر بعرفۃ میں ہے۔

اخبرنا اسمٰعیل بن مسعود عن خالد عن شعبة عن سلیمن عن عمارة بن عمیر عن عبد الرحمن بن یزید عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنه قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یصلی الصلاة لوقتها الا بجمع و عرفات.

یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز اس کے وقت ہی میں پڑھتے مگر مزدلفہ وعرفات میں۔

سنن نسائی کتاب المناسک، باب جمع الصلاتین بالمزدلفۃ میں ہے۔

اخبرنا القاسم بن زکریا ثنا مصعب بن المقدام عن داؤد عن الاعمش عن عمارة عن عبد الرحمن بن یزید عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم جمع بین المغرب و العشا بجمع .

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزدلفہ میں مغرب وعشا کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۰۱۔۴۰۲۔ حاجز البحرین)

marfat.com
Marfat.com

حج کا ایک خطبہ

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو عظیم وجلیل تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا اس کی ایک جھلک یہ ہے، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

بیہقی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں بارہویں ذی الحجہ کو خطبہ فرمایا اس میں ارشاد کیا۔

یا ایها الناس ان ربکم واحد و ان اباکم واحد.

اے لوگوں تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ ایک یعنی آدم علیہ الصلاۃ والسلام اس وقت انھیں اپنا باپ نہ فرمایا حالاں کہ عالم صورت میں بیشک وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باپ ہیں اگر چہ عالم معنی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آدم وعالم سب کے باپ ہیں۔

ولہٰذا مدخل امام ابن الحاج مکی میں ہے۔

سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرتے یوں کہتے۔

یا ابنی صورة و ابائی معنی .

اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہ وعلی الانبیاء وکرم۔ (فتاویٰ افریقہ، ۲۱۔۲۳)

ایک اور خطبہ میں اس طرح مروی ہے جس کی روایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آئی ہے انھوں نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایام تشریق کے درمیانی دن میں خطبۃ الوداع دیا اور فرمایا :

marfat.com
Marfat.com

یا ایھا الناس ان ربکم واحد و ان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی و لا لعجمی علی عربی و لا لاحمر علی اسود و لا لاسود علی احمر إلا بالتقوی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم الا هل بلغت قالوا بلی یا رسول اللہ قال فلیبلغ الشاهد الغائب.

اے لوگو! بیشک تمھارا رب ایک ہے اور بے شک تمھارا باپ ایک ہے، سنتے ہو عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ عجمی کو عربی پر، نہ سرخ کو کالے پر اور نہ کالے کو سرخ پر فضیلت ہے مگر تقویٰ سے۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے سنتے ہو کیا میں نے رب کا پیغام پہنچا دیا صحابہ نے عرض کی ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فرمایا اب جو حاضر ہیں وہ غائبین کو پیغام پہنچا دیں۔ پھر لوگوں کے خون و مال اور آبرو کی حرمت میں کچھ باتیں ارشاد فرمائیں۔

(الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی)

ازواج مطہرات سے فرمان اقدس

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس حجۃ الوداع میں امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن بھی تھیں اس کے بعد ان سے فرمایا۔

هذہ ثم ظهور الحصر.

جو حج ضروری تھا وہ تو یہ ہو لیا آگے چٹائیوں کی نشست۔

اسے امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(فتاویٰ افریقہ ۹۵)

marfat.com
Marfat.com

۱۰ھ کے متفرق واقعات

دسویں سال کے واقعات میں سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک جماعت کے ساتھ بنی الحارث بن کعب کی جانب بھیجنا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خالد کو نصیحت فرمائی کہ تین مرتبہ ان کو دعوت اسلام دینا اگر وہ قبول کرلیں تو ان میں رہنا اور انھیں قرآن وسنت کی تعلیم دینا اور اگر وہ قبول نہ کریں تو مقابلہ کرنا، چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں پہنچے اور دعوت اسلام دی وہ مسلمان ہوگئے اور فرمان نبوی کے پیش نظر حضرت خالد نے وہاں اقامت فرمائی اور قرآن کریم اور احکام شرعیہ انھیں بتائے۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عریضہ بھیجا اور کیفیت احوال ظاہر کی حکم ہوا کہ ان کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر آجاؤ۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ آگئے۔ بارگاہ رسالت میں پہنچ کر سلام عرض کیا۔ اور بلند آواز سے کہا **اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ** حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی حق تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ اور پھر ان میں سے ایک شخص کو جس کا نام قیس بن حصین تھا ان پر امیر بنایا اور اپنے وطن مالوف واپس ہونے کی اجازت دی۔

نجران کے نصاریٰ سے مباہلہ

اسی سال نجران کے نصرانیوں سے مباہلہ ہونا طے پایا مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان کے مباہلہ کا قصہ بیان فرمایا تو ان میں جو صاحب مشورہ تھا اس سے پوچھنے لگے کہ تیری رائے اس بارے میں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اے نصرانیو! قسم ہے خدا کی تم خوب جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نبی برحق ہیں ان کے ساتھ مباہلہ نہ کرو جس نے بھی کسی نبی کے ساتھ مباہلہ کیا ہے وہ ضرور ہلاک ہوا ہے اور جب کہ تم یہ چاہتے ہو کہ ہم اپنے دین پر قائم وثابت رہیں تو ان سے مصالحت کرکے اپنے شہروں کی

marfat.com
Marfat.com

طرف لوٹ چلو۔

دوسرے دن صبح کو جب وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے تو حضور کو خود مباہلہ کے لیے آمادہ وتیار پایا اور حسین بن علی کو اپنی آغوش میں اور حسن مجتبیٰ کو اپنے دست مبارک میں لیے ہوئے اور سیدہ فاطمۃ الزہراء حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عقب میں اور حضرت علی مرتضیٰ سیدہ فاطمۃ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عقب میں موجود تھے حضور نے ان سے فرمایا جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔ سبحان اللہ کیا وقت اور کیا سماں ہوگا کیا شان شاہد کی ہے اور کیا مرتبہ مشہود کا ہے۔

گروہ نصاریٰ نے جب ان پنجتن پاک کو دیکھا اور کلمات دعا وآمین سنے تو لرزنے اور کانپنے لگے ابوالحارث بن علقمہ جوان میں دانشمند تھا کہنے لگا اے لوگو! میں ایسی پاکیزہ صورتوں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ خدا سے چاہیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو ان کی دعا سے وہ ٹل جائے۔ خبردار ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ اب ہلاک ہو جاؤ گے اور کوئی نصرانی روئے زمین پر باقی نہ رہے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو بندر اور خنزیر کی مانند ان کی صورتیں مسخ ہو جاتیں اور یہ وادی ان پر آگ برساتی اور تمام اہل نجران کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکتی یہاں تک کہ وہ جانور جو درختوں پر بیٹھے ہوتے وہ سب ہلاک ہو جاتے اور ایک سال نہ گزرتا کہ تمام نصاریٰ ہلاک ہو جاتے۔ پھر جزیہ دینے کے معاہدہ پر نصاریٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مصالحت کی۔

تقسیم مملکت باذان

اسی سال یمن کے حاکم باذان نے وفات پائی جب اس کی وفات کی خبر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم کے سمع مبارک میں پہنچی تو اس مملکت کو تقسیم فرمایا کچھ حصے اس کے بیٹے شہر بن باذان کو دیا کچھ حصہ ابوموسیٰ اشعری کو، کچھ حصہ یعلی بن امیہ کو، اور کچھ حصہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مرحمت فرمایا۔ یہ باذان اصل میں کسریٰ کی جانب سے حاکم تھا پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی حجۃ الوداع سے پہلے ۱۰ھ کے ماہ ربیع الاول یا ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ میں عبد المدان کی جانب جو کہ نجران کا قبیلہ ہے بھیجا وہ اسلام لائے۔

اس کے بعد حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو یمن کی طرف ماہ رمضان مبارک ۱۰ھ میں تین سو سواروں کے ساتھ بھیجا۔

جیش جریر بن عبد اللہ بجلی

اسی سال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذی الکلاع بن کور بن حبیب بن مالک بن حسان بن تبع کی جانب بھیجا جو طائف کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا خلق کثیر اسے خدا جان کر پوجتی تھی اور اس کی پیروی کرتی تھی۔ حضرت جریر کی دعوت پر وہ لوگ مسلمان ہو گئے ذی الکلاع کے اٹھارہ ہزار غلام تھے اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے سب کو آزاد کر دیا اور تخت و تاج کو ٹھوکر ماردی۔

انسانی شکل میں جبریل کی آمد

اسی سال حضرت جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام خوبصورت انسان، خوب سیاہ بالوں والے، بہت سفید لباس، نہایت حسین و جمیل شکل میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں نمودار ہوئے اس طرح کہ تمام حاضرین مجلس حیرت و تعجب میں رہ گئے۔ اور انھوں نے اسلام، ایمان، احسان قیامت اور اس کی نشانیوں کے بارے میں سوال کیا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب کا جواب

marfat.com

Marfat.com

عنایت فرمایا۔ اس کے بعد وہ مجلس شریف سے چلے گئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اسے تلاش کرو صحابہ باہر نکلے اور بہت تلاش کیا مگر نہ پایا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبریل تھے جو تمھیں تمھارے دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔ اس حدیث کو حدیث جبریل کہتے ہیں اور حدیث کی اکثر کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم)

marfat.com
Marfat.com

جھوٹے مدعیان نبوت

marfat.com
Marfat.com

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(الحدیث)

marfat.com
Marfat.com

جھوٹے مدعیان نبوت

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو بعض اشقیاء و جہال کو دعوائے نبوت کا خبط سمایا چنانچہ مسیلمہ بن ثمامہ، اسود بن کعب عنسی، طلیحہ بن خویلد اسدی، اور ایک عورت جس کا نام سجاح بنت الحارث بن سوید تمیمیہ تھا ان سب نے دعوائے نبوت کیا۔

مسیلمہ کذاب

ان بدبختوں میں مسیلمہ بہت مشہور شقی تھا اسے مسیلمہ کذاب کہا جاتا ہے اور یہ خود کو رحمٰن الیمامہ کہلواتا تھا اس لیے کہ وہ کہتا تھا کہ جو شخص مجھ پر وحی لاتا ہے اس کا نام رحمٰن ہے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ خود کو جاہلوں سے رحمٰن کہلواتا تھا وہ نادان تھے کیوں کہ یہ نام حضرت رب العزت جل جلالہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

یہ ملعون بہت بوڑھا انتہائی مکار اور حیلہ جو تھا یہ بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا تھا جب اس کی قوم مجلس شریف میں آئی تھی اور مسلمان ہوئی تو اس نے تخلف کیا اور کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے اپنے بعد خلیفہ بنا دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں اور ان کی متابعت کرلوں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور اس کے سر پر کھڑے ہوئے اس وقت حضور کے دست اقدس میں کھجور کی ایک شاخ تھی فرمایا اگر تو مجھ سے اس شاخ کو بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں۔ بجز اس کے جو مسلمانوں کے بارے میں حکم الٰہی ہے۔ اور فرمایا اگر تو میرے بعد زندہ رہا تو تجھے حق تعالیٰ ہلاک فرمائے گا یہ ارشاد اس خواب کی تعبیر میں تھا جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دکھایا گیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے دونوں دست مبارک میں دوسونے کے کنگن ہیں اس سے آپ غمگین ہوئے پھر حکم ہوا کہ آپ ان پر پھونک ماریں آپ نے ان پر پھونک مارا تو وہ دونوں ناپید ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس خواب کی تعبیر یہ لی کہ دو کذاب ہوں گے۔ ایک یمامہ کا اور دوسرا صنعا کا یعنی ایک تو یہی مسیلمہ کذاب تھا اور دوسرا اسود عنسی۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ ملعون دائرۂ اسلام میں آ گیا تھا جب وہ اپنے علاقہ میں واپس گیا تو مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعویٰ کر دیا اور شراب و زنا کو حلال کر کے نماز کی فرضیت کو ساقط کیا، مفسدوں کی ایک جماعت اس کا مطیع و منقاد ہو گئی اس نے ایک خط حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اس میں لکھا۔

من مسيلمة رسول الله الى محمد رسول الله ، اما بعد فان الارض لنا نصف و لقريش نصف و لكن قريش يعتدون .

آدھی زمین مسیلمہ کے لیے ہے اور آدھی قریش کے لیے ہے لیکن قریش زیادتی کرتے ہیں۔

جب یہ خط حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو جواب میں تحریر فرمایا۔

من رسول الله إلى مسيلمة الكذاب ، اما بعد فان الارض لله يورثها من يشاء من عباده و العاقبة للمتقين .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام، اما بعد، جان لے کہ بلاشبہ زمین اللہ کی ہے وہ جسے چاہے گا وہ اس کا وارث ہوگا اور عاقبت پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

اس کے بعد مسیلمہ کذاب کفر پر اصرار کرتا رہا قرآن کریم کے مقابل مکروہ ہذیانات باندھتا رہا جو عقلائے عالم کے نزدیک مضحکہ خیز بنیں عجیب و غریب شعبدے اور کارنامے دکھاتا رہا اور جو کچھ بھی وہ دکھاتا

marfat.com
Marfat.com

خوارق ومعجزات کے برعکس اوراس کے مدعا کے برخلاف ہوتا۔ چنانچہ وہ اگر کسی کے لیے درازی عمر کی دعا کرتا تو وہ اسی وقت مرجاتا اور اگر کسی کے لیے آنکھوں میں روشنی کے لیے دعا کرتا تو وہ اسی وقت اندھا ہوجاتا۔ جب اس نے یہ سنا کہ حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلی فرما کراس پانی کو کنوئیں میں ڈالتے ہیں جس سے وہ پانی زیادہ اور شیریں ہوجاتا ہے جب کبھی اس نے بھی ایسا کیا تو کنوئیں کا پانی زمین میں اتر جاتا اور وہ کنواں کھارااور کڑواہوجاتا۔ لوگ ایک بچہ اس کے پاس لائے اس نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا تو وہ گنجا ہوگیا۔ ایک بچہ کے حلق میں اس نے انگلی ٹھونسی تو اس کی زبان پھٹ گئی ایک مرتبہ کسی باغ میں اس نے اپنا سیاہ منہ دھویااوراس کا پانی وہاں چھڑکا وہاں پھر کبھی گھاس نہ اگی۔

دستور خداوندی یہی ہے کہ جھوٹے کے ہاتھ پر خوارق مدعا کے موافق ظاہر نہیں ہوتے ،ایک شخص اس کے پاس گیا اس نے کہا کہ میرے دولڑکے ہیں ان کی خیر و برکت کی دعا کے لیے ہاتھ اٹھا اس نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی جب وہ شخص گھر پہنچا تو اس کے ایک لڑکے کو تو بھیڑیئے نے پھاڑ ڈالا اور دوسرا کنوئیں میں گرکر مرگیا تھا۔

ان لوگوں پر تعجب ہے کہ اس ملعون کے ایسے کرتوتوں کے مشاہدے کے باوجود اس کے پیچھے لگ گئے اوراس سے بیزار نہ ہوئے چوں کہ جاہلوں کی اس جماعت میں غرض کے بندے تھے اور دنیاوی اغراض کے ماتحت اس کے پیچھے لگ گئے تھے چنانچہ جب حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس جہان سے تشریف لے گئے تو اس کا کاروبار چمک گیا اور ایک لاکھ سے زائد جہال اس کے گرد جمع ہوگئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت کے آخر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چوبیس ہزار مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ بھیجا، ان کے مقابلہ میں مسیلمہ کے چالس ہزار جنگی آدمی میدان میں آئے فریقین میں خوب شدت کی جنگ ہوئی اگرچہ شروع میں مسلمانوں کے قدم ڈگمگا گئے تھے مگر آخر میں بحکم الاسلام یعلو و لا یعلی (اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں) دشمنوں کو

marfat.com
Marfat.com

شکست ہوئی اور وہ بھاگ گئے مسلمانوں کی ایک جماعت نے ان کا تعاقب کیا اور وہ وحشی جس نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو جنگ احد میں قتل کیا تھا مسیلمہ کے قریب پہنچے اور وہی نیزہ جس سے وحشی نے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا اس پر پھینکا اور اسے جہنم رسید کیا اس وقت حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا :

انا قاتل خیر الناس فی الکفر و انا قاتل شر الناس فی الاسلام .

میں نے حالت کفر میں بہترین شخص کو قتل کیا یعنی حضرت حمزہ کو اور حالت اسلام میں بدترین شخص کو قتل کیا یعنی مسیلمہ کذاب کو۔

اسود عنسی مدعی نبوت

دوسرا مدعی نبوت اسود عنسی ہے جو عنس بن قدحج سے منسوب تھا اس کا نام عیلہ تھا اور اسے ذوالخمار بھی کہتے تھے خمار کے معنی دوپٹہ کے ہیں چونکہ یہ اپنے منہ پر دوپٹہ ڈالا کرتا تھا اور بعض اس کو ذوالحمار (حاء کیساتھ) بتاتے ہیں اور اس کی وجہ تسمیہ یہ بتاتے ہیں کہ وہ کہتا تھا کہ جو شخص مجھ پر ظاہر ہوتا ہے وہ گدھے پر سوار ہوتا ہے۔

ارباب سیر کہتے ہیں کہ وہ ایک کاہن تھا اور اس سے عجیب وغریب باتیں ظاہر ہوتی تھیں وہ لوگوں کے دلوں کو اپنی چرب زبانی سے گرویدہ کر لیتا تھا اور اس کے ساتھ دو ہمزاد شیطان تھے جس طرح کاہنوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان کو زمانہ کی خبریں لا کر بتاتے ہیں۔

اس ملعون کا پورا قصہ اور اس کا انجام یہ ہے کہ باذان جو ابنائے فارس سے تھا اور کسریٰ کی جانب سے یمن کا حاکم تھا اس نے آخر میں توفیق اسلام پائی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باذان کو صنعاء کی حکومت پر یمن میں برقرار رکھا جب اس نے وفات پائی تو اس کی مملکت کو تقسیم فرما کے کچھ اس کے بیٹے شہر بن باذان کو دیا، کچھ حضرت ابوموسیٰ اشعری کو اور کچھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مرحمت

marfat.com
Marfat.com

فرمایا۔ پھر اسود عنسی نے خروج کیا اور نبوت کا مدعی بنا اور اپنے لشکر کے ساتھ اہل صنعا پر غالب آیا اور وہ مملکت اپنے قبضۂ تصرف میں لے آیا۔ شہر بن باذان کو قتل کر دیا اور مرزبانہ کی خواست گاری کی جو شہر بن باذان کی بیوی تھی۔ فروہ بن مسیک جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے وہاں کے عامل تھے اور قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک خط لکھا جس میں تمام حالات وواقعات بیان کیے۔ حضرت معاذ بن جبل وحضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو اس نواح میں تھے باہمی اتفاق رائے سے حضر موت چلے گئے۔ جب یہ خبر بارگاہ رسالت میں پہنچی تو اس جماعت کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لکھا کہ متفقہ طور سے جس طرح بھی ممکن ہو اسود عنسی کے شر وفساد کے دفع کرنے کی کوشش کریں اور مادۂ فساد کا استیصال کریں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر تمام فرماں برداران نبوت جمع ہو گئے اور مرزبانہ کو پیغام بھیجا کہ اسود عنسی وہ شخص ہے جس نے تیرے باپ اور تیرے شوہر کو قتل کیا ہے اس کے ساتھ تیری زندگی کیسے گزرے گی؟ مرزبانہ نے کہلوایا کہ میرے نزدیک یہ شخص دشمن ترین مخلوق خدا ہے۔ اس پر مسلمانوں کی جماعت نے دوبارہ پیغام بھیجا کہ جس طرح تمھاری سمجھ میں آئے اور جیسے بھی ممکن ہو اس ملعون کو ہلاک کرنے کی تدبیر کرو۔ چنانچہ مرزبانہ نے فیروز دیلمی (جو مرزبانہ کے چچا کا بیٹا اور نجاشی کا بھانجا تھا اور وہ دسویں سال میں آکر مسلمان ہو گیا تھا) اور ایک اور شخص کو جس کا نام داویہ تھا آمادہ کیا کہ رات کے وقت دیوار میں نقب لگا کر اسود کی خواب گاہ میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیں۔ جب وہ مقررہ رات آئی تو مرزبانہ نے اسود کو خالص شراب بہت زیادہ پلا دی یہاں تک کہ وہ مدہوش ہو کر سو گیا۔ وہ اپنے دروازہ پر ایک ہزار پہرے دار رکھتا تھا۔ فیروز دیلمی نے ایک جماعت کے ساتھ دیوان خانہ میں نقب لگائی اور اس بدبخت کے سر کو تن سے جدا کر دیا اسے ذبح کرنے کے دوران میں اس کے منہ سے گائے کے ڈکارنے کی مانند بڑی شدید آوازیں نکلی پہرے داروں نے جو یہ آواز سنی تو اس کی طرف دوڑے مرزبانہ گھر سے نکل کر ان کے

marfat.com
Marfat.com

سامنے آگئی اور کہا خاموش رہو کیوں کہ تمھارے نبی پروحی آئی ہوئی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمال نے یہ خبر بارگاہ رسالت میں بھیجی مگر یہ خبر حضور کی رحلت فرمانے کے بعد مدینہ منورہ میں پہنچی لیکن رحلت فرمانے سے ایک دن پہلے ہی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس واقعہ کی کیفیت معلوم ہوگئی تھی اور فرمادیا تھا کہ آج رات اسود عنسی مارا گیا ہے اور ایک مرد مبارک نے اس کی اہل کی مدد سے اسے قتل کیا ہے اس کا نام فیروز ہے اور فرمایا **فاز فیروز** فیروز کامیاب ہوا۔

طلحہ بن خویلد مدعی نبوت

طلیحہ بن خویلد قبیلہ بنی اسد سے تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد خروج کیا اور عروج پایا۔ عینیہ بن حصین فرازی جو قبیلہ فرازہ سے تھا اسلام سے منحرف ہوکر مرتد ہوگیا اور طلیحہ کا گرویدہ بن گیا۔ طلیحہ دعویٰ کرتا تھا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام اس پر آتے ہیں اور وحی لاتے ہیں۔

پہلا استدراج اس سے جو صادر ہوا اور جس کے سبب لوگ گمراہ ہوئے وہ یہ تھا کہ ایک روز یہ اپنی قوم کے ساتھ سفر میں تھا ان کے ساتھ پانی نہ تھا لوگ پیاسے ہوگئے تو اس نے کہا :

ارکبوا اعلالا و رای امیالا تجدوا ابلالا.

سوار ہو گھوڑوں پر اور چند میل سفر کرو تو پانی کو پالو گے۔

یہ اتفاق تھا کہ قوم نے ایسا کیا اور پانی پالیا۔ اس وجہ سے بدوی لوگ فتنہ میں پڑ گئے جب یہ خبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو ایک لشکر تیار کر کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور طلیحہ کی جانب بھیجا۔ حضرت خالد روانہ ہوکر قبیلہ طے پہنچے اور دو پہاڑوں کوہ سلمہ اور کوہ اجاہ کے درمیان لشکر کو ٹھہرایا۔ وہ قبائل جو گردونواح میں اسلام پر ثابت وقائم تھے ان کے ساتھ آکر شامل

marfat.com
Marfat.com

ہو گئے اور سب نے مل کر دشمنوں سے جنگ کی۔لشکر فرازہ نے راہ فرار دکھائی،عینیہ بن حصین فرازی کو اس کا کذب معلوم ہوا تو وہ بھی فرازہ کے ساتھ بھاگ گیا۔اس کے بعد طلیحہ واپس آیا اور مسلمان ہو گیا اور نہاوند کی جنگ میں انھوں نے شہادت حاصل کی۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سجاح بنت الحارث مدعیہ نبوت

چوتھی مدعیہ نبوت سجاح بنت الحارث بن موید بن یربوع کی ایک عورت تھی جو بنی تغلب میں نبوت کا دعویٰ کرتی تھی اور ایک جماعت اس کی گرویدہ ہوگئی اور اس کا زمانہ و مسکن مسیلمہ کذاب کے قریب تھا۔مسیلمہ کا ایک گروہ اس کے موافق بن گیا تھا مسیلمہ ڈرتا تھا کہ اگر اس سے معترض ہوا تو مبادا وہ قبائل جو اس کے گردونواح میں ہیں اور اس سے متفق ہیں تمام یمامہ پر غالب نہ آجائیں اس بناء پر سجاح کے پاس تحفے اور ہدایا روانہ کیے اور اس سے ملاقات کی استدعاء کی اور کہلوایا کہ کچھ مخفی باتیں ہیں جو آمنے سامنے کہی جائیں گی۔سجاح نے حکم دیا کہ خیمہ لگایا جائے چنانچہ خیمہ لگایا گیا اور طرح طرح کے عطریات،خوشبو جات ،فرش وفروش اور برتنوں سے خیمہ سجایا گیا پھر مسیلمہ اس جگہ پہنچا اور دونوں خیمہ میں داخل ہوئے اور ہر باب میں باہمی گفتگو ہوئی اور مسیلمہ نے اپنے ہذیانات ومخترعات کو اس کے سامنے رکھا اور کہا کہ بہتر ہوگا کہ ہم میں مناکحت کی نسبت پیدا ہو جائے۔جو کچھ مسیلمہ نے کہا سجاح نے یقین جانا اور اس کی نبوت کو برقرار رکھا اور تین روز دونوں ایک ساتھ خیمہ کے اندر رہے اور تعجب نہیں کہ ان تین دنوں میں ایک دوسرے نے زنا کیا ہو۔

عقد مناکحت کے بعد سجاح اپنی قوم میں چلی گئی اور مسیلمہ اپنی ٹولی میں جا ملا۔سجاح کی قوم نے پوچھا تیرا قصہ کیا ہوا؟اس نے کہا کہ اس کی نبوت کی حقیقت مجھ پر ظاہر ہوئی اور میں اس کے نکاح میں داخل ہوگئی لوگوں نے پوچھا مہر کیا قرار پایا ہے؟اس نے کہا مہر کے تعین کی فرصت نہ ملی،لوگوں نے کہا بغیر مہر کے تو

marfat.com
Marfat.com

نکاح نہیں ہوتا جاؤ مہر معین کرو۔ اس پر سجاح، مسیلمہ کے پاس آئی اور مہر طلب کیا۔ اس نے کہا یمامہ کا نصف غلہ تجھے سونپنا ہوگا اور اس پر مزید یہ کہ صبح اور عشا کی نماز تیری امت پر تخفیف کرتا ہوں۔ اور ایک جماعت کو مذکورہ غلہ حاصل کرنے کے لیے کہا۔ یہ لوگ انھیں معاملات میں مصروف تھے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلغلہ ایک لشکر عظیم کے ساتھ پہنچا اور سجاح کے عاملوں کو ان کے عمل سے معزول کیا۔

اس سلسلے میں دو روایتیں ہیں۔

ایک یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ امارت میں وہ مع اپنی امت مسلمان ہوگئی اور ان کا اسلام نیک و مقبول ہوا۔

اور دوسری روایت یہ ہے کہ مسیلمہ جس جزیرہ میں رہتا تھا وہاں وہ چھپ گئی اور وہیں ہلاک ہوگئی اور پھر کسی نے اس کا نام ونشان تک نہ سنا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم)

کذاب ودجال

کچھ جھوٹے مدعیان نبوت نے زمانہ رسالت میں اور کچھ کذاب نے بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا ہر زمانہ میں اہل حق نے ان کی سرکوبی فرمائی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھوٹے مدعیان نبوت اور دجال کذاب کے بارے میں جو پیشین گوئیاں فرمائی ہیں ان میں سے چند روایات یہ ہیں امام احمد رضا بریلوی کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں:

بعد طلوع آفتاب عالم تاب خاتمیت صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الکرام جو کسی کے لیے ادعائے نبوت کرے دجال کذاب مستحق لعنت وعذاب ہے۔

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ اور احمد ومسلم وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

marfat.com
Marfat.com

انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی. لفظ البخاری دجالون کذابون قریبا من ثلثین .

عنقریب اس امت میں قریب تیس کے دجال کذاب نکلیں گے ہرایک ادعا کرے گا کہ وہ نبی ہے حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعدکوئی نبی نہیں ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام احمد وطبرانی وضیاء حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

فی امتی کذابون و دجالون سبعة و عشرون منھم اربعة نسوة و انی خاتم النبیین لا نبی بعدی .

میری امت دعوت میں (کہ مومن وکافر سب کو شامل ہے) ستائیس دجال کذاب ہوں گے ان میں چارعورتیں ہیں حالاں کہ میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعدکوئی نبی نہیں ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ابن عساکر علاء بن زیاد سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلثون دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی .

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں ۔

ابویعلی مسند میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلثون کذابون منھم مسیلمة و العنسی و المختار .

قیامت نہ آئے گی جب تک کہ تیس کذاب نکلیں ان میں سے مسیلمہ اوراسود عنسی ومختار ثقفی ہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

بفضلہ تعالیٰ یہ تینوں خبیث کتے کہ شیران اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اسود مردود خود زمانہ اقدس اور مسیلمہ ملعون زمانہ خلافت صدیقی اور مختار بدکار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہد خلافت میں۔

مسیلمہ خبیث کے قاتل وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنھوں نے زمانۂ کفر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا وہ فرمایا کرتے۔

قتلت خير الناس و شر الناس.

میں نے بہتر شخص کو شہید کیا (یعنی حضرت حمزہ کو) پھر سب سے بدتر کو مارا (یعنی مسیلمہ کذاب کو)

(جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

جیش اسامہ

اس لشکر کا دوسرا نام ''سریہ اسامہ'' بھی ہے یہ سب سے آخری فوج ہے جس کے روانہ کرنے کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ ۲۶/صفر ۱۱ھ دوشنبہ کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رومیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور دوسرے دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر فرمایا کہ میں نے تم کو اس فوج کا امیر لشکر مقرر کیا تم اپنے باپ کی شہادت گاہ مقام ''اُبنیٰ'' میں جاؤ اور نہایت تیزی کے ساتھ سفر کر کے ان کفار پر اچانک حملہ کر دو تا کہ وہ لوگ جنگ کی تیاری نہ کر سکیں باوجودیکہ مزاج اقدس ناساز تھا مگر اسی حالت میں آپ نے خود اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھا اور یہ نشان اسلام حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے کر ارشاد فرمایا:

اغز بسم الله و فى سبيل الله فقاتل من كفر بالله .

marfat.com
Marfat.com

اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور کافروں کے ساتھ جنگ کرو۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علمبر دار بنایا اور مدینہ سے نکل کر ایک کوس دور مقام ''جرف'' میں پڑاؤ کیا تا کہ وہاں پورا لشکر جمع ہو جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کے تمام معززین کو بھی اس لشکر میں شامل ہو جانے کا حکم دے دیا۔ بعض لوگوں پر یہ شاق گزرا کہ ایسا لشکر جس میں انصار و مہاجرین کے اکابر و عمائد موجود ہیں ایک نوعمر لڑکا جس کی عمر بیس برس سے زائد نہیں کس طرح امیر لشکر بنا دیا گیا؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس اعتراض کی خبر ملی تو آپ کے قلب نازک پر صدمہ گزرا اور آپ نے علالت کے باوجود سر میں پٹی باندھے ہوئے ایک چادر اوڑھ کر منبر پر ایک خطبہ دیا جس میں ارشاد فرمایا کہ۔

اگر تم لوگوں نے اسامہ کی سپہ سالاری پر طعنہ زنی کی ہے تو تم لوگوں نے اس سے قبل اس کے باپ کے سپہ سالار ہونے پر بھی طعنہ زنی کی تھی حالاں کہ خدا کی قسم اس کا باپ (زید بن حارثہ) سپہ سالار ہونے کے لائق تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا (اسامہ بن زید) بھی سپہ سالار ہونے کے قابل ہے اور یہ میرے نزدیک میرے محبوب ترین صحابہ میں سے ہے جیسا کہ اس کا باپ میرے محبوب ترین اصحاب میں سے تھا لہٰذا اسامہ کے بارے میں تم لوگ میری نیک وصیت کو قبول کرو کہ وہ تمھارے بہترین لوگوں میں سے ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ خطبہ دے کر مکان میں تشریف لے گئے اور آپ کی علالت میں کچھ اور بھی اضافہ ہو گیا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم نبوی کی تکمیل کرتے ہوئے مقام جرف میں پہنچ گئے تھے اور وہاں لشکر اسلام کا اجتماع ہوتا رہا یہاں تک کہ ایک عظیم لشکر تیار ہو گیا۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۱ھ کو جہاد میں جانے والے خواص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رخصت ہونے کے لیے آئے اور رخصت ہو کر مقام

marfat.com
Marfat.com

جرف میں پہنچ گئے اس کے دوسرے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علالت نے اور زیادہ شدت اختیار کر لی حضرت اسامہ بھی آپ کی مزاج پرسی اور رخصت ہونے کے لیے خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے آپ نے حضرت اسامہ کو دیکھا مگر ضعف کی وجہ سے کچھ بول نہ سکے بار بار دست مبارک کو آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور ان کے بدن پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرتے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اس سے میں نے یہ سمجھا کہ حضور میرے لیے دعا فرمارہے ہیں اس کے بعد حضرت اسامہ رخصت ہو کر اپنی فوج میں تشریف لے گئے اور ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو کوچ کرنے کا اعلان بھی فرمادیا۔ اب سوار ہونے کے لیے تیاری کر ہی رہے تھے کہ ان کی والدہ حضرت ام ایمن کا فرستادہ آدمی پہنچا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزع کی حالت میں ہیں یہ ہوش ربا خبر سن کر حضرت اسامہ وحضرت عمر وحضرت ابو عبیدہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فوراً ہی مدینہ آئے تو یہ دیکھا کہ آپ سکرات کے عالم میں ہیں اور اسی دن دو پہر یا سہ پہر کے وقت آپ کا وصال ہوگیا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون .**

یہ خبر سن کر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر مدینہ واپس چلا آیا مگر جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز ہو گئے تو آپ نے بعض لوگوں کی مخالفت کے باوجود ربیع الآخر کی آخری تاریخوں میں اس لشکر کو روانہ فرمایا اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام ''ابنیٰ'' میں تشریف لے گئے اور وہاں بہت ہی خوں ریز جنگ کے بعد لشکر اسلام فتح یاب ہوا اور آپ نے اپنے باپ کے قاتل اور دوسرے کفار کو قتل کیا اور بے شمار مال غنیمت لے کر چالیس دن کے بعد مدینہ واپس تشریف لائے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ دوم، سیرت مصطفیٰ)

❁......❁......❁

marfat.com
Marfat.com

وفاتِ اقدس ﷺ

marfat.com
Marfat.com

إنك ميت وإنهم ميتون۔

بیشک تمھیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

(الزمر۔۳۰)

marfat.com
Marfat.com

وفات اقدس ﷺ ۱۱ھ

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس عالم میں تشریف لانا صرف اس لیے تھا کہ آپ خدا کے آخری اور قطعی پیغام یعنی دین اسلام کے احکام اس کے بندوں تک پہنچادیں اور خدا کی حجت تمام فرمادیں ۔اس کام کو آپ نے کیوں کرانجام دیا؟ اور اس میں آپ کو کتنی کامیابی حاصل ہوئی؟ اس کا اجمالی جواب یہ ہے کہ جب یہ دنیا عالم وجود میں آئی ہزاروں انبیاء ورسل علیہم السلام اس عظیم الشان کام کو انجام دینے کے لیے اس عالم میں تشریف لائے مگر تمام انبیاء ومرسلین کے تبلیغی کارناموں کو اگر جمع کرلیا جائے تو وہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبلیغی شاہکاروں کے مقابلہ میں ایسے ہی نظر آئیں گے جیسے آفتاب عالم تاب کے مقابلے میں ایک چراغ، یا ایک صحرا کے مقابلے میں ایک ذرہ یا ایک سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ۔

آپ کی تبلیغ نے عالم میں ایسا انقلاب برپا کردیا کہ کائنات ہستی کی ہر پستی کو معراج کمال کی سربلندی عطا فرماکر ذلت کی سرزمین کو عزت کا آسمان بنادیا اور دین حنیف کے اس مقدس اور نورانی محل کو جس کی تعمیر کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء ورسل معمار بنا کر بھیجے جاتے رہے آپ نے خاتم النبیین کی شان سے اس قصر ہدایت کو اس طرح مکمل فرمادیا کہ حضرت حق جل جلالہ نے اس پر **الیوم اکملت لکم دینکم** کی مہر لگادی۔

جب دین اسلام مکمل ہوچکا اور دنیا میں آپ کے تشریف لانے کا مقصد پورا ہوچکا تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ محکم **انک میت و انھم میتون** کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔

حضور کو اپنی وفات کا علم

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت پہلے سے اپنی وفات کا علم حاصل ہوگیا تھا اور آپ نے مختلف مواقع پر لوگوں کو اس کی خبر بھی دے دی تھی ۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے لوگوں کو یہ فرما کر

marfat.com
Marfat.com

رخصت فرمایا تھا کہ۔

شاید اس کے بعد میں تمھارے ساتھ حج نہ کرسکوں گا۔

اسی طرح ''غدیر خم'' کے خطبہ میں اسی انداز سے کچھ اسی قسم کے الفاظ آپ کی زبان اقدس سے ادا ہوئے تھے اگر چہ ان دونوں خطبات میں لفظ لعل (شاید) فرما کر ذرا پردہ ڈالتے ہوئے اپنی وفات کی خبر دی مگر حجۃ الوداع سے واپس آکر آپ نے جو خطبات ارشاد فرمائے اس میں لعل کا لفظ آپ نے نہیں فرمایا بلکہ صاف صاف اور یقین کے ساتھ اپنی وفات کی خبر سے لوگوں کو آگاہ فرما دیا۔

چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے گئے اور شہدائے احد کی قبروں پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے، پھر پلٹ کر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میں تمھارا پیش رو تم سے پہلے وفات پانے والا ہوں اور تمھارا گواہ ہوں اور میں خدا کی قسم اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔

اس حدیث میں انی فرط لکم فرمایا یعنی میں اب تم لوگوں سے پہلے ہی وفات پا کر جا رہا ہوں تا کہ وہاں جا کر تم لوگوں کے لیے حوض کوثر وغیرہ کا انتظام کروں۔

یہ قصہ مرض وفات شروع ہونے سے پہلے کا ہے لیکن اس قصہ کو بیان فرمانے کے وقت آپ کو اس کا یقینی علم حاصل ہو چکا تھا کہ میں کب اور کس وقت دنیا سے جانے والا ہوں اور مرض وفات شروع ہونے کے بعد تو اپنی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صاف صاف لفظوں میں بغیر ''شاید'' کا لفظ فرماتے ہوئے اپنی وفات کی خبر دے دی۔

چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ اپنے مرض وفات میں آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور چپکے چپکے ان سے کچھ فرمایا تو وہ رو پڑیں پھر بلایا اور چپکے چپکے کچھ فرمایا تو وہ ہنس پڑیں،

marfat.com
Marfat.com

جب ازواج مطہرات نے اس کے بارے میں حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آہستہ آہستہ مجھ سے یہ فرمایا کہ میں اسی بیماری میں وفات پا جاؤں گا تو میں رو پڑی پھر چپکے چپکے مجھ سے فرمایا کہ میرے بعد میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم وفات پا کر میرے پیچھے آؤ گی تو میں ہنس پڑی۔

بہر حال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی وفات سے پہلے اپنی وفات کے وقت کا علم حاصل ہو چکا تھا کیوں ہو نہ کہ جب دوسرے لوگوں کی وفات کے اوقات سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے آگاہ فرما دیا تھا تو اگر خداوند علام الغیوب کے بتا دینے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی وفات کے وقت کا قبل از وقت علم ہو گیا تو اس میں کون سا استبعاد ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو علم ما کان و ما یکون عطا فرمایا یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کا علم عطا فرما کر آپ کو دنیا سے اٹھایا۔

علالت کی ابتداء

مرض کی ابتداء کب ہوئی؟ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتنے دنوں تک علیل رہے؟ اس میں مورخین کا اختلاف ہے بہر حال ۲۰ یا ۲۲ صفر ۱۱ھ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت البقیع میں جو عام مسلمانوں کا قبرستان ہے آدھی رات میں تشریف لے گئے وہاں سے واپس تشریف لائے تو مزاج اقدس ناساز ہو گیا یہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کا دن تھا۔

دوشنبہ کے دن آپ کی علالت بہت شدید ہو گئی آپ کی خواہش پر تمام ازواج مطہرات نے اجازت دے دی کہ آپ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں قیام فرمائیں۔ چنانچہ حضرت عباس وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سہارا دے کر آپ کو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں پہنچا دیا۔ جب تک طاقت رہی آپ خود مسجد نبوی میں نمازیں پڑھاتے رہے، جب کمزوری بہت زیادہ بڑھ گئی تو آپ نے حکم دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے مصلیٰ پر امامت کریں چنانچہ

marfat.com
Marfat.com

سترہ نمازیں حضرت ابوبکر صدیق نے پڑھائیں۔

ایک دن ظہر کی نماز کے وقت کچھ افاقہ محسوس ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ سات پانی کی مشکیں میرے اوپر ڈالی جائیں جب آپ غسل فرما چکے تو حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کا مقدس بازو تھام کر آپ کو مسجد میں لائے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے آہٹ پا کر پیچھے ہٹنے لگے مگر آپ نے اشارہ سے ان کو روکا اور ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ آپ کو دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے مقتدی لوگ ارکان نماز ادا کرتے رہے، نماز کے بعد آپ نے ایک خطبہ بھی دیا جس میں بہت سی وصیتیں اور احکام اسلام بیان فرما کر انصار کے فضائل اور ان کے حقوق کے بارے میں کچھ کلمات ارشاد فرمائے اور سورۂ والعصر اور ایک آیت بھی تلاوت فرمائی۔

گھر میں سات دینار رکھے ہوئے تھے آپ نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ تم ان دیناروں کو لاؤ تاکہ میں ان دیناروں کو خدا کی راہ میں خرچ کردوں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ آپ نے ان دیناروں کو تقسیم کردیا اور اپنے گھر میں ایک ذرہ بھر بھی سونا یا چاندی نہیں چھوڑا۔

آپ کے مرض میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی خاص وفات کے دن یعنی دوشنبہ کے روز طبیعت اچھی تھی حجرہ مسجد سے متصل ہی تھا آپ نے پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ نماز فجر پڑھ رہے تھے یہ دیکھ کر خوشی سے آپ ہنس پڑے لوگوں نے سمجھا کہ آپ مسجد میں آنا چاہتے ہیں مارے خوشی کے تمام لوگ بے قابو ہو گئے مگر آپ نے اشارہ سے روکا اور حجرہ میں داخل ہو کر پردہ ڈال دیا یہ سب سے آخری موقع تھا کہ صحابہ کرام نے جمال نبوت کی زیارت کی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ کا رخ انور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا قرآن کا کوئی ورق ہے یعنی سفید ہو گیا تھا۔

اس کے بعد بار بار غشی کا دورہ پڑنے لگا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان سے شدت غم میں یہ لفظ نکل گیا و اکرب اباہ ہائے رے میرے باپ کی بے چینی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

فرمایا کہ اے بیٹی تمھارا باپ آج کے بعد کبھی بے چین نہ ہوگا۔

اس کے بعد بار بار آپ یہ فرماتے رہے کہ **مع الذین انعم اللہ علیھم** یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر خدا کا انعام ہے اور کبھی یہ فرماتے کہ **اللھم فی الرفیق الاعلیٰ** خداوندا بڑے رفیق میں، اور لا الہ الا اللہ بھی پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ بیشک موت کے لیے سختیاں ہیں۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ تندرستی کی حالت میں آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبروں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ وفات کو قبول کرلیں یا حیات دنیا کو، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہوئے تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ نے آخرت کو قبول فرمالیا۔

وفات سے تھوڑی دیر پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تازہ مسواک ہاتھ میں لیے حاضر ہوئے آپ نے ان کی طرف نظر جما کر دیکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سمجھا کہ مسواک کی خواہش ہے انھوں نے فوراً ہی مسواک لے کر اپنے دانتوں سے نرم کی اور دست اقدس میں دے دی آپ نے مسواک فرمائی، سہ پہر کا وقت تھا کہ سینۂ اقدس میں سانس کی گھر گھراہٹ محسوس ہونے لگی اتنے میں لب مبارک ہلے تو لوگوں نے یہ الفاظ سنے کہ

الصلوٰۃ و ما ملکت ایمانکم ۔

نماز اور لونڈی، غلاموں کا خیال رکھو۔

پاس میں پانی کی ایک لگن تھی اس میں بار بار ہاتھ ڈالتے اور چہرۂ اقدس پر ملتے اور کلمہ پڑھتے، چادر مبارک کو کبھی منہ پر ڈالتے کبھی ہٹا دیتے، حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اقدس کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی ہوئی تھیں اتنے میں آپ نے ہاتھ اٹھا کر انگلی سے اشارہ فرمایا اور تین مرتبہ یہ فرمایا کہ

بل الرفیق الاعلیٰ ۔

marfat.com
Marfat.com

(اب کوئی نہیں) بلکہ وہ بڑا رفیق چاہیئے۔

یہی الفاظ زبان اقدس پر تھے کہ ناگہاں مقدس ہاتھ لٹک گئے اور آنکھیں چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کھلی کی کھلی رہیں اور آپ کی قدسی روح عالم قدس میں پہنچ گئی۔(انا لله و انا اليه راجعون)

اللهم صل و سلم و بارک علی سیدنا محمد و آله و اصحابه اجمعین.

تاریخ وفات میں مورخین کا بڑا اختلاف ہے لیکن اس پر تمام علماء سیرت کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ کا دن اور ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ بہر حال عام طور پر یہی مشہور ہے کہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ کے دن تیسرے پہر آپ نے وصال فرمایا۔

وفات کا اثر

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات سے حضرات صحابہ کرام اور اہل بیت کرام کو کتنا بڑا صدمہ پہنچا اور اہل مدینہ کا کیا حال ہو گیا؟ اس کی تصویر کشی کے لیے ہزاروں صفحات بھی متحمل نہیں ہو سکتے، وہ شمع نبوت کے پروانے جو چند دنوں تک جمال نبوت کا دیدار نہ کرتے تو ان کے دل بے قرار اور ان کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان عاشقان رسول پر جان عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائمی فراق کا کتنا روح فرسا اور کس قدر جانکاہ صدمہ عظیمہ ہوا ہوگا۔

جلیل القدر صحابہ کرام بلا مبالغہ ہوش و حواس کھو بیٹھے، ان کی عقلیں گم ہو گئیں، آوازیں بند ہو گئیں اور وہ اس قدر مخبوط الحواس ہو گئے کہ ان کے لیے یہ سوچنا بھی مشکل ہو گیا کہ کیا کہیں اور کیا کریں؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایسا سکتہ طاری ہو گیا کہ وہ ادھر ادھر بھاگے پھرتے تھے مگر کسی سے نہ کچھ کہتے تھے، نہ کسی کی کچھ سنتے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رنج و ملال میں نڈھال ہو کر اس طرح بیٹھ رہے کہ ان میں اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کی سکت ہی نہ رہی۔ حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب

marfat.com
Marfat.com

پر ایسا دھچکا لگا کہ وہ اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکے اور ان کا ہارٹ فیل ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر ہوش و حواس کھو بیٹھے کہ انھوں نے تلوار کھینچ لی اور ننگی تلوار لے کر مدینہ کی گلیوں میں ادھر ادھر آتے جاتے تھے اور یہ کہتے پھرتے تھے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو میں اس تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ وفات کے بعد حضرت عمر و حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجازت لے کر مکان میں داخل ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر کہا کہ بہت ہی سخت غشی کا دورہ پڑ گیا ہے۔ جب وہ وہاں سے چلنے لگے تو حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے عمر تمھیں کچھ خبر بھی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپے سے باہر ہو گئے اور تڑپ کر بولے کہ اے مغیرہ تم جھوٹے ہو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس وقت تک انتقال نہیں ہو سکتا جب تک دنیا سے ایک ایک منافق کا خاتمہ نہ ہو جائے۔

مواہب لدنیہ میں طبری سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ "سخ" میں تھے جو مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے ان کی بیوی حضرت حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہیں رہتی تھیں۔ چوں کہ دوشنبہ کی صبح کو مرض میں کمی نظر آئی اور کچھ سکون معلوم ہوا اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت دے دی تھی کہ تم سخ چلے جاؤ اور بیوی بچوں کو دیکھتے آؤ۔

بخاری شریف وغیرہ میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر سخ سے آئے اور کسی سے کوئی بات نہ کہی نہ سنی سیدھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں چلے گئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رخ انور سے چادر ہٹا کر آپ پر جھکے اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نہایت گرم جوشی کے ساتھ ایک بوسہ دیا اور کہا کہ آپ اپنی حیات اور وفات دونوں حالتوں میں

marfat.com

Marfat.com

پاکیزہ رہے۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہرگز خداوند تعالیٰ آپ پر دو موتوں کو جمع نہیں فرمائے گا۔ آپ کی جو موت لکھی ہوئی تھی آپ اس موت کے ساتھ وفات پا چکے اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اے عمر بیٹھ جاؤ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں چھوڑ دیا اور خود لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے خطبہ دینا شروع کر دیا۔

امابعد، جو شخص تم میں سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا (وہ جان لے) کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور جو شخص تم میں سے خدا کی پرستش کرتا تھا تو خدا زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ آل عمران کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم و من ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا و سيجزى الله الشاكرين.

اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر ادا کرنے والوں کو ثواب دے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی تو معلوم ہوتا تھا کہ گویا کوئی اس آیت کو جانتا ہی نہ تھا ان سے سن کر ہر شخص اسی آیت کو پڑھنے لگا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سورۂ آل عمران کی یہ آیت سنی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ واقعی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اضطراب کی حالت میں ننگی شمشیر لے کر جو اعلان کرتے پھرتے تھے کہ حضور

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال نہیں ہوا اس سے رجوع کیا۔ اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ گویا ہم پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا کہ اس آیت کی طرف ہمارا دھیان ہی نہیں گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ نے اس پردہ کو اٹھا دیا۔

تجہیز و تکفین

چوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصیت فرمادی تھی کہ میری تجہیز و تکفین میرے اہل بیت اور اہل خاندان کریں اس لیے یہ خدمت آپ کے خاندان ہی کے لوگوں نے انجام دی۔ چنانچہ حضرت فضل بن عباس و حضرت قثم بن عباس و حضرت علی و حضرت عباس و حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مل جل کر آپ کو غسل دیا، اور ناف مبارک اور پلکوں پر جو پانی کے قطرات اور تری جمع تھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوش محبت اور فرط عقیدت سے اس کو زبان سے چاٹ کر پی لیا۔

غسل کے بعد تین سوتی کپڑوں کا جو ''سحول'' گاؤں کے بنے ہوئے تھے کفن بنایا گیا ان میں قمیص و عمامہ نہ تھا۔

جنازے کی نماز

جنازہ تیار ہوا تو لوگ نماز جنازہ کے لیے ٹوٹ پڑے پہلے مردوں نے، پھر عورتوں نے، پھر بچوں نے نماز جنازہ پڑھی، جنازہ مبارکہ حجرۂ مقدسہ کے اندر ہی تھا باری باری سے تھوڑے تھوڑے لوگ اندر جاتے تھے اور نماز پڑھ کر چلے آتے تھے لیکن کوئی امام نہ تھا۔

قبر انور

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر شریف تیار کی جو بغلی تھی جسم اطہر کو حضرت علی و

marfat.com
Marfat.com

حضرت فضل بن عباس، حضرت عباس وحضرت قثم بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر منور میں اتارا۔

لیکن ابوداؤد کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسامہ وحضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی قبر میں اترے تھے۔

صحابہ کرام میں یہ اختلاف رونما ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے؟ کچھ لوگوں نے کہا کہ مسجد نبوی میں آپ کا مدفن ہونا چاہیئے۔ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ ہر نبی اپنی وفات کے بعد اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس جگہ اس کی وفات ہوئی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سن کر لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بچھونے کو اٹھایا اور اسی جگہ (حجرۂ عائشہ میں) آپ کی قبر تیار کی اور آپ اسی میں مدفون ہوئے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

وصال اقدس کی تاریخ وتفصیل

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ وفات شریف حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

قول مشہور ومعتمد جمہور دوازدہم ربیع الاول شریف ہے۔

ابن سعد نے طبقات میں بطریق عمر بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی

قال مات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول .

marfat.com
Marfat.com

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف روز دوشنبہ بارہویں تاریخ ربیع الاول شریف کو ہوئی (مولف)

شرح مواہب علامہ زرقانی آخر مقصد اول میں ہے

الذی عند ابن اسحق و الجمهور انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مات لاثنتی عشرة لیلة خلت من شهر ربیع الاول .

اسی میں آغاز مقصد دہم میں ہے

قول الجمهوریه توفی ثانی عشرة ربیع الاول

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال اقدس ۱۲؍ ربیع الاول شریف کو ہوا۔ (مولف)

خمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے :

توفی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یوم الاثنین نصف النهار لاثنتی عشره لیلة خلت من ربیع الاول سنة احدی عشرة من الهجرة ضحی فی مثل الوقت الذی دخل فیه المدینة .

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس ۱۲؍ ربیع الاول ۱۱ھ بروز دوشنبہ چاشت کے ایسے وقت میں ہوئی جس وقت ہجرت کے موقع پر حضور مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تھے۔ (مولف)

اسی میں امام ابوحاتم رازی وامام رزین عبدری وکتاب الوفا امام ابن جوزی سے ہے:

مرض فی صفر لعشر بقین منه و توفی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول یوم الاثنین .

marfat.com
Marfat.com

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۰؍صفر کو مرض میں مبتلا ہوئے اور ۱۲؍ربیع الاول روز دوشنبہ کو وفات ہوئی۔ (مولف)

کامل ابن اثیر جزری میں ہے :

کان موتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین لثنتی عشرۃ خلت من ربیع الاول .

۱۲؍ربیع الاول روز دوشنبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ (مولف)

مجمع بحار الانوار میں ہے :

وصل بالحق فی نصف نہارہ لاثنی عشر من ربیع الاول ، و قیل لمستھلۃ و قیل للیلتین خلتا منہ الاول اکثر من الاخرین .

۱۲؍ربیع الاول نصف النھار کے وقت حضور واصل بحق ہوئے۔اور کہا گیا ہے چاندرات کو،اور کہا گیا کہ دوسری شب کی آخر پہر کو۔ (مولف)

اسعاف الراغبین فاضل محمد صبان میں ہے :

توفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بیت عائشۃ یوم الاثنین قبل الزوال للیلتین مضتا من ربیع الاول و قیل لیلۃ مضت منہ و قیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت منہ و علیہ الجمھور.

ربیع الاول کی دوسری شب روز دوشنبہ حجرۂ عائشہ میں زوال سے پہلے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ایک قول میں ہے کہ پہلی شب کو اور دوسرے قول میں ہے کہ بارھویں ربیع الاول

marfat.com
Marfat.com

شریف کواوراسی پر جمہور ہیں۔ (مولف)

اور تحقیق یہ ہے کہ حقیقۃً بحسب رویت مکہ معظمہ ربیع الاول شریف کی تیرہویں تھی مدینہ طیبہ میں رویت نہ ہوئی لہٰذا ان کے حساب سے بارہویں ٹھہری، وہی روات نے اپنے حساب کی بناء پر روایت کی اور مشہور ومقبول جمہور ہوئی۔ یہ حاصل تحقیق امام ماورزی وامام عماد الدین بن کثیر وامام بدر الدین بن جماعہ وغیرہم اکابر محدثین ومحققین ہے اس کے سوا دو قول، ایک یکم ربیع الاول شریف۔ اسے موسیٰ بن عقبہ ولیث و خوارزمی اور ابن زبیر نے بیان کیا ہے۔

اور دوسرا دوم ربیع الاول شریف کو دو رافضیان کذاب ابومخنف وکلبی کا قول ہے یہ دونوں اقوال محض باطل و نامعتبر بلکہ سراسر محال ونامتصور ہیں۔

تفصیل مقام وتوضیح مرام یہ ہے کہ وفات اقدس ماہ ربیع الاول شریف روز دوشنبہ میں واقع ہوئی اس قدر ثابت ومستحکم ویقینی ہے جس میں اصلاً جائے نزاع نہیں۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری ومواہب لدنیہ وشرح زرقانی میں ہے :

ثم ان وفاته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في يوم الاثنين) كما ثبت في الصحيحين عن انس رضي الله تعالىٰ عنه .

حاصل یہ ہے کہ وفات اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ کو ہوئی۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت انس سے ثابت ہے۔ (مولف)

ادھر یہ بلا شبہ ثابت کہ اس ربیع الاول سے پہلے جو ذی الحجہ تھا اس کی پہلی روز پنج شنبہ تھی کہ حجۃ الوداع شریف بالاجماع روز جمعہ ہے۔

اور جب ذی الحجہ ۱۰ھ کی ۲۹ رروز پنج شنبہ تھی تو ربیع الاول ۱۱ھ کی ۱۲ رکسی طرح روز دو

marfat.com
Marfat.com

شنبہ نہیں آتی کہ اگر ذی الحجہ محرم صفر تینوں مہینے ۳۰/ کے لیے جائیں تو غرہ ربیع الاول روز چہار شنبہ ہوتا ہے اور پیر کی چھٹی اور تیرہویں اور اگر تینوں ۲۹ کے لیں تو غرہ روز یک شنبہ پڑتا ہے اور پیر کی دوسری اور نویں اور اگر ان میں کوئی سا ایک ناقص اور باقی دو کامل لیجیے تو پہلی سہ شنبہ کی ہوتی ہے اور پیر کی ساتویں چودھویں اور اگر ایک کامل دو ناقص مانیئے تو پہلی پیر کی ہوتی ہے پھر پیر کی آٹھویں اور پندرہویں غرض بارہویں کسی حساب سے نہیں آتی اور ان چار کے سوا پانچویں کوئی صورت نہیں، قول جمہور پر یہ اشکال پہلے امام سہیلی کے خیال میں آیا اور اسے لاحل سمجھ کر انھوں نے قول یکم اور امام ابن حجر عسقلانی نے دوم کی طرف عدول فرمایا۔

مگر امام بدر بن جماعہ نے قول جمہور کی یہ تاویل کی کہ **اثنتی عشرة خلت** سے بارہ دن گزرنا مراد ہے نہ کہ صرف بارہ راتیں اور یہ ظاہر کہ بارہ دن گزرنا تیرھویں ہی تاریخ پر صادق آئے گا اور دوشنبہ کی تیرہویں بے تکلف صحیح ہے جب کہ پہلے تینوں مہینے کامل ہوں کما علمت اور امام مارزی وامام ابن کثیر نے یوں توجیہ فرمائی کہ مکہ معظمہ میں ہلال ذی الحجہ کی رویت شام چار شنبہ کو ہوئی پنج شنبہ کا غرہ اور جمعہ کا عرفہ مگر مدینہ طیبہ میں رویت دوسرے دن ہوئی تو ذی الحجہ کی پہلی جمعہ کی ٹھہری اور تینوں مہینے ذی الحجہ محرم صفر ۳۰،۳۰ کے ہوئے تو غرہ ربیع الاول پنج شنبہ اور بارہویں دوشنبہ آئی۔ **ذکرها الحافظ فی الفتح.**

اقول: مدینہ طیبہ مکہ معظمہ سے اگرچہ طول میں غربی اور عرض میں شمالی ہے۔

اما الثانی فظاهر معروف لکل من حج و زار و اما الاول فثابت مثبت کالثانی فی الزیجات و الاطالس من قدیم الاعصار

مگر ثانی ہر حج وزیارت کرنے والے کے لیے ظاہر ومشہور ہے اور اول زیجات اور قدیم زمانے کے اٹلس میں ثانی کی طرح ثابت ومقرر ہے۔ **(مولف)**

اور ان دونوں اختلافوں کو اختلاف رویت میں دخل بین ہے کہ اختلاف طول سے بعد نیرین کم

marfat.com
Marfat.com

بیش ہوتا ہے اور اختلاف عرض سے قمر کے ارتفاع مدار کے انتصاب اور بالائے افق اس کی بقا میں تفاوت پڑتا ہے اور کثرت بعد وزیادت انتصاب مدار وارتفاع قمر طول مکث سب معین رویت ہیں اور ان کی کمی مخل رویت مگر بلدین کریمین کے طول وعرض میں چنداں تفاوت کثیر نہیں اور جو کچھ ہے یعنی طول میں دو درجے اور عرض میں تین درجے وہ ما نحن فیہ میں ہرگز یہ نہ چاہے گا کہ مکہ معظمہ میں تو رویت ہو اور مدینہ طیبہ میں نہ ہو بلکہ اگر مقتضی ہوگا تو اس کے عکس کا کہ مقام جس قدر غربی تر ہو امکان رویت بیشتر ہوگا کہ دورۂ معدل میں مواضع غربیہ پر نیرین کا گزر مواضع شرقیہ کے بعد ہوتا ہے اور حرکت قمر توالی بروج بر غرب سے شرق کو ہے تو جب موضع شرقی میں فصل قمرین حد رویت پر ہو غربی میں اور زیادہ ہوگا کہ وہاں تک پہنچنے میں قمر نے قدرے اور حرکت شرق کو کی اور شمس سے اس کا فاصلہ بڑھ گیا۔ یوں ہی جب عرض مرئی قمر شمالی ہو جیسا کہ یہاں تھا تو عرض بلد کا شمالی تر ہونا موجب زیادت تعدیل الغروب زائد ہو کر باعث زیادت بعد معدل وطول مکث قمر ہوگا مگر ہے یہ کہ موانع رویت حد انضباط سے خارج ہیں تو دفع استحالہ وتوجیہ مقالہ کے لیے احتمال کافی اور قواعد پر نظر کیجیے تو واقعی وہ دن مدینہ طیبہ میں رویت عادیہ کا نہ تھا سلخ ذی القعدہ وسطیہ روز چارشنبہ کو غروب شرعی شمس کے وقت افق کریم مدینہ منورہ میں مؤامرہ رویت کے مقدمات یہ تھے۔

ما ج ے ا	تقویم شمس
ما نح مد	تقویم مرئی قمر
حہ ح لب	عرض مرئی قمر شمالی
ط فہ	تعدیل الغروب
ما ع لح	قمر معدل
ط حہ لو لح	بُعد معدل
ح حہ کہ	بُعد سوا

marfat.com

Marfat.com

پر ظاہر کہ جب بعد معدل و بعد سوا دونوں دس درجے سے کم ہیں تو یہ حالت حالت رویت نہیں قریب قریب اسی حالت کے مکہ معظمہ میں تھی مگر ازانجا کہ وہ نو درجے یہ آٹھ درجے سے زائد بے رویت پر حکم استحالہ بھی نہ تھا حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکات بے نہایات کے حضور یہ کیا بات تھی کہ ایسے امکان غیر متوقع کی حالت میں فضل وقفہ جمعہ ملنے کے لیے بحکم الٰہی مکہ معظمہ میں شام چارشنبہ کو رویت واقع ہوگئی افق مدینہ طیبہ میں حسب عادت معہودہ نہ ہوئی پھر روز رویت ایام حمل ثور و جوزا خصوصاً ان بلاد گرم سیر میں گرد و غبار ہونا کوئی نا متوقع بات نہیں یہ تحقیق کلام علماء ہے مگر امام عسقلانی نے ان توجیہوں پر قناعت نہ کی پہلی پر مخالفت محاورہ سے اعتراض پایا کہ اہل زبان جب یہ لفظ بولتے ہیں بارہ راتیں ہی گزرنا مراد لیتے ہیں نہ کہ بارہ دن کہ یہ تیرہویں پر صادق ہو اور اول و دوم دونوں میں یہ استبعاد بتایا کہ چار مہینے متواتر تیس دن کے ہوئے جاتے ہیں

فی المواهب عن الفتح هذا الجواب بعيد من حيث انه يلزم منه توالی اربعة اشهر كوامل .

مواہب میں فتح سے منقول ہے کہ یہ جواب اس حیثیت سے بعید ہے کہ اس سے لازم آئے گا کہ چار مہینے متواتر تیس کے ہوں۔ **(مولف)**

اقول: اگر ندرت مقصود تو الزام مفقود کہ دفع استحالہ کو احتمال کافی خود امام عسقلانی نے جو قول اختیار فرمایا اس پر تین مہینے متوالی ناقص آتے ہیں یہ کیا نادر نہیں اور اگر امتناع مراد تو ظاہر الفساد تین سے زیادہ متواتر ۲۹ کے مہینے نہیں ہوتے۔ ۳۰ ر کے چار تک آتے ہیں ہاں پانچ نہیں ہوتے۔

تحفہ شاہیہ علامہ قطب الدین شیرازی و زیج الغ بیگی میں ہے :

واللفظ لہ اہل شرع ماہ ہائے این تاریخ از رویت ہلال گیرند و آن ہرگز از سی روز زیادہ نباشد و از

marfat.com
Marfat.com

بست ونہ روز کمتر نے وتا چہار ماہ متوالی سی سی آید وزیادہ نے وتا سہ ماہ متوالی بست ونہ آید وزیادہ نے۔

اہل شرع اس تاریخ کے مہینوں کو رویت ہلال سے شمار کرتے ہیں اور وہ مہینے تیس دن سے زیادہ اور انتیس دن سے کم نہیں ہوتے، چار مہینے تک لگا تار تیس تیس کے آتے ہیں اس سے زیادہ نہیں آتے اور تین مہینے تک لگا تار انتیس کے آتے ہیں اس سے زیادہ نہیں آتے۔ (مولف)

ثم اقول و باللہ التوفیق: قول جمہور سے قول مہجور کی طرف عدول نامقبول ہونے کے لیے اسی قدر بس تھا کہ اس کے لیے توجیہ وجیہ موجود ہے نہ کہ جب وہ اقوال مہجورہ دلائل قاطعہ سے باطل ہوں کہ اب تو ان کی طرف کوئی راہ نہیں اور پر واضح ہوا کہ ان دونوں حضرات کا منشائے عدول تمسک بالحساب ہے کہ پیر کا دن یقینی تھا اور وہ بارہویں پر منطبق نہیں آتا پہلی دوسری پر آ سکتا ہے مگر حساب ہی شاہد عدل ہے کہ اس سال ربیع الاول شریف کی پہلی یا دوسری پیر کی ہونا باطل ومحال ہے فقیر اس پر دو حجت قاطعہ رکھتا ہے۔ دلیل اول غرہ وسطیہ کہ علمائے زیج بحساب اوسط لیتے ہیں نیرین کے اجتماعی وسطی سے اخذ کرتے ہیں اور بداہۃ واضح کہ رویت ہلال اجتماع قمرین سے ایک مدت معتد بہا کے بعد واقع ہوتی ہے تو غرۂ ہلالیہ کبھی غرۂ وسطیہ سے مقدم نہ آئے گا و انما غایة التساوی اور اجتماع ورویت میں کبھی اتنا فصل بھی نہیں ہوتا کہ قمر ڈیڑھ دو برج طے کر جائے لہٰذا تقدم وسطیہ کی نہایت ایک دو دن ہے وبس کل ذلک ظاھر من له اشتغال بالفن اور آشنائے فن جانتا ہے کہ ۱۱ھ ہجریہ میں ماہ مبارک ربیع الاول شریف کا غرہ وسطیہ روز سہ شنبہ تھا تو غرہ ہلالیہ یک شنبہ یا دوشنبہ کیوں کر متصور کہ اگر یہ سہ شنبہ متاخر ہے تو ہلالیہ کا وسطیہ پر تقدم لازم آتا ہے اور اگر مقدم ہے تو اجتماع سے چار پانچ روز تک رویت نہ ہونے کا لزوم ہوتا ہے اور دونوں باطل ہیں۔

دلیل دوم: فقیر نے شام دوشنبہ ۲۹ رصفر وسطے ۱۱ھ کے لیے افق کریم مدینہ طیبہ میں نیرین کی تقویمات استخراج کیں اور حساب صحیح معتمد نے شہادت دی کہ اس وقت تک فصل قمرین حد رویت معتادہ پر نہ تھا آفتاب جوزا کے ۶ درجے سترہ دقیقے باون ثانیے پر تھا اور چاند کی تقویم مرئی جوزا کے پندرہ درجے

marfat.com

Marfat.com

ستائس دقیقے اکتیس ثانیے۔ فاصلہ صرف ۹ درجے ۹ دقیقے ۳۹ ثانیے تھا۔ اور حسب قول متعارف اہل عمل رویت کے لیے کم سے کم دس درجے سے زیادہ فاصلہ چاہیے۔

حاشیہ شرح چغمینی للعلامۃ عبدالعلی البرجندی میں ہے :

المذکور فی الکتب المشھورة انه ینبغی ان یکون البعد بین تقویمی النیرین اکثر من عشرة اجزاء و قیل ینبغی ان یکون ما بین مغاربیھما عشرة اجزاء او اکثر حتی یکون القمر فوق الارض بعد غروب الشمس مقدار ثلثی ساعة او اکثر و المشھور فی ھذا الزمان بین اھل العمل انه ینبغی ان یتحقق الشرطان حتی تمکن الرویة و یسمون البعد الاول بعد السواء و البعد الثانی بعد المعدل .

کتب مشہورہ میں بیان کیا گیا ہے کہ نیرین کی دونوں تقویم کے درمیان دس اجزاء یا اس سے زیادہ دوری ہونی چاہیے ، بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ دونوں نیرین کے مغارب کے درمیان دس اجزاء یا اس سے زیادہ بعد ہونا چاہیے یہاں تک کہ غروب آفتاب کے بعد چاند پون گھنٹہ یا اس سے زیادہ مدت تک زمین کے اوپر رہا اور اس زمانے میں اہل عمل کے درمیان مشہور یہ ہے کہ دو شرطوں کا وجود ہونا چاہیے تا کہ رویت ہلال ممکن ہو۔ اور بعد اول کو بعد سوا اور بعد ثانی کو بعد معدل کہتے ہیں۔ **(مولف)**

شرح زیج سلطانی میں ہے:

باید کہ بعد معدل دہ درجہ باشد یا زیادہ و بعد میان دو تقویم ایشاں از دہ زیادہ باشد تا ہر دو شرط وجود نگیرد ہلال مرئی نہ شود و متعارف دریں زمان ایں ست۔

دس درجہ یا اس سے زیادہ بعد معدل ہو۔ چاہیے اور ان دونوں تقویم کے درمیان دس درجہ سے زیادہ دوری ہونی چاہیے جب تک دونوں شرط نہ پائی جائے تو رویت ہلال نہ ہوگی ، اس زمانے میں مشہور و متعارف یہی ہے۔ **(مولف)**

marfat.com
Marfat.com

جزئیات موامرہ کی جدول یہ ہے۔

دتام	وقت غروب شرعی بعد نصف النہار وسطے زیجی
ح ورنب	تقویم حقیقی شمس بوقت مذکور
ن ح وے الب	تقویم حقیقی قمر بوقت مذکور
حہ مـم	عرض حقیقی قمر شمالی
مـ قہ نا	اختلاف منظر قمر طولی جدولی
الح قہ ح	اختلاف منظر قمر عرضی جدولی
ج مہ الرلا	تقویم مرئی قمر ....
جہ مح لب	عرض مرئی قمر شمالی ....
آحہ	تعدیل الغروب ....
ج سولدلا	قمر معدل ....
زندحہ ہ لم	مطالع نظیر جزء الشمس ......
زسوحہ لوو	مطالع نظیر جزء القمر المعدل ....
ماحمـہ لم	بعد معدل ....
ماحط لط	بعد سوا ....
غیر متوقع	حکم رویت ہلال ....

جب شب سہ شنبہ تک نیرین کا یہ حال تھا کہ وقوع رویت ہلال ایک مخفی غیر متوقع احتمال تھا تو اس سے دو ایک رات پہلے کا وقوع بداہۃ محال تھا جب اس رات قمر صرف نو درجے آفتاب سے شرقی ہوا تھا تو شام ایک شنبہ کو قطعاً کئی درجے اس سے غربی تھا اور غروب شمس سے کوئی پاؤ گھنٹے پہلے ڈوبا اور شام شنبہ کو تو عصر کا اعلیٰ مستحب وقت تھا جب چاند حجلہ نشین مغرب ہو چکا پھر رات کو رویت ہلال کیا زمین چیر کر ہوئی۔ غرض دلائل ساطعہ سے ثابت ہے کہ اس ماہ مبارک کی پہلی یا دوسری دوشنبہ کی ہرگز نہ تھی اور روز وفات اقدس یقیناً دوشنبہ ہے تو وہ دونوں قول قطعاً باطل ہیں اور حق وصواب وہی قول جمہور بمعنی مذکور ہے یعنی واقع میں تیرہویں اور بوجہ مسطور تعبیر میں بارہویں کہ بحساب شمسی نہم جزیران ۹۴۳ء رومی نو سو

marfat.com
Marfat.com

تینتالیس رومی اسکندرانی ہشتم (یعنی اس وقت جو شمار رائج تھا اس کے حساب سے ۸/ جون اور اصلی حساب سے ۱۲/ تھی زیج بہادر خانی سے بستم جون آتی ہے مگر یہ اس کی غلطی ہے جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ تحقیقات سال مسیحی میں واضح کیا ہے) جون ۶۳۲ چھ سو بتیس عیسوی تھی۔

(نطق الہلال بارخ ولادالحبیب والوصال)

وفات اقدس پر غم کرنا منع ہے

اسلام کی کوئی یادگار غم کی یادگار نہیں کیوں کہ شریعت اسلامیہ میں غم منانا جائز و درست نہیں بعض لوگ محرم میں شہادت حسین کا غم مناتے ہیں حالاں کہ وہ اسلام کی سربلندی کی خوشی و مسرت کا مہینہ ہے اسی مضمون کو مختصر انداز میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ کا ماہ ولادت و ماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر علمائے امت و حامیان سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا۔ (اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ)

وقت رحلت یہود پر لعنت

صحیحین میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے :

لما اشتکی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لھا ماریۃ و کانت ام سلمۃ و ام حبیبۃ اتتا ارض الحبشۃ فذکرتا من حسنھا و تصاویر فیھا فرفع راسہ فقال اولئک اذا مات فیھم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تلک الصور اولئک شرار خلق اللہ .

marfat.com
Marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض میں بعض ازواج مطہرات نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا اور حضرت ام المومنین ام سلمہ وام المومنین ام حبیبہ ملک حبشہ میں ہو آئی تھیں ان دونوں بیبیوں نے ماریہ کی خوبصورتی اور اس کی تصویروں کا ذکر کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر فرمایا یہ لوگ جب ان میں کوئی نیک بندہ نبی یا ولی انتقال کرتا ہے اس کی قبر پر مسجد بنا کر اس میں تبرکا اس کی تصویر لگاتے ہیں یہ لوگ بدترین خلق ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۴۶۔ شفاء الوالہ)

احمد بخاری مسلم نسائی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیہود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیائہم مساجد قالت و لولا ذلک لا برز قبرہ غیر انہ خشی ان یتخذ مسجدا.

انھیں کی دوسری روایت میں یہ ہے:

عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولئک شرار الخلق عند اللہ عزوجل یوم القیامۃ.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی وفات اقدس کے مرض میں فرمایا یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محل سجدہ بنالیا۔ اور فرمایا ایسا کرنے والے اللہ عزوجل کے نزدیک روز قیامت بدترین خلق ہیں ام المومنین نے فرمایا یہ نہ ہوتا تو مزار اطہر کھول دیا جاتا مگر اندیشہ ہوا کہ کہیں سجدہ نہ ہونے لگے لہٰذا احاطہ میں مخفی رکھا گیا۔

مسلم اپنی صحیح اور عبدالرزاق مصنف اور دارمی سنن میں ام المومنین و عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:

قالا لما نزلت برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طفق یطرح خمیصۃ لہ

marfat.com
Marfat.com

علی وجهه فاذا اغتم کشفها عن وجهه فقال و هو کذلک لعنة الله علی الیهود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیائهم مساجد یحذر مثل ما صنعوا.

نزع روح اقدس کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چادر روئے انور پر ڈال لیتے جب ناگوار ہوتی منہ کھول دیتے اسی حالت میں فرمایا یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت انھوں نے اپنے انبیاء کی قبریں مساجد کرلیں۔ ڈراتے تھے کہ ہمارے مزار پرانوار کے ساتھ ایسا نہ ہو۔

بزار مسند میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی :

قال لی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی مرضه الذی مات فیه ائذن للناس علی فاذنت للناس علیه فقال لعن الله قوما اتخذوا قبور انبیائهم مسجدا ثم اغمی علیه فلما افاق قال یا علی ائذن للناس فاذنت لهم فقال لعن الله قوما اتخذوا قبور انبیائهم مسجدا ثلثا فی مرض موته .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وفات انور کے مرض میں مجھ سے فرمایا لوگوں کو ہمارے حضور حاضر ہونے کا اذن دو میں نے اذن دیا جب لوگ حاضر ہوئے فرمایا اللہ کی لعنت ہے اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبریں جائے سجدہ ٹھہرالیں۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر غشی طاری ہوئی جب افاقہ ہوا فرمایا اے علی لوگوں کو اذن دو میں نے اذن دیا فرمایا اللہ کی لعنت ہے اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبریں جائے سجدہ کرلیں۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔

ابوداؤد طیالسی و امام احمد مسند اور طبرانی کبیر میں بسند جید اور ابونعیم معرفۃ الصحابہ اور ضیاء صحیح مختارہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال فی مرضه الذی مات فیه ادخلوا

marfat.com
Marfat.com

علی اصحابی فدخلوا علیه و هو متقنع ببرد معافری فکشف القناع ثم قال لعن اللہ الیھود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض وفات شریف میں فرمایا میرے اصحاب کو میرے حضور لاؤ حاضر ہوئے حضور نے روئے انور سے کپڑا اٹھا کر فرمایا یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت انھوں نے اپنے انبیاء کی قبریں محل سجدہ قرار دے لیں۔

صحیح مسلم میں جندب اور معجم طبرانی میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

قال سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل ان یموت بخمس و ھو یقول الا ان کان من قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائھم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انھاکم عن ذلک .

میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات پاک سے پانچ روز پہلے حضور کو فرماتے سنا خبر دار تم سے اگلے اپنے انبیاء واولیاء کی قبروں کو محل سجدہ قرار دیتے تھے خبر دار تم ایسا نہ کرنا ضرور میں تمھیں اس سے منع فرماتا ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۸۶۔زبدۃ الزکیۃ)

بتول زہراء کا اظہار غم

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرض سے گرانی ہوئی بے چینی نے غلبہ کیا حضرت بتول زہراء نے کہا ''ہائے میرے باپ کی بے چینی''۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد تیرے باپ پر کبھی کسی قسم کی بے چینی نہیں۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا حضرت بتول زہراء نے کہا۔

اے میرے باپ اللہ کے بلانے پر تشریف لے گئے، اے باپ میرے وہ کہ فردوس کے باغ میں

marfat.com
Marfat.com

جن کا ٹھکانہ، اے باپ میرے ہم ان کے انتقال کی مصیبت جبریل سے بیان کرتے ہیں۔

جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دفن کر چکے حضرت بتول زہراء نے فرمایا اے انس تمہارے دلوں نے کیوں کر گوارا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو خاک میں پنہاں کرو۔

یہ حدیث بخاری نے روایت کی حضرت بتول زہراء نے یہ کلمات نہ صیحہ وفریاد کے ساتھ کہے نہ ان میں کوئی غلطی یا بے تحقیق وصف بیان فرمایا نہ کوئی کلمہ شکایت رب العزت وناراضی قضائے الٰہی پر دال تھا لہٰذا اس میں کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۷۴)

سات مشک پانی ڈالنے کی تاکید

صحیح بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما دخل بیتی و اشتد وجعہ قال اھریقوا علی من سبع قرب لم تحلل او کیتھن لعلی اعھد الی الناس.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب میرے گھر میں تشریف لائے اور مرض شدید تھا فرمایا کہ مجھ پر سربستہ سات مشک پانی ڈالو تاکہ میں لوگوں کو وصیت کروں۔ (سات کے عدد میں زہر اور سحر کے ضرر کو دفع کرنے کی ایک خاص تاثیر ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۷۵)

جنازۂ اقدس کا کوئی امام نہ تھا

ابن سعد طبقات میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی :

قال لما وضع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی السریر قال لا یقوم علیہ احد ھو امامکم حیا و میتا فکان یدخل الناس رسلا رسلا فیصلون علیہ صفا صفا

marfat.com
Marfat.com

لیس لهم امام و یکبرون و علی قائم بحیال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته اللهم انا نشهد ان قد بلغ ما انزل الیه و نصح لامته وجاهد فی سبیل الله حتی اعز الله دینه و تمت کلمته اللهم فاجعلنا ممن تبع ما انزل الیه و ثبتنا بعده و اجمع بیننا و بینه فیقول الناس آمین حتی صلی علیه الرجال ثم النساء ثم الصبیان.

یعنی حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوغسل دے کر سریر منبر پر لٹایا حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے کوئی امام بن کر نہ کھڑا ہو کہ وہ تمھارے امام ہیں اپنی زندگی دنیاوی میں اور بعد وصال بھی، پس لوگ گروہ در گروہ آتے اور پرے کے پرے حضور پر صلاۃ کرتے کوئی ان کا امام نہ تھا۔ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے عرض کرتے تھے۔ سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں الٰہی ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور نے پہنچا دیا جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا اور ہر بات میں اپنی امت کی بھلائی کی اور راہ خدا میں جہاد فرمایا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اپنے دین کو غالب کیا اور اللہ کا قول پورا ہوا۔ الٰہی تو ہم کو ان پر اتاری ہوئی کتاب کے پیروؤں میں سے کر اور ان کے بعد بھی ان کے دین پر قائم رکھ اور روز قیامت ہمیں ان سے ملا۔ مولیٰ علی یہ دعا کرتے اور حاضرین آمین کہتے یہاں تک کہ ان پر مردوں پھر عورتوں پھر لڑکوں نے صلاۃ کی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ابوبکر وعمر نے سلام عرض کیا

اور یہی ظاہر اس حدیث کا ہے جو ابن سعد وبیہقی نے محمد ابراہیم تیمی مدنی سے روایت کی :

لما کفن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وضع علی سریره دخل ابوبکر

marfat.com
Marfat.com

و عمر فقالا السلام علیک یا ایھا النبی و رحمته و برکاته و معھما نفر من المھاجرین و الانصار قدر ما یسع البیت فسلموا کما سلم ابو بکر و عمر و ھمافی الصف الاول حیال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اللھم انا اشھد ان قد بلغ ما انزل علیه و نصح لامته و جاھد فی سبیل اللہ حتی اعز اللہ دینه و تمت کلماته فاومن به وحده لا شریک له فاجعلنا یا الھنا ممن یتبع القول الذی انزل معه و اجمع بیننا و بینه حتی نعرفه و تعرفه بنا فانه کان بالمومنین رؤفا رحیما لا ینبغی بالایمان بدلا و لا نشتری به ثمنا ابدا فیقول الناس آمین آمین ثم یخرجون و یدخل علیه آخرون حتی صلوا علیه الرجال ثم النساء ثم الصبیان .

یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفن دے کر سریر مبارک پر آرام دیا صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاضر ہو کر عرض کی سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی مہر اور اس کی افزونیاں اور دونوں حضرات کے ساتھ ایک گروہ مہاجرین اور انصار کا تھا جس قدر اس حجرۂ پاک میں سما جاتا۔ ان سب نے بھی یوں ہی سلام عرض کیا اور صدیق و فاروق پہلی صف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے یہ دعا کرتے کہ الٰہی میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ تو نے اپنے نبی پر اتارا حضور نے امت کو پہنچایا اور اس کی خیر خواہی میں رہے اور راہ خدا میں جہاد فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غلبہ دیا اور اللہ کی باتیں پوری ہوئیں میں ایک اللہ پر ایمان لاتا ہوں اس کا کوئی شریک نہیں تو اے معبود ہمارے ہمیں ان کی کتاب کے پیرووں میں کر جو ان کے ساتھ اتری اور ہمیں ان سے ملا کہ ہم انھیں پہچانیں اور تو ہماری پہچان انھیں کرادے کہ وہ مسلمانوں پر مہربان رحم دل تھے۔ ہم نہ ایمان کسی چیز سے بدلنا چاہیں نہ اس کے عوض کچھ قیمت لینا۔ لوگ اس دعا پر آمین آمین کہتے پھر باہر جاتے اور آتے یہاں تک کہ مردوں پھر عورتوں پھر بچوں نے حضور پر صلاۃ کی۔

marfat.com
Marfat.com

جبریل و میکائیل نے صلاۃ کی

بزار و حاکم و ابن سعد و ابن منیع و بیہقی اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا غسلتمونی و کفنتمونی فضعونی علی سریری ثم اخرجوا عنی فان اول من یصلی علی جبریل ثم میکائیل ثم اسرافیل ثم ملک الموت مع جنودہ من الملائکۃ باجمعھم ثم ادخلوا علی فوجا بعد فوج فصلوا علی و سلموا تسلیما.

جب میرے غسل و کفن مبارک سے فارغ ہو مجھے نعش مبارک پر رکھ کر باہر چلے جاؤ۔ سب میں پہلے جبریل مجھ پر صلاۃ کریں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت اپنے سارے لشکروں کے ساتھ۔ پھر گروہ گروہ میرے پاس حاضر ہو کر مجھ پر درود و سلام عرض کرتے جاؤ۔

اس حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنے جنازۂ اقدس کی نسبت اسی قدر تعلیم فرمائی کہ گروہ گروہ حاضر ہو کر درود و سلام پڑھتے جانا۔

شرح موطا امام مالک للعلامۃ الزرقانی میں بعد ذکر حدیث مذکور امیر المومنین علی ہے۔

ظاھر ھذا ان المراد بالصلاۃ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما ذھب الیہ جماعۃ ان من خصائصہ انہ لم یصل علیہ اصلاً و انما کان الناس یدخلون فیدعون و یفرقون.

اس کا ظاہر یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ سے مراد یہ ہے جس کی طرف ایک جماعت گئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت میں سے ہے کہ حضور پر نماز نہیں پڑھی گئی ہاں لوگ آ کر دعا کرتے اور چلے جاتے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۰، ۴۱۔ الملتقط الحاجز)

marfat.com
Marfat.com

جنازۂ اقدس پر امامت نہ ہونے کی حکمت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جنازۂ اقدس کا کوئی امام نہ تھا اس کی حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

نعش مبارک کا مقابر کی طرف نہ لے جانا، جہاں روح اقدس نے رفیق اعلیٰ کی طرف عروج فرمایا، خاص اس جگہ دفن ہونا، نہلانے میں قمیص مقدس بدن اقدس سے نہ جدا کیا جانا، سب صحابہ کے مشرف ہونے کے لیے جنازۂ مبارک کا پونے دودن رکھا رہنا، جنازۂ اقدس پر کسی کی امامت روا نہ ونا (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہیں) خصوصاً جب کہ حدیث میں وارد ہے کہ یہ صورت حسب وصیت اقدس واقع ہوئی۔

نماز جنازہ مسلمان کا حق مسلمان پر ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حق المسلم على المسلم خمس رد السلام و عيادة المريض و اتباع الجنازة و اجابة الدعوة و تشميت العاطس.

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ حقوق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازہ کا اتباع کرنا، دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کا جواب دینا۔ اسے بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (مولف)

عام مومنین کا حق ایسا ہونا آسان کہ حضار سے بعض نے ادا کر دیا ادا ہو گیا مگر مولائے نعمت ہر دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق عظیم کہ بعد حضرت حق عزوجل اعظم حقوق ہے۔ اگر تمام حضار پر لازم عین ہو کیا مستبعد۔ معہذا اعظم مقاصد مہمہ سے ہر مسلمان حاضر کا بالذات اس شرف اجل و اعظم سے مشرف ہونا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

متعدد احادیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندۂ مقبول کو بعد وفات پہلا تحفہ جو بارگاہ عزت سے ملتا ہے یہ ہے کہ جتنے لوگ اس کے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں اللہ عزوجل سب کی مغفرت فرما دیتا ہے نہ کہ نبی کا جنازہ نہ کہ سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثناء کا۔ اس کے فضل کی مقدار کون قیاس کرسکتا ہے، شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ مسلمان کے لیے خیر محض ونفع خاص لے کر آئی ہے، نہ کہ معاذ اللہ انھیں ایسے فضل عظیم سے محروم کرنا تو حکمت شرعیہ اسی کی مقتضی تھی کہ یہاں اجازت عامہ دی جائے۔ حجرۂ اقدس میں جگہ کتنی اور حضار تیس ہزار جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اب اگر یہ حکم ہوتا کہ اول بار جو پڑھ لیں پڑھ لیں تو ایک تو ہزار ہا صحابہ کی محرومی، دوسرے اس پر تنافس شدید واقع ہونا مظنون بلکہ یقینی۔ جب معلوم ہوتا کہ یہاں بھی مثل تمام جنائز ایک ہی بار کی اجازت ملے گی تو ہر ایک یہ چاہتا کہ میں ہی پڑھ لوں۔ لہٰذا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عظیم وجود عمیم مقتضی ہوا کہ اپنے معاملہ میں خود فوج فوج حاضری کی وصیت فرما دی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہی سر جلیل جنازۂ اقدس پر امامت نہ ہونے کی بھی ایک حکمت نفیسہ ہے۔ تاکہ تمام حضار بالذات بلاواسطہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرف یاب ہوں۔

امام اجل سہیلی یہاں امامت نہ ہونے کی وجہ فرماتے ہیں :

اخبر اللہ انہ و ملائکتہ یصلون علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امر کل واحد من المومنین ان یصلی علیہ فوجب علی کل واحد ان یباشر الصلوٰۃ علیہ منہ الیہ و الصلاۃ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ من ھذا القبیل .

یعنی اللہ عزوجل نے خبر دی کہ وہ اور اس کے سب فرشتے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور ہر مسلمان پر حکم فرمایا کہ ان پر درود بھیجے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔ تو ہر شخص پر واجب ہوا کہ

marfat.com
Marfat.com

محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسے درود بھیجے کہ بلا واسطہ دیگرے اس شخص کی طرف سے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اللھم صل و سلم و بارک علیہ و علی آلہ و صحبہ و امتہ اجمعین آمین اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بعد وصال شریف صلاۃ بھی اسی قبیل سے ہے۔ یعنی تو اس کا بھی بے وساطت احدے ہونا چاہیئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۷۴۔ النہی الحاجز)

صدیق کے بعد کسی نے نماز نہ پڑھی

جنازۂ اقدس پر امامت نہ ہونے کی ایک اور وجہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی میں ہے۔ ان ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان مشغولا بتسویۃ الامور و تسکین الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ قبل حضورہ و کان الحق لہ لانہ ھو الخلیفۃ فلما فرغ صلی علیہ ثم لم یصل علیہ بعدہ علیہ .

حاصل یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تسکین فتن و انتظام امت میں مشغول تھے، جب تک ان کے دست حق پرست پر بیعت نہ ہوئی تھی لوگ فوج فوج آتے اور جنازۂ انور پر نماز پڑھتے جاتے، جب بیعت ہولی ولی شرعی صدیق ہوئے انھوں نے جنازۂ مقدسہ پر نماز پڑھی پھر کسی نے نہ پڑھی کہ بعد صلاۃ ولی پھر اعادۂ نماز جنازہ کا اختیار نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۴)

اس لیے امام احمد رضا بریلوی تکرار نماز جنازہ کی عدم مشروعیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حاشیہ نور الایضاح کے لفظ سراج وغنیۃ وامداد سے یوں ہے۔

و الا یصلی علی قبرہ الشریف الی یوم القیمۃ لبقائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما دفن طریا بل ھو حی یرزق و یتنعم بسائر الملاذ و العبادات و کذا سائر

marfat.com
Marfat.com

الانبياء عليهم الصلاة و السلام و قد اجتمعت الامة على تركها.

اس نماز کی تکرار جائز ہوتی تو مزار اقدس پر قیامت تک نماز پڑھی جاتی کہ حضور ہمیشہ ویسے ہی تر و تازہ ہیں جیسے وقت دفن مبارک تھے بلکہ وہ زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں اور تمام لذتوں اور عبادتوں کے ناز و نعم میں ہیں اور ایسے ہی باقی انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء حالاں کہ تمام امت نے اس نماز کے ترک پر اجماع کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۶۶۔ الھادی الحاجب)

نبی کا ترکہ صدقہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا نورث ما ترکناہ صدقۃ.

ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا ہم جو کچھ چھوڑیں صدقہ ہے۔ اسے احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد اور نسائی نے ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۵۔ النبی الحاجز)

حضور کی وصیت

امام اجل فقیہ محدث ابواللیث سمرقندی تنبیہ الغافلین میں فرماتے ہیں:

جب سورۂ اذا جاء نصر اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض وصال شریف میں نازل ہوئی حضور فوراً برآمد ہوئے پنج شنبہ کا دن تھا۔ منبر پر جلوس فرمایا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ مدینہ میں ندا کر دو لوگو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت سننے چلو یہ آواز سنتے ہی سب چھوٹے بڑے جمع ہوئے گھروں کے دروازے ویسے ہی کھلے چھوڑ دیئے یہاں تک کہ کنواریاں پردوں سے نکل آئیں حد یہ کہ مسجد شریف حاضرین پر تنگ ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اپنے پچھلوں کے لیے جگہ وسیع کرو اپنے پچھلوں کے لیے جگہ وسیع کرو پھر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر قیام فرما کر حمد

marfat.com
Marfat.com

وثنائے الٰہی بجالائے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر درود بھیجی پھر ارشاد ہوا۔

انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم العربی الحرمی المکی لا نبی بعدی .

میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم عربی صاحب حرم محترم ومکہ معظمہ ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اللہ، اللہ ایک وہ دن تھا کہ مدینہ طیبہ میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی دھوم ہے زمین وآسمان میں خیر مقدم کی صدائیں گونج رہی ہیں خوشی وشادمانی ہے کہ در ودیوار سے ٹپکی پڑتی ہے مدینے کے ایک ایک بچے کا دمکتا چہرہ انار دانہ ہو رہا ہے باچھیں کھلی جاتی ہیں دل ہیں کہ سینوں میں نہیں سماتے، سینوں پر جامے تنگ جاموں میں قبائے گل رنگ نور ہے کہ جھما جھم برس رہا ہے فرش سے عرش تک نور کا بقعہ بنا ہے پردہ نشیں کنواریاں شوق دیدار محبوب کردگار میں گاتی ہوئی باہر آئی ہیں کہ

طلع البدر علینا   من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا   ما دعا للہ داع

بنی نجار کی لڑکیاں کوچے کوچے محو نغمہ سرائی ہیں کہ

نحن جوار من بنی النجار
یا حبذا محمد من جار

ایک دن آج ہے کہ اس محبوب کی رخصت ہے مجلس آخری وصیت کی ہے مجمع تو آج بھی وہی ہے بچوں سے بوڑھوں تک مردوں سے پردہ نشینوں تک سب کا ہجوم ہے ندائے بلال سنتے ہی چھوٹے بڑے سینوں سے دل کی طرح بے تابانہ نکلے ہیں شہر بھر نے مکانوں کے دروازے کھلے چھوڑ دیئے ہیں دل کملائے چہرے مرجھائے دن کی روشنی دھیمی پڑگئی کہ آفتاب جہاں تاب کی وداع نزدیک ہے آسمان پژمردہ زمین افسردہ جدھر دیکھو سناٹے کا عالم اتنا اژدحام اور ہو کا مقام، آخری نگاہیں اس محبوب کے روئے

marfat.com
Marfat.com

حق نما تک کس حسرت ویاس کے ساتھ جاتی اور ضعف ونامیدی سے ہلکان ہوکر، بے خودانہ قدموں پر گر جاتی ہیں فرط ادب سے دل بند مگر دل کے دھوئیں سے یہ صدا بلند :

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر

من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

اللہ کا محبوب، امت کا راعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا اور محبت بھرے دل سے انھیں حافظ حقیقی کے سپرد کررہا ہے شان رحمت کو ان کی جدائی کا غم بھی ہے اور فوج فوج امنڈتے ہوئے آنے کی خوشی بھی کہ محنت ٹھکانے لگی جس خدمت کو ملک العرش نے بھیجا تھا باحسن الوجوہ انجام کو پہنچی۔

نوح کی ساڑھے نو سو برس وہ سخت مشقت اور صرف پچاس شخصوں کو ہدایت، یہاں بیس تیس ہی سال میں بحمد اللہ یہ روز افزوں کثرت، کنیز وغلام جوق جوق آرہے ہیں جگہ بار بار تنگ ہوتی جاتی ہے دفعہ دفعہ ارشاد ہوتا ہے آنے والوں کو جگہ دو، آنے والوں کو جگہ دو، اس عام دعوت پر جب یہ مجمع ہولیا ہے سلطان عالم نے منبر اکرم پر قیام کیا ہے۔ بعد حمد وصلاۃ اپنے نسب ونام وقوم ومقام وفضائل عظام کا بیان ارشاد ہوا ہے۔ (جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

حضور نے اپنی وفات کی خبر دی

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضور کا وصال اقدس مدینہ طیبہ میں ہوگا تو انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا :

المحیا محیاکم و الممات مماتکم .

ہماری زندگی وہاں ہے جہاں تمھاری زندگی ہے اور ہمارا انتقال وہاں ہے جہاں تمھاری موت۔

marfat.com
Marfat.com

یہ حدیث مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے ارشاد فرمایا :

یا معاذ انک عسی ان لا تلقانی بعد عامی هذا و لعلک ان تمر بمسجدی هذا وقبری.

اے معاذ قریب ہے کہ تو مجھ سے اس سال کے بعد (دنیا میں) نہ ملے گا اور امید ہے کہ تو میری اس مسجد اور میرے مزار پاک پر گزرے۔ یہ حدیث امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی۔ (الدولۃ المکیۃ)

حدیث قرطاس

ایام مرض کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ جب جمعرات کے دن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مرض نے شدت کی تو چاہا کہ ایک خط یا عہد نامہ تحریر فرمائیں۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ کاغذ و قلم اور دوات لاؤ کہ میں ابو بکر کے لیے لکھوا دوں تا کہ اس میں اختلاف نہ ہو۔ جب عبد الرحمٰن نے ارادہ کیا کہ جا کر لائیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالیٰ منع فرماتا ہے کہ مومنین حضرت ابو بکر کے بارے میں اختلاف کریں۔ اہل سنت و جماعت کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی تنصیص میں یہی دلیل ہے۔

اہل سیر کہتے ہیں کہ اگر یہ بات ہوتی کہ روز غدیر امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مقرر فرما دیا ہوتا اور خلیفہ بنا دیا ہوتا تو آخر وقت میں ایسا نہ فرماتے۔

ان واقعات میں سے مشہور واقعہ یہ ہے جو کتب صحاح میں مذکور و مسطور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشتداد مرض کے وقت جب کہ صحابہ کرام حجرہ شریف میں مجتمع تھے فرمایا دوات و کاغذ لاؤ،

marfat.com
Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ خامہ لے آؤ، تا کہ تمھارے لیے میں ایک وصیت لکھ دوں کہ میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔ اس پر صحابہ نے اختلاف کیا کسی نے کہا جو حکم ہے اس پر عمل کیا جائے اور دوات و کاغذ لایا جائے تا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر جو چاہیں لکھوائیں اور کسی نے کہا مناسب نہیں ہے کہ ایسی حالت میں آپ کو لکھوانے کی زحمت دی جائے کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وقت تنگ ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جانب تھے کہ درد والم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر غالب ہے اور قرآن کریم ہمارے درمیان موجود ہے اور وہی ہم کو کافی ہے۔

بعض روایتوں میں اتنا زیادہ بھی آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شدت مرض میں ایسی باتیں فرما رہے ہیں مطلب یہ کہ منافقین وغیرہ کو اس بات میں باتیں بنانے کا موقع مل جائے گا اور وہ کہیں گے اور خیال کریں گے کہ آپ نے یہ باتیں ہذیان میں فرمائی ہیں جس طرح کہ اور لوگ بیماری کی سختی میں کہا کرتے ہیں ایک جماعت حضرت عمر کی موافقت میں تھی اور ایک جماعت مخالفت میں، یہاں تک کہ اختلاف بڑھ گیا اور آوازیں بلند ہو گئیں اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سے تم سب اٹھ جاؤ کیوں کہ جھگڑا اور رسول خدا کے حضور میں آوازیں اونچی کرنا رسول خدا کے حضور میں مناسب نہیں ہے۔ اس کے باوجود تین وصیتیں فرمائیں۔

ایک یہ کہ مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال باہر کردو۔

دوسری یہ کہ جو جماعتیں اور وفود تمھارے پاس آئیں ان کو صلہ اور انعام دیا کرو جیسا کہ میں دیتا رہا ہوں۔

اور تیسری وصیت کو راوی بھول گیا یا اس کے اظہار میں مصلحت نہ دیکھی جیسا کہ علماء فرماتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت صدیق کو امامت کا حکم فرمانا

ان میں سے ایک واقعہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم فرمانا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو مدت مرض میں تین دن نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حکم فرمایا کہ ابو بکر سے کہیں کہ نماز پڑھائیں۔ اور بعض سترہ نمازیں پڑھانا بیان کرتے ہیں اور جب عشا کی اذان کہی گئی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ابو بکر سے کہیں کہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھیں اور ان کی امامت کریں۔

زہری سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ربیعہ سے فرمایا کہ جاؤ اور کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر آئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انھیں ملے ان سے کہا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور حضرت عمر نے نماز پڑھائی چوں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہیر الصوت تھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت عمر کی آواز سنی تو فرمایا کیا یہ عمر کی آواز ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہاں، فرمایا اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ ابو بکر سے کہیں کہ نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیل ہوئے اور مسجد میں آنے کی طاقت نہ رہی، عشاء کی نماز کا وقت تھا مسجد میں لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا گیا نہیں یا رسول اللہ! لوگ آپ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں فرمایا برتن میں میرے لیے پانی لاؤ پانی آیا اور حضور نے پانی کو خود پر بہایا اور اٹھنے کا ارادہ فرمایا لیکن بے ہوش ہو گئے کچھ عرصہ بعد ہوش آیا فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے عرض کیا لوگ آپ کے انتظار میں

marfat.com
Marfat.com

بیٹھے ہوئے ہیں، فرمایا میرے لیے برتن میں پانی لاؤ، آپ نے غسل فرمایا اور بے ہوش ہو گئے تین مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ اٹھے غسل کیا اور بے ہوش ہو گئے تیسری مرتبہ کسی کو حضرت ابو بکر صدیق کے پاس بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز کی اطلاع دیں۔جیسی کہ ان کی عادت تھی کہ اذان دینے کے بعد در اقدس پر آتے اور نماز و مسجد میں صحابہ کے آجانے کی اطلاع دیا کرتے تھے۔پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد رقیق القلب ہیں جب وہ آپ کے مصلے پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے۔ اگر عمر کو فرمائیں تو ہو سکتا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر صدیق سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔پھر حضرت عائشہ نے حضرت حفصہ سے کہا کہ تم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ ابو بکر نرم دل شخص ہیں جب وہ آپ کے مصلے پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عورتو! تم یوسف کی صواحب ہو، مطلب یہ کہ تم زبان سے کچھ کہتی ہو اور دل میں کچھ اور ہے۔ابو بکر صدیق سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔

پھر جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز شروع فرمائی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے آپ میں کچھ افاقہ محسوس فرمایا اٹھے اور اس حال میں تشریف لے چلے کہ دو آدمیوں کا سہارا لیے ہوئے تھے اور آپ کا قدم اقدس زمین پر نقش کھینچتا جاتا تھا یہاں تک کہ مسجد شریف میں تشریف لائے۔ جب حضرت ابو بکر صدیق نے محسوس کیا کہ حضور تشریف لا رہے ہیں تو چاہا کہ پیچھے ہٹ آئیں مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو، اس کے بعد حضور حضرت ابو بکر کی بائیں جانب آ کے بیٹھ گئے، حضرت ابو بکر کھڑے رہے۔حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابو بکر کی اقتداء کر رہے تھے، مطلب یہ کہ حضرت ابو بکر کی تکبیر

marfat.com

Marfat.com

کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتقالات اور افعال پر مطلع ہو رہے تھے، بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقتدی، علماء فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر کی امامت میں روایتیں متعدد ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم مترجم)

نیابت دو قسم ہے

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ :

رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وقت رحلت یا کسی اور وقت اپنے بعد اپنا جانشیں کس کو مقرر کیا؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

جانشینی و نیابت دو قسم ہے۔

اول : جزئی مقید کہ امام کسی خاص کام یا خاص مقام پر عارضی طور پر کسی خاص وقت کے لیے دوسرے کو اپنا نائب کرے جیسے بادشاہ کا لڑائی میں کسی کو سردار بنا کر بھیجنا یا کسی ضلع کی حکومت دینا یا تحصیل خراج پر مامور کرنا، یا کہیں جاتے ہوئے انتظام شہر سپرد کر جانا اس قسم کا استخلاف صریح حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وعترتہ وازواجہ وصحابتہ اجمعین وبارک وسلم سے بارہا واقع ہوا۔ جیسے:

بعض غزوات میں امیر المومنین صدیق اکبر۔

بعض میں حضرت اسامہ بن زید۔

غزوۂ ذات السلاسل میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سپہ سالار بنا کر بھیجا۔

تحصیل زکاۃ پر امیر المومنین فاروق اعظم و حضرت خالد بن ولید وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو

marfat.com
Marfat.com

مقرر فرمایا۔

یہ بھی یقیناً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت تھی کہ اخذ صدقات اصل کام حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ کا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

خذ من اموالھم صدقة تطھرھم و تزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم.

ان کے اموال سے صدقہ لے کر انھیں طیب و طاہر بنائیں اور ان کے لیے دعائے خیر کریں۔ بے شک تمھاری دعا ان کے لیے وجہ سکون ہے۔

تعلیم قرآن و دین کے لیے قراء کرام، شہداءِ عظام کو مقرر فرمایا۔

حضرت عتاب بن اسید کو مکہ معظمہ۔

حضرت معاذ بن جبل کو ولایت جند

حضرت ابوموسیٰ کو زبید و عدن

حضرت ابوسفیان والد امیر معاویہ یا حضرت عمر بن حزم کو شہر نجران

حضرت زیاد بن لبید کو حضر موت

حضرت خالد بن سعید اموی کو صنعا اور

حضرت عمرو بن العاص کو عمان کا ناظم صوبہ مقرر کیا۔

باذان بن ساسان کیانی مغل کو صوبہ داری یمن پر مقرر رکھا۔

امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو ملک یمن کا عہدہ قضا بخشا۔

marfat.com
Marfat.com

۸ھ میں حضرت عتاب کو۔

۹ھ میں حضرت صدیق اکبر کو امیر الحاج بنایا۔

بعض وقائع میں امیر المومنین فاروق اعظم۔

بعض میں حضرت معقل بن یسار اور

بعض میں حضرت عقبہ کو حکم قضا دیا۔

غزوۂ تبوک کو تشریف لے جاتے وقت امیر المومنین علی مرتضٰی کو اہل بیت کرام۔

اور غزوۂ بدر میں حضرت ابولبابہ۔

اور تیرہ غزوات و اسفار کو نہضت (تشریف لے جانا) فرماتے وقت حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ طیبہ کا امیر و والی فرمایا۔

جن غزوات و اسفار میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مدینہ طیبہ کا امیر و والی بنایا گیا وہ یہ ہیں۔

ازاں جملہ غزوۂ ابواء کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا پہلا غزوہ تھا، وغزوۂ بواط، وغزوۂ ذی العشیرۃ، وغزوۂ طلب کرز بن جابر، وغزوۂ سویق، وغزوۂ غطفان، وغزوۂ احد، وغزوۂ حمراء الاسد، وغزوۂ نجران، وغزوۂ ذات الرقاع، وسفر حجۃ الوداع کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا پچھلا سفر تھا۔ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

دوم: کلی مطلق کہ حیات مستخلف سے جمع نہیں ہو سکتی۔ یعنی امام کا اپنے بعد کسی کے لیے امامت کبریٰ کی وصیت فرمانا۔ اس کی نص صریح علی الاعلان بتصریح تام حضور اعلیٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کسی

marfat.com
Marfat.com

کے واسطے نہ فرمائی ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ضرور پیش کرتے اور قریش و انصار میں دربارۂ خلافت مباحثے مشورے نہ ہوتے۔

امیر المومنین امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے باسانید صحیحہ تو یہ ثابت کہ جب ان سے عرض کی گئی۔

استخلف علینا.

ہم پر کسی کو خلیفہ کر دیجیے۔

فرمایا:

لا و لکن اترککم کما ترککم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم .

اخرجه احمد و البزار و الدار قطنی .

میں کسی کو خلیفہ نہ کروں گا بلکہ یوں ہی چھوڑ دوں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چھوڑ گئے تھے۔ اسے احمد و بزار اور دارقطنی نے روایت کیا۔ بزار کی روایت بسند صحیح ہے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا:

ما استخلف رسول الله فاستخلف علیکم .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہ کیا کہ میں کروں۔

حضور نے اپنا جانشین نہیں بنایا

دارقطنی کی روایت میں فرمایا:

دخلنا علی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقلنا یا رسول الله استخلف

marfat.com

Marfat.com

علینا قال لا ان یعلم الله فیکم خیرا یول علیکم خیر کم ، قال علی رضی الله تعالیٰ عنه فعلم الله فینا خیرا فولی علینا ابا بکر .

ہم نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم پر کسی کو خلیفہ فرما دیجیے ارشاد ہوا، نہ، اگر اللہ تعالیٰ تم میں بھلائی جانے گا تو جو تم میں سب سے بہتر ہے اسے تم پر والی فرمادے گا۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا رب العزت جل وعلا نے ہم میں بھلائی جانی پس ابو بکر کو ہمارا والی فرمایا۔

امام اسحاق بن راہویہ ودار قطنی ابن عسا کر وغیرہم بطریق عدیدہ واسانید کثیرہ راوی۔

دو شخصوں نے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ان کے زمانۂ خلافت مین دربارۂ خلافت استفسار کیا۔

أ عهد عهده اليک النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ام رای رایته .

کیا یہ کوئی عہد وقرار داد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہے یا آپ کی رائے ہے؟

فرمایا :

بل رای رأیته .

بلکہ ہماری رائے ہے۔

اما ان یکون عهد من النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عهده الی فی ذلک فلا و الله لئن کنت اول من صدق به فلا اکون اول من کذب علیه و لو کان عندی منه عهد فی ذلک ما ترکت اخا بنی تمیم بن مرة یثوبان علی منبره و لقاتلتهما و لو لم اجد

marfat.com
Marfat.com

الابـرد تـى هـذه و لـكـن رسـول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لم يقتل قتلا و لم يمت فـجـاءـة مكث في مرضه اياما و ليا لى يأتيه الموذن يوذنه بالصلاة فيامر ابا بكر ليصلى بـالـنـاس و هـو يـرى مـكـانى و لقد ارادت امراء ة من نسائه تصرفه عن ابى بكر فابى و غـضـب و قـال انتن صواحب يوسف مروا ابا بكر فليصل بالناس فلما قبض رسول الله صـلـى الـله تعالىٰ عليه وسلم نظرنا فى امورنا فاخترنا لدنيا نا من رضيه رسول الله صلى الـلـه تـعـالىٰ عليه وسلم لديننا و كانت الصلاة عظم الاسلام و قوم الدين فبايعنا ابا بكر رضى الله تعالى عنه و كان بذلك اصلاً لم يختلف منا اثنان .

رہا یہ کہ اس باب میں میرے لیے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی عہد وقرارداد فرمایا ہو، سو خدا کی قسم ایسا نہیں۔ اگر سب سے پہلے میں نے حضور کی تصدیق کی تو میں سب سے پہلے حضور پر افترا کرنے والا نہ ہوں گا۔ اور اگر اس باب میں حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے میرے پاس کوئی عہد ہوتا تو میں ابوبکر وعمر کو منبر اطہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جست کرنے نہ دیتا اور بیشک میں اپنے ہاتھ سے ان کے ساتھ قتال کرتا اگرچہ اپنی اس چادر کے سوا کوئی ساتھی نہ پاتا۔ بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ کچھ قتل نہ ہوئے نہ یکا یک انتقال فرمایا بلکہ کئی دن رات حضور کو مرض میں گزرے، مؤذن آتا نماز کی اطلاع دیتا، حضور ابوبکر کو امامت کا حکم فرماتے حالاں کہ میں کہیں غائب نہ تھا۔ اور خدا کی قسم ازواج مطہرات سے ایک بی بی نے اس معاملہ کو ابوبکر سے پھیرنا چاہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ مانا اور غضب کیا اور فرمایا تم وہی یوسف والیاں ہو ابوبکر کو حکم دو کہ امامت کرے پس جب کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ہم نے اپنے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لیے اسے پسند کرلیا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی نماز کے لیے پسند فرمایا تھا کہ نماز تو اسلام کی بزرگی اور دین کی درستی تھی۔ لہٰذا ہم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی اور وہ اس کے

marfat.com
Marfat.com

لائق تھے ہم میں سے کسی نے اس بارے میں اس کا خلاف نہ کیا۔

یہ سب کچھ ارشاد کر کے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ نے فرمایا۔

فادیت الی ابی بکر حقه و عرفت له طاعته و غزوت معه فی جنوده و کنت آخذا اذا اعطانی و اغزوا اذا اغزانی و اضرب بین یدیه الحدود بسوطی.

پس میں نے ابو بکر کو ان کا حق دیا اور ان کی طاعت لازم جانی اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے لشکروں میں جہاد کیا اور جب وہ مجھے بیت المال سے کچھ دیتے میں لے لیتا اور جب مجھے لڑائی پر بھیجتے میں جاتا اور ان کے سامنے تازیانے سے حد لگاتا۔

پھر بعینہ یہی مضمون امیر المومنین فاروق اعظم و امیر المومنین عثمان غنی کی نسبت ارشاد فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضور کے خواب

ہاں البتہ (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) ارشادات جلیلہ واضحہ بارہا فرمائے مثلاً ایک بار ارشاد ہوا: میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں اس پر ایک ڈول ہے، میں اس سے پانی بھرتا رہا جب تک اللہ نے چاہا، پھر ابو بکر نے ڈول لیا دو ایک بار کھینچا پھر وہ ڈول ایک چرس ہو گیا جسے چرسہ (بڑا ڈول) کہتے ہیں، اسے عمر نے لیا تو میں نے کسی سردار زبردست کو اس کام میں اس کے مثل نہ دیکھا، یہاں تک کہ تمام لوگوں کو سیراب کر دیا کہ پانی پی پی کر اپنی فرودگاہ کو واپس ہوئے۔

امام بخاری و مسلم نے اسے ابو ہریرہ و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

marfat.com
Marfat.com

آج کی رات ایک مرد صالح (یعنی خود حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خواب دیکھا کہ ابوبکر، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہیں اور عمر، ابوبکر سے اور عثمان، عمر سے۔

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، جب ہم خدمت اقدس حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اٹھے آپس میں تذکرہ کیا کہ وہ مرد صالح تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور بعض کا بعض سے تعلق وہ اس امر کا والی ہونا جس کے ساتھ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں۔

ابوداؤد و حاکم نے اسے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ابوبکر و عمر کی معیت

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں :

میں نے بار ہا بکثرت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ، ہوا میں اور ابوبکر و عمر، کیا میں نے اور ابوبکر و عمر نے، چلا میں اور ابوبکر و عمر۔ امام بخاری و مسلم نے اسے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حضور کے بعد ابوبکر

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے بنی مصطلق نے خدمت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھیجا کہ حضور سے دریافت کروں، حضور کے بعد ہم اپنے اموال زکاۃ کس کے پاس بھیجیں؟ فرمایا ابوبکر کے پاس، عرض کی اگر انھیں کوئی حادثہ پیش آئے تو کسے دیں؟ فرمایا عمر کو، عرض کی: جب ان کا بھی واقعہ ہو تو فرمایا عثمان کو۔

اسے حاکم نے مستدرک میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور کہا کہ یہ صحیح ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ایک بی بی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور کچھ سوال کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر حاضر ہو، انھوں نے عرض کیا آؤں اور حضور کو نہ پاؤں، فرمایا مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا۔

امام بخاری و مسلم نے اسے جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

یوں ہی ایک مرد سے ارشاد فرمانا مروی کہ میں نہ ہوں تو ابوبکر کے پاس آنا، عرض کی جب انھیں نہ پاؤں؟ فرمایا تو عمر کے پاس، عرض کی جب وہ بھی نہ ملیں فرمایا عثمان کے پاس۔

ابونعیم نے اسے حلیہ میں اور طبرانی نے سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ایک شخص سے کچھ اونٹ قرضوں پر خریدے یہ واپس جاتا تھا کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ملے حال پوچھا اس نے بیان کیا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پھر حاضر ہو وہ پھر حاضر ہوا اور عرض کیا اگر حضور کو کچھ حادثہ پیش آجائے تو میری قیمت کون ادا کرے گا؟ فرمایا ابوبکر، پھر دریافت کیا اور جو ابوبکر کو کچھ حادثہ پیش آجائے تو کون دے گا؟ فرمایا عمر، پھر دریافت کیا کہ انھیں بھی کچھ حادثہ در پیش ہو فرمایا۔

و یحک اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت.

ہائے نادان جب عمر مرجائے تو اگر مرسکے تو مرجانا۔ طبرانی نے کبیر میں اسے عصمہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ابوبکر کی امامت

ان ہی ارشادات جلیلہ سے ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایام مرض وفات اقدس میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ امامت مسلمین پر قائم کرنا اور دوسرے کی امامت پر راضی نہ ہونا،

marfat.com
Marfat.com

غضب فرمانا جس سے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے استناد فرمایا کہ :

رضیه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لدیننا افلا نرضاه لدنیانا.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں چن لیا ہمارے دین کی پیشوائی کو کیا انھیں ہم پسند نہ کریں اپنی دنیا کی امامت کو۔

ابوبکر کی اقتدا کا حکم

اور نہایت روشن وصریح قریب نص وتصریح وہ ارشاد اقدس ہے کہ امام احمد وترمذی نے بافادۂ تحسین وابن ماجہ وابن حبان وحاکم نے بافادۂ تصحیح اور ابوالمحاسن رویانی نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ترمذی وحاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طبرانی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر ، و فی لفظ اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابا بکر و عمر.

میں نہیں جانتا میرا رہنا تم میں کب تک ہو لہٰذا تمھیں فرماتا ہوں کہ میرے ان دوصحابیوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہوں گے ۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حدیث قرطاس اور ابوبکر کے لیے اشارہ

ایک بار آخر حیات اقدس میں عین صریح حکم بھی فرمادینا چاہا تھا پھر خدا اور مسلمانوں پر چھوڑ کر حاجت نہ سمجھی۔

امام احمد وامام بخاری وامام مسلم ام المومنین صدیقہ محبوبۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیہا

marfat.com
Marfat.com

وسلم سے راوی کہ وہ ارشاد فرماتی ہیں :

قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ادعی لی اباک و اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن و یقول قائل انا اولی و یابی اللہ و المومنون الا ابا بکر.

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس مرض میں انتقال فرمانے کو ہیں اس میں مجھ سے فرمایا اپنے باپ اور بھائی کو بلالے کہ میں ایک نوشتہ تحریر فرمادوں مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کہنے والا کہہ اٹھے کہ میں زیادہ مستحق ہوں اور اللہ نہ مانے گا اور مسلمان نہ مانیں گے مگر ابوبکر کو۔

امام احمد کے لفظ یہ ہیں کہ فرمایا:

ادعی لی عبد الرحمن بن ابی بکر اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف علیہ احد ثم قال دعیہ معاذ اللہ ان یختلف المومنون فی ابی بکر.

عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بلالاؤ، کہ میں ابوبکر کے لیے نوشتہ لکھ دوں کہ ان پر کوئی اختلاف نہ کرے پھر فرمایا رہنے دو خدا کی پناہ کہ مسلمان اختلاف کریں ابوبکر کے بارے میں۔

(غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق)

❁......❁......❁

marfat.com
Marfat.com

روضۂ انور کی زیارت

من زار قبری وجبت لہ شفاعتی

ان پر درود جن سے نوید ان بشر کی ہے

marfat.com
Marfat.com

من زار قبری وجبت له شفاعتی

جس نے میرے روضۂ کریم کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی

(الحدیث)

marfat.com
Marfat.com

روضۂ انور کی زیارت

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ کی زیارت سنت موکدہ قریب واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

و لو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما.

اور اگر یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں آپ کے پاس آجاتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور رسول ان کے لیے بخشش کی دعا فرماتے تو یہ لوگ خدا کو بہت زیادہ بخشنے والا مہربان پاتے۔

اس آیت میں گنہگاروں کے گناہوں کی بخشش کے لیے ارحم الراحمین نے تین شرطیں لگائی ہیں۔

اول : دربار رسول میں حاضری۔

دوم : استغفار۔

سوم : رسول کی دعائے مغفرت۔

اور یہ حکم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری دنیاوی حیات ہی تک محدود نہیں بلکہ روضۂ اقدس میں حاضری بھی یقیناً دربار رسول ہی میں حاضری ہے اسی لیے علمائے عظام نے تصریح فرمادی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے دربار کا یہ فیض آپ کی وفات اقدس سے منقطع نہیں ہوا ہے اس لیے جو گنہگار قبر انور کے پاس حاضر ہو جائے اور وہاں سے خدا سے استغفار کرے اور چوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اپنی قبر انور میں اپنی امت کے لیے استغفار فرماتے ہی رہتے ہیں لہٰذا اس گنہگار کے لیے مغفرت کی تینوں شرطیں پائی گئیں اس لیے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مغفرت ہو جائے گی۔

marfat.com
Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ چاروں مذاہب کے علمائے کرام نے مناسک حج وزیارت کی کتابوں میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ جوشخص بھی روضۂ منورہ پر حاضری دے اس کے لیے مستحب ہے کہ اس آیت کو پڑھے اور پھر خدا سے اپنی مغفرت کی دعا مانگے۔

مذکورہ بالا آیات کریمہ کے علاوہ بہت سی حدیثیں بھی روضۂ منورہ کی زیارت کے فضائل میں وارد ہوئی ہیں، مثلاً۔

من زار قبری وجبت له شفاعتی .

جوشخص میری قبر شریف کی زیارت کرے میری شفاعت اس کے لیے واجب اور لازم ہے۔

من جاء نی زائرا لا تعمله حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة .

جوشخص میری زیارت کے لیے آئے اور اسے میری زیارت کے علاوہ کوئی حاجت نہ ہو تو ہم پر واجب ہے کہ قیامت کے دن ہم اس کے شفیع ہو جائیں۔

من زارنی الی المدینة کنت له شفیعا و شهیدا.

جوشخص مدینہ میں ہماری زیارت کرے ہم اس کے لیے شفیع اور گواہ ہوں گے۔

اسی لیے صحابہ کرام کے مقدس زمانے سے لے کر آج تک تمام دنیا کے مسلمان قبر منور کی زیارت کرتے اور آپ کی مقدس جناب میں توسل اور استغاثہ کرتے رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یہ مبارک سلسلہ جاری رہے گا۔

چنانچہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وفات اقدس کے تین

marfat.com
Marfat.com

دن بعد ایک اعرابی مسلمان ہو کر آیا اور قبر انور پر گر کر لپٹ گیا پھر کچھ مٹی اپنے سر پر ڈال کر یوں عرض کرنے لگا کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے جو کچھ فرمایا ہم اس پر ایمان لائے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن نازل فرمایا جس میں اس نے ارشاد فرمایا **و لو انهم اذ ظلموا انفسهم الآية** تو یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے اپنی جان پر (گناہ کر کے) ظلم کیا ہے اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں تا کہ آپ میرے حق میں مغفرت کی دعا فرمائیں۔ اعرابی کی اس فریاد کے جواب میں قبر انور سے آواز آئی کہ اے اعرابی تو بخش دیا گیا۔

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار کی زیارت علمائے دین کے نزدیک بالاتفاق قولاً و فعلاً بہترین سنن اور موکد ترین مستحبات میں سے ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت ایک متفق علیہ سنت اور مرغوب فضیلت ہے۔ بعض علمائے مالکیہ اس کے وجوب کے قائل ہیں اور دوسروں نے اس قول کی تاویل سنت واجبہ سے کی ہے، گویا سنت واجبہ سے مراد موکدہ غایت تاکید ہے۔

اکثر علماء فرماتے ہیں کہ بعد ادائے حج فریضہ زیارت کرنا سنت ہے، قاضی حسین جو ائمہ شافعیہ کے مشاہیر میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ جب فریضۂ حج سے فارغ ہو جائے تو ملتزم کے پاس وقوف کرے اور دعا کر کے مدینہ منورہ آ کر سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو۔ قاضی ابو الطیب کہتے ہیں کہ حج و عمرہ کے بعد مستحب ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرے۔

حسن بن زیاد امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حاجیوں کے لیے سب سے یہ ہے کہ مکہ معظمہ سے ابتدا کریں اور حج کے ارکان بجالا کر اس کے بعد مدینہ منورہ آئیں اور حضور صلی

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کریں۔

امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک زیارت بہترین مستحسنات اور موکدترین مستحبات درجہ واجبات کے قریب ہے۔ چاروں مذاہب کے علماء نے حج کو مقدم کرنے کی تصریح فرما دی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اگر حج کے راستے میں مدینہ شریف پڑے تو بہتر یہ ہے کہ ابتدا مدینہ سے کرے اس کے بعد حج کو متوجہ ہو۔ اور بعض بزرگان دین نے تو یہاں تک کہا ہے کہ اگر حج کا راستہ مدینہ کی جانب سے نہ ہو لیکن دیار محبوب ان سے قریب ہو تو مدینہ کی حاضر کو مقدم کرنا لوازم وقت میں شمار کیا جائے۔ اور بعض تابعین کو مکہ کے عازمین کے لیے مدینہ منورہ کی زیارت کو مقدم قرار دینے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

قبر شریف کی زیارت کے لیے سفر اختیار کرنا اور اس سعادت عظمیٰ کے حصول کے لیے کجاوے کسنا جائز و مستحب ہے، دلائل کے عام ہونے کی وجہ سے قرب اور بعد دونوں ایک ہی حکم میں ہیں۔

لیکن حدیث ہے : **لا تشدوا الرحال الا الی ثلثة مساجد.**

تین مسجدوں کے علاوہ کسی کی طرف سفر کے لیے کجاوے مت کسو۔

اس حدیث سے مراد ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کے لیے سفر کرنے کی ممانعت ہے۔

مگر جیسا کہ نحو کا قاعدہ ہے کہ مستثنیٰ منہ کو مستثنیٰ کی جنس سے ہونا چاہیے۔ تو مطلق سفر کی ممانعت جو ان مساجد کے علاوہ ہو لازم نہیں آتی اور ان تین مساجد کے علاوہ سفر کرنا کس طرح منع ہو سکتا ہے۔ حالاں کہ بالاتفاق سفر حج و سفر جہاد اور دار کفر سے ہجرت کرنا نیز تجارت اور تمام مصالح دنیویہ کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بعض نے کہا ہے کہ اس فرمان سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقصود یہ ہے کہ قربت مقصودہ مساجد کے قصد میں تین ہیں۔

مسجد حرام و مسجد النبی اور مسجد اقصیٰ

ان کے علاوہ ایسی مسجدیں نہیں ہیں باوجودیکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد آپ کی مسجد شریفہ کے قصد کو مستلزم ہے اور آپ کی قربت کی وجہ سے ہے اور اس مقام کی برکت سے مقصود وہاں کے موجودین کی تعظیم ہے۔ جس طرح سے آپ کی حالت حیات میں آپ کے شرف صحبت حاصل کرنے کی غرض سے سفر کرتے تھے نہ کہ محض مقام کی وجہ سے۔

بعض نے کہا ہے کہ تین مسجدوں کے علاوہ جو سفر کرنے کی ممانعت کی گئی ہے وہ باعتبار تعظیم و فضیلت اور ثواب دو چند ہونے کی غرض سے ہے جیسا کہ ان مساجد کی حاضری میں ہے۔ ورنہ اس اعتقاد کے بغیر کوئی ممانعت اور کراہت نہیں ہے۔ لیکن جو مساجد متبرکہ شہروں سے قریب ہوں ان کی سوار یا پیادہ پا زیارت کرنا جائز ہے جس طرح سے کہ مسجد قبا کو بعض علماء نے کہا ہے۔ اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ زیارت کی نذر ماننا جائز نہیں ہے اور بعض نے مطلقاً جائز رکھا ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ اگر سفر بے شد رحال (بغیر کجاوے کسے) ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے مسجد قبا تک پیدل جانے کی مدینے میں نذر مانی تھی، فرمایا کہ اس پر اس کا پورا کرنا لازم ہے۔ ظاہراً آپ نے یہ حکم اس کے فضائل کی وجہ سے دیا ہے۔

چنانچہ وارد ہوا ہے کہ اس میں نماز پڑھنا عمرہ کے برابر ہے۔ اور اس میں دو رکعت پڑھ لینا مسجد اقصیٰ میں ہزار رکعت پڑھنے سے افضل ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس مسجد کی طرف سوار و پیادہ سفر کرنا اور عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانا کہ اگر یہ مسجد کسی سمت سے اطراف زمین کے ہوتی تو افسوس ہے ان اونٹوں پر جو اس کی طلب میں ہلاک نہ ہوتے۔

ان فضائل کا خیال کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ سمجھا کہ گویا یہ مسجد بھی مقصود برکت کے اعتبار سے مساجد ثلثہ کے حکم میں ہے اس لیے انھوں نے نذر کو پورا کرنے کا حکم فرمایا۔

اور سفر و شد رحال کے اختیار کرنے کے سلسلے میں مساجد ثلثہ کے مذکورہ حکم میں اس مسجد کا ذکر نہ کرنا اکتفا کرنے کی وجہ سے تھا کیوں کہ مدینہ منورہ سے قریب ہونے کی وجہ سے دوسری جگہ اس کی فضیلت کا ذکر کیا جا چکا تھا۔

جب کوئی آدمی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی نذر مان لے تو اس کے پورا کرنے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے لیکن غیر نبی کی زیارت کی نذر میں اختلاف ہے۔ سلف صالحین کا سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی غرض سے سفر کرنا کثرت سے ثابت ہے۔

حضرت بلال کا سفر زیارت

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں بلال موذن کا شام سے مدینہ آنے کا قصہ مشہور ہے۔ ابن عساکر ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ کبھی ہماری زیارت کو نہیں آتے، اسی وقت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری کے ذریعہ مدینہ کے قصد سے روانہ ہو گئے، جب قبر شریف پر پہنچے تو اشک بار ہو کر عاجزی کے ساتھ روئے نیاز خاک پر رکھا، حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حجرے سے باہر نکلے تو بلال نے ان کو گود میں لے کر سر و چشم کو چوما تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ

marfat.com
Marfat.com

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی دار بقا کو تشریف لے جا چکی تھیں۔ لوگوں نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اذان سننے کی خواہش کی سب نے مشورہ کیا حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمائیں تو بلال کو اذان کہنے سے گریز نہ ہوگا۔ ورنہ حضرت بلال نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے اذان نہیں کہی ہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بلال سے چاہا تھا کہ ابوبکر کے لیے اذان پکارا کریں تو بلال نے کہہ دیا تھا اے ابوبکر تم نے مال دے کر مجھے خریدا اور راہ خدا میں آزاد کر دیا، یہ سب آپ نے اپنے لیے کیا تھا یا خدا کے لیے؟ ابوبکر نے فرمایا کہ میں نے خدا کے لیے کیا تھا، بلال نے کہا مجھ کو اب بھی خدا ہی کے لیے چھوڑ دو تا کہ میں خود مختار رہوں۔ مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کے لیے اذان کہوں۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو چلے گئے تھے اور وہاں سے زیارت کرنے کو مدینہ منورہ تشریف لائے۔

الغرض جب امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان سے فرمایا کہ اذان کہیئے تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کی چھت پر جس جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھڑے ہوتے تھے چڑھے، جب **اللہ اکبر اللہ اکبر** کہا تو لوگوں میں شور مچ گیا گویا تمام شہر مدینہ حرکت میں آ گیا جب **اشھد ان لا الہ الا اللہ** کہا تزلزل بہت زائد ہو گیا، ساکنان مدینہ میں گریہ وزاری اور شور بہت زیادہ پیدا ہو گیا جب **اشھد ان محمد رسول اللہ** فرمایا ایک دوسری قیامت قائم ہو گئی۔ کوئی عورت و مرد خورد و کلاں مدینہ میں ایسا نہ تھا جو گھر سے باہر نہ نکل آیا ہو اور نہ رویا ہو گویا کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت کا دن تازہ ہو گیا، کہتے ہیں کہ انتہائی بے چینی اور غم کی وجہ سے اذان کو پورا نہ کر سکے اور اتر آئے۔

کعب احبار کا سفر زیارت

کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام فتح کیا اور بیت المقدس کے

marfat.com
Marfat.com

باشندوں سے صلح کی اور کعب احبار آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے اسلام سے بے انتہا مسرت ہوئی۔ واپسی کے وقت ان سے فرمایا کہ اے کعب اگر چاہو تو ہمارے ساتھ مدینہ چلو اور سرور انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرلو، کعب احبار نے کہا بہت خوب! اے امیر المومنین میں ایسا ہی کروں گا مدینہ منورہ میں آنے کے بعد سب سے پہلا کام جو امیر المومنین نے کیا وہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام تھا۔

ابن عمر کا سلام

عبد الرزاق نے صحیح سندوں سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب سفر سے واپس آتے تھے تو پہلے قبر شریف پر پہنچتے اور کہتے :

السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا ابا بکر ، السلام علیک یا ابتاہ

ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام نافع سے دریافت کیا کہ کیا تم نے یہ دیکھا تھا کہ ابن عمر قبر شریف پر سلام کرتے تھے انھوں نے کہا کہ ہاں میں نے دیکھا اور سو بار سے زائد دیکھا کہ وہ قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر کہتے تھے۔

السلام علی النبی ، السلام علی ابی بکر ، السلام علی ابی .

مسند امام اعظم ابو حنیفہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف پر قبلہ کی جانب سے آئے اور قبلہ کی طرف سے پشت کر کے کہے

السلام علیک ایها النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ . **(مولف)**

(سیرت مصطفیٰ بحوالہ جذب القلوب)

marfat.com
Marfat.com

خواب میں جمال جہاں آراء کا دیدار

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جس نے حضور کو خواب میں دیکھا بلاشبہ اس نے حق اور بے شک وشبہ آپ ہی کو دیکھا اس لیے کہ شیطان آپ کی صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا اور نہ اسے اس کی قدرت دی گئی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہم شکل بن کر فریب و دھوکہ دے سکے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ :

من رانی فقد رای الحق

جس نے مجھے دیکھا اس نے حق ہی دیکھا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ

من رانی فی المنام فقد رانی

یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ حق تعالیٰ نے شیطان کو قدرت دی ہے کہ وہ جو صورت چاہے اختیار کرے لیکن اسے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت میارکہ میں آنے کی قدرت نہیں دی گئی اس لیے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مظہر ہدایت ہیں۔ اور شیطان مظہر ضلالت و گمراہی، اور ہدایت و ضلالت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ یہاں تک کہ شیطان بصورت پروردگار عالم آ سکتا ہے اور دھوکہ و فریب دے سکتا ہے کیوں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ہدایت و ضلالت کا خالق ہے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارک دونوں کے لیے محل اشتباہ نہیں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ فضیلت تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے عام ہے اور شیطان کسی نبی کی صورت اختیار نہیں کر سکتا، لیکن صاحب مواہب لدنیہ اس فضیلت کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کے بیان میں لائے ہیں۔ اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھنے میں کسی خاص شکل و صورت میں دیکھنے کی شرط نہیں ہے جو شخص جس صورت میں بھی دیدار سے بہرہ ور ہو یقیناً اس نے آپ ہی کا دیدار کیا۔

اور بعض نے راہ شک اختیار کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ یہ اس تقدیر پر ہے کہ اس نے بصورت خاص دیکھا ہو، مطلب یہ ہے کہ اس نے اس شکل و صورت میں دیکھا جو واقعۃً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ رہی ہے۔

اور بعض نے اس سے زیادہ تنگی اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ کو اسی خاص صورت میں دیکھا ہے جو صورت مبارکہ دنیا سے رحلت کے وقت تھی حتیٰ کہ وہ آپ کی داڑھی شریف میں سفید بالوں کی گنتی کا بھی شمار ملحوظ رکھتے تھے یعنی آپ کی داڑھی شریف میں بیس سے زیادہ سفید بال نہ تھے۔ اور کہتے ہیں کہ ابن سیرین جو کہ خواب کی تعبیر میں ماہر تھے ان کے پاس اگر کوئی شخص آ کر کہتا کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہے تو وہ اس سے پوچھتے بتاؤ کس صورت میں تم نے دیکھا ہے، اگر وہ ویسی صورت نہ بتاتا جیسی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت تھی تو ابن سیرین کہتے کہ تو نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی ہے، علماء بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

کسی شخص نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ نے دریافت کیا کہ کس صورت میں دیکھا اس نے کہا میں نے سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہم شکل دیکھا ہے، اس پر ابن عباس نے رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو درست دیکھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ کی خاص صورت اور جانی پہچانی

marfat.com
Marfat.com

صفات کے ساتھ آپ کی حقیقت کا ادراک ہے اور اس کے سوا میں دیکھنا مثال کا ادراک ہے۔ لیکن درست بات یہی ہے جس پر تمام محدثین متفق ہیں کہ جس صورت میں بھی دیکھے حقیقۃً حضور ہی کا دیکھنا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ لیکن آپ کی خاص صورت میں دیکھنا اتم واکمل ہے۔ اور صورتوں میں تفاوت، آئینہ خیال کا تفاوت ہے جس کا آئینۂ خیال نور اسلام سے جتنا صاف تر اور منور ہوگا اس کی رویت اتنی ہی درست اور کامل تر ہوگی۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے:

من رأنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة .

جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ بہت جلد مجھے بیداری میں دیکھے گا۔

اس حدیث کی چند وجوہ سے توجیہیں کی گئی ہیں

ایک، یہ کہ وہ آخرت میں دیکھے گا، حالاں کہ علماء بیان کرتے ہیں کہ آخرت میں ساری امت ہی دیدار مصطفیٰ سے بہرہ ور ہوگی، خواب میں رویت کی تخصیص کیا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ ایسی رویت کے لیے خاص قسم کی رویت اور مخصوص قسم کی قربت ہوگی۔ ممکن ہے بعض گنہگاران امت بعض اوقات میں جمال جہاں آراء کی رویت سے اپنے گناہوں کی بدبختی سے محروم رہیں، بخلاف ایسی رویت کے کہ وہ اس محرومی اور ناکامی سے محفوظ ہوجائیں۔

دوسری، وجہ یہ کہ بیداری میں دیکھنے سے مراد خواب میں دیکھنے کی تاویل اور اسکی صحت ہے اور یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل زمانہ کے ساتھ مخصوص ہے، گویا کہ انھیں بشارت دی گئی ہے کہ اہل زمانہ میں جو بھی خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھنے سے مشرف ہوگیا امید ہے کہ وہ شرف صحبت سے بھی مشرف ہوگا۔ یہ معنی اظہر ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

جیسا کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میرا باپ بہت بوڑھا ہے وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کی طاقت نہیں رکھتا لیکن وہ خواب میں حضور کے دیدار سے مشرف ہوگیا ہے تو آپ نے فرمایا:

من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة

اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض مستعد و مقربان بارگاہ اور سالکان راہ کے لیے بشارت ہو کہ وہ گاہ بگاہ اس نعمت سے مشرف ہوکر بیداری میں دیدار کرنے کے مرتبہ وسعادت سے ہمکنار ہو جائیں۔ مگر علمائے کرام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد بیداری میں رویت ہونے کے خلاف ہیں۔

صاحب مواہب لدنیہ اپنے شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا ہم میں سے کوئی ایک بھی خواہ وہ صحابہ کرام میں سے ہو، یا ان کے بعد والوں میں سے بیداری میں شرف دیدار سے مشرف نہ ہوا۔

اور یہ بات تو بخوبی تحقیق سے ثابت ہے کہ سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت پر انتہائی غم واندوہ میں رہیں حتیٰ کہ بقول صحیح اسی غم نہانی میں گھل گھل کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کے چھ ماہ بعد دنیا سے رخصت فرما گئیں۔ حالاں کہ آپ کا گھر قبر انور کے جوار میں تھا۔ مگر اس ساری مدت فراق میں کسی ایک نے بھی ان سے بیداری میں حضور کے دیدار کی روایت نقل نہیں کی۔

نیز مواہب لدنیہ میں ابن ابی حمیرہ کی عبارت نقل کی ہے انھوں نے کہا کہ سلف وخلف کی ایک ایسی جماعت نے ذکر کیا ہے جو اس حدیث '' من رانی فی المنام الخ '' کی تصدیق کرتی ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس کے بعد بیداری میں دیدار سے مشرف ہوئے۔ اور انھوں نے

marfat.com
Marfat.com

حضور سے اپنی پریشانیوں اور مشکلات سے نجات پانے کا ذریعہ معلوم کیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں اس سے رو خلاصی کی راہیں ہدایت فرمائیں۔

اگر انسان کرامات اولیاء پر اعتقاد نہ رکھے تو اس سے بحث ہی نہیں ہو سکتی، اس لیے کہ اس سے جو بھی کہا جائے گا وہ اس کی تکذیب کرے گا اور اگر وہ اعتقاد رکھتا ہے اور تصدیق کرتا ہے تو اس سے کہنا چاہیئے کہ بیداری میں دیدار سے مشرف ہونا بھی انھیں کرامتوں کے زمرہ میں سے ہے۔ اس لیے کہ اولیائے کرام کے لیے ایسے ایسے خرق عادات اور عجیب وغریب واقعات خواہ وہ عالم علوی سے ہوں یا عالم سفلی سے منکشف ہوتے ہیں جن پر کسی اور انسان کی دسترس ناممکن ہے ۔ ہاں وہ ارباب قلوب جو ہمیشہ مراقبہ وتوجہ میں قائم رہتے ہیں اور نفسانی کدورتوں سے پاک وصاف اور دنیا واہل دنیا سے مطلقاً کنارہ کش اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال پر انوار کے عاشق ومشتاق رہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک ولی اپنے تمام اہل و عیال اور مال ومنال سے جدا ہو جاتا ہے پھر وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار اس شان کے ساتھ کرتا ہے جس طرح کہ حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالم شہود میں اپنی آنکھوں سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت متمثلہ کی زیارت کی۔ اور ان کو اتنا اختیار تھا کہ وہ ہر عالم میں جہاں جسمانی علائق سے مبرا ہوتے ہیں حالت ذوق میں کلام کرتے ہیں۔

حضرت شیخ ابو العباس مرسی سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ اگر مجھ سے ایک لحظہ کے لیے جمال جہاں آراء سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوشیدہ ہو جائے تو میں اپنے آپ کو مسلمان میں شمار نہ کروں۔ یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سنن وآداب اور سلوک ومناہج میں دوامی مشاہدہ وحضور پر محمول ہے۔ دوامی مراقبہ، حضور غلبۂ شوق ومحبت، رویت بچشم خیال اور مثال کا تصور کرنا یہ اہل طلب اور اصحاب سلوک کا ایک مرتبہ ہے جس سے وہ متمتع اور محظوظ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ خواب میں جائز ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جوہر شریف متصور ومتمثل ہو جائے اور اس میں شیطان کے متصور ومتمثل ہونے کا شبہ تک نہ رہے۔

marfat.com
Marfat.com

یہ بات بیداری میں بھی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ سونے والا نیند میں دیکھتا ہے۔ جاگنے والا بیداری میں دیکھتا ہے۔

خلاصہ مبحث یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد از رحلت دیکھنا مثالی ہے جیسا کہ نیند میں دیکھا جاتا ہے اسی طرح بیداری میں بھی مشرف ہوا جا سکتا ہے۔ اور وہ وجود مبارک جو مدینہ منورہ میں اپنی قبر شریف میں آسودہ ہے وہی متمثل ہوتا ہے اور ایک آن میں متعدد مقامات میں جلوہ افروز ہوتا ہے جو عوام کو خواب میں اور خواص کو بیداری میں دیدار سے مشرف فرماتا ہے۔

صاحب مواہب لدنیہ خود فرماتے ہیں کہ جو شخص اولیائے کرام کی کرامتوں کی تصدیق کرتا ہے اور یہ کہ اولیائے کرام اس قابل ہیں کہ ان پر زمین و آسمان کی ہر چیز بے شک و شبہ منکشف ہو جائے تو یہ دیدار بھی اسی قبیل سے ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عوام میں سے ہر وہ شخص جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے اسے خواص حالت بیداری میں پاتے ہیں، اور عوام جو کچھ محنت و مشقت سے حاصل کرتے ہیں اولیائے کرام ان کو اللہ تعالیٰ کی موہبت و عطا سے پاتے ہیں۔

تنبیہ

اگر چہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خواب میں دیدار سے مشرف ہونا حق و ثابت ہے لیکن علماء فرماتے ہیں کہ خواب میں جو کچھ از قبیل احکام سنے اس پر عمل نہ کرے، یہ اس بناء پر نہیں کہ رویت میں کوئی شک یا تردد ہے بلکہ اس لیے کہ خواب میں یعنی نیند کی حالت میں ضبط و حفظ ناپید ہے، جیسا کہ علماء فرماتے ہیں:

اور احکام سننے سے مراد ایسے شرعی احکام ہیں جو دین و شریعت کے مخالف ہوں (ان پر عمل نہیں کیا

marfat.com
Marfat.com

جائے گا) ورنہ بعض وہ علوم جو اس قبیل سے نہیں ہیں ان کے ماننے اور ان پر عمل کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ کیوں کہ بکثرت محدثین کرام نے احادیث کریمہ کی تصحیح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کی ہے اور عرض کیا ہے کہ فلاں حدیث آپ سے روایت کی گئی؟ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یا نہیں۔ اور بیداری میں رویت سے بھی بعض مشائخ نے استفادۂ علوم کیا ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ، جلد اول)

زیارت اور اس کے لیے سفر

روضۂ منورہ کی زیارت، اس کے ثواب و فوائد اور اس کے لیے سفر کرنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

علماء فرماتے ہیں زیارت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعظم قربات و افضل طاعات سے ہے بہت برآرندۂ مقاصد و حاجات، قریب بدرجۂ موکدہ واجبات، بلکہ بعض نے وجوب کی تصریح فرمائی۔ فقیر کہتا ہے دلیل اسی کو مقتضی۔

علماء مختلف ہیں کہ پہلے حج کرے یا زیارت، لباب میں ہے حج نفل میں مختار ہے اور فرض ہو تو پہلے حج، مگر مدینہ طیبہ راہ میں آئے تو تقدیم زیارت لازم۔ یعنی بے زیارت گزر جانا گستاخی، اور فقیر کو علامہ سبکی کا یہ ارشاد بہت بھایا کہ پہلے حج کرے تا کہ پاک کی زیارت پاک ہو کر ملے۔ ع

پاک شو اول و پس دیدہ براں پاک انداز

اور سفر مدینہ طیبہ خاص بقصد زیارت شریفہ ہو اور بیشک یہ امر شرعاً محمود، اور زیارت اقدس اعظم مقصود، اور حدیث میں لا تعمله الا زیارتی موجود، یعنی اسے کوئی کام نہ ہو میری زیارت کے سوا۔ اسے طبرانی نے روایت کیا۔

marfat.com
Marfat.com

دوسری حدیث میں ہے زارنی متعمداً

بالقصد میری زیارت کرے۔ اسے عقیلی نے روایت کیا۔

تیسری حدیث میں ہے زارنی بالمدینة محتسبا ثواب کی نیت سے میری زیارت کے لیے مدینہ میں حاضر ہو۔ اسے ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے روایت کیا۔

چوتھی حدیث میں ہے قصدنی فی مسجدی

میرا قصد کرے میری مسجد میں آئے۔

اسے شیخ محقق نے جذب القلوب میں ذکر کیا ہے۔

(بخاری شریف کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا تشدوا الرحـ الا الی ثلثة مساجد المسجد الحرام و مسجد الرسول و المسجد الاقصی.

کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین ہی مسجدوں یعنی مسجد حرام و مسجد رسول و مسجد اقصیٰ کی طرف۔

ـا حدیث کا سیدھا سادہ مطلب جس کو تمام شراح حدیث نے سمجھا ہے، یہی ہے کہ تمام دنیا میں تین ہی مسجدیں یعنی مسجد حرام، مسجد رسول، مسجد اقصیٰ ایسی مساجد ہیں جن کو تمام دنیا کی مسجدوں پر اجر و ثواب کے معاملہ میں ایک خاص فضیلت حاصل ہے۔ لہٰذا ان تین مسجدوں کی طرف کجاوے باندھ کر دور دور سے سفر کر کے جانا چاہیئے لیکن ان تین مسجدوں کے سوا چوں کہ دنیا بھر کی تمام مسجدیں اجر و ثواب کے معاملہ میں برابر ہیں اس لیے ان تین مسجدوں کے سوا کسی دوسری مسجد کی طرف کجاوے باندھ کر دور دور سے سفر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس حدیث کو مشاہدۂ مقابر کی طرف نسبت کرنے یا نہ کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (مولف) (سیرت مصطفیٰ)

marfat.com
Marfat.com

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

اقول: علاوہ بریں وہ تمام احادیث جن میں زیارت قبر شریف کی ترغیب وتاکید اور اس کے ترک پر وعید وتہدید ہمارے مدعا کے گواہ وشہید، طرفہ بات یہ ہے کہ شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس امر کی طرف بتاکید بلائے اور اس کے ترک پر وعید فرمائے اس کا قصد ناجائز قرار پائے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **انما الاعمال بالنیات** یہ عجیب کار ثواب ہے جس کی نیت موجب عذاب ہے۔ **و لا حول و لا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم.**

رہی حدیث، **لا تشدوا الرحال** ائمہ دین نے تصریح فرمائی کہ وہاں ان تینوں مسجدوں کے سوا اور مسجد کے لیے بالقصد سفر کرنے سے مانع نہیں۔ اور قاطع نزاع یہ ہے کہ بعینہ یہی حدیث بروایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں بسند حسن یوں روایت کی:

لا ینبغی للمسعی ان تشد رحالہ الی مسجد تبتغی فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام و الاقصی و مسجدی ھذا.

ناقہ کو سزاوار نہیں کہ اس کے کجاوے کسی مسجد کی طرف بغرض نماز کسے جائیں سوا مسجد حرام و مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے۔

تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے حضور کی مراد واضح ہوگئی۔

امام ابن الہمام فرماتے ہیں میرے نزدیک افضل یہ ہے کہ سفر خاص بقصد زیارت والا کرے یہاں تک کہ اس کے ساتھ مسجد شریف کا بھی ارادہ نہ ہو کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے جب حاضر ہوگا حاضری مسجد خود ہو جائے گی یا اس کی نیت دوسرے سفر پر رکھے۔

marfat.com
Marfat.com

روضۂ انور کی زیارت باعث شفاعت ہے

حدیث صحیح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اسے ابن خزیمہ وغیرہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: جو میری زیارت کو آیا کہ اسے سوا زیارت کے کچھ کام نہ تھا مجھ پر حق ہوگیا کہ روز قیامت اس کا شفیع ہوں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث: جو مدینہ میں بہ نیت ثواب میری زیارت کرنے آئے میں ان کا شفیع و گواہ ہوں۔

اسے ابن ابی الدنیا وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: جو میرے انتقال کے بعد میری زیارت کرے گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور میں روز قیامت اپنے زائر کا گواہ یا شفیع ہوں گا۔ اسے عقیلی وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: جو میری قبر کی یا فرمایا میری زیارت کرے میں اس کا شافع و شاہد ہوں۔ اسے ابو داؤد الطیالسی وغیرہ نے روایت کیا۔

حج اور زیارت

حدیث: جو مکہ جا کر حج کرے پھر میرے قصد سے میری مسجد میں حاضر ہو اس کے لیے دو حج مبرور لکھے جائیں۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: حج مبرور کی جزا سوائے جنت کے کچھ نہیں۔ اسے مالک وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا اس نے مجھ پر جفا کی۔ اسے ابن حبان و دارقطنی وغیرہما

marfat.com
Marfat.com

نے روایت کیا۔

زیارت کے فوائد

حدیث: جو بالقصد میری زیارت کو حاضر ہو روز قیامت میرے سایہ دامان میں ہو۔

حدیث: جو حجۃ الاسلام بجالائے اور میری قبر کی زیارت سے مشرف ہو اور ایک جہاد کرے اور بیت المقدس میں نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس سے فرائض کا حساب نہ لے۔ اسے ابوالفتح الازدی نے روایت کیا۔

حدیث: جو امتی میری مقدرت رکھتا ہو پھر میری زیارت نہ کرے اس کے لیے کوئی عذر نہیں۔ اسے ابن النجار نے روایت کیا۔

خواب میں زیارت اقدس

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ

جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل مبارک میں شیطان متمثل نہیں ہوتا۔ نفس بھی متمثل ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو شناخت کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متواتر حدیث میں فرماتے ہیں:

من رأنی فقد رأی الحق فان الشیطان لا یتمثل بی .

جس نے مجھے دیکھا حق دیکھا کہ شیطان میری وضع نہیں بنا سکتا۔

marfat.com
Marfat.com

اسے احمد و بخاری و مسلم نے ابوقتادہ سے اور ترمذی نے انس سے اور ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

نفس کا کسی دوسری شکل میں متشکل ہوکر دھوکہ دینا مسموع نہیں۔ واقع میں بھی اگر اسے تمثل کی قدرت ہی نہ دی گئی جب تو جواب ہے کہ شیطان سے معنی عام مراد ہو جو نفس امارہ کو بھی شامل، یا حدیث بحکم دلالۃ النص اسے مشتمل، و الا لزم ان یکون الدلیل اخص من المدعی بہرحال نفس کا بھی شکل اقدس میں متمثل ہونا ہرگز ممکن نہیں۔ اور وجہ اس کی وہی مباینت کلیہ ہے۔ حق عز و جل حقیقت جامعہ ہے۔ یھدی من یشاء و یضل من یشاء اور حضور انور اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خالص ہدایت ہیں اور نفس و شیطان محض اضلال تو ان کا صورت کریمہ میں تمثل باطل و محال۔ و الحمد للہ ذی الجلال .

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کسی شناخت کی کیا حاجت، وہ خود اپنی آپ شناخت ہیں۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۷)

زیارت اقدس ہی سے متعلق ایک دوسرے سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

خواب میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور حق ہے اور اس میں شیطان کی مداخلت نہیں، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحاح احادیث میں فرماتے ہیں:

من رانی فقد رأی الحق فان الشیطان لا یتمثل بی .

جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو صحیح دیکھا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔

marfat.com
Marfat.com

بایں ہمہ اگر خواب میں کوئی شخص ارشاد اقدس سے ایسی بات سنے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت ثابتہ کے خلاف ہے وہ ہرگز نہ مانی جائے گی۔ اور اس خواب دیکھنے والے کے سننے کی خطا سمجھی جائے گی۔

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کسی شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس کی سمجھ میں یہ فرمانا آیا کہ ''شراب پی'' جاگا تو اس خواب سے متحیر تھا، بہت لوگوں سے پوچھا کسی سے شافی جواب نہ پایا، بالآخر امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ارشاد یہ ہوا ہے کہ شراب نہ پی، تیرے سننے کی غلطی ہے، بعد کو معلوم ہوا واقع میں وہ شخص شراب پیتا تھا اور اسے ترک کی طرف ہدایت فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۳۰)

زیارت روضۂ انور کا ادب

اختیار شرح مختار و فتاویٰ عالمگیریہ وغیر ہا میں حاضری روضۂ اقدس کی نسبت فرماتے ہیں:

یقف کما یقف فی الصلاۃ .

حضور روضۂ انور میں نماز کی طرح کھڑا ہو۔

منسک متوسط و مسلک متقسط میں ہے (**ثم توجه**) **ای بالقلب و القالب مع رعایته غایة الادب فقام اتجاه الوجه الشریف خاضعا خاشعا مع الذلة و الانکسار و الهیبة و الافتقار واضعا یمینه علی شماله ای تادبا فی حال اجلاله .**

یعنی پھر نہایت ادب کی رعایت کے ساتھ روضۂ اقدس کی طرف دل اور بدن دونوں سے منہ کر کے چہرۂ انور کے مقابل خضوع و خشوع و ذلت و انکسار اور حضوری کی ہیبت اور حضور کی طرف محتاجی کے ساتھ سیدھا ہاتھ بائیں پر حضور کے ادب و تعظیم کے لیے باندھے ہوئے کھڑا ہو۔

marfat.com

Marfat.com

صحیح حدیث میں ہے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور کے سامنے ایسے بیٹھتے

کان رؤسھم الطیر .

گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں، یعنی بے حس وحرکت کہ پرندے لکڑی سمجھ کر سر پر آ بیٹھیں۔

شفاء شریف میں ہے کان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتغیر لونہ و ینحنی حتی یصعب ذلک علی جلسائہ .

سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک آتا ان کا رنگ بدل جاتا اور جھک جاتے یہاں تک کہ حاضران مجلس کو ان کی وہ حالت دشوار گزرتی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۴۵)

مزار کریم کا بوسہ

روضۂ اقدس کی زیارت اور مزار انور کے بوسہ سے متعلق امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

عالم مدینہ علامہ سید نور الدین سمہودی قدس اللہ سرہ خلاصۃ الوفا شریف میں جدار مزار انور کے لمس وتقبیل وطواف سے ممانعت کے اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں:

کتاب العلل و السوالات بعبد اللہ بن احمد بن حنبل میں ہے

سالت ابی عن الرجل یمس منبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتبرک و یمسہ و یقبلہ و یفعل بالقبر مثل ذلک رجاء ثواب اللہ تعالیٰ فقال لا باس بہ .

یعنی احمد بن حنبل کے صاحبزادے فرماتے ہیں میں نے باپ سے پوچھا کوئی شخص رسول اللہ صلی

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر کو چھوئے اور بوسہ دے اور ثواب الٰہی کی امید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

امام اجل تقی الملۃ والدین علی بن عبد الکافی سبکی قدس سرہ الملکی شفاء السقام پھر سید نور الدین خلاصۃ الوفاء میں بروایت یحییٰ بن الحسن عن عمر بن خالد عن ابی نباتہ عن کثیر بن یزید عن المطلب بن عبد اللہ بن حطب ذکر فرماتے ہیں۔

کہ مروان نے ایک صاحب کو دیکھا کہ مزار اعطر سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لپٹے ہوئے ہیں قبر شریف پر اپنا منہ رکھے ہیں مروان نے ان کی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو یہ تم کیا کر رہے ہو انھوں نے اس کی طرف منہ کیا اور فرمایا :

نعم انی لم آت الحجر انما جئت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

ہاں میں سنگ وگل کے پاس نہ آیا میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ، **لا تبکوا علی الدین اذا ولیہ اھلہ و لکن ابکوا علی الدین اذا ولیہ غیر اھلہ .**

دین پر نہ رو جب اس کا والی اس کا اہل ہو ہاں دین پر رو جب نا اہل اس کا والی ہو۔

سید قدس سرہ فرماتے ہیں: **رواہ احمد بسند حسن** امام احمد نے یہ حدیث بسند حسن روایت فرمائی۔

نیز فرماتے ہیں: **روی ابن عساکر بسند جید عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بلالا رای النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ھو یقول ما ھذہ الجفوۃ یا بلال اما ان لک ان تزورنی فانتبہ حزینا خائفا فرکب راحلتہ و قصد المدینۃ فاتی قبر رسول اللہ**

marfat.com

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فجعل یبکی عنده و یمرغ وجهه علیه .

یعنی ابن عساکر نے بسند صحیح ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو چلے گئے تھے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے فرماتے ہیں یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ تو ہماری زیارت کو حاضر ہو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصد زیارت اقدس سوار ہوئے مزار انور پر حاضر ہو کر رونا شروع کیا اور اپنا منہ قبر شریف پر ملتے تھے۔

امام حافظ عبدالغنی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں :

لیس الاعتماد فی السفر للزیارة علی مجرد منامه بل علی فعله ذلک و الصحابة متوفرون و لم تخف علیهم القصة .

یعنی زیارت اقدس کے لیے شدالرحال کرنے میں ہم فقط خواب پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ اس پر کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بکثرت موجود تھے اور انہیں معلوم ہوا اور کسی نے اس پر انکار نہ فرمایا۔

عالم مدینہ فرماتے ہیں : ذکر الخطیب بن حملة ان بلالا رضی الله تعالیٰ عنه وضع خدیه علی القبر الشریف و ان ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما کان یضع یده الیمین علیه ثم قال و لا شک ان الاستغراق فی المحبة یحمل علی الاذن فی ذلک و القصد به التعظیم و الناس تختلف مراتبهم کما فی الحیواة فمنهم من لا یملک نفسه بل یبادر الیه و منهم من فیه اناة فیتاخر اھ .

و نقل عن ابن ابی الصیف و المحب الطبری جواز تقبیل قبور الصالحین و عن

marfat.com
Marfat.com

اسمٰعیل التیمی قال کان ابن المنکدر یصیبه الصمات فکان یقوم فیضع خده علی قبر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فعوقب فی ذلک فقال انه یستشفی بقبر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

یعنی خطیب بن حملہ نے ذکر کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر انور پر اپنے دونوں رخسارے رکھے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا داہنا ہاتھ اس پر رکھتے، پھر کہا شک نہیں کہ محبت میں استغراق اس میں اذن پر باعث ہوتا ہے اور اس سے مقصود تعظیم ہے اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں جیسے زندگی میں، تو کوئی بے اختیارانہ اس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تحمل ہے وہ پیچھے رہتا ہے۔

اور ابن ابی الصیف اور امام محب الطبری سے نقل کیا کہ مزارات اولیاء کو بوسہ دینا جائز ہے۔ اور اسماعیل تیمی سے نقل کیا کہ ابن المنکدر تابعی کو ایک مرض لاحق ہوتا کہ کلام دشوار ہو جاتا وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسارہ قبر انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رکھتے کسی نے اس پر اعتراض کیا فرمایا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس سے شفا حاصل کرتا ہوں۔

علامہ شیخ عبدالقادر فاکہی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب مستطاب حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل میں فرماتے ہیں :

تمریغ الوجه و الخد و اللحیة بتراب الحضرة الشریفة و اعتابها فی زمن الخلوۃ المأمون فیها توهم عامی محذورا شرعیا بسببه امر محبوب حسن لطلابها و امر لا بأس به فیما یظهر لکن لمن کان له فی ذلک قصد صالح و حمله علیه فرط الشوق و الحب الطافح.

یعنی خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اس کے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف

marfat.com
Marfat.com

جائے گا ایسے وقت بارگاہ اقدس کی مٹی اور آستانے پر اپنا منہ اور رخسارہ اور داڑھی رگڑنا مستحب و مستحسن ہے جس میں کوئی حرج معلوم نہیں مگر اس کے لیے جس کی نیت اچھی ہو اور افراط شوق اور غلبۂ محبت اسے اس پر باعث ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۴۹، ۳۵۰)

روضۂ انور میں قندیلیں

عالم مدینہ طیبہ امام اجل سید ابوالحسن علی نور الدین بن عبد اللہ سمہودی مدنی قدس سرہ معاصر امام اجل جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہما اللہ تعالیٰ نے (کہ دونوں حضرات کی وفات شریف ۹۱۱ھ میں ہوئی) کتاب مستطاب خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصنیف ۸۹۳ھ کے باب رابع کی شانزدگانہ فصلوں میں فصل ۱۱، روضۂ اقدس کے تزک و احتشام و شیشہ آلات و سامان روشنی کے بیان میں وضع فرمائی۔ اسی فصل روضۂ انور میں فرماتے ہیں:

اما معاليق الحجرة الشريفة التى تعلق حولها من قناديل الذهب و الفضة و نحوهما و لم اعلم على ابتداء حدوثها الا ان ابن النجار قال فى سقف المسجد الذى بين القبلة و الحجرة على راس الزوار اذوقفوا معلق نيف و اربعون قنديلا كبارا و صغارا من الفضة المنقوشة و الساذجة و فيها اثنان من بلور و واحد من ذهب و قمر من فضة مغموس فى الذهب و هذه تنفذ من البلد ان من الملوك و ارباب الحشمة . انتهى .

و عمل من ذكر مستمر بذلك لم تزل هذه القناديل فى زيادة و من احسن ما رايت من معاليق الحجرة قنديل من فولاد كبيرا حسن التكوين مخرما مكفتا بذهب يضئ اذا اسرج فيه و عليه مكتوب ان الناصر محمد بن قلادون علقه بيدها هناك .

marfat.com
Marfat.com

حاصل یہ کہ روضۂ انور کا سامان روشنی، سونے کی قندیلیں اور چاندی کی اور ان کے مثل اور قیمتی چیزوں کی کہ روضۂ مطہرہ کے گرد آویزاں کی جاتی ہیں۔ مجھے معلوم نہ ہوا کہ ان کی ابتدا کب سے ہے ہاں امام حافظ الحدیث محمد بن محمد بن النجار متوفی ۶۴۶ھ نے اپنی کتاب "الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ" میں فرمایا کہ سقف مسجد کریم کے اتنے ٹکڑے میں کہ دیوار قبلہ سے حجرۂ مقدسہ تک ہے۔ جب زائرین مواجہہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کھڑے ہوں، ان کے سروں پر چالیس سے زائد قندیلیں آویزاں ہیں، بڑی بڑی اور چھوٹی چاندی کی نقشی اور سادی اور ان میں دو بلور کی ہیں ایک سونے کی، اور ایک چاندی کا چاند ہے سونے میں مغرق ہے، اور یہ شہروں شہروں سے سلاطین و امراء حاضر کیا کرتے ہیں۔ انتہیٰ۔

اور یہ دستور برابر چلا آتا ہے ہمیشہ ان قندیلوں میں ترقی ہوتی رہی اور روضۂ مطہرہ کی تمام آویزاں روشنیوں میں سب سے زیادہ خوبصورت جو میں نے دیکھی وہ فولادی بڑی قندیل ہے کہ نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے اس کے پیٹ اور کناروں پر سونا چڑھا ہوا ہے کہ اس میں روشنی کرنے سے دمکنے لگتا ہے۔ اس پر لکھا ہوا ہے کہ ناصر محمد بن قلادون نے اسے یہاں اپنے ہاتھ سے لٹکایا۔

یہاں یہ معلوم ہوا کہ روشنی خاص روضۂ منورہ کے لیے ہی ہے اور یہ کہ کتنی کثیر و شاندار ہے اور یہ کہ صدہا سال سے ہے اور یہ کہ عثمانی سلطنت سے بھی بہت پہلے سے ہے۔

علامہ قطب الدین مکی حنفی معاصر امام ابن حجر مکی رحمہما اللہ تعالیٰ کتاب الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام ص ۳۰، میں اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ جب سلطان مراد خاں بن سلطان سلیم خاں بن سلیمان خاں رحمہم الرحمٰن نے ۹۸۴ھ میں باب عالی سے سونے کی تین قندیلیں بیش بہا جواہرات سے مرصع محمد چاویش خاں کے ہاتھ حاضر کی ہیں کہ وہ کعبہ معظمہ کے اندر آویزاں کی جائیں۔

اور ایک حجرہ مزار اطہر میں چہرۂ انور کے مقابل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

جب مکہ معظمہ میں آئے حضرت شریف مکہ سیدی حسن بن ابی نمی حسنی اور ناظر حرم محترم قاضی مدینہ منورہ شیخ الاسلام سید العلماء سیدی حسین حسینی مکی اور قاضی مکہ معظمہ مولانا مصلح الدین لطفی بگ زادہ مع جملہ اعیان واکابر حرم محترم میں حاضر ہوئے۔

فرماتے ہیں و كافة العلماء و الفقهاء و الموالى .

یعنی مکہ معظمہ کے تمام علماء وفقہاء وسردار، گرد کعبہ معظمہ جمع ہوئے، پھر آستانہ عالیہ کی طرف سے حضرت شریف و دیگر عظماء کو خلعت پہنائے گئے۔ کعبہ معظمہ کا دروازہ کھولا گیا، سیدنا الشریف نے خلعت پہنا اور طواف کعبہ معظمہ کیا، ادھر وہ طواف میں ہیں ادھر رئیس موذناں قبہ زمزم پر سلطنت و شریف کے لیے بآواز بلند دعا کر رہا ہے اور تمام حاضر دعا و آمین میں مشغول ہیں۔ بعد فراغ طواف ورکعتین طواف حضرت شریف کعبہ معظمہ کے اندر حاضر ہوئے اور اپنے دست مبارک سے قندیلیں آویزاں کیں۔ سب حاضرین جملہ علماء و فقہاء و امراء و عظماء نے فاتحہ پڑھی اور دعائیں کیں اور جلسہ ختم ہوا۔

علامہ ممدوح فرماتے ہیں و كان يوما شريفا مشهودا ووقتا مباركا متيمنا مسعودا.

وہ دن بزرگ اور تمام اعیان مکہ کی حاضری کا تھا اور وہ وقت مبارک اور فرخندہ باسعادت تھا۔

پھر محمد چاویش باقی قندیلیں لے کر سرکار اعظم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔

علامہ فرماتے ہیں و اجتمعت له اكابر المدينة الشريفة و اعيانها و علمائها و صلحائها.

ان کے پاس مدینہ طیبہ کے اکابر و عمائد و علماء و صلحاء سب جمع ہوئے۔

و عمل موكب شريف فى الحرم الشريف النبوى .

marfat.com
Marfat.com

حرم کریم میں محفل عظیم منعقد کی گئی۔

و فتحت الحجرة الشريفة النبوية على ساكنها افضل الصلاة و السلام .

حجرۂ طاہرہ مزار پرانوار حضرت سید ابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھول دیا گیا۔

و علق ذلک القنديل تجاه وجهه النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم.

اور وہ سونے کی قندیل جواہر بے بہا سے مرصع روئے انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہہ اقدس میں آویزاں کی گئی۔

و قرء ت الفواتح و حصل الدعاء .

حاضرین نے فاتحہ پڑھی اور دعا کی۔اور مجلس بخیر وخوب ختم ہوئی۔

سلطان مراد خاں نے سب سے پہلے سونے کی قندیل لگائی

علامہ ممدوح اس حکایت کا خاتمہ ان لفظوں پر فرماتے ہیں :

وهو اول من علق قناديل الذهب فی الحرمين الشريفين من سلاطين آل عثمان خلد الله تعالیٰ سلطنتهم و قد سبق بهذه المنقبة الشريفة آباء ه السلاطين العظام .

یعنی سلاطین آل عثمان میں کہ اللہ عزوجل ان کی سلطنت کو ہمیشہ رکھے،سلطان مراد خاں نے اس کی پہل کی کہ حرمین محترمین میں سونے کی قندیلیں آویزاں کیں۔وہ اس عظیم منقبت میں اپنے باپ دادا سلاطین پر سبقت لے گئے۔

اس خاتمہ سے دو فائدے ظاہر ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

ایک یہ کہ سلاطین عثمانیہ سے پہلے سلاطین بھی سونے کی قندیلیں حاضر کرتے، سلاطین عثمانیہ میں پہلے یہ سعادت سلطان محمد مراد خان نے پائی۔

دوسرے یہ کہ علامہ ممدوح اس کا استحسان فرماتے اور اسے منقبت شریفہ بتاتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۵۵، ۱۵۶۔ بریق المنار)

زیارت کا ادب واحترام

روضۂ انور کی زیارت کے آداب واصول سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

اختیار شرح مختار اور عالمگیری میں ہے۔

ثم ینهض فیتوجه الی قبره صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و لا یضع یده علی جدار التربة فهو اهیب و اعظم للحرمة و یقف کما یقف فی الصلاة .

یعنی پھر کھڑا ہو کہ قبر اکرم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو، اور تربت کریمہ کی دیوار پر ہاتھ نہ رکھے کہ اس میں زیادہ ہیبت وتعظیم حرمت کریمہ ہے اور یوں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔

منسک متوسط اور اس کی شرح مسلک متقسط علی قاری میں ہے۔

و لیغتنم ایام مقامه بالمدینة المشرفة فیحرص علی ملازمة المسجد و ادامة النظر الی الحجرة الشریفة ان تیسر و القبة المنیفة ان تعسر مع المهابة و الخضوع و الخشوع و الخشیة ظاهرا و باطنا فانه عبادة کالنظر الی الکعبة الشریفة .

marfat.com
Marfat.com

یعنی مدینہ طیبہ میں حاضری کے دنوں کو غنیمت جانے، اکثر اوقات مسجد کریم میں حاضر رہے اور ہو سکے تو مزار اطہر کے حجرۂ مقدسہ ورنہ اس کے گنبد مبارک ہی کو دیکھتا رہے، خوف وادب اور خشوع وخضوع کے ساتھ کہ اس پر نگاہ ہی عبادت ہے جیسے کعبہ معظمہ پر نظر۔

مزار انور کی طرف پشت نہ کرے

علامہ عبدالقادر فاکہی مکی تلمیذ امام ابن حجر مکی رحمہما اللہ تعالیٰ، حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں :

و منها ان لا يستدبر القبر الشريف.

یعنی آداب میں سے ہے کہ قبر اقدس کو پشت نہ کرے۔

سید قدس سرہ نے خلاصۃ الوفاء میں فرمایا :

فی الصلاة و لا فی غيرها.

نہ نماز میں ادھر پیٹھ کرے نہ نماز کے غیر میں۔

پھر امام عز الدین بن عبدالسلام سے نقل فرمایا۔

اذا اردت صلاة فلا تجعل حجرته صلی الله تعالیٰ عليه وسلم وراء ظهرک و لا بين يديک و الادب معه صلی الله تعالیٰ عليه وسلم بعد وفاته مثله فی حياته فما كنت صانعه فی حياته فاصنعه بعد وفاته من احترامه و الاطراق بين يديه صلی الله تعالیٰ عليه وسلم.

جب تو نماز پڑھنا چاہے تو حجرۂ مطہرہ مزار اطہر کو پیٹھ نہ کر نہ نماز میں اپنے سامنے رکھ، حضور اقدس

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب بعد وفات بھی ویسا ہی ہے جیسا عالم حیات ظاہر میں تھا تو جیسا تو اس وقت ادب کرتا اور حضور کے سامنے سر جھکاتا ایسا ہی مزار اطہر کے حضور کر۔

خواب میں حصول زیارت کی درود

حدیث شریف میں ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں جمال جہاں آراء کی زیارت سے مشرف ہونے کے لیے تعلیم فرمائی۔

در منظم امام ابو القاسم محمد لولوی بستی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من صلی علی روح محمد فی الارواح و علی جسده فی الاجساد و علی قبره فی القبور رانی فی منامه و من رانی فی منامه رانی یوم القیمة و من رانی یوم القیمة شفعت له و من شفعت له شرب من حوضی و حرم الله جسده علی النار.

جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس پر ارواح میں اور جسم اطہر پر اجسام میں اور قبر انور پر قبور میں درود بھیجے وہ مجھے خواب میں دیکھے اور جو خواب میں دیکھے مجھے قیامت میں دیکھے گا اور جو مجھے قیامت میں دیکھے گا میں اس کی شفاعت فرماؤں گا اور جس کی میں شفاعت فرماؤں گا وہ میرے حوض کریم سے پئے گا اور اللہ عزوجل اس کے بدن پر دوزخ کو حرام فرمائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۵۸، بریق المنار)

مروان کی نااہلی

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند شریف میں بسند حسن روایت فرماتے ہیں :

اقبل مروان یوما فوجد رجلا واضعا وجهه علی القبر فاخذ مروان برقبته ثم قال هل تدری ما تصنع فاقبل علیه فقال نعم انی لم آت الحجر انما جئت رسول الله صلی الله

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ علیه وسلم و لم آت الحجر سمعت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یقول لا تبکوا علی الدین اذ ولیه اهله و لکن ابکوا علی الدین اذا ولیه غیر اهله .

یعنی مروان نے اپنے زمانہ تسلط میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبر اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں، مروان نے ان کی گردن مبارک پکڑ کر کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو، اس پر ان صاحب نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ہاں میں سنگ وگل کے پاس نہیں آیا ہوں میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں، میں اینٹ پتھر کے پاس نہ آیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، دین پر نہ روؤ جب اس کا اہل اس پر والی ہو، ہاں اس وقت دین پر روؤ جب کہ نااہل والی ہو۔ یہ صحابی سیدنا ابوایوب انصاری تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۶۰۔ بریق المنار)

زیارت کے بعد

روضۂ انور کے زائرین زیارت اقدس سے فارغ ہونے کے بعد کیا کریں؟ اس کی توضیح کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

منسک متوسط و مسلک متقسط و اختیار شرح مختار و فتاویٰ عالمگیری میں ہے و اللفظ للاخیرین فانہ ابسط. کہ بعد زیارت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاتھ بھر ہٹ کر سر اقدس صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل ہو اور بعد سلام عرض کرے۔

جزاک الله عنا افضل ما جزی اماما عن امة نبیه و لقد خلفته باحسن خلف و سلکت طریقه و منهاجه خیر مسلک و قاتلت اهل الردة و البدع و مهدت الاسلام و وصلت الارحام و لم تزل قائلا للحق ناصرا لاهله حتی اتاک الیقین.

marfat.com
Marfat.com

آپ کو اللہ تعالیٰ ہم سے جزا و عوض نیک دے بہتر اس عوض کا جو کسی امام کو اس کے نبی کی امت سے عطا فرمایا ہو بیشک آپ نے بہترین خلافت سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت کی اور بہترین روش سے حضور کی راہ وطریقہ پر چلے، آپ نے اہل ارتداد و بدعت سے قتال کیا آپ نے اسلام کو آراستگی دی، آپ نے صلہ رحم فرمایا، آپ ہمیشہ حق گو اور اہل حق کے ناصر رہے یہاں تک کہ آپ کو موت آئی۔

پھر ہٹ کر قبر مبارک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاذی ہو اور بعد سلام عرض کرے۔

جزاک اللہ عنا افضل الجزاء و رضی عمن استخلفک فقد نظر للاسلام و المسلمین حیا و میتا فکفلت الایتام ووصلت الارحام و قوی بک الاسلام کنت للمسلمین اماما مرضیا و ھادیا و مھدیا جمعت شملھم و اغنیت فقیرھم و جبرت کسیرھم.

اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر بدلہ دے اور ان سے راضی ہو جنھوں نے آپ کو خلیفہ کیا (یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہ انھوں نے اپنی زندگی اور موت دونوں حال میں اسلام و مسلمین کی رعایت فرمائی، آپ نے یتیموں کی کفالت اور رحم کا صلہ کیا، اسلام نے آپ سے قوت پائی، آپ مسلمانوں کے پسندیدہ پیشوا اور رہنمائے راہ یاب ہوئے، آپ نے ان کا جتھا باندھا اور ان کے محتاجوں کو غنی کر دیا اور ان کی شکستہ دلی کو دور فرمایا۔ **(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۹۳۔ حیات الموات)**

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے۔

لباب وشرح لباب واختیار وفتاویٰ ہندیہ میں ہے **واللفظ للاولین فانہ اتم بعد زیارت**

marfat.com
Marfat.com

فاروقی بقدر ایک بالشت کے سرہانے کی طرف پلٹے اور وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کھڑا ہو کر بعد اعادۂ سلام وذکر مآثر اسلام عرض کرے۔

جزاکما اللہ من ذلک مرافقتہ فی جنتہ و ایانا معکما برحمتہ انہ ارحم الراحمین و جزاکما اللہ عن الاسلام و اھلہ خیر الجزاء جئنا یا صاحبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زائرین لنبینا و صدیقنا و فاروقنا و نحن نتوسل بکما الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیشفع لنا الی ربنا۔

اللہ تعالیٰ آپ دونوں صاحبوں کو ان خوبیوں کے عوض اپنی جنت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے اور آپ کے ساتھ ہمیں بھی، بیشک وہ ہر مہر والے سے زیادہ مہر والا ہے اللہ آپ دونوں کو اسلام و اہل اسلام کی طرف سے بہتر بدلہ کرامت فرمائے۔ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں یارو! ہم اپنے نبی اور اپنے صدیق اور اپنے فاروق کی زیارت کو حاضر ہوئے اور ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف آپ دونوں سے توسل کرتے ہیں تا کہ حضور ہمارے رب کے پاس ہماری شفاعت فرمائیں۔

اسی طرح مدخل میں ہے:

یتوسل بھما الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یقدمھما بین یدیہ شفیعین فی حوائجہ۔

یعنی حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توسل کرے اور انھیں حاجتوں میں شفیع بنا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے کرے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۰۱۔ حیات الموات)

marfat.com
Marfat.com

قبر انور کی طرف رخ کرے

امام ابن الہمام فتح القدیر کے آخر کتاب الحج میں فرماتے ہیں:

یأتی القبر الشریف و یستقبل جداره و یستدبر القبلة و ما عن ابی اللیث یقف مستقبل القبلة مردود بما روی ابو حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه فی مسنده عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال من السنة ان تأتی قبر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من قبل القبلة و تجعل ظهرک الی القبلة و تستقبل القبلة بوجهک ثم تقول السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته الا ان یحمل علی نوع ما من الاستقبال و ذلک انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی القبرا الشریف المکرم علی شقة الایمن مستقبل القبلة و قالوا فی زیارة القبور مطلقاً الاولیٰ ان یاتی الزائر من قبل رجل المتوفی لامن قبل راسه فانه اتعب لبصر المیت . بخلاف الاول لانه یکون مقابل بصره ناظر الی جهة قدمیه اذا کان علی جنبیه فعلی هذا تکون القبلة عن یسارا الواقف من جهة قدمیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بخلاف ما کان من جهة وجهه الکریم فاذا اکثر الاستقبال الیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لاکل الاستقبال یکون استدباره القبلة اکثر من اخذه الی جهتها فیصدق الاستدبار و نوع من الاستقبال الخ۔

یعنی مزار انور حضور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کو حاضر ہو روضہ اقدس کی طرف منہ اور قبلہ کو پیٹھ کرے اور وہ جو فقیہ ابو اللیث سے نقل کیا گیا کہ قبلہ رو کھڑا ہو مردود ہے۔ اس حدیث سے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ سنت یوں

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ مزار اقدس کے حضور قبلہ کی طرف سے آئے قبلہ کو پشت اور قبر انور کی طرف منہ کرے، پھر عرض رسا ہو سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ایک گونہ قبلے کی طرف ہونا مراد لیں اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر منور میں دہنی کروٹ پر قبلہ رو تشریف فرما ہیں۔ اور علماء کرام نے عام قبروں کی زیارت میں حکم دیا ہے کہ زائر کو چاہیئے کہ میت کی پائنتی کی طرف سے آئے نہ سرہانے کی جانب سے کہ اس میں مردے کی نگاہ کو تکلیف ہوتی ہے بخلاف پہلی صورت کے کہ یوں آنے والا میت کی نگاہ کے سامنے ہوگا اس لیے کہ میت جب کروٹ سے ہو تو اس کی نظر اپنے پاؤں کی طرف ہے تو اس تقدیر پر جب یہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاؤں کی طرف سے حاضر ہوگا قبلہ اس کے بائیں ہاتھ کو ہوگا زیادہ رخ جانب قبر ہوگا اور ایک گوشہ جانب قبلہ ہوگا تو پشت بقبلہ بھی ہوا اور ایک گونہ قبلہ کی طرف جھکا ہونا بھی صادق آیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۴۶۔ الوفاق المتین)

جسم اقدس سے متصل زمین

قبر انور کی جو زمین جسم اقدس سے متصل ہے اس سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

تربت اطہر یعنی وہ زمین کہ جسم انور سے متصل ہے کعبہ معظمہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے۔ **صرح به ابن عقيل الحنبلی و تلقاه العلماء بالقبول .**

باقی مزار شریف کا بالائی حصہ اس میں داخل نہیں۔ کعبہ معظمہ مدینہ طیبہ سے افضل ہے ہاں اس میں اختلاف ہے کہ مدینہ طیبہ سوائے موضع تربت اطہر اور مکہ معظمہ سوائے کعبہ مکرمہ ان دونوں میں کون افضل ہے۔ اکثر جانب ثانی ہیں اور اپنا مسلک اول، اور یہی مذہب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ طبرانی کی حدیث میں تصریح ہے کہ :

marfat.com
Marfat.com

المدينة افضل من مكة

مدینہ، مکہ سے افضل ہے۔ (مولف)

(فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۶۸۷)

زیارت کے احکام وآداب

سرکار اعظم مدینہ طیبہ حضور حبیب اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں حاضری کے احکام و آداب پر مشتمل امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی عاشقانہ تحریر یہ ہے۔

(۱) زیارت اقدس قریب بواجب ہے۔

(۲) حاضری میں خاص زیارت اقدس کی نیت کرو یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں، اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے۔

(۳) راستہ بھر درود و ذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

(۴) جب حرم مدینہ نظر آئے بہتر یہ ہے کہ پیادہ ہولو، روتے، سر جھکاتے، آنکھیں نیچی کیے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ۔

جائے سر است ایں کہ تو پای نہی
پائے نہ بینی کہ کجا می نہی

●

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

marfat.com
Marfat.com

(۵) جب قبہ انور پر نگاہ پڑے درود و سلام کی کثرت کرو۔

(۶) جب شہر اقدس تک پہنچو جلال و جمال محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

(۷) حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو نہایت جلد فارغ ہو، ان کے سوا کسی بے کار بات میں مشغول نہ ہو، معاً وضو اور مسواک کرو اور غسل بہتر، سفید و پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر، سرمہ اور خوشبو لگاؤ اور مشک افضل ہے۔

(۸) اب فوراً آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو، رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بناؤ اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگ دلی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف التجا کرو۔

(۹) جب در مسجد پر حاضر ہو صلاۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو، بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

(۱۰) اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے آنکھوں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں دل سب خیال غیر سے پاک کرو، مسجد اقدس کے نقش و نگار نہ دیکھو۔

(۱۱) اگر کوئی ایسا سامنے آجائے جس سے سلام کلام ضرور ہو تو جہاں تک بنے کترا جاؤ ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

(۱۲) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ نکلے۔

(۱۳) یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لیے تھی، ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

امام محمد بن الحاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں :

لا فرق بین موته و حیاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی مشاهدته لامته و معرفته باحوالهم و نیاتهم و عزائمهم و خواطرهم و ذلک عنده جلی لا خفاء به .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں، ان کے ارادوں، ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا ہی روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام منسک متوسط اور علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں:

انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عالم بحضورک و قیامک و سلامک ای بجمیع احوالک و افعالک و ارتحالک و مقامک .

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام احوال وافعال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں۔

(۱۴) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کیے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عفو وکرم کی امید رکھتے حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار انور میں روبقبلہ جلوہ فرما ہیں، اس سمت سے حاضر ہو کہ حضور کی نگاہ بے کس پناہ تمھاری

marfat.com
Marfat.com

طرف ہوگی اور یہ بات تمھارے لیے دونوں جہاں میں کافی ہے۔

(۱۵) اب کمال ادب وہیبت وخوف وامید کے ساتھ زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے جو حجرۂ مطہرہ کے جنوبی دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی ہے کم ازکم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منھ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔

لباب وشرح لباب واختیار شرح مختار فتاویٰ عالمگیری وغیرہا معتمد کتابوں میں ادب کی تصریح فرمائی کہ :

یقف کما فی الصلوٰۃ .

حضور کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ یہ عبارت عالمگیری واختیار کی ہے۔

اور لباب میں فرمایا: **واضعا یمینه علی شماله .**

دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔

(۱٦) خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ۔ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا، اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمھاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔

(۱۷) الحمد للہ اب کہ دل کی طرح تمھارا منھ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے نہایت ادب و وقار کے ساتھ بآواز حزیں و صورت درد آگیں ودل شرمناک وجگر چاک چاک معتدل آواز سے نہ بلند وسخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہوجاتے ہیں) نہ نہایت نرم وپست (کہ سنت کے خلاف

marfat.com
Marfat.com

ہے اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا) مجری وتسلیم بجالاؤ اور عرض کرو۔

السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته، السلام علیک یا رسول الله، السلام علیک یا خیر خلق الله، السلام علیک یا شفیع المذنبین، السلام علیک و علی آلک و اصحابک و امتک اجمعین.

(۱۸) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال وکسل نہ ہو صلاۃ وسلام کی کثرت کرو، حضور سے اپنے لیے اور اپنے ماں باپ، پیر، استاذ، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لیے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو **اسئلک الشفاعة یا رسول الله.**

(۱۹) پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی بجالاؤ، شرعاً اس کا حکم ہے۔

(۲۰) پھر اپنے دہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو **السلام علیک یا خلیفة رسول الله، السلام علیک یا صاحب رسول الله فی الغار و رحمة الله و برکاته.**

(۲۱) پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو **السلام علیک یا امیر المومنین، السلام علیک یا متمم الاربعین، السلام علیک یا عز الاسلام و المسلمین و رحمة الله وبرکاته.**

(۲۲) پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور صدیق و فاروق کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو **السلام علیکما یا خلیفتی رسول الله، السلام علیکما یا وزیری رسول الله، السلام علیکما یا ضجیعی رسول الله و رحمة الله و برکاته اسئلکما**

marfat.com
Marfat.com

الشفاعة عند رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و علیکما یا بارک و سلم.

(۲۳) روضۂ انور پر نظر بھی عبادت ہے جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا، تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو اور درود و سلام عرض کرو۔

(۲۴) پنج گانہ یا کم از کم صبح و شام مواجہہ شریف میں عرض سلام کے لیے حاضر رہو۔

(۲۵) شہر میں یا شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کر کے صلاۃ و سلام عرض کرو، بغیر اس کے ہرگز نہ گزرو کہ خلاف ادب ہے۔

(۲۶) قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

(۲۷) روضۂ انور کا نہ طوف کرو نہ سجدہ نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

(۲۸) وقت رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی ایمان و سنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۷۰۲ تا ۷۲۴ ۔ انوار البشارۃ)

روضۂ انور کی طرف پشت کرنا منع ہے

زیارت اقدس کے آداب و احترام کو مزید واضح و آشکارا کرتے ہوئے ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

سرکار اعظم مدینہ طیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ من طیبھا وآلہ وسلم میں روضۂ انور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم کے سامنے نمازیوں کی صفیں کی صفیں ہوتی ہیں جن کا سجدہ خاص روضۂ انور کی طرف ہوتا ہے مگر نیت استقبال قبلہ کی ہے نہ استقبال روضۂ اطہر کی، لہٰذا ہمیشہ علمائے کرام نے اسے جائز رکھا ہاں بلا مجبوری مزار اقدس کو پیٹھ کرنے سے منع فرمایا اگرچہ نماز میں ہو۔

منسک متوسط اور اس کی شرح مسلک متقسط ملا علی قاری میں ہے۔

(لا یستد بر القبر المقدس) ای فی صلاة و لا غیرها الا بضرورة ملجئة الیه.

ضرورت شدیدہ کے علاوہ نماز اور غیر نماز میں روضۂ انور کی طرف پشت نہ کرے۔ (مولف)

نیز شرح مذکور میں ہے۔

لا تکره الصلاة خلف الحجرة الشریفة الا اذا قصد التوجه الی قبره صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

روضۂ انور کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہے مگر جب کہ قبر شریف کی طرف توجہ مقصود ہو تو مکروہ ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۲۰)

اختیار شرح مختار و فتاویٰ عالمگیریہ میں تصریح ہے۔

یتوجه الی قبره صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و یقف کما یقف فی الصلاة و یمثل صورته الکریمة البهیة. اه..

یعنی قبر شریف سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرے اور یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ اور حضور کی صورت مبارک کا تصور باندھے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۴، ص ۵۲۳۔ انہار الانوار)

marfat.com
Marfat.com

زیارت میں کمال ادب

منسک متوسط اور اس کی شرح مسلک متقسط میں ہے۔

فاذا فرغ من ذلک قصد التوجه الی القبر المقدس و فرغ القلب من کل شئ من امور الدنیا و اقبل بکلیته لما هو بصدده لیصلح قلبه للاستمداد منه صلی الله تعالی علیه وسلم و لیلاحظ مع ذلک الاستمداد من سعة عفوه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و عطفه و رافته (ای شدة رحمته علی سائر العباد) ان یسامحه فیما عجز عن ازالته من قلبه ثم توجه (ای بالقلب و القالب) مع رعایة غایة الادب فقام تجاه الوجه الشریف متواضعا خاضعا خاشعا مع الذلة و الانکسار و الخشیة و الوقار و الهیبة و الافتقار غاض الطرف مکفوف الجوارح (من الحرکات) فارغ القلب (عمن سوی مقصوده و مرامه) واضعا یمینه علی شماله (تادبا فی حال اجلاله مستقبلا للوجه الکریم مستدبرا للقبلة ناظرا الی الارض متمثلا صورته الکریمة فی خیالک مستشعرا بانه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عالم بحضورک و قیامک و سلامک (بل بجمیع افعالک و احوالک و ارتحالک و مقامک) مستحضرا عظمته و جلالته و شرفه و قدره صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ثم قال من غیر رفع صوت (لقوله تعالیٰ ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله الآیة) و لا اخفاء (ای بالمرة لفوت الاسماع الذی هو السنة و ان کان لا یخفی شئ علی الحضرة) بحضور (قلب و استحیاء) السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته ثم یقول یا رسول الله اسألک الشفاعة ثلثا (لانه اقل مراقب الالحاح لتحصیل المنال فی مقام الدعاء و السوال)

marfat.com
Marfat.com

یعنی جب مقدمات زیارت سے فارغ ہو قبر انور کی طرف توجہ کا قصد اور دل کو تمام خیالات دنیویہ سے فارغ کرے اور ہمہ تن اس طرف متوجہ ہو جائے تا کہ اس کا قلب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استمداد کے لائق ہو بایں ہمہ جو خیال مجبورانہ دل میں باقی رہے جس کے ازالہ پر قادر نہ ہو اس کی معافی کے لیے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال مغفرت ومہربانی ورافت اور تمام بندوں پر حضور کی شدت رحمت سے مدد مانگے پھر دل بدن دونوں سے نہایت ادب کے ساتھ مواجہ شریفہ میں حاضر ہو تواضع وخضوع وخشوع و تذلل وانکسار وخوف ووقار وہیبت واحتیاج کے ساتھ آنکھیں بند کیے اعضا کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سوا سب سے فارغ کیے ہوئے ادب وتعظیم حضور کے لیے داہنا ہاتھ بائیں پر رکھے حضور کی طرف منہ اور قبلے کو پیٹھ کرے نگاہ زمین پر جمائے رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور باندھے اور ہوشیار ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی حاضری وقیام وسلام بلکہ تمام افعال و احوال اور منزل بمنزل کے قیام وارتحال پر مطلع ہیں اور حضور کی عظمت وجلال وشرف ومنزلت کو خوب خیال کرے پھر نہ تو آواز بلند ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کے حضور پست آواز کا حکم دیتا ہے نہ بالکل آہستہ جس میں سنانے کی سنت فوت ہو اگر چہ سرکار پر کچھ پوشیدہ نہیں اس طرح حضور قلب وشرم وحیاء کے ساتھ عرض کرے السلام علیک ایھا النبی و رحمة الله و بر کاته پھر کہے یارسول اللہ میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں، یارسول اللہ میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں، یارسول اللہ میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں۔ تین بار اس لیے کہے کہ یہ دعا وسوال میں حصول مقصود کے واسطے ادنیٰ [illegible] الحاح کا ہے۔

اس کے بعد امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

ان کلمات طیبات سے آفتاب نیمروز کی طرح روشن وآشکار ہو گیا کہ ہنگام توسل محبوبان خدا کی طرف منہ کرنا چاہیئے اگر چہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور دل کو ان کی طرف خوب متوجہ کرے یہاں تک کہ ہر این وآں خاطر سے محو ہو جائے اور ان کے لیے خضوع وخشوع محمود ومشروع اور اس میں ان کا زمانہ وفات ظاہری و

marfat.com
Marfat.com

حضور مرقد وذکر مجرد سب برابر ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۵۳۵، ۵۳۶۔ انہار الانوار)

خواب میں حضور کے ارشاد کا حکم

خواب میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد اقدس سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہونا اگرچہ بلاشبہ حق ہوتا ہے یہ خواب کبھی اضغاث احلام سے نہیں ہوتا حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں :

من رأني في المنام فقد رأني فان الشيطان لا يتمثل بي .

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھی کو دیکھا کہ شیطان میری مثال بن کر نہیں آسکتا۔

یہ حدیث احمد و بخاری و ترمذی نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من رأني فقد رأى الحق فان الشيطان لا يتز يأبي .

جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا کہ شیطان میری وضع نہ بنائے گا۔

اسے احمد بخاری و مسلم نے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مگر ازانجا کہ حالت خواب میں ہوش وحواس عالم بیداری کی طرح ضبط و تیقظ پر نہیں ہوتے لہٰذا خواب میں جو ارشاد سنے مثل سماع بیداری مورث یقین نہیں ہوتا۔ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو ارشادات بیداری میں ثابت ہو چکے ان پر عرض کریں اگر ان سے مخالف نہیں تو ٹھیک

marfat.com
Marfat.com

ہے خواہ ارشاد صریح کے مطابق ہو یا نہ ہو، ایسی حالت میں اس ارشاد کا ماننا چاہئے، اور مخالف ہے تو یقین کریں گے کہ صاحب خواب کے سننے میں فرق ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حق فرمایا اور بوجہ تکدر حواس کہ اثر خواب ہے اس کے سننے میں غلط آیا۔

جیسے ایک شخص نے خواب دیکھا کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے مے کشی کا حکم دیتے ہیں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضور نے مے کشی سے نہی فرمائی تیرے سننے میں الٹی آئی۔

اس امر میں فاسق و متقی برابر ہیں نہ متقی کا سماع واجب الصحۃ نہ فاسق کا بیان یقینی الکذب بلکہ ضابطہ مطلقۃ یہی ہے جو مذکور ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۲۳، ۲۲۴)

ثواب کی بات پر عمل کا حکم

خلعی اپنے فوائد میں حمزہ بن عبد المجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے راوی:

رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی النوم فی الحجر فقلت بابی انت و امی یا رسول الله انه قد بلغنا عنک انک قلت من سمع حدیثا فیه ثواب فعمل بذلک الحدیث رجاء ذلک الثواب اعطاه الله ذلک الثواب و ان کان الحدیث باطلا فقال ای و رب هذه البلدة انه لمنی و انا قلته .

میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں حطیم کعبہ میں دیکھا عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہمیں حضور سے حدیث پہنچی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی حدیث ایسی سنے جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو وہ اس حدیث پر بامید ثواب عمل کرے اللہ عزوجل اسے وہ ثواب عطا فرمائے اگرچہ حدیث باطل ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم اس شہر کے رب

marfat.com
Marfat.com

کی بیشک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے فرمائی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حسن بن عرفہ اپنے جزء حدیثی اور ابوالشیخ مکارم الاخلاق میں سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دارقطنی اور موہبی کتاب فضل العلم میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور کامل جحدری اپنے نسخہ میں اور عبداللہ بن محمد بغوی ان کے طریق سے اور ابن حبان اور ابوعمر بن عبدالبر کتاب العلم اور ابواحمد بن عدی کامل میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین فرماتے ہیں:

من بلغه عن الله عزوجل شئ فيه فضيلة فاخذ به ايمانا به و رجاء ثوابه اعطاه الله تعالىٰ ذلك و ان لم يكن كذلك .

جسے اللہ تبارک وتعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور اس ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ فضیلت عطا فرمائے اگرچہ خبر ٹھیک نہ ہو۔

امام احمد وابن ماجہ وعقیلی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما جاء كم عنى من خير قلته او لم اقله فانى اقوله و ما جاء كم عنى من شر فانى لا اقول الشر.

تمھیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی ہو یا نہ فرمائی ہو میں اسے فرماتا ہوں اور جس بری بات کی خبر پہنچے تو میں بری بات نہیں فرماتا۔

ابویعلی اور طبرانی معجم اوسط میں سیدنا ابی حمزہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

marfat.com
Marfat.com

من بلغه عن الله تعالیٰ فضيلة فلم يصدق بها لم ينلها .

جسے اللہ تعالیٰ سے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ مانے اس فضل سے محروم رہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۵۵۷، منیر العین)

بدھ کے دن پچھنا لگانے کی ممانعت

ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن پچھنے لگانے کی ممانعت آئی ہے کہ

من احتجم يوم الاربعاء و يوم السبت فاصابه برص فلا يلومن الا نفسه.

جو بدھ یا ہفتہ کے روز پچھنے لگائے پھر اس کے بدن پر سفید داغ ہو جائے تو اپنے ہی آپ کو ملامت کرے۔

امام سیوطی لآلی و تعقبات میں مسند الفردوس دیلمی سے نقل فرماتے ہیں:

سمعت ابی يقول سمعت ابا عمر و محمد بن جعفر بن مطر النيسابوری قال قلت يوما ان هذا الحديث ليس بصحيح فافتصدت يوم الاربعاء فاصابنی البرص فرأيت رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فی النوم فشكوت اليه حالی فقال اياک و الاستهانة بحديثی فقلت تبت يا رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فانتهبت و قد عافانی الله تعالیٰ و ذهب ذلک عنی .

ایک صاحب محمد بن جعفر بن مطر نیشاپوری کو فصد کی ضرورت تھی بدھ کا دن تھا خیال کیا کہ حدیث مذکور تو صحیح نہیں فصد لے لی فوراً برص ہو گئی خواب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے حضور سے فریاد کی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

marfat.com
Marfat.com

ایاک و الاستھانۃ بحدیثی.

خبردار میری حدیث کو ہلکا نہ سمجھنا۔

انھوں نے توبہ کی آنکھ کھلی تو اچھے تھے۔

ہفتہ کے دن بچھنا لگانے کی ممانعت

لآلی میں ہے :

اخرج ابن عساکر فی تاریخہ من طریق ابی علی مھران بن ھارون الحافظ الرازی قال سمعت ابا معین الحسین بن الحسن الطبری یقول اردت الحجامۃ یوم السبت فقلت للغلام ادع الحجام فلما ولی الغلام ذکرت خبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاصابہ وضح فلا یلومن الا نفسہ قال فدعوت الغلام ثم تفکرت فقلت ھذا حدیث فی اسنادہ بعض الضعف فقلت للغلام ادع الحجام لی فدعاہ فاحتجمت فاصابنی البرص فرأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی النوم فشکوت الیہ حالی فقال ایاک و الاستھانۃ بحدیثی فنذرت للہ نذرا لئن اذھب اللہ مابی من البرص لم اتھاون فی خبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیحا کان او سقیما فذھب اللہ عنی ذلک البرص.

امام ابن عساکر روایت فرماتے ہیں ابو معین حسین بن حسن طبری نے پچھنے لگانے چاہے ہفتہ کا دن تھا غلام سے کہا حجام کو بلا لا جب وہ چلا حدیث یاد آئی پھر کچھ سوچکر کہا حدیث میں تو ضعف ہے غرض لگا لیے برص ہو گئی خواب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کی فرمایا :

ایاک و الاستھانۃ بحدیثی .

marfat.com
Marfat.com

دیکھ میری حدیث کا معاملہ آسان نہ جاننا۔

انھوں نے منت مانی اللہ تعالیٰ اس مرض سے نجات دے تو اب کبھی حدیث کے معاملہ میں سہل انگاری نہ کروں گا صحیح ہو یا ضعیف اللہ عزوجل نے شفا بخشی۔

بدھ کے دن ناخن کتروانے کی ممانعت

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسیم الریاض شرح امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

قص الاظفار و تقليمها سنة و رد النهى عنه فى يوم الاربعاء و انه يورث البرص. وحكى عن بعض العلماء انه فعله فنهى عنه فقال لم يثبت هذا فلحقه البرص من ساعته فرأى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى منامه فشكى اليه فقال له الم تسمع نهي عنه فقال لم يصح عندى فقال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يكفيك انه سمع ثم مسح بدنه بيده الشريفة فذهب ما به فتاب عن مخالفة ما سمع . اهـ.

علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں:

ورد فى بعض الاثار النهى عن قص الاظفار يوم الاربعاء فانه يورث و عن ابن الحاج صاحب المدخل انه هم بقص اظفاره يوم الاربعاء فتذكر ذلك فترك ثم رأى ان قص الاظفار سنة حاضرة و لم يصح عنده النهى فقصها فلحقه اى اصابه البرص فراى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى النوم فقال الم تسمع نهي عن ذلك فقال يا رسول الله لم يصح عندى ذلك فقال يكفيك ان تسمع ثم مسح صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على بدنه فزال البرص جميعا قال ابن الحاج رحمه

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ فجددت مع اللہ توبۃ انی لا اخالف ما سمعت عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابدا.

حاصل یہ ہے کہ ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن ناخن کتروانے کو آیا کہ مورث برص ہوتا ہے بعض علماء نے کتروائے کسی نے بر بنائے حدیث منع کیا فرمایا حدیث صحیح نہیں فوراً مبتلا ہو گئے خواب میں زیارت جمال بے مثال حضور پرنور محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے شافی کافی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت عرض کی حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے اس سے نہی فرمائی ہے عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی تھی ارشاد ہوا تمھیں اتنا کافی تھا کہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمھارے کان تک پہنچی یہ فرما کر حضور مبری الاکمہ والابرص محی الموتی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہ دو جہاں و دستگیر بیکساں ہے ان کے بدن پر لگا دیا فوراً اچھے ہو گئے اور اسی وقت توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سن کر مخالفت نہ کروں گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، منیر العین)

خواب کی رویت دل سے ہوتی ہے

خواب میں جمال جہاں آراء کی رویت و زیارت دل سے ہوتی ہے اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب الیواقیت والجواہر کی بحث ثانی میں سیدی شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔

انہ کان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول ان من ادعی رویۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما رأتہ الصحابۃ فھو کاذب و ان ادعی انہ یراہ بقلبہ حال کون

marfat.com
Marfat.com

القلب يقظانا فهذ الا يمنع منه و ذلك لان من بالغ في كمال الاستعداد بتنظيف القلب من الرزائل المذمومة حتى من خلاف الاولىٰ صار محبوبا للحق تعالىٰ و اذا احب الحق تعالىٰ عبدا كان في نومه من كثرة نورانية قلبه كانه يقظان الخ.

شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صحابہ کرام کے مثل دیکھنے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور اگر دل کے بیدار رہنے کی حالت میں دل سے دیکھنے کا دعویٰ کرے تو یہ ممنوع نہیں ہے اس لیے کہ جس کا دل بری باتوں اور خلاف اولیٰ چیزوں سے پاک ہو کر کمال استعداد کو پہنچتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب رکھتا ہے تو وہ نورانیت قلب کی کثرت سے خواب میں بیداری کی طرح دیکھتا ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ا ص ۹۲۔ نبہ القوم)

روضۂ انور کے پاس دعا کا ادب

جب خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزار مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف فرمایا :

و لم تصرف وجهك عنه و هو وسيلتك و وسيلة ابيك آدم عليه الصلاة و السلام الى الله تعالىٰ يوم القيامة بل استقبله و استشفع به فيشفعك الله تعالىٰ.

کیوں اپنا منہ ان سے پھیرتا ہے وہ قیامت کو تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں بلکہ انھیں کی طرف منہ کر اور شفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ تیری درخواست قبول فرمائے۔

امام قاضی عیاض وغیرہ نے اسے شفاء وغیرہ میں بیان فرمایا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

گنہ گار حضور کو وسیلہ بنائے

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے:

و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله و استغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما.

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کے لیے استغفار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

سبحان اللہ! خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے مگر ارشاد یوں ہوتا ہے کہ گنہ گار بندے تیری خدمت میں حاضر ہو کر ہم سے دعائے بخشش کریں، اور قدیماً وحدیثاً علماء وصلحاء اس آیہ کریمہ کو زمانہ حیات و وفات سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عام اور حاضری مزار مبارک کو حاضری مجلس اقدس کی مثل سمجھا کیے اور اوقات زیارت میں یہی آیہ کریمہ تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہے۔

اس مضمون کی بہت روایات وحکایات مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ ومدارج النبوۃ وجذب القلوب الی دیار المحبوب وخلاصۃ الوفا فی اخبار دار المصطفیٰ وغیرہا تصانیف علماء میں مذکور ومشہور بعض ان سے حضرت مقدم المحققین خدمت والد قدس سرہ الماجد (حضرت علامہ مولانا نقی علی رضا خاں صاحب بریلوی والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی) نے سرور القلوب فی ذکر المحبوب میں ذکر کر کے اس مسئلہ کا اثبات فرمایا من شاء فليتشرف بمطالعته۔ جو چاہے اس کے مطالعہ کا شرف حاصل کرے۔

اسی طرح بہت علماء مصنفان مناسک باب زیارت شریفۂ مدینہ طیبہ میں وقت حاضری اس آیت کو پڑھ کر استغفار کا حکم دیتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۴۸۔ انہار الانوار)

marfat.com

Marfat.com

کنگرہ اقدس کو مس کر کے صحابہ کی دعا

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے مروی کہ رمانہ منبر اعطر کو جو مزار اقدس وازہر پر ہے یعنی اس کے بازو پر جو گول شکل کا ایک کنگرہ سا بنا دیتے ہیں اسے داہنے ہاتھ سے مس کر کے دعا مانگا کرتے۔

قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں :

قال نافع كان ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما يسلم على القبر رأيته مائة مرة او اكثر يجئ الى القبر فيقول السلام على النبى السلام على ابى بكر ثم ينصرف وروى و اضعا يده على مقعد النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من المنبر ثم وضعها على وجهه.

نافع نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کو سلام کرتے ہوئے سو مرتبہ یا اس سے بھی زائد دیکھا آپ قبر پر تشریف لاتے اور کہتے نبی علیہ السلام اور ابو بکر کو سلام ہو، پھر واپس چلے جاتے اور یہ بھی دیکھا گیا کہ منبر پر حضور کے بیٹھنے کی جگہ کو مس کر کے اپنے چہرہ پر لگاتے تھے۔

و عن ابن قسيط و العتبى كان اصحاب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا خلا المسجد حسوا برمانة المنبر على (تلى) القبر بميا منهم ثم استقبلوا القبلة يدعون.

اور ابن قسیط وعتبی سے مروی ہے کہ جب مسجد خالی ہو جاتی تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کنگرے کو اپنے داہنے ہاتھ سے چھوتے تھے جو قبر انور پر ہے پھر قبلہ رو ہو کر دعا مانگتے تھے۔

یہ دونوں حدیثیں امام ابن سعد نے کتاب الطبقات میں روایت کیں۔

(ابر المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال)

marfat.com
Marfat.com

اشعار

روضۂ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تعلق سے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے یہ مدح سرائی کی ہے :

اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفون شہ بطحا ہے ہمارا
ہے خاک سے تعمیر مزار شہ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

●

مدد اے جوشش گریہ بہادے کوہ اور صحرا
نظر آجائے جلوۂ حجاب اس پاک تربت کا
ہوئے کم خوابی ہجراں میں ساتوں پردے کم خوابی
تصور خوب باندھا آنکھوں نے استار تربت کا
سرہانے ان کے بسمل کے یہ بے تابی کا ماتم ہے
شہ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا
وہ چمکیں بجلیاں یارب تجلی ہائے جاناں سے
کہ چشم طور کا سرمہ ہو دل مشتاق رویت کا

●

بجا تھا عرش پہ خاک مزار پاک کو ناز
کہ تجھ سا عرش نشیں آفریدہ ہونا تھا

●

ہر چراغ مزار پر قدسی
کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں
لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر
لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں

●

آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
وقف سنگ در جبیں روضہ کی جالی ہاتھ میں

marfat.com
Marfat.com

•

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

•

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

•

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

•

جو مقصد زیارت کا بر آئے پھر تو
نہ کچھ قصد کیجئے یہ قصد دلی ہے

•

من زار تربتی وجبت لہ شفاعتی
ان پر درود جن سے نوید ان بشر کی ہے

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے
اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

چھائے ملائکہ ہیں لگا تار ہے درود
بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش درر کی ہے

سعدین کا قران ہے پہلوئے ماہ میں
جھرمٹ کیے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے

marfat.com
Marfat.com

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف و رخ آٹھوں پہر کی ہے

جو ایک بار آئے دو بارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب
بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے

اے وائے بے کسی تمنا کہ اب امید
دن کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے

یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروروں کی آس جائے
اور بارگاہ مرحمت عام تر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

ہیں چتر و تخت سایہ دیوار و خاک در
شاہوں کو کب نصیب یہ دھج کروفر کی ہے

کعبہ دلھن ہے تربت اطہر نئی دلھن
یہ رشک آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے

•

کعبہ سے اگر تربت شہ فاضل ہے
کیوں بائیں طرف اس کے لیے منزل ہے
اس فکر میں جو دل کی طرف دھیان گیا
سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقد دل ہے

•

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت
اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو

آب زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جود شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

زیر میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابر رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو

دھوم دیکھی ہے در کعبہ پہ بے تابوں کی
ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

marfat.com
Marfat.com

مثل پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد — اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں کا دیکھو
خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ — قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو
واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا — یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو
اولیں خانۂ حق کی تو ضیائیں دیکھیں — آخریں بیت نبی کا بھی تجلا دیکھو
زینت کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ — جلوہ فرما یہاں کونین کا دولھا دیکھو
ایمن طور کا تھا رکن یمانی میں فروغ — شعلہ طور یہاں انجمن آرا دیکھو
مہر مادر کا مزہ دیتی ہے آغوش حطیم — جن پہ ماں باپ فدایاں کرم ان کا دیکھو
عرض حاجت میں رہا کعبہ کفیل الحجاج — آؤ اب داد رسی شہ طیبہ دیکھو
دھو چکا ظلمت دل بوسہ سنگ اسود — خاکی بوسیٔ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو
کر چکی رفعت کعبہ پہ نظر پروازیں — ٹوپی اب تھام کے خاک در والا دیکھو
بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت — جوش رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو
جمعہ مکہ تھا عید اہل عبادت کے لیے — مجرمو آؤ یہاں عید دو شنبہ دیکھو
ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں — ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو
خوب مسعیٰ میں بامید صفا دوڑ لیے — رہ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو
رقص بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں — دل خوننابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا — میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

•

قبر انور کہیے یا قصر معلی نور کا
چرخ اطلس یا کوئی سادہ سا قبہ نور کا

marfat.com
Marfat.com

●

وہ کلس روضے کا چمکا
سر جھکاؤ کج کلا ہو

●

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا
بے خودی میں سجدۂ در یا طواف
جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

●

چرخ گردوں تیرے روضۂ پاک کا
سائباں سائباں سائباں ہوگیا
جس کو اس کے مکاں کا پتہ مل گیا
بے نشاں بے نشاں بے نشاں ہوگیا

●

بے ادب پا منہ ایں جا کہ عجب درگاہ ست
سجدہ گاہ ملک و روضۂ شاہنشاہ ست

●

کھلے کیا راز محبوب و محب مستان غفلت پر
شراب قد رأى الحق زیب جام من رانی ہے

●

من رانی قد رای الحق جو کہے
کیا بیاں اس کی حقیقت کیجیے

marfat.com
Marfat.com

●

جنت نہ دیں، نہ دیں تیری رویت ہو خیر سے
اس گل کے آگے کس کو ہوس برگ و بر کی ہے

●

دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا
مـــــن رأی کیسا؟ یہ آئینہ دکھایا نور کا

●

وصف جس کا ہے آئینہ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

❁......❁......❁

marfat.com
Marfat.com

سواری کے جانور وغیرہ

marfat.com
Marfat.com

نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اٹھتی ہے کس شان سے گرد سواری واہ واہ

marfat.com
Marfat.com

سواری کے جانور وغیرہ

زرقانی علی المواہب وغیرہ میں لکھا ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملکیت میں سات گھوڑے، پانچ خچر، تین گدھے اور دو اونٹنیاں تھیں۔ لیکن اس میں یہ تشریح نہیں ہے کہ بوقت وفات ان میں سے کتنے جانور موجود تھے کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے جانور دوسروں کو عطا فرماتے رہتے تھے، کچھ نئے خریدتے، کچھ ہدایا اور نذرانوں میں ملتے بھی رہے۔

بہر حال روایات صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات اقدس کے وقت جو سواری کے جانور موجود تھے ان میں ایک گھوڑا تھا جس کا نام ''لحیف'' تھا۔ ایک سفید خچر تھا جس کا نام ''دلدل'' تھا یہ بہت ہی عمر دراز ہوا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہا اتنا بوڑھا ہو گیا تھا کہ اس کے تمام دانت گر گئے تھے اور آخر میں اندھا بھی ہو گیا تھا ابن عساکر کی تاریخ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جنگ خوارج میں اس پر سوار ہوئے تھے۔

ایک عربی گدھا تھا جس کا نام ''عفیر'' تھا۔ ایک اونٹنی تھی جس کا نام ''عضباء وقصواء'' تھا یہ وہی اونٹنی تھی جس کو بوقت ہجرت آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خریدا تھا اس اونٹنی پر آپ نے ہجرت فرمائی اور اسی کی پشت پر حجۃ الوداع میں آپ نے عرفات و منیٰ کا خطبہ پڑھا تھا۔

ہتھیار

چوں کہ جہاد کی ضرورت ہر وقت در پیش ہوتی رہتی تھی اس لیے آپ کے اسلحہ خانہ میں نو یا دس تلواریں، سات لوہے کی زرہیں، چھ کمانیں، ایک تیردان، ایک ڈھال، پانچ برچھیاں، دو مغفر، تین جبے، ایک سیاہ رنگ کا بڑا جھنڈا باقی سفید و زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے جھنڈے تھے ایک خیمہ بھی تھا۔

marfat.com
Marfat.com

ہتھیاروں میں تلواروں کے بارے میں حضرت شیخ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں کہ یہ سب تلواریں بیک وقت جمع تھیں یا مختلف اوقات میں آپ کے پاس رہیں۔

ظروف ومختلف سامان

ظروف اور برتنوں میں کئی پیالے تھے ایک شیشہ کا پیالہ بھی تھا، ایک پیالہ لکڑی کا تھا جو پھٹ گیا تھا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے شگاف کو بند کرنے کے لیے ایک چاندی کی زنجیر سے اس کو جکڑ دیا تھا۔

چمڑے کا ایک ڈول، ایک پرانی مشک، ایک پتھر کا تغار، ایک بڑا سا پیالہ جس کا نام ''السعہ'' تھا ایک چمڑے کا تھیلا جس میں آپ آئینہ، قینچی، اور مسواک رکھتے تھے۔ ایک کنگھی، ایک سرمہ دانی، ایک بہت بڑا پیالہ جس کا نام ''الغراء'' تھا۔ صاع اور مد دوناپنے کے پیمانے۔

ان کے علاوہ ایک چارپائی جس کے پائے سیاہ لکڑی کے تھے یہ چارپائی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدیۃً خدمت اقدس میں پیش کی تھی، بچھونا اور تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور مقدس جوتیاں۔

یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسباب وسامانوں کی ایک فہرست ہے جن کا تذکرہ احادیث میں متفرق طور پر آتا ہے۔ (مولف) (سیرت مصطفیٰ)

ناقہ قصواء

بعض وہ جانور جن پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوتے تھے ان کے اسماء واحوال امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں

marfat.com
Marfat.com

جب واقعہ حدیبیہ میں ناقہ قصواء شریف بیٹھ گئی اور لوگوں نے کہا ناقہ نے سرکشی کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہ اس نے سرکشی کی نہ اس کی یہ عادت۔

ولکن حبسها حابس الفیل .

بلکہ اسے حابس فیل نے روک دیا۔ یعنی جس نے ابرہہ کے ہاتھی کو بٹھا دیا اور کعبہ معظمہ پر حملہ کرنے سے روکا تھا۔ عز جلالہ۔ (فتنہ شہنشاہ)

گھوڑا

امام بخاری جامع صحیح میں ابی بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال کان للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حائطنا فرس یقال له اللحیف.

حضرت ابی بن عباس فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا ہمارے باغ میں رہتا تھا جسے "لحیف" کہا جاتا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۷۳۔ منیر العین)

سفید مرغ

حدیث: **الدیک الابیض صدیقی و صدیق صدیقی و عدو عدو اللہ و کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یبیته معه فی البیت**

مرغ سپید میرا خیر خواہ اور میرے دوست کا خیر خواہ، اللہ تعالیٰ کے دشمن کا دشمن ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے شب کو مکان خواب گاہ اقدس میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

اسے ابوبکر برقی نے ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۸۳، منیر العین)

marfat.com
Marfat.com

حضور کا جانور بوڑھا نہیں ہوتا

ابن سبع نے فرمایا جس جانور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوتے عمر بھر ویسا ہی رہتا اور حضور کی برکت سے بوڑھا نہ ہوتا۔

علامہ سیوطی خصائص میں فرماتے ہیں :

قال ابن سبع من خصائصه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان کل دابة رکبها بقیت علی القدر الذی کانت علیه و لم تهرم ببرکته .

ابن سبع نے کہا کہ آپ کے خصائص میں سے یہ تھا کہ آپ جس جانور پر سوار ہوتے تو وہ عمر بھر ویسا ہی رہتا اور آپ کی برکت کے باعث بوڑھا نہ ہوتا۔ (قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

یعفور

ابن حبان و ابن عساکر حضرت ابو منظور اور ابونعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جب خیبر فتح ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے کلام فرمایا وہ جانور بھی تکلم میں آیا ارشاد ہوا تیرا کیا نام ہے عرض کی یزید بیٹا شہاب کا اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا کیے۔

کلهم لا یرکبه الا نبی .

ان سب پر انبیاء سوار ہوا کیے

و قد کنت اتوقعک ان ترکبنی لم یبق من نسل جدی غیری و لا من الانبیاء غیرک .

marfat.com
Marfat.com

مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب نسل میں سوا میرے اور انبیاء میں سوا حضور کے کوئی باقی نہیں۔

میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرادیا کرتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا نام یعفور رکھا جسے بلانا چاہتے اسے بھیج دیتے چوکھٹ پر سر مارتا۔ جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں جب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا۔ ابوالھیثم بن التیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنوئیں میں گر کر مر گیا۔ (جزاء اللہ عدوہ باباء ختم النبوۃ)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں:

اشعار

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گروں کا سہارا عصائے محمد

•

رضا نہ سبزۂ گردوں ہیں کوتل جس کے موکب کے
کوئی کیا لکھ سکے اس کی سواری کے تجمل کو

•

نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اٹھتی ہے کس شان سے گرد سواری واہ واہ

marfat.com
Marfat.com

سبحانہ وتعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

آثارشریفہ

و

تبرکات مقدسہ

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

(حسن رضا بریلوی)

marfat.com
Marfat.com

وقال لهم نبيهم ان آية ملكه ان يأتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم وبقية مما ترك آل موسى وآل هارون تحمله الملائكة ان في ذلك لآية لكم ان كنتم مومنين

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمھارے پاس تابوت جس میں تمھارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمھارے لیے۔ (سورۃ البقرہ، ۲۴۸)

marfat.com
Marfat.com

آثار شریفہ وتبرکات مقدسہ

یعنی مقامات مقدسہ اور حضور سے منسوب چیزوں کی تعظیم وتوقیر۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر میں یہ بھی ہے کہ ہر وہ چیز جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق رکھے خواہ وہ اماکن متبرکہ ہوں یا مقامات مقدسہ یا وہ چیز جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس سے چھوگئی ہو یا وہ چیز حضور سے منسوب ہو یا حضور نے اس کی معرفت کرائی ہو ان سب کی تعظیم وتوقیر ہر مسلمان کے لیے لازم وضروری ہے۔

منقول ہے کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی کے بال اتنے لمبے تھے کہ جب بیٹھتے تو ان کے بال زمین تک پہنچ جاتے تھے، لوگوں نے ان سے پوچھا ان بالوں کو اتنا لمبا کیوں کر رکھا ہے انھیں ترشواتے کیوں نہیں؟ جواب میں فرمایا میں انھیں اس بناء پر نہیں ترشواتا کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست مبارک اس سے مس کر گیا تھا، میں تبرکاً ان کی حفاظت کرتا ہوں۔

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ منورہ میں اپنی سواری کے جانور پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے کہ میں خدا سے شرم رکھتا ہوں کہ اس زمین کو گھوڑوں کے سموں سے روندوں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، اور اس زمین مقدس پر حضور نے اپنے مبارک قدم رکھے ہیں۔ حضرت امام مالک نے اپنے تمام گھوڑے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے کر دیے، اس پر امام شافعی نے کہا اپنے لیے بھی ایک گھوڑا روک لیجیے تو انھیں بھی یہی مذکورہ جواب ملا۔

احمد بن فضلویہ زاہد سے منقول ہے کہ یہ بزرگ بڑے غازیوں اور تیراندازوں میں سے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی اپنی کمان کو اپنے ہاتھ سے بغیر وضو نہیں چھوا، جب سے میں نے یہ سنا ہے کہ اس کمان کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں لیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص کو قید کرنے اور اس پر تین درے مارنے کا حکم دیا جس نے یہ کہا تھا کہ مدینہ طیبہ کی مٹی خراب ہے، باوجودیکہ وہ شخص لوگوں میں بڑی قدر و منزلت والا شخص تھا۔ اور کیا تعجب ہے کہ اس شخص کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا جائے جو معاذ اللہ یہ کہے کہ وہ مٹی جس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں خراب اور غیر خوشبودار ہے۔

خالد بن الولید کی ٹوپی

حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے چند بال تبرکاً رکھے ہوئے تھے ایک جنگ میں میدان کارزار میں ان کی یہ ٹوپی سر سے اتر کر گر پڑی تو انھوں نے اس کے حاصل کرنے کا عزم صمیم کر لیا۔ اور شدت کے ساتھ جنگ کی اس جنگ میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے، اس پر بہت سے صحابہ کرام نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کیا انھوں نے فرمایا میں نے یہ جنگ محض ٹوپی کے حاصل کرنے کے لیے شدت کے ساتھ نہ لڑی بلکہ ان موہائے مبارک کے لیے لڑی ہے جو اس ٹوپی میں سلے ہوئے تھے اور میں نے اس کی حفاظت کے لیے یہ شدت اختیار کی ہے تا کہ وہ مشرکوں کے ہاتھوں میں پڑ کر ضائع نہ ہو جائیں اور مجھ سے یہ تبرک جاتا رہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نشست گاہ پر اپنے ہاتھوں کو پھیرتے پھر ان ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر ملتے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ، جلد اول)

امام احمد رضا بریلوی سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص اپنے وعظ میں صاف انکار کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی تبرک اور حضور کے آثار شریفہ سے کوئی چیز اصلاً باقی نہیں، نہ صحابہ کے پاس تبرکات شریفہ سے کچھ تھا نہ کبھی کسی نبی کے آثار سے کچھ تھا۔

marfat.com
Marfat.com

آپ نے اس کا جو مدلل اور محققانہ جواب تحریر فرمایا ہے وہ ملاحظہ ہو :

ایسا شخص آیات واحادیث کا منکر اور سخت جاہل خاسر یا کمال گمراہ فاجر ہے اس پر توبہ فرض ہے اور بعد اطلاع بھی تائب نہ ہو تو ضرور گمراہ بد دین ہے۔

مقام ابراہیم

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبرکا و ھدی للعلمین فیہ آیات بینت مقام ابراھیم .

بیشک سب میں پہلا گھر کہ لوگوں کے لیے مقرر فرمایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کو راہ دکھاتا اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کا پتھر۔ جس پر کھڑے ہو کر انھوں نے کعبہ معظمہ بنایا ان کے قدم پاک کا نشان اس میں بن گیا۔

اجلہ محدثین عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ارزقی نے امام اجل مجاہد تلمیذ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کی۔

قال اثر قدمیہ فی المقام آیۃ بینۃ .

فرمایا کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے دونوں قدم پاک کا اس پتھر میں نشان ہو جانا یہ کھلی نشانی ہے جسے اللہ عزوجل آیات بینات فرمارہا ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے :

الفضیلۃ الثانیۃ لھذا البیت مقام ابراھیم و ھو الحجر الذی وضع ابراھیم قدمہ

marfat.com
Marfat.com

علیه فجعل الله ما تحت قدم ابراهیم علیه الصلاة و السلام من ذلک الحجر دون سائر اجزانه کالطین حتی غاص فیه قدم ابراهیم علیه الصلاة و السلام و هذا فما لا یقدر علیه الا الله تعالیٰ و لا یظهره الا علی انبیاء ثم لما رفع ابراهیم علیه الصلاة و السلام قدمه عنه خلق فیه الصلابة الحجریة مرة اخری ثم انه تعالیٰ ابقی ذلک الحجر علی سبیل الاستمرار و الدوام فهذه انواع من الآیات العجیبة و المجعزات الباهرة اظهر الله تعالیٰ فی ذلک الحجر.

یعنی کعبہ معظمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہیم ہے یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیا تر مٹی کی طرح نرم ہوگیا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا قدم اس میں پیر گیا اور یہ خاص قدرت الٰہیہ و معجزۂ انبیاء ہے پھر جب ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سختی پیدا کر دی کہ وہ نشان قدم محفوظ رہ گیا پھر اسے حق سبحانہ نے مدتہا مدت باقی رکھا تو اقسام اقسام کے عجیب وغریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

ارشاد العقل السلیم میں ہے :

ان کل واحد من اثر قدمیه فی صخرة صماء و غوصه فیها الی الکعبین و الانة بعض دون بعض و ابقائه دون سائر آیات الانبیاء علیهم الصلاة و السلام و حفظه مع کثرة الاعداء الوف سنة آیة مستقلة .

یعنی اسی ایک پتھر کو اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات فرمایا اس لیے کہ اس میں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا نشان قدم ہو جانا ایک، اور ان کے قدموں کا اس میں گٹوں تک پیر جانا دو، اور پتھر کا ایک ٹکڑا نرم

marfat.com
Marfat.com

ہو جانا باقی کا اپنے حال پر رہنا تین اور معجزات انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام میں اس معجزے کا باقی رکھنا چار، اور باوصف کثرت اعدا ہزاروں برس اس کا محفوظ رہنا پانچ، یہ ہر ایک بجائے خود ایک آیت ومعجزہ ہے۔

تابوت سکینہ

مولیٰ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قال لهم نبيهم ان آية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم و بقية مما ترك آل موسیٰ و آل هارون تحمله الملائكة ان في ذلك لاية لكم ان كنتم مومنين:

بنی اسرائیل کے نبی شمویل علیہ الصلاۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ سلطنت طالوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمھارے پاس تابوت جس میں تمھارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور موسیٰ و ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں فرشتے اسے اٹھا کر لائیں بیشک اس میں تمھارے لیے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

وہ تبرکات کیا تھے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہا ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے اور جس مراد میں اس سے توسل کرتے اجابت دیکھتے۔

ابن جریر و ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

و بقية مما ترك آل موسیٰ عصاه و رضاض الالواح.

marfat.com
Marfat.com

تابوت سکینہ میں تبرکات موسویہ سے ان کا عصا تھا اور تختیوں کی کرچیں۔

وکیع بن الجراح وسعید بن منصور عبد بن حمید وابن ابی حاتم ابوصالح تلمیذ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال كان في التابوت عصا موسى و عصا هارون و ثياب موسىٰ و ثياب هارون و لوحان من التوراة و المن و كلمة الفرج لا اله الا الله الحليم الكريم و سبحان الله رب السموات السبع و رب العرش العظيم و الحمد لله رب العالمين .

تابوت میں موسیٰ و ہارون علیہما الصلاۃ والسلام کے عصا اور دونوں حضرات کے ملبوس اور توریت کی دوتختیاں اور قدرے من کہ بنی اسرائیل پر اترا اور یہ دعائے کشائش **لا الـه الا الـلـه الحليم الخ.**

معالم التنزیل میں ہے۔

كان فيه عصا موسىٰ و نعلاه و عمامة هارون و عصاه الخ .

تابوت میں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کا عمامہ وعصا۔

موہائے مبارک کی تقسیم

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

ان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دعا بالحلاق و ناول الحالق شقه الايمن فحلقه ثم دعا ابا طلحة الانصاري فاعطاه اياه ثم ناول الشق الا يسر فقال احلق فحلقه

marfat.com
Marfat.com

فاعطاه ابا طلحة فقال اقسمه بين الناس .

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجام کو بلا کر سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مونڈنے کا حکم فرمایا پھر ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر وہ سب بال انھیں عطا فرما دیئے پھر بائیں جانب کے بالوں کو حکم فرمایا اور وہ ابوطلحہ کو دیے کہ انھیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔

نعلین مقدس

صحیح بخاری شریف کتاب اللباس میں عیسیٰ بن طہمان سے ہے۔

قال اخرج الينا انس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه نعلين لهما قبالان فقال ثابت البناني هذا نعل النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم.

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو نعل مبارک ہمارے پاس لائے کہ ہر ایک میں بندش کے دو تسمے تھے ان کے شاگرد رشید ثابت بنانی نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعل مقدس ہے۔

ازار وغیرہ کی زیارت

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

قال اخرجت الينا عائشة رضى الله تعالىٰ عنها كساء ملبدا و ازارا غليظا فقالت قبض رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى هذين .

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک رضائی یا کمبل اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا کہ وقت وصال اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دو کپڑے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

جبۂ مقدس سے شفایابی

صحیح مسلم شریف میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے :

انها اخرجت جبة طيالسية كسروانية لها لبنة ديباج و فرجيها مكفوفين بالديباج و قالت هذه جبة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كانت عند عائشة فلما قبضت قبضتها و كان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يلبسها فنحن نغسلها للمرضى نستشفى بها.

یعنی انھوں نے ایک اونی جبہ کسروانی ساخت نکالا اس کی پلیٹ ریشمین تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ ہے ام المومنین صدیقہ کے پاس تھا ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے تو ہم اسے دھودھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفا چاہتے ہیں۔

موئے مبارک کی زیارت

صحیح بخاری میں عثمان بن عبداللہ بن مواہب سے ہے :

قال دخلت على ام سلمة فاخرجت الينا شعرا من شعر النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مخضوبا.

میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت کرائی اس پر خضاب کا اثر تھا۔

آثار شریفہ کی شرعی حیثیت، ان کی تعظیم وتکریم اور ان سے تبرک وشفایابی کو دلائل و براہین سے

marfat.com
Marfat.com

ثابت کرنے کے بعد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

یہ چند احادیث خاص صحیحین سے لکھ دیں اور یہاں احادیث میں کثرت اور اقوال ائمہ کا تواتر بشدت اور مسئلہ خود واضح اور اس کا انکار جہل فاضح ہے۔ لہٰذا صرف ایک عبارت شفا پر اقتصار کریں فرماتے ہیں۔

آثار شریفہ کی تعظیم اور خالد بن ولید کی ٹوپی

ومن اعظامه و اكباره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اعظام جميع اسبابه و ما لمسه او عرف به و كانت في قلنسوة خالد بن الوليد رضى الله تعالىٰ عنه شعرات من شعره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فسقطت قلنسوته في بعض حروبه فشد عليها شدة انكر عليه اصحاب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كثرة من قتل فيها فقال لم افعلها بسبب القلنسوة بل لما تضمنته من شعره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لئلا تسلب بركتها و تقع في ايدى المشركين . و راى ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما واضعا يده على مقعد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من المنبر ثم وضعها على وجهه.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور سے کچھ علاقہ ہو حضور کی طرف منسوب ہو حضور نے اسے چھوا ہو یا حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو اس سب کی تعظیم کی جائے۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لیے ایسا شدید حملہ فرمایا جس پر اور صحابہ کرام نے انکار کیا اس لیے کہ اس شدید و سخت حملہ میں بہت مسلمان کام آئے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا یہ حملہ ٹوپی کے لیے نہ تھا بلکہ موئے مبارک کے لیے تھا کہ مبادا اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگیں۔ اور ابن

marfat.com
Marfat.com

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ منبر اطہر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو جگہ جلوس اقدس کی تھی اسے ہاتھ سے مس کر کے وہ ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لیا۔

خالد بن ولید کی حدیث ابو یعلی اور عبداللہ بن عمر کی حدیث ابن سعد نے طبقات میں روایت کی۔

(بدر الانوار فی آداب الآثار)

حضور اور آثار صالحین سے تبرک

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سلف صالحین کے آثار و باقیات سے تبرک و فیض حاصل کرنے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

برکت آثار بزرگاں سے انکار آفتاب روشن کا انکار ہے معہذا جب برکت آثار شریفہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلم اور پر ظاہر کہ اولیاء و علماء حضور کے ورثاء ہیں تو ان کے آثار میں برکت کیوں نہ ہوگی کہ آخر وارث برکات و وارث ایراث برکات ہیں۔

فقیر (امام احمد رضا بریلوی) غفر اللہ تعالیٰ کہ اتمام حجت کے لیے چند عبارات ائمہ و علماء کہ وہ سب آج سے سو برس پہلے اور بعض پانسو چھ سو برس پہلے کے تھے حاضر کرتا ہے کتب مطبوعہ کا نشان جلد و صفحہ بھی ظاہر کر دیا جائے گا کہ مراجعت میں آسانی ہو۔

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔

انی احب ان تاتینی و تصلی فی منزلی فاتخذه مصلی۔

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ یا رسول اللہ آپ ہمارے گھر تشریف لا کر نماز ادا فرمادیں تا کہ میں اس جگہ کو نماز کے لیے مقرر کرلوں۔

marfat.com
Marfat.com

عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عذر کے سبب سے یہ عرض کیا کہ وہ بروقت جماعت میں حاضر نہ ہو سکتے تھے جسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منظور فرمالیا۔ (مولف)

امام اجل ابوزکریا نووی جن کی ولادت باسعادت ۶۳۱ھ اور وفات شریف ۶۷۷ھ میں ہوئی شرح صحیح مسلم میں زیر حدیث عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

فی هذا الحديث انواع من العلم و فيه التبرک باثار الصالحين و فيه زيارة العلماء و الصلحاء الكبار و اتباعهم و تبريكهم اياهم.

اس حدیث میں بہت سارے علوم ہیں، اس میں آثار صالحین سے برکت حاصل کرنے کا ثبوت ہے اور اس حدیث میں بڑے بڑے علماء وصلحاء اور ان کے متبعین کی زیارت اور ان سے برکت کا حصول بھی ثابت ہے۔ (مولف)

نیز جلد اول ص ۱۴۷ اسی حدیث کے نیچے لکھتے ہیں۔

فی حديث عتبان فی هذا فوائد كثيرة منها التبرک بالصالحين و اثارهم و الصلوة فی المواضع التی صلوا بها و طلب التبرک منهم.

عتبان بن مالک کی اس حدیث میں بہت سارے فوائد ہیں ان فوائد میں سے یہ ہے کہ صالحین اور ان کے آثار و تبرکات سے برکت لینا اور ان مقامات میں نماز پڑھنا جہاں پر صالحین نے نماز پڑھی ہے اور ان سے برکت طلب کرنا، یہ سب جائز و درست ہے۔ (مولف)

حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔

فخرج بلال بوضوئه فمن نائل و ناضح.

marfat.com
Marfat.com

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آب وضو نکالا تو کچھ لوگ اسے لینے لگے اور کچھ لوگ لے کر اپنے اوپر چھڑکنے لگے۔ (مولف)

اس حدیث کے تحت شرح صحیح مسلم جلد اول، ص ۳۳۲ میں ہے۔

فیہ التبرک بآثار الصالحین و استعمال فضل طھورھم و طعامھم و شرابھم و لباسھم .

اس حدیث میں آثار صالحین سے تبرک کا ثبوت ہے اور ان کے وضو، ان کے کھانے پینے اور ان کے لباس کا استعمال کرنا بھی ثابت ہے۔ (مولف)

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔

اکل منہ و بعث بفضلہ الی .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانا تناول فرمانے کے بعد بچا ہوا میرے پاس بھیج دیتے تھے۔

(مولف)

شرح صحیح مسلم جلد دوم، ص ۲۵۶ میں امام نووی فرماتے ہیں۔

قال العلماء فی ھذہ انہ یستحب للاکل و الشارب ان یفضل مما یاکل و یشرب فضلۃ لیواسی بھا من بعدہ لا سیما ان کان ممن یتبرک بفضلہ .

علماء فرماتے ہیں کہ کھانے پینے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ کچھ کھانا اور پینا ضرور بچائے تا کہ بعد والے اس سے استفادہ کریں خصوصاً جب کہ کھانے اور پینے والا اہل علم و فضل میں سے ہو اور ان کے بچے ہوئے کو تبرک سمجھا جاتا ہو۔ اسے ضرور بچانا چاہیے۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے

سأل عن موضع اصابعه فتتبع موضع اصابعه .

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سالن میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیاں ڈالنے کی جگہ کو پوچھا پھر حضور کے انگلیاں رکھنے کی جگہ میں (کدو) تلاش کرنے لگے۔ (مولف)

شرح صحیح مسلم ج ۲، ص ۱۸۳ میں اس حدیث کے تحت میں ہے۔

فيه التبرک بآثار الخير فی الطعام وغيره .

اس حدیث میں کھانا وغیرہ میں آثار خیر سے حصول تبرک ثابت ہے۔ (مولف)

ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔

فجعل الناس يتمسحون بوضوئه .

پھر لوگ حضور جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آب وضو لے کر چہرے اور بدن پر ملنے لگے۔

(مولف)

امام احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد اول، ص ۱۸۳ پر اسی حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

استنبط منه التبرک لما يلامس اجساد الصالحين .

اس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ جو چیز صالحین کے جسم کو چھو جائے اس میں برکت ہی برکت ہے۔ (مولف)

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

انی و الله ما سالته لالبسها انما سألته لتكون كفني .

انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک چادر مانگی لوگوں نے اعتراض کیا کہ حضور کو خود اس وقت چادر کی ضرورت ہے اور تم نے مانگ لی جب کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کا سوال رد نہیں فرماتے ہیں اس پر حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ قسم خدا کی میں نے پہننے کے لیے سوال نہیں کیا میں نے اس لیے چادر مانگی تا کہ وہ میرا کفن بنے۔ (مولف)

اس حدیث کے تحت ارشاد الساری جلد اول، ص ۳۸۱ پر ہے۔

فيه التبرك باثار الصالحين قال اصحابنا لا يندب ان يعد لنفسه كفنا الا ان يكون من اثر ذى صلاح فحسن اعداده كما هنا.

اس حدیث میں آثار صالحین سے حصول برکت کا ثبوت ہے ہمارے علماء واصحاب فرماتے ہیں کہ اپنے لیے کفن تیار کر کے رکھنا مندوب نہیں ہے ہاں اگر کوئی کپڑا نیک آدمی کا تبرک ہو تو اسے کفن بنا کر رکھنا مستحسن ہے جیسا کہ سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کی چادر اطہر کا کفن بنا کر رکھا۔ (مولف)

جلد دوم ص ۳۲۴ مولانا علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴ھ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث نسائی کے نیچے کہ طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیۂ آب وضو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور سے مانگ کر اپنے ملک کو لے گئے یہ فائدہ لکھا۔

فيه التبرك بفضله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و نقله الى البلاد نظير ماء زمزم.

اس حدیث میں یہ ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بقیۂ وضو سے برکت حاصل کرنا اور اسے دور دراز شہروں میں لے جانا جائز ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے آب زمزم کو دور دراز شہروں میں

marfat.com
Marfat.com

لے جاتے ہیں۔

ملا علی قاری اسی کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ویوخذ من ذٰلك ان فضلة وارثيه من العلماء والصلحاء كذٰلك

اور اس حدیث سے یہ حکم بھی اخذ کیا جاتا ہے کہ علماء و صلحاء جو حضور کے وارث ہیں ان کا بقیہ وضو وغیرہ بھی ایسا ہی متبرک ہے۔ (مؤلف)

مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا۔

دریں حدیث استحباب تبرک است بہ بقیہ آب وضوے وپس ماندہ آنحضرت ونقل آن ببلاد و مواضع بعیدہ مانند آب زمزم وآنحضرت چوں در مدینہ می بود آب زم زم را از حاکم مکہ می طلبید و تبرک می ساخت وفضلہ وارثان او کہ علماء و صلحائند و تبرک بآثار و انوار ایشاں ہم بریں قیاس ست۔

اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باقی ماندہ آب وضو سے برکت لینے اور اسے دور دراز شہروں وملکوں میں لے جانے کا استحباب ثابت ہے جیسا کہ آب زم زم کو مختلف مقامات پر لے جایا جاتا ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے تو مکہ کے حاکم سے آب زم زم طلب فرمایا اور اسے تبرک بنایا۔ علماء و صلحاء جو حضور کے وارث و نائب ہیں ان کا باقی ماندہ آب وضو اور ان کے آثار و انوار اسی طرح متبرک و بابرکت ہیں۔ (مؤلف)

آثار مسلمین سے حضور کا تبرک

اس بحث کے آخر میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ حدیث صحیح سے ثابت کرے کہ خود حضور پُرنور سیّد یوم النشور، افضل صلوات اللہ تعالیٰ واجل تسلیماتہ علیہ وعلیٰ آلہ وذریاتہ

marfat.com
Marfat.com

آثار مسلمین سے تبرک فرماتے۔ و لله الحجة البالغة.

طبرانی معجم اوسط اور ابونعیم حلیہ میں حضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عُمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال كان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يبعث الى المطاهر فيوتى بالماء فيشربه يرجو به بركة ايدى المسلمين.

یعنی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کی طہارت گاہوں مثل حوض وغیرہ سے جہاں اہل اسلام وضو کیا کرتے پانی منگا کر نوش فرماتے اور اس سے مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت لینا چاہتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر ج ۲، ص ۲۶۹ پھر علامہ علی بن احمد عزیزی سراج المنیر ج ۳، ص ۱۴۷ شروح جامع صغیر میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں باسناد صحیح، علامہ محمد حفنی اپنی تعلیقات علی الجامع میں فرماتے ہیں۔

يرجو به بركة الخ لانهم محبوبون لله تعالىٰ بدليل ان الله يحب التوابين و يحب المتطهرين.

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقیہ آب وضوئے مسلمین میں اس وجہ سے امید برکت رکھتے کہ وہ محبوبان خدا ہیں قرآن عظیم میں فرمایا بیشک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے طہارت والوں کو۔ الله اكبر ، الله اكبر.

یہ حضور پرنور سید المبارکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جن کی خاک نعلین پاک تمام جہان کے لیے تبرک دل و جان وسرمہ چشم دین وایمان ہے وہ اس پانی کو جس میں مسلمانوں کے ہاتھ دھلے تبرک

marfat.com
Marfat.com

ٹھہرائیں اور اسے منگا کر بغرض حصول برکت نوش فرمائیں حالاں کہ واللہ! مسلمانوں کے دست و زبان و دل و جان میں جو برکتیں ہیں سب انھیں نے عطا فرمائیں انھیں کی نعلین پاک کے صدقے میں ہاتھ آئیں۔

یہ سب تعلیم امت و تنبیہ مشغولان خواب غفلت کے لیے تھا کہ یوں نہ سمجھیں تو اپنے مولیٰ و آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل سن کر بیدار اور برکت آثار اولیاء و علماء کے طلب گار ہوں پھر کیسا جاہل ومحروم وہ نافہم ملوم کہ محبوبان خدا کے آثار کو تبرک نہ جانے اور اس سے حصول برکت نہ مانے۔ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم . (بدر الانوار فی آداب الآثار)

آثار و تبرکات کے لیے سند کی حاجت نہیں

آثار و تبرکات کی شرعی حیثیت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار و تبرکات شریفہ کی تعظیم دین و مسلمان کا فرض عظیم ہے، تابوت سکینہ جس کا ذکر قرآن عظیم میں ہے جس کی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے اس میں کیا تھا؟

بقیۃ مما ترک آل موسیٰ و آل ھارون .

موسیٰ و ہارون علیہما الصلاۃ والسلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ و السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کا عمامہ وغیرہا۔

ولہٰذا تواتر سے ثابت کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہوتا صحابہ و تابعین و ائمہ دین ہمیشہ اس کی تعظیم و حرمت اور اس سے طلب برکت

marfat.com
Marfat.com

فرماتے آئے۔

اور دین حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی کہ اس کے لیے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ جو چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین سے ہے۔

شفاء شریف و مواہب لدنیہ و مدارج شریف وغیرہا میں ہے۔

من اعظامه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اعظام جميع اسبابه و ما لمسه او عرف به صلى الله تعالىٰ عليه وسلم .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے ان تمام اشیاء کی تعظیم جن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ علاقہ ہو اور جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھوا ہو یا جو حضور کے نام پاک سے مشہور ہو۔

یہاں تک کہ برابر ائمہ دین و علماء معتمدین نعل اقدس کی شبیہ و مثال کی تعظیم فرماتے رہے اور اس سے صدہا عجیب مددیں پائیں اور اس کے باب میں مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں، جب نقشے کی یہ برکت و عظمت ہے تو خود نعل اقدس کی برکت و عظمت کو خیال کیجیے پھر ردائے اقدس و جبہ مقدسہ و عمامہ مکرمہ پر نظر کیجیے پھر ان تمام آثار و تبرکات شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم و اعلیٰ و اکرم و اولیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناخن پاک کا تراشہ ہے کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ جزء بدن والا ہے اور اس سے اجل و اعظم وارفع و اکرم حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا موئے مطہر ہے۔ مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان و زمین ہرگز اس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے۔

اور ابھی تصریحات ائمہ سے معلوم ہو لیا کہ تعظیم کے لیے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند بلکہ صرف نام پاک سے اس شی کا اشتہار کافی ہے ایسی جگہ بے ادراک سند تعظیم سے باز نہ رہے گا مگر بیمار دل پر

marfat.com
Marfat.com

آزار دل جس میں نہ عظمت شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروجہ کافی نہ ایمان کامل۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ان یک فعلیہ کذبہ و ان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم .

اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر اور اگر سچا ہے تو تمھیں پہنچ جائیں گے بعض وہ عذاب جن کا وہ تمھیں وعدہ دیتا ہے۔

اور خصوصاً جہاں سند بھی موجود ہو پھر تو تعظیم واعزاز وتکریم سے باز نہیں رہ سکتا مگر کوئی کھلا کافر یا چھپا منافق۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مصنوعی تبرکات کا حکم

اور یہ کہنا کہ آج کل اکثر لوگ مصنوعی تبرکات لیے پھرتے ہیں اگر یوں ہی مجمل بلاتعین شخص ہو یعنی کسی شخص معین پر اس کی وجہ سے الزام یا بدگمانی مقصود نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ نہیں اور بلاثبوت شرعی کسی شخص کی نسبت حکم لگا دینا کہ یہ ان ہی میں سے ہے جو مصنوعی تبرکات لیے پھرتے ہیں ضرور ناجائز وگناہ و حرام ہے کہ اس کا منشاء صرف بدگمانی ہے اور بدگمانی سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ایاکم و الظن فان الظن اکذب الحدیث.

بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

ائمہ دین فرماتے ہیں :

انما ینشوء الظن الخبیث من القلب الخبیث .

marfat.com
Marfat.com

خبیث گمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔

تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں ان کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اس کا کچھ مانگنا سخت شنیع ہے جو تندرست ہو اعضا صحیح رکھتا ہو نوکری خواہ مزدوری اگرچہ ڈلیا ڈھونے کے ذریعہ سے روٹی کما سکتا ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا تحل الصدقة لغنی و لا لذی مرة سوی .

غنی یا سکت والے تندرست کے لیے صدقہ حلال نہیں۔

علماء فرماتے ہیں :

- **ما جمع السائل بالتکدی فهو الخبیث .**

سائل جو مانگ کر جمع کرتا ہے وہ خبیث ہے۔

اس پر ایک شناعت یہ ہوئی دوسری شناعت سخت تر یہ ہے کہ دین کے نام سے دنیا کماتا ہے اور **یشترون بایتی ثمنا قلیلا** کے قبیل میں داخل ہوتا ہے۔ تبرکات شریفہ بھی اللہ عزوجل کی نشانیوں سے عمدہ نشانیاں ہیں ان کے ذریعہ سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنے والا دنیا کے بدلے دین بیچنے والا ہے۔ شناعت سخت تر یہ ہے کہ اپنے اس مقصد فاسد کے لیے تبرکات شریفہ کو شہر شہر در بدر لیے پھرتے ہیں اور ہر کس و ناکس کے پاس لے جاتے ہیں یہ آثار شریفہ کی سخت توہین ہے۔

خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عالم دار الہجرۃ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی تھی کہ ان کے یہاں جا کر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں ارشاد فرمایا میں علم کو ذلیل نہ کروں گا

marfat.com

Marfat.com

انھیں پڑھنا منظور ہے تو خود حاضر ہوا کریں عرض کی وہیں حاضر ہوں گے مگر اور طلبہ پر ان کو تقدیم دی جائے فرمایا یہ بھی نہ ہوگا سب یکساں رکھے جائیں گے آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا۔

یوں ہی امام شریک نخعی سے خلیفہ وقت نے چاہا تھا کہ ان کے گھر جا کر شاہزادوں کو پڑھا دیا کریں انکار کیا کہا آپ امیر المومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے فرمایا یہ نہیں بلکہ میں علم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا۔

رہا یہ کہ بے اس کے مانگے زائرین کچھ اسے دیں اور یہ لے، اس میں تفصیل ہے، شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ ہے کہ **المعهود عرفا کالمشروط لفظا**. جو لوگ تبرکات شریفہ شہر بہ شہر لیے پھرتے ہیں ان کی نیت و عادت قطعاً معلوم کہ اس کے عوض تحصیل زر و جمع مال چاہتے ہیں یہ قصد نہ ہو تو کیوں دور دراز سفر کی مشقت اٹھائیں ریلوں کے کرائے دیں اگر کوئی ان میں زبانی کہے بھی کہ ہماری نیت فقط مسلمانوں کو زیارت سے بہرہ مند کرنا ہے تو ان کا حال ان کے قال کی صریح تکذیب کر رہا ہے۔ ان میں علی العموم وہ لوگ ہیں جو ضروری ضروری طہارت و صلاۃ سے بھی آگاہ نہیں اس فرض قطعی کے حاصل کرنے کو کبھی دس پانچ کوس یا شہر ہی کے کسی عالم کے پاس گھر سے آدھ میل جانا پسند نہ کیا مسلمانوں کو زیارت کرانے کے لیے ہزاروں کوس سفر کرتے ہیں پھر جہاں زیارتیں ہوں اور لوگ کچھ نہ دیں وہاں ان صاحبوں کے غصے دیکھیے پہلا یہ حکم لگایا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ محبت نہیں گویا ان کے نزدیک محبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ایمان اسی میں منحصر ہے کہ حرام طور پر کچھ ان کی نذر کر دیا جائے۔ پھر جہاں نہیں ملے بھی مگر ان کے خیال سے تھوڑا ہو ان کی سخت شکایتیں اور مذمتیں ان سے سن لیجیے اگر چہ وہ دینے والے علماء و صلحا ہوں اور مال حلال سے دیا ہو اور جہاں پیٹ بھر کے مل گیا وہاں کی لمبی چوڑی تعریفیں لے لیجیے اگر چہ وہ دینے والے فساق فجار بلکہ بد مذہب ہوں اور مال حرام سے دیا ہو۔ تو قطعاً معلوم کہ وہ زیارت نہیں کراتے مگر لینے کے لیے اور زیارت کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ ضرور کچھ دینا پڑے گا تو اب یہ صرف سوال ہی نہ ہوا بلکہ بحسب عرف زیارت شریفہ پر اجارہ ہو گیا اور وہ بچند وجہ

marfat.com
Marfat.com

حرام ہے۔

اولاً: زیارت آثار شریفہ کوئی ایسی چیز نہیں جو زیر اجارہ داخل ہو سکے۔

کما صرح به فی رد المحتار وغیره ان ما یوخذ من النصاریٰ علی زیارة بیت المقدس حرام و هذا اذا کان حراما اخذه من کفار دور الحرب کالروس وغیرهم فکیف من المسلمین ان هو الا ضلال مبین.

جیسا کہ ردالمحتار وغیرہ میں تصریح ہے کہ بیت المقدس کی زیارت پر نصاریٰ سے کچھ لینا حرام ہے اور یہ تو روس وغیرہ دارالحرب کے کفار سے لینا حرام ہے تو مسلمانوں سے لینا کیوں کر حلال ہوگا۔ یہ تو کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ (مولف)

ثانیاً: اجرت مقرر نہیں ہوئی کیا دیا جائے گا اور جو اجارے شرعاً جائز ہیں ان میں بھی اجرت مجہول رکھی جانا اسے حرام کر دیتا ہے نہ کہ جو سرے سے حرام ہے کہ حرام در حرام ہوا اور یہ حکم جس طرح گشتی صاحبوں کو شامل ہے مقامی حضرات بھی اس سے محفوظ نہیں جب کہ اسی نیت سے زیارت کراتے ہوں اور ان کا یہ طریقہ معلوم و معروف ہو ہاں اگر کسی بندۂ خدا کے پاس کچھ آثار شریفہ ہوں اور وہ انھیں بہ تعظیم اپنے مکان میں رکھے اور جو مسلمان اس کی درخواست کرے محض لوجہ اللہ اسے زیارت کرا دیا کرے کبھی کسی معاوضہ، نذرانہ کی تمنا نہ رکھے پھر اگر وہ آسودہ حال نہیں اور مسلمان بطور خود قلیل یا کثیر بنظر اعانت اسے کچھ دے تو اس کے لیے لینے میں اس کو کچھ حرج نہیں۔ باقی گشتی صاحبوں کو عموماً اور مقامی صاحبوں میں خاص ان کو جو اس امر پر اخذ نذور کے ساتھ معروف و مشہور ہیں شرعاً جواز کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ مگر ایک وہ یہ کہ خدائے تعالیٰ ان کو توفیق دے نیت اپنی درست کریں اور اس شرط عرفی کے رد کے لیے صراحۃً اعلان کے ساتھ ہر جلسے میں کہہ دیا کریں کہ مسلمانو! یہ آثار شریفہ تمھارے نبی

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا فلاں ولی معزز ومکرم کے ہیں کہ محض خالصاً لوجہ اللہ تمہیں ان کی زیارت کرائی جاتی ہے ہرگز ہرگز کوئی بدلہ یا معاوضہ مطلوب نہیں اس کے بعد اگر مسلمان کچھ نذر کریں تو اسے قبول کرنے میں کچھ حرج نہ ہوگا۔

فتاویٰ قاضی خان وغیرہا میں ہے۔

ان الصریح یفوق الدلالة .

بیشک صراحت دلالت سے بڑھ کر ہے۔ (مولف)

اور اس کی صحت نیت پر دلیل یہ ہوگی کہ کم پر ناراض نہ ہو بلکہ اگر چلے گزر جائیں لوگ فوج فوج زیارتیں کر کے یوں ہی چلے جائیں اور کوئی پیسہ نہ دے جب بھی اصلاً دل تنگ نہ ہو اور اسی خوشی وشادمانی کے ساتھ مسلمانوں کو زیارت کرایا کرے اس صورت میں یہ لینا دینا دونوں جائز وحلال ہوں گے اور زائرین ومزور دونوں اعانت مسلمین کا ثواب پائیں گے اس نے سعادت وبرکت دے کر ان کی مدد کی انھوں نے دنیا کی متاع قلیل سے فائدہ پہنچایا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعه .

تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے تو پہنچائے۔

اسے امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیه

marfat.com

Marfat.com

اللہ اپنے بندہ کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے۔ یہ حدیث بخاری و مسلم نے روایت فرمائی۔

علی الخصوص جب یہ تبرکات والے سادات کرام ہوں تو اب ان کی خدمت اعلیٰ درجہ کی برکت و سعادت ہے۔

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اولاد عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس کا صلہ دنیا میں نہ پائے میں بہ نفس نفیس روز قیامت اس کا صلہ عطا فرماؤں گا۔

اور اگر زیارت کرانے والے کو اس کی توفیق نہ ہو تو زیارت کرنے والے کو چاہئے خود ان سے صاف صراحۃً کہہ دے کہ نذر کچھ نہیں دی جائے گی خالصاً لوجہ اللہ اگر آپ زیارت کراتے ہیں کرایئے اس پر اگر وہ صاحب نہ مانیں ہرگز زیارت نہ کرے کہ زیارت ایک مستحب ہے اور یہ لین دین حرام، کسی مستحب شی کے حاصل کرنے کے واسطے حرام کو اختیار نہیں کر سکتے۔

اشباہ و نظائر و غیر ہا میں ہے۔

ما حرم اخذه حرم اعطاء ہ .

جس کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام ہے۔ (مولف)

درمختار میں ہے۔

الاخذ و المعطی آثمان .

لینے والے اور دینے والے دونوں گنہ گار ہیں۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

اسی درمختار میں تصریح ہے کہ جو تندرست ہو اور کسب پر قادر ہو اسے دینا حرام ہے کہ دینے والے اس سوال حرام پر اس کی اعانت کرتے ہیں اگر نہ دیں خواہی نہ خواہی عاجز ہو اور کسب کرے اور اگر اس کی غرض زیارت کرنے والے صاحب نے قبول کرلی تو اب سوال و اجرت کا قدم درمیان سے اٹھ گیا بے تکلف زیارت کرے دونوں کے لیے اجر ہے اس کے بعد حسب استطاعت ان کی نذر کردے یہ لینا دینا دونوں کے لیے حلال اور دونوں کے لیے اجر ہے۔ بحمدہ تعالیٰ فقیر کا یہی معمول ہے اور توفیق خیر اللہ تعالیٰ سے مسئول ہے۔ (بدرالانوار فی آداب الآثار)

روضۂ منورہ کی نقل اور آثار شریفہ کو دیکھ کر درود پڑھنا

روضۂ انور کی نقل صحیح اور دیگر آثار مقدسہ کو دیکھ کر درود شریف پڑھنے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

روضۂ منورہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل صحیح بلاشبہ معظمات دینیہ سے ہے اس کی تعظیم و تکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضائے ایمان ہے۔ ع

اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسی داری

اس کی زیارت بآداب شریعت اور اس وقت درود شریف کی کثرت ہر مومن کی شہادت قلب و بداہت عقل سے مستحب و مطلوب ہے۔

علامہ تاج فاکہانی فجر منیر میں فرماتے ہیں:

من فوائد ذلک ان من لم یمکنه زیارة الروضة فلیبرز مثالها و لیلثمه مشتاقا لانه ناب مناب الاصل کما قد ناب مثال نعله الشریف مناب عینها فی المنافع و الخواص بشهادة التجربة الصحیحة و لذا جعلوا له من الاکرام و الاحترام ما یجعلون

marfat.com
Marfat.com

للمنوب عنه .

یعنی روضۂ مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضۂ اقدس کی زیارت نہ ملے وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے کہ یہ نقل اسی اصل کے قائم مقام ہے جیسے نعل مبارک کا نقشہ منافع وخواص میں یقیناً خود اس کا قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے ولہذا علماء دین نے اس کی نقل کا اعزاز واکرام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔

اسی طرح دلائل الخیرات ومطالع المسرات وغیرہما معتبرات میں ہے۔

اس بحث کی تفصیل جمیل فقیر (امام احمد رضا بریلوی) کے رسالہ ''شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ ۱۳۱۵ھ'' میں ہے یہاں لفظ زیارت کی ممانعت محض جہالت ہے اور معاذ اللہ درود شریف کی ممانعت اور سخت حماقت اور صراحۃً شریعت مطہرہ پر افتراء وتہمت ہے۔

علامہ طاہر فتنی مجمع البحار میں اپنے استاذ حضرت عارف باللہ سیدی علی متقی مکی وہ اپنے استاذ امام ابن حجر مکی رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں۔

من استيقظ عند اخذ الطيب و شمه الى ما كان عليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من صحبته للطيب و صلى عليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لما وقر فى قلبه من جلالته و استحقاقه على كل امته ان يلحظوا بعين نهاية الاجلال عند روية شئ من آثاره او ما يدل عليها فهو آت بما له فيه اكمل الثواب الجزيل و قد استحبه العلماء لمن رأى شيئا من آثاره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و لا شك ان من استحضر ما ذكرته عند شمه للطيب يكون كالرائى بشئ من آثاره الشريفة فى المعنى فليس به الاكثار من الصلاة و السلام عليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حينئذ.

marfat.com
Marfat.com

اسی ارشاد جمیل میں صاف تصریح جمیل ہے کہ تمام امت پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق ہے کہ جب حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار شریفہ سے کوئی چیز دیکھیں یا وہ شیٔ دیکھیں جو حضور کے آثار شریفہ سے کسی چیز پر دلالت کرتی ہو تو اس وقت کمال ادب و تعظیم کے ساتھ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور لائیں اور درود و سلام کی کثرت کریں ولہٰذا جو خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت یاد کرے کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے دوست رکھتے تھے وہ بھی گویا معنیً آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے اسے اس وقت درود پڑھنے کی کثرت مسنون ہونی چاہیئے۔

تو نقل روضۂ مبارکہ کہ صاف صاف مایدل علیہا میں داخل ہے اس کی زیارت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر درود و تسلیم کیوں نہ مستحب ہوگی۔

(بدر الانوار فی آداب الآثار)

ابو محذورہ کے گیسو

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف شریف فتح فرمایا اذان ہوئی بچوں نے اس کی نقل کی ان میں ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کی آواز بہت اچھی تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو بلایا اور سر پر دست مبارک رکھا اور ان کو موذن مقرر فرما دیا ماں نے برکت کے لیے پیشانی کے ان بالوں کو جن پر دست اقدس رکھا گیا تھا محفوظ رکھا۔ جس وقت بال کھولے جاتے تو زمین پر آ جاتے تھے۔

(الملفوظ حصہ دوم)

اعضائے شریفہ سے تبرک کا طریقہ

اعضائے شریفہ سے استفادہ اور ان سے حصول برکت کا طریقہ بیان کرتے ہوئے امام احمد رضا

marfat.com
Marfat.com

بریلوی فرماتے ہیں:

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اعضائے شریفہ مثلاً موئے مبارک اور دندان شریف اور ناخن شریف کا کھانا ناجائز وحرام ہے، ابتذال وتوہین ہے اور جو چیز حرام کی گئی ہے اس کی حلت کی کوئی وجہ نہیں وہ مباح نہیں ہوسکتی اگر تبرک چاہتا ہے پانی میں دھوکر پیئے۔ (الملفوظ، حصہ چہارم)

حضور کا آب وضو

سنن نسائی شریف میں ہے طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور کا بقیہ وضو مانگا حضور نے پانی منگا کر وضو فرمایا اور اس میں کلی ڈالی پھر ان کے برتن میں کر دیا اور ارشاد فرمایا جب اپنے شہر میں پہنچو

فاكسروا بيعتكم و انضحوا مكانها بهذا الماء و اتخذوها مسجدا.

اپنا گرجا توڑ و اور اس زمین پر یہ پانی چھڑکو اور وہاں مسجد بناؤ۔

انھوں نے اور ان کے ساتھیوں نے عرض کی شہر دور ہے اور گرمی سخت وہاں تک جاتے جاتے پانی خشک ہوجائے گا فرمایا

مدوه من الماء فانه لا يزيده الا طيبا.

اس میں اور پانی ملاتے رہنا کہ پاکیزگی ہی بڑھے گی۔

چاہ اہاب میں حضور نے کلی فرمائی

مدینہ طیبہ کے عوالی میں جانب غرب کے سنگستان میں ایک کنواں ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلی فرمائی تھی، جب سے برابر اہل مدینہ اس سے تبرک کرتے ہیں اہل اسلام اس کا پانی

marfat.com
Marfat.com

زم زم شریف کی طرح دور دور لے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کا نام ہی زم زم ہو گیا ہے۔

امام سید نور الدین علی سمہودی مدنی قدس سرہ خلاصۃ الوفاء شریف میں فرماتے ہیں

بئر اهاب بصق رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فيها و هي بالحرة الغربية معروفة اليوم بزمزم و قد قال المطرى لم يزل اهل المدينة قديما و خلفا يتبركون بها و ينقل الى الافاق من ماء ها كما ينقل من زمزم يسمونها ايضا زمزم لبركتها.

چاہ اہاب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلی فرمائی وہ پچھم کی پتھریلی زمین میں ہے آج زم زم کے نام سے مشہور ہے اور بیشک مطری نے کہا کہ ہمیشہ اہل مدینہ سلف سے خلف تک اس سے تبرک کرتے ہیں دور دور شہروں کو زم زم کی طرح اس کا پانی مسلمان لے جاتے ہیں اس کی برکت کے سبب اسے بھی زم زم کہتے ہیں۔ (فتاویٰ افریقہ)

موئے مبارک سے شفایابی

صحیح بخاری و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ میں عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے مروی:

قال دخلت على ام سلمة رضى الله تعالىٰ عنها فاخرجت شعرا من شعر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم (مخضوبا [زاد الاخيران] (بالحناء و الكتم)

یعنی میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک (جو ان کے پاس تبرکات شریفہ میں رکھے تھے جس بیمار کو اس کا پانی دھو کر پلاتیں فوراً شفا پاتا تھا) نکالے (مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے)

marfat.com
Marfat.com

ان ہی عثمان بن عبداللہ سے ان ہی موئے اقدس کی نسبت صحیح بخاری شریف میں مروی

ان ام سلمة رضی الله تعالیٰ عنها ارته شعر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم احمر.

یعنی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انھیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک سرخ رنگ دکھائے۔

اسی حدیث میں امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دوسری روایت یوں ہے۔

شعرا احمر مخضوبا بالحناء و الکتم.

یعنی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے موئے مبارک سرخ رنگ دکھائے جن پر حنا و کتم کا خضاب تھا۔

(فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۳۲)

آثار شریفہ سے تبرک

آثار مقدسہ سے ہر زمانے میں تبرک حاصل کیا گیا اور ان کی تعظیم وتکریم کی گئی اور یہ کہ آثار مقدسہ کے ثبوت کیلیے کسی سند کی حاجت نہیں ان کا مشہور ومعروف ہوجانا ہی کافی ہے، اس مضمون سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

فی الواقع آثار شریفہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرک سلفاً وخلفاً زمانہ اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک بلانکیر رائج ومعمول اور باجماع مسلمین مندوب ومحبوب بکثرت احادیث صحیحہ صحیح بخاری ومسلم وغیرہما صحاح وسنن وکتب حدیث اس پر ناطق جن میں بعض کی تفصیل فقیر نے کتاب ''البارقة الشارقة علیٰ مارقة المشارقة'' میں ذکر کی اور ایسی جگہ ثبوت یقینی

marfat.com
Marfat.com

یا سند محدثانہ کی اصلاً حاجت نہیں، اس کی تحقیق و تنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم و تبرک سے باز رہنا سخت محرومی و کم نصیبی ہے، ائمہ دین نے صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے اس شی کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے۔

امام قاضی عیاض ''شفا شریف'' میں فرماتے ہیں:

من اعظامه و اكباره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اعظام جميع اسبابه و اكرام مشاهده و امكنته من مكة و المدينة و معاهده و ما منه عليه الصلاة و السلام او عرف به .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و بڑائی میں سے یہ ہے کہ حضور کے تمام اسباب و مشاہد اور حضور کے رہنے کی جگہ جیسے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ اور حضور کے معاہد و مامن یا حضور سے منسوب جو چیز مشہور ہے ان سب کی تعظیم و تکریم کرنا۔ (مولف)

نعل مطہر کے نقشے اور اس سے تبرک

اسی طرح طبقۃً فطبقۃً، شرقاً، غرباً، عجماً، عرباً، علمائے دین وائمہ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلاۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے، کتابوں پر تحریر فرماتے آئے اور انھیں بوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے اور دفع امراض وحصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کیے اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات و آثار اس سے پایا کیے۔

علامہ ابوالیمن ابن عساکر و شیخ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علماء نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں۔

marfat.com
Marfat.com

اور علامہ احمد مقری کی فتح المتعال فی مدح خیر النعال اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف سے ہے۔

علامہ ابوالربیع سلیمان بن سالم کلاعی، وقاضی شمس الدین ضیف اللہ رشیدی وشیخ فتح اللہ بیلونی طبی معاصر علامہ مقری وسید محمد موسیٰ حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح وشیخ محمد بن فرج سبتی وشیخ محمد بن رشید فہری سبتی وعلامہ ابوالیمن ابن عساکر وعلامہ ابوالحکم مالک بن عبدالرحمٰن بن علی مغربی وامام ابوبکر احمد بن امام ابومحمد عبداللہ بن حسین انصاری قرطبی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نقشۂ نعل مقدس کی مدح میں قصائد عالیہ تصنیف فرمائے۔ ان سب میں اسے بوسہ دینے، سر پر رکھنے کا حکم واستحسان مذکور اور یہی مواہب لدنیہ امام علامہ احمد قسطلانی وشرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور۔

نقشۂ نعل مقدس کے فوائد

علماء فرماتے ہیں جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو ظلم ظالمین وشر شیاطین وچشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے۔ عورت دردِ زہ کے وقت اپنے ہاتھ میں لے آسانی ہو۔ جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہ خلق میں معزز ہو، زیارت روضۂ اقدس نصیب ہو، یا خواب میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہو جس لشکر میں ہو نہ بھاگے، جس قافلہ میں ہو نہ لٹے، جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے، جس مال میں ہو نہ چرے، جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو، جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو، موضع درد ومرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں، مہلکوں، مصیبتوں میں اس سے توسل کر کے نجات وفلاح کی راہیں کھلی ہیں، اس باب میں حکایات صلحاء وروایات علماء بکثرت ہیں کہ امام تلمسانی وغیرہ نے فتح المتعال وغیرہ میں ذکر فرمائیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۹۲)

نعل مبارک اور اس کے نقشے کا احترام

علامہ محمد بن احمد بن علی فاسی قصری مطالع میں فرماتے ہیں :

marfat.com
Marfat.com

و قد استنابو امثال النعل عن النعل و جعلوا له من الاکرام و الاحترام ما للمنوب عنه و ذکروا له خواص و برکات و قد جربت و قالوا فيه اشعارا کثيرة و الفوا في صورته و رووه بالاسانيد و قد قال القائل .

اذا مــا الشــوق اقــلــقــنــى اليهــا
و لــم اظــفــر بــمــطــلــوبــى لــديهــا

●

نــقــشــت مــثــالهــا فــى الــكــف نــقــشــا
و قــلــت لــنــاظـرى قــصــرا عــليهــا

علمائے کرام نے نعل مقدس کے نقشے کو نعل مقدس کا قائم مقام بنایا اور اس کے لیے وہی اکرام و احترام جو اصل کے لیے تھا ثابت ٹھہرایا اور اس نقشۂ مبارک کے لیے خواص و برکات ذکر فرمائے اور بلاشبہ وہ تجربے میں آئے اور اس میں بکثرت اشعار کہے اور اس کی تصویر میں رسالے تصنیف کیے اور اسے سندوں کے ساتھ روایت کیا اور کہنے والے نے کہا۔

جب اس کی آتش شوق میرے سینے میں بھڑکتی ہے اور اس کا دیدار میسر نہیں ہوتا، اس کی تصویر ہاتھ پر کھینچ کر آنکھ سے کہتا ہوں اسی پر بس کر۔

نقشۂ نعل مبارک کی توصیف

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں :

- قد ذکر ابو اليمن ابن عساکر تمثال نعله الکريم عليه افضل الصلاة و التسليم

marfat.com
Marfat.com

فی جزء مفرد رویته قراء ۃ و سماعا و کذا افرده بالتالیف ابو اسحٰق ابراهیم بن محمد بن خلف السلمی المشهور بابن الحاج من اهل المریة بالاندلس و کذا غیرهما لله و در ابی الیمن ابن عساکر حیث قال :

یا منشدا فی رسم ربع خال
و منا شد الدواس الاطلال

دع ندب آثار و ذکر مآثر
لاحبة بانوا و عصر خال

و الثم ثری الاثر الکریم محبدا
ان فزت هنه بلثم ذو التمثال

صافح بها خدا و عفر وجنة
فی تربها وجد وفرط تفال

یا شبه نعل المصطفیٰ روح الفداء
لحلک الاسمی الشریف العالی

هملت لمراک العیون و قد نآی
و قا العیون بخیر ما اهمال

و تذکرت عهد العقیق فتأثرت
شوقا عقیق المدمع الهطال

اذکرتنی قدما لها قدم العلی
و الجود و المعروف و الافضال

marfat.com
Marfat.com

لو ان خدی یحتذی نعلا لھا
لبلغت من نیل المنی آمال

او ان اجفانی لوط و نعالھا
ارض سمت عزا بذا الاذلال

خلاصہ یہ کہ ابوالیمن ابن عساکر نے نقشہ نعل اقدس کے باب میں ایک مستقل جز تالیف کیا جسے میں نے استاذ پر پڑھ کر اور استاد سے سن کر روایت کیا اور اسی طرح ابن الحاج اندلسی وغیرہما علماء نے اس بارہ میں مستقل تصنیفیں کیں۔ اور اللہ عزوجل کے لیے ہے خوبی ابوالیمن وابن عساکر کی کیا خوب قصیدہ مدح شبیہ شریف میں لکھا ہے جس میں فرماتے ہیں۔

اے فانی کی یاد کرنے والے ان چیزوں کی یاد چھوڑ اور تبرکات شریفہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاک بوسی کر، زہے نصیب اگر تجھے اس تصویر نعل مبارک کا بوسہ ملے اپنا رخسار اس پر رکھ اور اس کی خاک پر اپنا چہرہ مل۔ اے نعل مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر تیری عزت وشرف بلندی پر میری جان قربان تجھے دیکھ کر آنکھیں ایسی بہہ نکلیں کہ اب تھمنا بہت دور ہے تجھے دیکھ کر انھیں مدینے کی وادی عقیق میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفتار یاد آ گئی۔ لہٰذا اپنے اشک رواں کے سرخ سرخ عقیق نچھاور کر رہے ہیں، اے تصویر نعل مبارک تو نے مجھے وہ قدم پاک یاد دلا دیا جس کے بلندی وجود واحسان وفضل قدیم سے ہیں اگر میرا رخسارہ تراش کر اس قدم پاک کے لیے کفش بنائے تو دل کی تمنا برآتی یا میری آنکھ ان کی کفش مبارک کے لیے زمین ہوتی تو اس زمین ہونے سے عزت کا آسمان بن جاتی۔ ع جزاک اللہ خیرا یا ابا الیمن

نقشہ نعل کے اوصاف

ابوالحکم بن عبدالرحمٰن الشہیر بابن الرحل کہ فضلائے مغاربہ سے ہیں امام بقیۃ الحفاظ ابن حجر

marfat.com
Marfat.com

عسقلانی نے تبصیر میں ان کا ذکر لکھا وصف نقش نعل مبارک میں ان کا قصیدۂ غرا شیخ ابن الحاج نے اپنی کتاب مذکور میں ذکر کیا امام قسطلانی نے اسے مـا احسنهـا کہا یعنی کیا خوب فرمایا اس کے بعض ابیات کریمہ مواہب میں یہ ہیں۔

مثـال نـعـلـی مـن احب هويتـه — فهـا انـا فـی يومی و ليل لاثـمـر

اجـر عـلـی رای ووجهـه اديمـه — و الثـمـه طـورا و طـورا لازمـه

اشـد فـی رجل اكـرم من مشی — فتبصـره عينـی و كـانـمـا حـاملـه

اجـرك خـدی ثـم احسب وقعـه — علـی وجنتی خطوا هناک يداومه

و من لـی بـوقع النصل فی حروجنتی — لـماش علـت فـوق النجوم براحمه

سـا جـعلـه فـوق الترائب عـوذة — لـقلبـی لـعل الـقلب يبرد حـاجـمـه

وار بـطـه فـوق الشـئون تـميـمـه — لـجفـنـی لـعـل الـجفن يرقا سا جمه

الا بـابـی تـمـثـال نـعل مـحـمـد — لـطـاب لـحـاذيـه و قـدم خـادمـه

يـود هـلال الافـق لـو انـه هـوی — يـزاحـمـنـا فـی لثـمـه و نـزاحـمـه

سـلام عـلـيـه كـلـمـا هبت الـصبا — و غـنـت بـاغـصـان الاراک حمائمه

اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر نعل پاک کو میں دوست رکھتا اور رات دن اسے بوسہ دیتا ہوں اپنے سر اور منہ پر رکھتا ہوں اور کبھی چومتا کبھی سینے سے لگاتا ہوں میں اپنے دھیان میں اسے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے اقدس میں تصور کرتا ہوں تو شدت صدق تصور سے گویا اپنی آنکھوں سے جاگتے میں دیکھ لیتا ہوں اس نقشہ پاک کو اپنے رخسارے پر رکھ کر جنبش دیتا اور یہ خیال کرتا ہوں کہ گویا وہ اسے پہنے ہوئے میرے رخسارے پر چل رہے ہیں، آہ کوئی ایسی صورت کر دے کہ وہ پائے مبارک جو ستارگان آسمان ہشتم کے سروں پر بلند ہوئے ان کی کفش مبارک چلنے میں میرے رخسارے پر پڑے۔ میں

marfat.com
Marfat.com

نقشہ نعل مبارک کو اپنے سینہ پر دل کا تعویذ بنا کر رکھوں گا شاید دل کی آنکھ ٹھنڈی ہو میں اسے سر پر آنکھوں کا تعویذ بنا کر باندھوں گا شاید بہتی پلکیں رکیں، بن لو تصویر کفش مقدس پر میرا باپ نثار کیا اچھا ہے اسکا بنانے والا اور جو اس کی خدمت کرے پاک ہو جائے ماہ نو کی تمنا ہے کاش آسمان سے اتر کر اس نقشہ مبارک کے بوسے میں ہم اور وہ باہم مزاحمت کرتے اللہ عزوجل کا سلام اترے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جب تک باد صبا چلے اور جب تک درخت اراک کی ڈالیوں پر کبوتر گونجیں۔ اللھم صل و سلم و بارک علیه و علی آله و امته ابدا آمین.

درد سے شفایابی

نیز مواہب لدنیہ میں ہے

من بعض ما ذکر من فضلها و جرب من نفعها و برکتها ما ذکره ابو جعفر احمد بن عبد المجید و کان شیخا صالحا و رعا قال حرزت هذا المثال لبعض الطلبة فجاء نی یوما فقال رایت البارحة من برکة هذا النعل عجبا اصاب زوجی شدید کاد یهلکا فجعلت النعل علی موضع الوجع و قلت اللهم اشف ببرکة هذا النعل فشفاها الله للحین.

اس مثال مبارک کے فضائل جو ذکر کیے گئے اور اس کے منافع و برکات جو تجربے میں آئے ان میں سے وہ ہیں جو شیخ صالح صاحب ورع وتقویٰ ابو جعفر احمد بن عبد المجید نے بیان فرمایا کہ میں نے نعل مقدس کی مثال اپنے بعض تلامذہ کو بنادی تھی ایک روز انھوں نے آکر کہا رات میں نے اس مثال مبارک کی عجب برکت دیکھی میری زوجہ کو ایک سخت درد لاحق ہوا کہ مرنے کے قریب ہوگئی میں نے مثال مبارک موضع درد پر رکھ کر دعا کی کہ الٰہی اس کی برکت سے شفا دے اللہ عزوجل نے فوراً شفا بخشی۔

marfat.com
Marfat.com

نقشہ نعل مبارک کی برکتیں

نیز امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ ابواسحاق ابراہیم بن الحاج فرماتے ہیں کہ ان کے شیخ الشیخ ابوالقاسم ابن محمد فرماتے ہیں :

و مما جرب من بر کته ان امسکه عنده متبر کا به کان اماناله من بغی النجاة و غلبة العداة و حرزا من کل شیطان مارد و من کل حاسد و ان امسکته الحامل بیمینها و قد اشتد علیها الطلق تیسر امرها بحول الله تعالیٰ و قوته .

نقشہ نعل مبارک کی آزمائی ہوئی برکات سے ہے کہ جو شخص بہ نیت تبرک اسے اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم اور دشمنوں کے غلبہ سے امان پائے اور وہ نقشہ ہر شیطان سرکش اور ہر حاسد کے چشم زخم سے اس کی پناہ ہو جائے اور زن حاملہ شدت دردزہ میں اگر اسے اپنے داہنے ہاتھ میں لے بعنایت الٰہی اس کا کام آسان ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج۹،ص ۱۵۰، ۱۵۱۔شفاء الوالہ)

نقشہ روضۂ مبارکہ

نقشہ روضۂ مبارکہ کے جواز میں اصلاً مجال سخن و جائے دم زدن نہیں جس طرح ان (ذی روح) تصویروں کی حرمت یقینی ہے یوں ہی اس کا جواز اجماعی ہے۔ شرع مطہر میں ہر ذی روح کی تصویر حرام فرمائی۔

حدیث میں ہے کہ ایک مصور نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت والا میں حاضر ہو کر عرض کی میں تصویریں بنایا کرتا ہوں اس کا فتویٰ دیجیے فرمایا پاس آوہ پاس آیا فرمایا پاس آوہ اور پاس آیا یہاں تک کہ حضرت نے اپنا دست مبارک اس کے سر پر رکھ کر فرمایا کیا میں تجھے نہ بتادوں وہ حدیث جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی پھر مصوروں کے جہنمی ہونے کی حدیث ارشاد فرمائی۔ اس نے نہایت ٹھنڈی سانس لی حضرت نے فرمایا۔

marfat.com
Marfat.com

و یحک ان ابیت الا ان تصنع فعلیک بھذہ الشجرۃ و کل شئ لیس فیہ روح.

افسوس تجھ پر اگر بے بنائے نہ بن آئے تو پیڑ اور غیر ذی روح چیزوں کی تصویریں بنایا کر۔

ائمہ مذاہب اربعہ وغیرہم نے اس کے جواز کی تصریحیں فرمائیں تمام کتب مذاہب اس سے مملوو مشحون ہیں۔ ہر چند مسئلہ واضح اور حق لائح ہے مگر تسکین اوہام وتثبیت عوام کے لیے ائمہ کرام وعلماء اعلام کی بعض سندیں اس باب میں پیش کروں کہ کن اکابر دین واعاظم معتمدین نے مزار مقدس اور اس کے مثل نعل اقدس کے نقشے بنائے اور ان کی تعظیم اور ان سے تبرک کرتے آئے اور اس باب میں کیا کیا کلمات روح افزائے مومنین وجاں گزائے مومنین ارشاد فرمائے۔

امام عثیم بن نسطاس تابعی مدنی،

امام محدث جلیل القدر ابونعیم صاحب حلیۃ الاولیاء،

امام محدث علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی حنبلی،

امام ابوالیمن بن عساکر،

امام تاج الدین خاکہانی صاحب فجر منیر،

علامہ سید نورالدین علی بن احمد سمہودی مدنی شافعی صاحب کتاب الوفاء ووفاء الوفاء،

سیدی عارف باللہ محمد بن سلیمان جزولی صاحب الدلائل،

امام محدث فقیہ احمد بن حجر مکی شافعی صاحب جوہر منظم،

علامہ حسین بن محمد بن حسن دیاربکری صاحب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

علامہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شارح مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ،

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی صاحب جذب القلوب،

marfat.com
Marfat.com

محمد العاشق بن عمر الحافظ الرومی الحنفی صاحب خلاصۃ الاخبار ترجمۃ خلاصۃ الوفاء۔

وغیرہم ائمہ وعلماء نے مزار اقدس واکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقبور مقدسہ حضرات صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نقشے بنائے۔

حضور اور ابوبکر وعمر کی تربت

مواہب اور اس کی شرح میں ہے۔ابوداؤد وحاکم بطریق قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت کرتے ہیں :

(قال دخلت علی عائشة فقلت یا ام اکشفی لی من قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) و صاحبیه ، الحدیث . (زاد الحاکم فرأیت رسول اللہ) ای قبرہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقدما و ابا بکر راسه بین کتفی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و عمر رأسه عند رجلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابو الیمن بن عساکر و ھذہ صفته .

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا اور کہا کہ اے میری مادر محترمہ میرے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تربت کو کھول دیجیے پھر میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربت اطہر کو دیکھا کہ آگے ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کا اگلا حصہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مونڈھوں کے درمیان ہے اور قبر عمر کا اگلا حصہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں کے پاس ہے۔ابو الیمن بن عساکر نے فرمایا کہ اس کی صورت یہ ہے۔ (مولف)

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	

marfat.com
Marfat.com

(و روی ابو بکر الآجری) الحافظ الامام توفی فی محرم سنة ست و ثلثمأة (فی کتاب صفة قبر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عن عثیم بن نسطاس المدنی) تابعی مقبول کما فی التقریب (قال رأیت قبر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی امارة عمر بن عبد العزیز فرأیته مرتفعا نحوا من اربع اصابع و رأیت قبر ابی بکر و راء قبره و رایت قبر عمر اسفل منه) و رواه ابو نعیم بزیادة و صوره لنا.

امام حافظ ابوبکر آجری متوفی محرم ۳۰۶ھ نے اپنی کتاب صفۃ قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عثیم بن نسطاس مدنی تابعی (جو کہ مقبول ہیں جیسا کہ تقریب میں ہے) سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کو عمر بن عبد العزیز کے دور خلافت میں دیکھا کہ چار انگلی کی مانند بلند ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کو دیکھا کہ حضور کی تربت انور کے پیچھے ہے اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کو دیکھا کہ اس سے نیچے ہے۔ ابونعیم نے اس کو کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کیا اور ہمارے لیے اس کی صورت یہ بنائی۔ (مولف)

المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(و قد اختلف اهل السیر و غیرهم فی صفة القبور المقدسة علی سبع روایات (اوردها) ابو الیمن (ابن عساکر) فی کتابه (تحفة الزائر) و الصحیح منها روایتان

marfat.com
Marfat.com

احدهما ما تقدم عن القاسم و الاخرى و بها جزم رزين وغيره عليها الاكثر كما قال المصنف في الفصل الثاني و قال النووي انها المشهورة و الشهودي انها اشهر الروايات ان قبره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الى القبلة مقدما بجدار ثم قبر ابى بكر حذاء منكبي النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و قبر عمر حذاء منكبي ابى بكر رضي الله تعالىٰ عنهما و هذا صفتها.

اہل سیر وغیرہ نے قبور مقدسہ کی صفت میں سات روایتوں پر اختلاف کیا ہے جنھیں ابوالیمن بن عساکر نے اپنی کتاب تحفۃ الزائر میں ذکر کیا ہے، ان میں سے صحیح دو روایتیں ہیں ایک وہ ہے جو قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق سے اوپر مذکور ہوئی اور دوسری روایت وہ ہے جس پر رزین وغیرہ نے جزم کیا ہے اور اسی پر اکثر لوگ ہیں جیسا کہ مصنف نے فصل ثانی میں فرمایا ہے اور امام نووی نے فرمایا کہ یہی مشہور ہے اور شہودی نے فرمایا کہ یہ زیادہ مشہور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربت انور قبلہ کی جانب دیوار سے متصل آگے ہے پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مونڈھوں کے مقابل ہے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ابوبکر کے مونڈھوں کے مقابل ہے اور اس کی صورت یہ ہے۔ (مولف)

المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

و مرت واحدة من الضعيفة و لا حاجة لذكر باقيها ما في المواهب و شرحها

marfat.com
Marfat.com

ملتقطا قلت و قد ذكر السبع جميعا الامام البدر محمود العينى فى عمدة القارى فراجعها ان هويت.

اور ایک ضعیف روایت گزری اور باقی کی حاجت نہیں ہے۔ جو مواہب اور اس کی شرح میں ہے وہ ملخصاً ہے اور بیشک امام عینی نے عمدۃ القاری میں ساتوں روایات کو ذکر کیا ہے اگر مقصود ہو تو وہاں رجوع کرو۔

مطالع المسرات میں ہے و دع المولف صفة الروضة هكذا.

مولف نے روضۂ کریم کا نشان اس طرح بنایا ہے۔ (مولف)

قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قبر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قبر ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو بكر مؤخر قليلا عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خلفه و عمر خلف رجلى ابى بكر و روى ابو داؤد و الحاكم و صحيح اسناده عن القاسم بن محمد الحديث قال السمهودى و هذا ارجح ما روى عن القاسم ثم صورها عن ابن عساكر هكذا.

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربت اطہر سے کچھ فاصلے پر پیچھے ہے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر حضرت ابو بکر کے پیروں کے پیچھے ہے۔ ابو داؤد و حاکم نے اسے قاسم بن محمد سے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، سمہودی نے کہا کہ یہ قاسم کی روایتوں میں سب سے راجح روایت ہے پھر ابن عساکر سے روایت کر کے اس کی صورت یوں بنائی۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ		النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
	ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	

ابو الفرج بن الجوزی ، ابن حجر ، سید مرتضی ، وغیرہم نے قبرانور کی ایک صورت یہ بتائی ہے۔ملخصاً (مولف)

المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بالجملہ مزار اقدس کا نقشہ تابعین کرام اور نعل مبارک کی تصویر تبع تابعین اعلام سے ثابت ، اور جب سے آج تک ہر قرن وطبقہ کے علماء وصلحاء میں معمول ورائج ہمیشہ اکابر دین ان سے تبرک کرتے اور ان کی تکریم وتعظیم رکھتے آئے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ،ص ۱۴۷ ۔ ۱۴۸ ۔شفاء الوالہ)

حضرت امیر معاویہ کی وصیت

امام ابوعمر یوسف بن عبد البر کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں فرماتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت وصیت میں فرمایا :

انی صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فخرج لحاجتہ فتبعتہ بـاداوۃ فکسانی احد ثوبیہ الذی یلی جسدہ فخبأتہ لھذا الیوم و اخذ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اظفارہ و شعرہ ذات یوم فاخذتہ فخبأتہ لھذا الیوم فاذا انامت

marfat.com
Marfat.com

فاجعل ذلک القمیص دون کفنی مما یلی جسدی و خذ ذلک الشعر و الاظفار فاجعله فی فمی و علی عینی و مواضع السجود منی ۔

یعنی میں صحبت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرف یاب ہوا ایک دن حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ حاجت کے لیے تشریف فرما ہوئے ہیں میں لوٹا لے کر ہمراہ رکاب سعادت مآب ہوا۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جوڑے سے کرتا کہ بدن اقدس سے متصل تھا مجھے انعام فرمایا۔ وہ کرتا میں نے آج کے لیے چھپا رکھا تھا۔ اور ایک روز حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناخن وموئے مبارک تراشے وہ میں نے لے کر اس دن کے لیے اٹھا رکھے۔ جب میں مرجاؤں تو قمیص مبارک تقدیس کو میرے کفن کے نیچے بدن کے متصل رکھنا۔ وموئے مبارک وناخن ہائے مقدسہ کو میرے منہ میں اور آنکھوں اور پیشانی وغیرہ مواضع سجود پر رکھ دینا۔

حضرت علی نے مشک کی وصیت کی

حاکم نے مستدرک میں بطریق حمید بن عبد الرحمن روا کی روایت کی :

قال حدثنا الحسن بن صالح عن هارون بن سعید عن ابی وائل قال عند علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسک فاوصی ان یحنط بہ و قال ھو الفضل حنوط رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم . سکت علیہ الحاکم و رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ قال حدثنا حمید بن عبد الرحمن بہ و رواہ البیھقی فی سننہ قال النووی اسنادہ حسن ذکرہ فی نصب الرایۃ من الجنائز.

یعنی مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس مشک تھا وصیت فرمائی کہ میرے حنوط میں یہ مشک استعمال کیا جائے۔ اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حنوط کا بچا ہوا ہے۔ اسے ابن ابی شیبہ

marfat.com
Marfat.com

نے مصنف میں اور بیہقی نے سنن میں روایت کیا۔نووی نے فرمایا اس کی سند حسن ہے اور اسے نصب الرایۃ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

حضرت انس کی وصیت

ابن السکن نے بطریق صفوان بن ہبیرہ عن ابیہ روایت کی :

قال قال ثابت البنانی قال لی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھذہ شعرۃ من شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فضعھا تحت لسانی قال فوضعتھا تحت لسانہ فدفن و ھی تحت لسانہ . ذکرہ فی الاصابۃ .

یعنی ثابت بنانی فرماتے ہیں مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ موئے مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے اسے میری زبان کے نیچے رکھ دو میں نے رکھ دیا وہ یوں ہی دفن کیے گئے کہ موئے مبارک ان کی زبان کے نیچے تھا۔

بیہقی وابن عساکر امام محمد بن سیرین سے راوی :

عن انس بن مالک انہ کان عندہ عصیۃ لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فمات فدفنت معہ بین جنبیہ و بین قمیصہ .

یعنی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک چھڑی تھی وہ ان کے سینہ پر قمیص کے نیچے ان کے ساتھ دفن کی گئی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۳۱، ۱۳۲۔ الحرف الحسن)

آبِ وضو کے لیے اشتیاق

صحیح بخاری شریف باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بطریق مالک بن مغول عن عون عن

marfat.com
Marfat.com

ابیہ ہے :

و فیہ خرج بلال فنادی بالصلاۃ ثم دخل فاخرج فضل وضوء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوقع الناس علیہ یاخذون منہ ثم دخل فاخرج العنزۃ و خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانی انظر الی و بیض ساقیۃ فرکز العنزۃ ثم صلی الظہر رکعتین و العصر رکعتین ۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکل کر نماز کی ندا دی پھر جا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لائے تو لوگ اس کے لینے کے لیے جھپٹ پڑے پھر جا کر نیزہ لائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے ، راوی نے کہا گویا کہ میں حضور کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں پھر نیزہ گاڑ کر دو رکعت ظہر اور دو رکعت عصر پڑھیں ۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص: ۳۲۷ ۔ حاجز البحرین)

آثار شریفہ کا غسالہ قابل وضو ہے

جس پانی سے آثار مقدسہ کو دھویا جائے یا انھیں برکت کے لیے پانی میں رکھا جائے وہ پانی پاک اور وضو کے قابل اس سلسلے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک یا جبۂ مقدسہ یا نعل شریف یا کاسۂ مطہرہ تبرک کے لیے جس پانی میں دھویا قابل وضو ہے اگر چہ اس میں قصد قربت بھی ہوا۔ ہاں پاؤں پر نہ ڈالا جائے کہ خلاف ادب ہے ۔ اگر منھ پر جاری کیا منھ کا وضو ہو گیا ان کا تو نام پاک لینے سے دل کا وضو ہو جاتا ہے ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور فرماتے ہیں :

marfat.com
Marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار شریفہ مثل جبہ اقدس و نعل مبارک کا غسالہ شفا و برکت و قابل وضوء مطہر طہارت ہے مگر پاؤں پر نہ ڈالا جائے۔

(فتاویٰ رضویہ ج۱،ص ۴۵۶۔النور والنورق)

❁......❁......❁

marfat.com
Marfat.com

شمائل وخصائل

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن وادا کی قسم

marfat.com
Marfat.com

وانك لعلى خلق عظيم

اور بے شک تمھاری خو بو بڑی شان کی ہے۔

(القلم، ۴)

marfat.com
Marfat.com

شمائل وخصائل

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح کمال سیرت میں تمام اولین و آخرین سے ممتاز اور افضل و اعلیٰ بنایا اسی طرح آپ کو جمال صورت میں بھی بے مثل و بے مثال پیدا فرمایا۔ ہم اور آپ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان بے مثال کو بھلا کیا سمجھ سکتے ہیں؟ حضرات صحابہ کرام جو دن رات سفر و حضر میں جمال نبوت کی تجلیاں دیکھتے رہے انھوں نے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال بے مثال کے فضل و کمال کی جو مصوری کی ہے اس کو سن کر یہی کہنا پڑتا ہے جو کسی مداح رسول نے کیا خوب کہا ہے کہ

لم یخلق الرحمن مثل محمد

ابدا و علمی انہ لا یخلق

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل پیدا فرمایا ہی نہیں اور میں یہی جانتا ہوں کہ وہ کبھی نہ پیدا کرے گا۔

صحابی رسول اور تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درباری شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قصیدۂ ہمزیہ میں جمال نبوت کی شان بے مثال کو اس شان کے ساتھ بیان فرمایا کہ:

و احسن منک لم ترقط عینی

و اجمل منک لم تلد النساء

یعنی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ سے زیادہ حسن و جمال والا میری آنکھ نے کبھی کسی کو دیکھا ہی نہیں اور آپ سے زیادہ کمال والا کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

خلقت مبرء من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

(یارسول اللہ) آپ ہر عیب ونقصان سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا آپ ایسے ہی پیدا کیے گئے جیسے حسین وجمیل پیدا ہونا چاہتے تھے۔

حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قصیدۂ بردہ میں فرمایا کہ :

منزہ عن شریک فی محاسنہ

فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

یعنی حضرت محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی خوبیوں میں ایسے یکتا ہیں کہ اس معاملہ میں ان کا کوئی شریک ہی نہیں ہے کیوں کہ ان میں جو حسن کا جوہر ہے وہ قابل تقسیم ہی نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے بھی اس مضمون کی عکاسی فرماتے ہوئے کتنے نفیس انداز میں فرمایا کہ ۔

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا

کوئی تجھ سا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

بہر حال اس پر تمام امت کا ایمان ہے کہ تناسب اعضا اور حسن و جمال میں حضور نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے مثل و بے مثال ہیں چنانچہ حضرات محدثین و مصنفین سیرت نے روایات صحیحہ کے ساتھ آپ کے ہر ہر عضو شریفہ کے تناسب اور حسن و جمال کو بیان کیا ہے۔(مولف) (سیرت مصطفیٰ)

جسم اطہر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا

marfat.com
Marfat.com

ـک گورا سپید تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کا مقدس بدن چاندی سے ڈھال کر بنایا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کا جسم مبارک نہایت نرم و نازک تھا، میں نے ـبا و حریر (ریشمین کپڑے) کو بھی آپ کے بدن سے زیادہ نرم و نازک نہیں دیکھا اور آپ کے جسم مبارک ـی خوشبو سے زیادہ اچھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ـتے تھے تو آپ کا چہرۂ انور اس طرح چمک اٹھتا تھا کہ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور ہم لوگ اسی کیفیت سے ـضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شادمانی و مسرت کو پہچان لیتے تھے۔

آپ کے رخ انور پر پسینہ کے قطرات موتیوں کی طرح ڈھلکتے تھے اور اس میں مشک و عنبر سے بڑھ ـر خوشبو رہتی تھی، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ـرے کا بستر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بچھا دیتی تھیں اور آپ اس پر دوپہر کو قیلولہ فرمایا کرتے تھے آپ کے جسم اطہر کے پسینے کو وہ ایک شیشی میں جمع فرمالیتی تھیں پھر اس کو اپنی خوشبو میں ملایا کرتی تھیں، ـانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد میرے بدن اور کفن میں وہی ـشبو لگائی جائے جس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا پسینہ ملا ہوا ہے۔ (مولف)

(سیرت مصطفیٰ)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر اور اس کی نظافت و پاکیزگی کے بارے میں امام احمد ـضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے **کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ـحسن الناس قواما و احسن الناس وجها و اطیب الناس ریحا و الین الناس کفا و کانت**

marfat.com
Marfat.com

لـه جـمة الـى شـحـمة اذنيه و كانت لحية قد ملاء ت من ههنا الى ههنا و امر يديه علی عارضيه .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم پاک کی بناوٹ تمام جہان سے بہتر، چہرہ تمام عالم سے خوب تر، مہک سارے زمانہ سے خوشبوتر، ہتھیلیاں سب لوگوں سے نرم تر، بال کانوں کی لوتک (پھر اپنے رخساروں پر اشارہ کر کے بتایا کہ) ریش مبارک یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی۔ اسے ابن عسا کر نے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج۹،ص۱۲۳۔لمعۃ الضحیٰ)

نورہ کا استعمال

ابن ماجہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی :

ان الـنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان اذا طلی بدأ بعورته فطلاها بالنورة و سائر جسده اهله .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نورہ کا استعمال فرماتے تو ستر مقدس پر اپنے دست مبارک سے لگاتے اور باقی بدن منور پر ازواج مطہرات لگا دیتیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہن وبارک وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج۱،ص۲۱۰۔بارق النور)

جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے جسم اقدس ولباس انفس پر مکھی کا نہ بیٹھنا ہے، علامہ ابن سبع نے خصائص میں ذکر فرمایا، علماء نے تصریح کی، اس کا راوی معلوم نہ ہوا اور باوجود اس کے بلانکیر اپنی کتابوں میں اسے ذکر فرماتے آئے۔

marfat.com
Marfat.com

شفائے قاضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے

و ان الذباب کان لا یقع علی جسده و لا ثیابه .

مکھی آپ کے جسم اقدس اور لباس اطہر پر نہ بیٹھتی تھی۔

امام علامہ جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں۔

ذکر القاضی عیاض فی الشفاء و العراقی فی مولده ان من خصائصه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه کان لا ینزل علیه الذباب.

و ذکره ابن سبع فی الخصائص بلفظ انه لم یقع علی ثیابه ذباب قط ، و زاد ان من خصائصه ان القمل لم تکن یو ذیه .

قاضی عیاض نے شفا میں اور عراقی نے اپنے مولد میں ذکر کیا کہ حضور کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ مکھی آپ پر نہ بیٹھتی تھی۔

ابن سبع نے خصائص میں ان لفظوں سے ذکر کیا کہ مکھی آپ کے کپڑوں پر نہیں بیٹھی اور یہ بھی زیادہ کیا کہ جوئیں آپ کو نہیں ستاتی تھیں۔

شیخ ملا علی قاری شرح شمائل میں فرماتے ہیں:

و نقل الفخر الرازی ان الذباب کان لا یقع علی ثیابه و ان البعوض لا یمتص دمه.

رازی نے نقل کیا کہ مکھیاں آپ کے کپڑوں پر نہیں بیٹھتی تھیں اور مچھر آپ کا خون نہیں چوستے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں علماء کا وہ قول کہ اس کا راوی نہ معلوم ہوا، نقل کیا اور اس خاصہ کی نسبت لکھا کہ ایک کرامت ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا کی اور اپنے نتائج افکار سے ایک رباعی لکھی کہ اس میں بھی اس خاصہ کی تصریح ہے۔

ان کی مکمل عبارت یہ ہے :

ومن دلائل نبوته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان الذباب كان لا يقع على ثيابه ، هذا مما قاله ابن سبع الا انهم قالوا لا يعلم من روى هذه ، و الذباب واحده ذبابة قيل انه سمى به لانه كلما ذب اب اى كلما طرد رجع وهذا مما اكرمه الله به لانه طهره الله من جميع الاقذار و هو مع استقذاره قد يجئ من مستقذر و فى رباعية لى .

من اكرم مرسل عظيم حلا
لم تدن ذبابة اذما حلا

●

هذا عجب و لم يذق ذو نظر
فى الموجودات من حلاه احلا

آپ کے دلائل نبوت سے یہ بھی ہے کہ مکھی نہ آپ کے ظاہری جسم پر بیٹھتی تھی اور نہ لباس پر، یہ ابن سبع نے کہا، محدثین نے کہا کہ اس کا راوی معلوم نہیں، ذباب، کا واحد، ذبابہ ہے، کہتے ہیں اس کا یہ نام اس لیے کہ اس کو جب بھی بھگایا جاتا ہے واپس آجاتی ہے۔ یہ کرامت آپ کو اس لیے عطا ہوئی کہ اللہ نے آپ کو پاک رکھا تھا اور میں (خفاجی) نے ایک رباعی کہی ہے۔

آپ بزرگ ترین عظیم مٹھاس والے رسول ہیں یہ عجیب بات ہے کہ آپ کی مٹھاس کے باوجود

marfat.com
Marfat.com

مکھی آپ کے قریب نہ جاتی تھی اور کسی بھی صاحب نظر نے موجودات میں آپ کی مٹھاس سے زیادہ مٹھاس نہ چکھی۔

مکھی نہ بیٹھنے میں حکمت

بعض علمائے عجم نے اس بناء پر کہ کلمہ ''محمد رسول اللہ'' کے سب حروف بے نقطہ ہوتے ہیں، ایک لطیفہ لکھا کہ آپ کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی، لہٰذا یہ کلمہٴ پاک کلی نقطوں سے محفوظ رہا کہ وہ شبیہ مکھیوں کے ہیں۔

عربی عبارت یہ ہے :

و تظرف بعض علماء العجم فقال محمد رسول الله ليس فيه حرف منقوط لان الموجود ان النقط تشبه الذباب فصين اسمه و نعته كما قلت فی مدحه صلی الله تعالیٰ عليه وسلم.

لقد ذب الذباب فليس يعلو
رسول الله محمودا محمد

●

و نقط الحرف يحكيه بشكل
لذاک الخط عنه قد تجرد

اور بعض علمائے عجم نے کہا کہ محمد رسول اللہ میں کوئی نقطہ نہیں ہے اس لیے کہ نقطہ مکھی کے مشابہ ہوتا ہے عیب سے بچانے کے لیے اور آپ کی تعریف کے لیے میں نے آپ کی مدح میں کہا ہے۔

بلاشبہ اللہ نے مکھیوں کو آپ سے دور کر دیا تو آپ پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے اللہ کے رسول محمود و محمد ہیں

marfat.com
Marfat.com

اورحروف کے نقطے جوشکل میں مکھی کی طرح ہیں ان سے بھی اللہ نے اس لیے آپ کو محفوظ رکھا۔

جوں ایذانہ دیتی

ابن سبع نے حضور کے خصائص میں کہا، جوں آپ کو ایذا نہ دیتی۔

علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ میں اس طرح ابن سبع سے نقل کیا اور برقرار رکھا۔

اور ملاعلی قاری شرح شمائل میں فرماتے ہیں۔

ومن خواصه ان ثوبه لم يقمل

حضور سرورکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جوں آپ کو ایذا نہیں دیتی تھی۔(مولف) (قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

قامت زیبا

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قامت زیبا یعنی قد مبارک باغ قدس اور بوستان انس کی شاخ تھا یعنی لطیف، درست اور چست تھا، نہ کوتاہ نہ بہت دراز، لیکن مائل بہ درازی تھا، لہٰذا حدیث میں آیا ہے کہ:

كان ربعته من القوم .

قوم میں متوسط القامت تھے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ

اطول من المربوع و اقصر من المشذب.

پستہ قد سے طویل قامت اور طویل قامت سے کوتاہ تھے۔مطلب یہ کہ پستہ قد سے درازتر اس بناء

marfat.com
Marfat.com

پر کہ مائل بجانب درازی تھے۔

مشذب، بمعنی بسیار دراز جسکے کھڑے ہونے میں خوف واضطراب لاحق رہے۔

اور ابن ابی ہالہ کی حدیث میں ہے کہ

لم یکن الطویل الممغط و لا بالقصیر المتردد.

بہت زیادہ دراز قد نہ تھے، نہ متردد کی مانند کوتاہ قد۔

ممغط، اسے کہتے ہیں جو دراز قد میں غایت درجہ طویل ہے۔

متردد، اسے کہتے ہیں جس کے جسم کے کچھ اعضا باہر نکل آئیں جیسے کوبڑ وغیرہ۔

بعض حضرات اس عبارت سے اثبات قصر بھی کرتے ہیں مگر زیادہ نہیں جتنا کہ توسط و اعتدال کو لازم ہے۔

اور ایک اور حدیث میں ہے

لم یکن الطویل البائن یعنی مفرطا

یعنی طول میں سب سے جدا اور دراز قد نہ تھے۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی حدیث میں ہے۔

لیس بالذھب طولا و فوق الربعة اذا جاء مع القوم غمرھم .

یعنی آپ بہت زیادہ دراز قد نہ تھے لیکن مائل بہ طول ہونے کے اعتبار سے، ''ربعہ'' سے بلند تھے۔

جب آپ کسی قوم میں تشریف لاتے تو انھیں چھپا لیتے اور ان کے پست و کوتاہ قد لوگ آپ کے

marfat.com
Marfat.com

قریب چھپ جاتے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے کہ جب تنہا ہوتے تو ربعہ یعنی متوسط القامت معلوم ہوتے اور جب قوم کے درمیان ہوتے تو سب سے بلند و بالا معلوم ہوتے اور اس وقت منسوب بہ طویل القامت کہلاتے، اور اگر دو آدمی داہنے بائیں ہوتے تو دونوں سے بلند نظر آتے اور جب ان کے درمیان سے جدا ہو جاتے تو پھر منسوب بہ متوسط القامت ہوتے نیز مجلس میں آپ کے دونوں شانے مبارک بلند سے بلند تر ہوتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس پر صحابہ کا اتفاق ہے کہ آپ میانہ قد تھے لیکن یہ آپ کی معجزانہ شان ہے کہ میانہ قد ہونے کے باوجود اگر آپ ہزاروں انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو آپ کا سر مبارک سب سے زیادہ اونچا نظر آتا تھا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول، سیرت مصطفیٰ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قامت زیبا سے متعلق امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

بابی و امی کان ربعة ابیض مشربا بحمرة کث اللحیة .

میرے ماں باپ آپ پر قربان میانہ قد تھے، گورا رنگ جس میں سرخی جھلکتی، گھنی داڑھی۔

اسے ابن عساکر نے ابو ہریرہ و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۲۳۔ لمعۃ الضحیٰ)

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قامت زیبا اور جسم اطہر کی توصیف و تعریف میں امام

marfat.com
Marfat.com

احمد رضا بریلوی نغمہ سرا ہیں :

شاخِ قامت شہ میں زلف و چشم و رخسار ولب ہیں
سنبل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

●

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہوکر
رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہوکر

●

سر تا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول
واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلھن پھول

●

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن وادا کی قسم

●

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

●

تیرا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں
نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا
کہو اس کو گل کہے کیا کوئی کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

marfat.com
Marfat.com

●

خامۂ قدرت کا حسن دست کاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ
نیم جلوے کی نہ تاب آئے قمر سا تو سہی
مہر اور ان تلووں کی آئینہ داری واہ واہ

●

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

●

ہے گل باغ قدس رخسار زیبائے حضور
سر و گل زار قدم قامت رسول اللہ کی

●

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا
کہتے ہیں اگلے زمانے والے
وہی دھوم ہے ان کی ما شاء اللہ
مٹ گئے آپ مٹانے والے

●

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

●

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
گل زار قدس کا گل رنگیں ادا کہوں
درمان درد بلبل شیدا کہوں تجھے
اللہ رے جسم منور کی تابشیں
اے جان جاں میں جان تجلا کہوں تجھے
بے داغ لالہ یا قمر بے کلف کہوں
بے خار گلبن چمن آراء کہوں تجھے

marfat.com
Marfat.com

•

انھیں کی بو مایۂ سمن ہے انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں انھیں کی رنگت گلاب میں ہے

وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

•

تیرا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر تیرے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے
تمھاری شرم سے شان جلال حق ٹپکتی ہے
خم گردن ہلال آسمان ذو الجلالی ہے

•

ان کے حسن با ملاحت پر نثار
شیرۂ جاں کی حلاوت کیجیے
یاد قامت کرتے اٹھئے قبر سے
جان محشر پر قیامت کیجیے
جس کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا
ایسے پیارے سے محبت کیجیے

•

ایسی بندھی نصیب کھلے مشکلیں کھلیں
دونوں جہاں میں دھوم تمھاری کمر کی ہے

•

ہاں شبہ شبیہ کا گزرنا کیسا
بے مثل کی تمثال سنورنا کیسا
ان کا متعلق ہے ترقی پہ مدام
تصویر کا پھر کہیئے اترنا کیسا

•

میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

marfat.com
Marfat.com

وضع واضع میں تیری صورت ہے معنی نور کا یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

•

طائران قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

•

قد نبی کے سوا کچھ ہمیں نہیں بھاتا
ہمارے آگے کوئی ذکر سرو کا نہ کرے

(حدائق بخشش)

چہرۂ انور

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ منور جمال الٰہی کا آئینہ اور انور تجلی کا مظہر تھا، نہایت ہی وجیہ، پر گوشت اور کسی قدر گولائی لیے ہوئے تھا، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ چاندنی رات میں دیکھا میں ایک مرتبہ چاند کی طرف دیکھتا اور ایک مرتبہ آپ کے چہرۂ انور کو دیکھتا تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آتا تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ (چمک دمک میں) تلوار کی مانند تھا، تو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ کا چہرہ چاند کے مثل تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حلیہ مبارکہ کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ

من راہ بداھة ھابه و من خالطه معرفة احبه .

marfat.com
Marfat.com

جو آپ کو اچانک دیکھتا وہ آپ کے رعب داب سے ڈر جاتا اور جو پہچاننے کے بعد آپ سے ملتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انسانوں سے بڑھ کر خوب رو اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے چہرۂ انور کے بارے میں یہ کہا :

فلما تبینت وجهه عرفت ان وجهه لیس بوجه کذاب.

یعنی میں نے جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو بغور دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا کہ

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

●

جن سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

عربی زبان میں بھی کسی مداح رسول نے آپ کے رخ انور کے حسن و جمال کا کتنا حسین منظر اور کتنی بہترین تشریح پیش کی ہے۔

نبی جمال کل ما فیه معجز من
الحسن لکن وجهه الایة الکبریٰ

marfat.com
Marfat.com

یـنـادی بـلال الـخـال فی صحن خده
یـطـالـع مـن لألأ غـرتـه الـفـجـرا

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسن و جمال کے بھی نبی ہیں یوں تو ان کی ہر ہر چیز حسن کا معجزہ ہے لیکن خاص کر ان کا چہرہ تو آیت کبریٰ (بہت ہی بڑا معجزہ) ہے۔

ان کے رخسار کے صحن میں ان کے تل کا بلال ان کی روشن پیشانی کی چمک سے صبح صادق کو دیکھ کر اذان کہا کرتا تھا۔ (مولف) (سیرت مصطفیٰ)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فخما مفخما یتلالوء وجهه تلألوء القمر لیلة البدر ازھر اللون واسع الجبین کث اللحیة.**

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عظمت والے نگاہوں میں عظیم دلوں میں معظم تھے، چہرۂ مبارک ماہ دو ہفتہ کی طرح چمکتا، جگمگاتی رنگت، کشادہ پیشانی، گھنی داڑھی۔ اسے ترمذی نے شمائل میں، طبرانی نے کبیر میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں روایت کیا۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابیض الوجه کث اللحیة احمر الماء فی اھداب الاشفار.**

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منہ گورا، داڑھی گھنی، آنکھوں کے کووں میں سرخی، پلکیں دراز۔ اسے ابن عساکر نے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۲۳۔ لمعۃ الضحیٰ)

marfat.com
Marfat.com

روئے تاباں

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روئے زیبا سے متعلق ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

کتب حدیث و سیر مطالعہ کیجیے بہت خوش ذی عقل لبیب صرف جمال جہاں آرائے حضور پرنور سید عالم سرور اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھ کر ایمان لائے کہ لیس ھذا وجه الكذاب.

یہ منہ جھوٹ بولنے والے کا نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۲۷۔ سبحان السبوح)

چہرۂ انور کی چمک

وصاف کی حدیث میں وارد ہے۔

يتلألوء وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر اقنى العرنين له نور يعلوه يحسبه من لم يتأمله اشم انور المتجرد.

یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بینی بلند تھی اور اس پر ایک نور کا بکّا متجلی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک اس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ، نہایت روشن وتابندہ تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

كان الشمس تجرى فى وجهه.

گویا آفتاب ان کے چہرے میں رواں تھا۔

marfat.com
Marfat.com

اور فرماتے ہیں :

اذ اضحک یتلألو الجدر

جب حضور ہنستے دیواریں روشن ہوجاتیں۔

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں۔

لو رأیته لقلت الشمس طالعة .

اگر تو انھیں دیکھتا، کہتا آفتاب طلوع کررہا ہے۔

ابوقر صافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں

رأینا کالنور یخرج من فیه .

ہم نے نور سا نکلتے دیکھا ان کے دہان پاک سے۔

سوزن گمشدہ ظاہر ہوگئی

ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، میں سیتی تھی، سوئی گر پڑی، تلاش کی، نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے حضور کے نور رخ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہوگئی۔

علامہ فاسی مطالع المسرات میں علامہ ابن سبع سے نقل کرتے ہیں۔

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یضیئ البیت المظلم من نورہ .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے خانۂ تاریک روشن ہوجاتا ہے۔

(نفی الفئی عمن استنار بنورہ کل شئ)

marfat.com
Marfat.com

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رخ روشن کے متعلق امام احمد رضا بریلوی رقم طراز ہیں:

لگ بدر فی الوجہ الاجمل خط ہالۂ مہ زلف ابراجل

تورے چندن چندر پروکنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

●

رخ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی
رہ گیا بوسہ وہ نقش کف پا ہوکر

●

میں تو کیا چیز ہوں خود صاحب قرآں کو شہا

لاکھ مصحف سے پسند آئی بہار عارض

جیسے قرآں ہے ورد اس گل محبوبی کا

یوں ہی قرآن کا وظیفہ ہے وقار عارض

مشک بو زلف سے رخ چہرہ سے بالوں میں شعاع

معجزہ ہے حلب زلف و تتار عارض

●

کیا ٹھیک ہو رخ نبوی پر مثال گل
پامال جلوۂ کف پا ہے جمال گل

جنت ہے ان کے جلوہ سے جویائے رنگ وبو
اے گل ہمارے گل سے ہے گل کو سوال گل

ہیں عکس چہرہ سے لب گل گوں میں سرخیاں
ڈوبا ہے بدر گل سے شفق میں ہلال گل

●

دل بستہ و خون گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت
کیوں غنچہ کہوں ہے میرے آقا کا دہن پھول

بو ہو کے نہاں ہوگئے تاب رخ شہ میں
لو بن گئے ہیں اب تو حسینوں کا دہن پھول

marfat.com
Marfat.com

•

ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

•

رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

•

وصف رخ ان کا کیا کرتے ہیں شرح والشمس وضحیٰ کرتے ہیں
ان کی ہم مدح وثنا کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں

•

پردہ اس چہرۂ انور سے اٹھا کر ایک بار   اپنا آئینہ بنا اے مہ تاباں ہم کو
اے رضا وصف رخ پاک سنانے کے لیے   نذر دیتے ہیں چمن مرغ غزل خواں ہم کو

•

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

•

مہ بے داغ کے صدقے جاؤں   یوں دمکتے ہیں دمکنے والے
عرش تک پھیلی ہے تاب عارض   کیا جھلکتے ہیں جھلکنے والے

marfat.com
Marfat.com

شمع یاد رخ جاناں نہ بجھے
خاک ہو جائیں بھڑکنے والے

•

تم چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے
کیوں کر کہوں ساعت سے قیامت ٹل جائے

للہ اٹھا دو رخ روشن سے نقاب
مولیٰ میری آئی ہوئی شامت ٹل جائے

•

تیری ہی جانب پانچوں وقت سجدہ نور کا
رخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا

ہیبت عارض سے تھراتا ہے شعلہ نور کا
کفش پا پر گر کے بن جاتا ہے گپھا نور کا

وصف رخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا
قدرتی بینوں میں کیا بجتا ہے لہرا نور کا

کٓ گیسو ہٰ دہن یٰ ابرو آنکھیں عٓ صٓ
کھیعص ان کا ہے چہرہ نور کا

آب زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا
مصحف اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

•

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

•

ہے جلوہ گہہ نور الٰہی . وہ رو
قوسین کی مانند ہے دونوں ابرو

آنکھیں یہ نہیں سبزۂ مژگاں کے قریب
چرتے ہیں فضائے لا مکاں میں آہو

•

ان کی خد کی سہولت پہ بیحد درود
ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام

شبنم باغ حق یعنی رخ کا عرق
اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

marfat.com
Marfat.com

جن کے آگے چراغ قمر جھلملائے ان غذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام
چاند سے منھ پہ تاباں درخشاں درود نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

●

گل مست شداز بوئے تو بلبل فدائے روئے تو
سنبل نثار موئے تو طوطی بیادت نغمہ خواں

●

کس کے روئے منور کی یاد آگئی دل تپاں دل تپاں دل تپاں ہوگیا
طوطی سدرہ مدح رخ پاک میں گل فشاں گل فشاں گل فشاں ہوگیا

●

جب ہوا چرخ میرے ماہ رسالت کا مسیر چاند حیرت سے بنا ابرو نقش تصویر
ان کے آگے نہ چلی ایک بھی لاف تنویر کیا ضیاء ہیں رخ انور کی کہ مہتاب منیر
چرخ اخضر سے جو نکلا تو مکدر نکلا

●

رخ نبی سے ہے پھر لاف بندگی گل کو
خدا کسی کو بس اتنا بھی نا سزا نہ کرے

●

نور رخ سرور کا عجب جلوہ ہے آٹھوں پہر اس کوچہ میں دن رہتا ہے
یہ شام مدینہ نہ سمجھنا اے دل آہ دل عاشق کا دھواں چھایا ہے
(حدائق بخشش)

marfat.com
Marfat.com

ابروئے مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھوؤں کی توصیف میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اپنی حدیث میں بیان فرمایا کہ

واضح الجبين مقرون الحاجبين.

یعنی پیشانی کشادہ اور بھنویں ملی ہوئی تھیں۔

قرن ابرو کا مطلب بھوؤں کے بالوں کا ملا ہوا ہونا ہے۔ لیکن ابن ابی ہالہ جو کہ واصفان حلیہ شریف میں سے ہیں ان کی حدیث میں **من غير قرن** (ابرو کے بال ملے ہوئے نہ تھے) آیا ہے۔ ان دونوں روایتوں میں اختلاف ہے۔

ارباب سیر کہتے ہیں کہ صحیح روایت یہ ہے کہ آپ غیر متصل ابرو تھے اور بظاہر یہ اتصال بہت گہرا نہ تھا جس سے دونوں ابرو کے بال باہم خوب پیوست ہو گئے ہوں اور نہ درمیان میں اتنی خالی جگہ تھی جسے غیر متصل کہا جائے۔ بلکہ چند خفیف بالوں کا اتصال تھا، اس بناء پر اتصال وعدم اتصال کا اطلاق بادی النظر و الخیال میں ہو سکتا ہے۔

اہل سیر فرماتے ہیں کہ دونوں ابرو کے درمیان ایک رگ تھی جو حالت غضب میں نمودار ہوتی تھی۔

نیز ابن ابی ہالہ کی حدیث میں **ازج الحواجب** آیا ہے۔ ازج کے معنی لمبی کمان، کثیر بال اور کشیدہ ابرو کے ہیں۔ اور دوسری روایت میں **ازج الحواجب سوابغ** (کشیدہ ابرو گھنے بال) آیا ہے، قاموس اور صحاح میں زج کے معنی باریکی ابرو یا درازی ابرو کے ہیں جیسے فارسی میں کمان ابرو کہتے ہیں۔

اور بیہقی میں بعض صحابہ سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

marfat.com
Marfat.com

احسن الوجه عظیم الجبھة دقیق الحاجبین .

دیکھا ہے، یعنی آپ کا چہرہ نہایت حسین، عظیم پیشانی اور ابرو باریک تھے، باریکی کا مطلب یہ ہے کہ ابرو کے بالوں کا گھنا نہ تھا، اور بالوں کی کثرت کا یہ مطلب ہے کہ بال کم اور کہیں کہیں نہ تھے، یہ نہ تو پراگندہ تھے نہ چھدرے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابرو مبارک کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابیض الوجہ کث اللحیۃ احمر الماء فی اھداب الاشفار . رواہ ابن عساکر .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منہ گورا، داڑھی گھنی، آنکھوں کے کووں میں سرخی، پلکیں دراز۔ اسے ابن عساکر نے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۲۳۔ لمعۃ الضحیٰ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابروے مبارک کی توصیف میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

خم زلف بنی ساجد ہے محراب دو ابرو میں
کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کاران امت کا

●

یاد ابرو کرکے تڑپو بلبلو
ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا

marfat.com
Marfat.com

•

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہ کامل کو
سلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

•

جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی — ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
اشک باری مژگاں پہ برسے درود — سلک در شفاعت پہ لاکھوں سلام

•

عشق ابرو میں میں رمز قوسین کا
نکتہ داں نکتہ داں نکتہ داں ہوگیا

•

اشارہ کردیں اگر وہ کمان ابرو کا
ہمارا تیر دعا پھر کبھی خطا نہ کرے

(حدائق بخشش)

بینی مبارک

حضورا کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بینی مبارک کے بارے میں **اقنی الانف و اقنی العرنین** وارد ہے۔عرنین بمعنی بلندی جو موئے ابرو کے اتصال کے نیچے ہے۔اور **اقنی** کی تفسیر **سائل الحاجبین** یعنی مرتفع الوسط سے کی گئی۔سائل سیلان سے مشتق ہے جس کے معنی ناک کی لمبائی اور باریکی میں یک گونہ ہمواری کے بھی منقول ہیں اور لفظ دقت (باریکی) سیلان کے ہم معنی بھی آتا ہے جسکا مطلب ناک کے

marfat.com
Marfat.com

موٹاپے کی نفی کرنا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بینی مبارک ایسی نورانی اور روشن تھی کہ دیکھنے والا جب تک بغور نہ دیکھے یہی گمان کرتا تھا کہ آپ کی بینی شریف بلند ہے حالاں کہ بلند نہ تھی بلکہ یہ بلندی نور کی تھی جو ہر ایک شئ کو نمایاں دکھاتا تھا۔ نیز اس خوبی میں نیک بختی اور سعادتمندی کی نشانی بھی ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بینی مقدس کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

وصاف کی حدیث میں وارد ہے

یتلألو وجهه تلألو القمر لیلة البدر اقنی العرنین له نور یعلوه یحسبه من لم یتامله اشم انور المتجرد.

یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بلند بینی تھی اور اس پر ایک نور کا بکا متجلی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک اس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ، نہایت روشن وتابندہ تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(نفی الفی عمن استنار بنورہ کل شئ)

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بینی مبارک کی توصیف میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

بینی پُر نور پر رخشاں ہے بکہ نور کا
ہے لواء الحمد پر اڑتا پھریرا نور کا

(حدائق بخشش)

marfat.com
Marfat.com

دہن شریف

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن مبارک کے بارے میں صحیح مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ

کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ضلیع الفم .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فراخ دہان تھے۔

اسی طرح حضرت ابن ابی ہالہ نے بیان کیا ہے جو شمائل ترمذی میں حلیہ مبارک کی طویل حدیث میں مذکور ہے۔

اہل عرب مردوں کے لیے فراخ دہنی کو قابل تعریف اور تنگ دہنی کو لائق مذمت ٹھہراتے تھے عرب کے شعراء تنگ دہن کو معشوق اور محبوب سے نسبت دیتے تھے گویا کہ ان کے نزدیک وہ عورتوں کے حکم میں تھے لیکن بعضوں نے کہا کہ یہ کم سخنی اور محبوبی سے کنایہ ہے۔

دوسری حدیث میں لفظ ''**ضلیع الفم**'' (فراخ دہنی) کے بعد یہ عبارت زیادہ کی ہے جس سے فراخ دہن مراد لیتے ہیں۔ **یفتح الکلام و یختمه باشداقه .**

یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام کو کشادگی دہن سے آغاز فرماتے اور اپنے شدق سے اسے ختم کرتے (شدق، کنج دہاں اور فراخی دہاں کو کہتے ہیں)

مطلب یہ کہ آپ کے دہن مبارک سے کلام تام، کامل اور بھرا ہوا نکلتا تھا، شکستہ و ناقص الفاظ نہ نکلتے تھے لہٰذا اس بیان سے فصاحت اور اثبات فصاحت دونوں کا اجتماع حاصل ہو گیا اور معلوم ہوا کہ آپ فصیح کامل تھے۔ اور اہل سیر نے کشادگی دہن سے ہونٹوں کی نزدیکی مراد لی ہے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ کے رخسار نرم و نازک اور ہموار تھے

marfat.com
Marfat.com

اور آپ کا منہ فراخ، دانت کشادہ اور روشن تھے جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے دونوں اگلے دانتوں کے درمیان سے ایک نور نکلتا تھا اور جب کبھی اندھیرے میں آپ مسکرادیتے تو دندان مبارک کی چمک سے روشنی ہو جاتی۔

آپ کو کبھی جمائی آئی نہیں اور یہ تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا خاصہ ہے کہ ان کو کبھی جمائی نہیں آتی کیوں کہ جمائی شیطان کی طرف سے ہوا کرتی ہے اور حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام شیطان کے تسلط سے محفوظ و معصوم ہیں۔ (مولف)

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

(مدارج النبوۃ، جلد اول و سیرت مصطفیٰ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن شریف سے متعلق امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

حدیث میں ہے، ابوقر صافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں :

رأينا كالنور يخرج من فيه

ہم نے نور سا نکلتے دیکھا ان کے دہان پاک سے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

اذ ضحک یتلألو الجدر

جب حضور ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں۔ (نفی الفی عمن استنار بنورہ کل شئ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن مبارک کی توصیف و تعریف میں امام احمد رضا بریلوی

marfat.com
Marfat.com

نے یہ اشعار نظم فرمائے ہیں :

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام

اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

marfat.com
Marfat.com

دندان مبارک

آپ مفلج الاسنان تھے، یعنی سامنے کے دانت کشادہ تھے۔ صراح میں فلج کے معنی سامنے کے دانتوں کی کشادگی ہے۔ ایک اور حدیث میں اشنب مفلج الثنایا یعنی سامنے کے دانت روشن تر، آب دار اور کشادہ مروی ہے۔ اشنب کے معنی دانتوں کی آب داری وتابانی کے ہیں۔

علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں مبلج الثنایا سامنے کے دانت روشن وتاباں آیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے انھوں نے بیان کیا کہ آپ کے لب ہائے مبارک کشادہ تھے جب گفتگو فرماتے تو ایسا دیکھا جاتا کہ گویا سامنے کے دندان ہائے مبارک کی کشادگی کے درمیان سے نور نکل رہا ہے۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

کانها اللؤلوء المکنون فی صدف
من معدنه منطق منه و مبتسم

گویا کہ دندانہائے مبارک صدف میں چھپے ہوئے موتی ہیں جو اپنے معدن میں بولتے اور تبسم فرماتے ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لبہائے مبارک اور دہن شریف کا مہرہ تمام لوگوں سے زیادہ حسین ولطیف تھا۔ اور ایک روایت میں عظیم الاسنان دندانہائے مبارک عظیم تھے بھی آیا ہے۔ ان سب روایتوں کا مفہوم یہی ہے کہ آپ کا دہن شریف حسن و جمال کے مطابق درست وصحیح تھا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان شریف کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی

marfat.com
Marfat.com

قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

ابن عباس کی حدیث میں ہے۔

اذا تکلم رئ کالنور یخرج من بین ثنایاہ .

جب کلام فرماتے دانتوں سے نور چھنتا نظر آتا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

اذا ضحک یتلالوء الجدر

جب حضور ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں۔

ابو قرصافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں۔

رأینا کالنور یخرج من فیه .

ہم نے نور سا نکلتے دیکھا ان کے دہان پاک سے۔ (نفی الفئ عمن استنار بنورہ کل شئ)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ دندان مبارک کی توصیف میں فرماتے ہیں :

آب در دندان سے عدن ڈوب گیا
رشک لب لعلیں سے یمن ڈوب گیا

●

خجلت یہ ہوئی دیکھ کے روئے شہ کو
شبنم کے پسینہ میں چمن ڈوب گیا

(حدائق بخشش)

marfat.com
Marfat.com

جبین اقدس

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جبین مبارک کی تعریف وتوصیف میں سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ واضح الجبین (کشادہ پیشانی) تھی، ایک دوسری روایت میں صلت الجبین بمعنی کشادہ پیشانی آیا ہے، ایک اور حدیث میں واسع الجبین ایک اور روایت میں واسع الجبھة منقول ہے۔ ان سب کے معنی فراخی پیشانی ہے۔

چہرۂ انور کے تذکرے میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزر چکا ہے کہ جب آپ کی پیشانی شکن آلود ہوتی تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔

اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ آپ کی پیشانی مبارک سے نیک بختی، سعادت مندی اور نورانیت مترشح ہوتی رہتی تھی۔ اور سرنوشت (جو شکم مادر میں لکھا جاتا ہے) کا مقام پیشانی ہے۔

بسا اوقات اس معنی کا مشاہدہ خانۂ کعبہ کے دروازے میں ہوتا ہے جب یہاں عادۃً پیشانی کو اس سے رگڑتے اور ملتے ہیں تو پیشانی سے نیک بختی اور سعادت مندی کے آثار خوب واضح طریقہ پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔

قدرتی طور سے آپ کی پیشانی پر ایک نورانی چمک تھی، چنانچہ دربار رسالت کے شاعر مداح رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حسین وجمیل نورانی منظر کو دیکھ کر یہ کہا ہے کہ

متی تبدو فی الداجی البھیم جبینه
یلح مثل مصباح الدجی المتوقد

یعنی جب اندھیری رات میں آپ کی مقدس پیشانی ظاہر ہوتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے جس طرح رات کی تاریکی میں روشن چراغ چمکتے ہیں۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول، سیرت مصطفیٰ)

marfat.com
Marfat.com

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جبین مبارک کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فخما مفخما یتلالو وجھہ تلالو القمر لیلۃ البدر ازھر اللون واسع الجبین کث اللحیۃ .

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عظمت والی نگاہوں میں عظیم دلوں میں معظم تھے، چہرۂ مبارک ماہ دو ہفتہ کی طرح چمکتا، جگمگاتا رنگ، کشادہ پیشانی، گھنی داڑھی۔

اسے ترمذی نے شمائل میں، طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۲۳۔ لمعۃ الضحیٰ)

جبین اقدس کی توصیف میں امام احمد رضا بریلوی عرض گزار ہیں۔

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

رنگ مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رنگ مبارک روشن وتاباں تھا، جمہور صحابہ کا اتفاق ہے کہ آپ کا رنگ مبارک مائل بہ سفیدی تھا، سفیدی کے ساتھ ہی آپ کی تعریف وتوصیف کی ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ **کان ابیض ملیحا** . ایک اور روایت میں **ابیض ملیح الوجہ** آیا ہے

marfat.com

Marfat.com

یعنی سپید رنگ ملیح بشرہ تھا۔ اس توصیف سے مراد سفیدی و ملاحت ہے حالاں کہ ملاحت آپ کے حسن و جمال اور دیدار جاں فزا کی دل ربائی ولذت بخشی کے اظہار بیان کے لیے علیحدہ صفت ہے۔

یا خالص سفیدی بغیر نمکینی جسے ابہق کہتے ہیں اس سے بچنے کے لیے ہو، اور ابہق کی تفسیر وہ اس طرح کرتے ہیں کہ ابہق وہ سفیدی ہے جس میں نہ سرخی ہو نہ زردی اور نہ گندم گوں ہو، اور اس سفیدی کے مشابہ ہے جو برص کے مریضوں کے چہرہ پر ہوتی ہے اور جست کے ہم رنگ ہو۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ کا چہرۂ انور بہت سفید اور آپ کے موہائے مبارک سخت سیاہ تھے۔

ابو طالب کے اس شعر میں جو انھوں نے آپ کی مدح میں کہا ہے اس میں ہے کہ

ابیض یستسقی الغمام بوجهه

ثمال الیتامی عصمة للارامل

یعنی آپ کے چہرۂ انور کی سفیدی سے برسنے والا سفید بادل بارش کی بھیک مانگتا ہے اور آپ یتیموں، بیواؤں کی پرورش فرمانے والے ہیں۔

حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی حدیث میں ہے کہ

ابیض مشرب و انه شراب خلط لون بلون .

یعنی آپ کا رنگ سفید مشربی تھا، مشرب اس شراب کو کہتے ہیں جس میں ایک رنگ میں دوسرے رنگ کی آمیزش ہو، گویا کہ ایک رنگ پلا کر دوسرا رنگ پلایا گیا ہو، اس جگہ مشرب سے مراد سرخی ہے۔

دوسری روایت میں تصریح بھی آئی ہے **ابیض مشرب بحمرة**

marfat.com
Marfat.com

یعنی آپ کا رنگ سرخ وسفید تھا۔

اور بعض نے "ازھر اللون" کہا ہے جو کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے، اس کی بھی یہی تفسیر کرتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ اس سے ان کی مراد چمک اور تابانی ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رنگ پرنور کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں :

بابی و امی کان ربعة ابیض مشربا بحمرة کث اللحیة .

میرے ماں باپ ان پر قربان میانہ قد تھے، گورا رنگ جس میں سرخی جھلکتی، گھنی داڑھی۔

اسے ابن عساکر نے ابو ہریرہ وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۲۳۔ لمعۃ الضحیٰ)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رنگ مبارک کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی یوں مدح سرا ہیں:

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

marfat.com
Marfat.com

چشمان مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم مبارک سے دو وجہوں پر بحث کی جاتی ہے۔

پہلی وجہ : خانہ چشم اور اس کی شکل وہیئت کے وصف میں ہے۔

چنانچہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ آپ کی چشم مبارک بڑی اور بھنویں دراز تھیں، چشم مبارک کے بڑی ہونے کا مطلب تنگی اور کوتاہی کی نفی کرنا ہے نہ کہ اتنی بڑی کہ آنکھیں باہر نکلی ہوئی تھیں، آپ کے اعضائے شریفہ کے اظہار میں قاعدہ کلیہ توسط واعتدال ہے کیوں کہ مدار حسن و جمال اور بنائے فضل وکمال یہی توسط واعتدال ہے۔

ایک حدیث میں، **اشکل العینین** آیا ہے یعنی آپ کی چشمان مبارک سفیدی میں سرخی لیے ہوئے تھیں، مطلب یہ کہ آنکھوں کی باریک رگیں سرخ تھیں۔

اور ''**شہلہ**'' یعنی سیاہی میں سرخی ہونا، یہ صفت آپ کی چشمان مبارک کی تعریف میں بہت ہی کم مذکور ہے لیکن نہایہ میں کہا گیا ہے کہ

کان اشھل العینین و کفته اشھل حمرة فی سواد

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دونوں چشم مبارک اشہل تھیں اور سیاہی میں سرخی کو اشہل کہا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ''**ادعج العینین**'' بھی آیا ہے، ادعج گہری سیاہ آنکھ کو کہتے ہیں اور قاموس نے اس کے معنی فراخ وکشادہ کے بھی لیے ہیں۔

اور ایک روایت میں ''**اکحل العینین**'' ہے یعنی سرگیں آنکھیں تھیں۔

marfat.com
Marfat.com

بسا سرمہ سیاہ کردہ خانہ مردم
دو چشم تو سیاہ اند سرمہ نا کردہ

یعنی آپ کی چشمان مبارک بغیر سرمہ لگائے سرگیں نظر آتی تھیں۔

دوسری وجہ : حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بصارت وبینائی کی تعریف میں ہے۔

چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں بھی ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا دن کی روشنی میں (اسے بخاری نے روایت کیا) بیہقی نے بھی سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب الشفاء میں بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثریا میں گیارہ ستارے ملاحظہ فرماتے تھے۔اور سہیلی کے نزدیک بارہ منقول ہیں۔

آپ کی نظریں آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی تھیں، یہ حد درجہ شرم وحیاء کی دلیل ہے ۔حدیثوں میں جو یہ آیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تھے کبھی کم اور کبھی زیادہ تو ایسا انتظار وحی کے سلسلے میں ہوتا تھا ورنہ نظر مبارک کا زمین کی طرف رکھنا روزمرہ کے معمولات میں تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر گوشۂ چشم سے نظر فرماتے تھے۔(جو نظر براہ راست ہو اسے جوق وماق کہتے ہیں) آپ کا گوشۂ چشم سے ملاحظہ فرمانا انتہائی حیا ووقار کے سبب تھا لیکن جب آپ کسی کی جانب التفات فرماتے تو مکمل طور پر گھوم جاتے تھے،دائیں بائیں پہلو بدلنے یا محض گردن گھما لینے یا دزدیدہ نظری سے آپ گریز فرماتے تھے کیوں کہ یہ متکبروں اور سہل انگاروں کا شیوہ ہے۔

آپ کی نظر مبارک سامنے اور پس پشت یکساں تھی ۔ چنانچہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ آپ

marfat.com
Marfat.com

مقتدیوں سے فرمایا کرتے تھے کہ رکوع و سجود میں مجھ سے پہل نہ کیا کرو۔ کیوں کہ میں تمھیں اپنے آگے اور پیچھے سے یکساں دیکھتا ہوں اور مجھ سے تمھارا رکوع و سجود پوشیدہ نہیں ہے۔

اس روایت کی حقیقت کو خدا ہی جانتا ہے کہ کیا تھی، یہی نہیں بلکہ آپ کے تمام اعضائے شریفہ کا یہی حال ہے کیوں کہ ان کی کنۂ حقیقت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا اور ان کی کنہ تک جانے کا دعویٰ ایسا ہی ہے جیسا کہ متشابہات کی تاویل و تفسیر کا حکم ہے۔ عقل و قیاس اور فکر و نظر کی رو سے یہ آپ کی فضیلت ہے۔ لیکن آپ کی یہ بینائی چشم رخ سے ہے یا دل کی آنکھ سے؟ یا تو یہ حالت نماز کے ساتھ مخصوص ہوگی جو محل انکشاف انام اور موجب از دیار نور ہے، یا پھر یہ صفت تمام احوال و اوقات میں عام ہوگی اور یہ روایت بصری چہرۂ مبارک کی چشم ہی میں ہوگی ورنہ پروردگار عالم اس پر بھی قادر ہے کہ قوت بصر یہ بدن کے ہر حصہ اور جزو میں پیدا فرمادے۔ یا یہ کہ یہ بینائی آپ کو بطریق اعجاز بلاشرط مقابلہ حاصل تھی۔

بعض کہتے ہیں کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان سوئی کے ناکہ کی مانند دو آنکھیں تھیں جن سے آپ پس پشت بھی دیکھ لیا کرتے تھے۔ آپ اسے کپڑوں سے نہیں ڈھانپتے تھے۔ (ایک روایت میں ہے کہ ان آنکھوں کو دیکھنے سے کوئی حجاب مانع نہیں ہوتا) یا یہ کہ قبلہ کی دیوار پر مثل آئینہ مقتدیوں کی صورتیں منعکس ہو جاتی تھیں اور آپ ان کے افعال کا مشاہدہ فرمالیتے تھے۔ یہ دونوں باتیں عجیب و غریب ہیں اگر یہ کسی صحیح روایت میں ہوں تو ہم ان پر ایمان لے آئیں گے ورنہ محل تامل ہے کیوں کہ اہل سیر کے نزدیک باسناد صحیحہ ثابت نہیں ہے۔

اگر یہاں رویت قلبی مراد ہے تو یہ وہ علم ہے جو بطریق وحی و اعلام اور کشف و الہام آپ کو حاصل تھا، اہل سیر کے نزدیک درست بات یہی ہے کیوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب اطہر کو معقولات کے علم و ادراک میں وسعت اور احاطہ عنایت فرمایا ہے اسی طرح آپ کے خواس لطیف میں بھی

marfat.com

Marfat.com

محسوسات کے ادراک میں احاطہ مرحمت فرمایا ہواور شش جہات کو ایک ہی جہت بنا دیا ہو۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان مبارک کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیض اللون مشربا حمرۃ ادعج العینین کث اللحیۃ .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رنگ گورا سرخی آمیز، آنکھیں بڑی خوب سیاہ، داڑھی گھنی۔

(فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۱۲۳_لمعۃ الضحیٰ)

تاریکی میں دیکھنا

امام ابوعبدالرحمٰن بقی بن مخلد قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اکابر اعیان مائۃ ثلثہ سے ہیں حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حکایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا روشنی میں دیکھتے ویسا ہی تاریکی میں دیکھتے۔

اس حدیث کو بیہقی نے موصولاً مسنداً روایت کیا اور علامہ خفاجی نے اکابر علماء مثل ابن بشکوال و عقیلی وابن جوزی و سہیلی سے اس کی تضعیف نقل کی یہاں تک کہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں موضوع ہی کہہ دیا۔ بہ ایں ہمہ خود علامہ خفاجی فرماتے ہیں جیسا بقی بن مخلد وغیرہ ثقات نے اسے ذکر کیا اور حضور والا کی شان سے بعید نہیں تو اس کا انکار کس وجہ سے کیا جائے۔

marfat.com

Marfat.com

و حکی بقی بن مخلد ابو عبد الرحمن القرطبی مولده رمضان سنة احدی و مائتین و توفی سنة ست و سبعین و مائتین عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها انها قالت کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یری فی الظلمة کما یری فی الضوء . و فی روایة کما یری فی النور و لا شک انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان کامل الخلقة قوی الحواس فوقوع مثل هذا منه غیر بعید و قد رواه الثقات کابن مخلد هذا فلا وجه لا نکاره .

بقی بن مخلد ابوعبدالرحمٰن قرطبی (رمضان ۲۰۱ھ/ ۲۷۶ھ) نے کہا، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تاریکی میں دیکھا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے جس طرح کہ روشنی میں دیکھتے تھے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کامل الخلقۃ قوی الحواس تھے تو آپ سے اس کیفیت کا وقوع بعید نہیں، پھر اس کو ثقات نے روایت کیا ہے لہٰذا اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ (قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

امام احمد رضا بریلوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان مبارک کے کمال واوصاف کے بارے میں یوں گویا ہیں۔

جب آ گئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

●

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لیے دریا بہاتے جائیں گے

marfat.com
Marfat.com

•

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم و النجم میں ہے آپ کی بینائی کی

•

سرگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لا مکاں تک جن کا رمنا نور کا

•

چشمۂ مہر میں موج نور جلال
اس رگ ہا شمیت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شرم و حیاء پر درود
اونچی بنی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

سراقدس

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں ابن ابی ہالہ کی حدیث میں مرقوم ہے۔

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عظيم الهامة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر مبارک عظیم تھا۔

marfat.com
Marfat.com

سر کی بزرگی، وفور عقل اور جودت فکر کی اس بناء پر دلیل ہے کہ سر جو ہر دماغ کا عامل ہوتا ہے، یہاں پر سر کو عظیم کہنے سے کوتاہی اور اس کی چھوٹائی کی نفی کرنا مقصود ہے ورنہ آپ کے تمام اعضاء و جوارح میں وجود و عتدال کی رعایت کی گئی ہے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر انور سے متعلق امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ضخم الهامة عظيم اللحية .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر مبارک بزرگ اور ریش مطہر بڑی تھی۔

اسے امام بیہقی نے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۲۳۔ لمعۃ الضحیٰ)

امام احمد رضا بریلوی نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بارے میں یہ اشعار لکھے ہیں۔

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا تیرے سجدے سے سیما نور کا

●

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سر سروراں خم رہیں
اس سر تاج رفعت پہ لاکھوں سلام

لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

marfat.com
Marfat.com

ریش مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لحیہ مبارکہ یعنی ریش مبارک کے بارے میں ابن ابی ہالہ کی حدیث میں ہے کہ

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كث اللحية .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں بال بکثرت تھے۔

شفائے قاضی عیاض میں کہا گیا ہے

اللحية يملأ صدره .

یعنی آپ کی ریش مبارک کے بال اس کثرت سے تھے کہ جس سے آپ کا سینہ مبارک بھر گیا تھا۔

اور ریش مبارک کی لمبائی میں کوئی معین انداز کتابوں میں نظر سے نہیں گزرا، وظائف النبی میں کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک طبعاً چار انگل تھی، اس سے کم نہ ہوتی تھی، اس پر کوئی سند نہیں پائی جاتی۔ اور داڑھی کا لمبا کرنا موجب حسن و جمال ہے خصوصاً جب داڑھی گھنی ہو۔

صحیحین میں مذکور ہے کہ مشرکوں کی شکل کی مخالفت کرو اور ایک روایت میں ہے کہ مجوس یعنی آتش پرستوں کی مخالفت کرو اور بہت کرو، اور اپنی داڑھیوں کو بڑھاؤ اور لبوں کے پست کرنے اور اس کے ترشوانے میں مبالغہ کرو۔

اور ائمہ کا مذہب لبوں کے ترشوانے میں مختلف ہے کم سے کم یہ ہے کہ اطراف لب ظاہر ہوں اور لبوں کا منڈوانا بدعت ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے اور احناف کے نزدیک احفاء یعنی کترنا ہے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

marfat.com

Marfat.com

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مقدس کے تعلق سے امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثیر شعر اللحیة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں بال کثیر وانبوہ تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا۔

و عنه عند ابن عساکر کثیر شعر الراس و اللحیة .

ابن عساکر جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک اور ریش اقدس میں بال زیادہ اور گھنے تھے۔ (مولف)

امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:

کث اللحیة تملاء صدرہ .

ریش مطہر گھنی سینہ منور کو بھرے ہوئے۔ یہاں سینہ سے مراد اس کا بالائی کنارہ ہے کہ گلے کی انتہا ہے۔

امام اجل عارف باللہ سیدی محمد بن علی بن عباس مکی قدس سرہ الملکی کتاب مستطاب طریق المرید للوصول الیٰ مقام التوحید میں فرماتے ہیں:

وفی وصف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان کث اللحیة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ شریف میں ہے ریش مبارک گھنی تھی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۲۵۔ لمعۃ الضحیٰ)

marfat.com
Marfat.com

جامع ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یاخذ من لحیتہ من عرضھا و طولھا.

یعنی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک کے بال عرض وطول سے لیتے تھے۔

علماء فرماتے ہیں یہ اس وقت ہوتا جب ریش اقدس ایک مشت سے تجاوز فرماتی۔ بلکہ بعض نے یہ قید نفس حدیث میں ذکر کی ہے۔

مدارج النبوۃ میں ہے درلحیہ شریف درطول قدرے معین درکتب بنظرنمی آید ودروظائف النبی گفتہ کہ لحیہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چہار انگشت بود طبعا یعنی ہمیں مقدار بوداز روئے خلقت ودراز و کم نمی شد بریں سندے یافتہ نمی شود۔

ریش مبارک کی لمبائی میں کوئی معین انداز کتابوں میں نظر سے نہیں گزرا۔ وظائف النبی میں کہا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک طبعاً چار انگل تھی، اس سے کم نہ ہوتی تھی، اس پر کوئی سند نہیں پائی جاتی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۷۰)

ریش مبارک کے سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی رقم طراز ہیں:

شب لحیہ و شارب ہے رخ روشن دن
گیسو و شب قدر و برات مومن

●

مژگاں کی صفیں چار ہیں دو ابرو ہیں
والفجر کے پہلو میں لیال عشر

marfat.com
Marfat.com

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل ہالۂ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام
خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن سبزۂ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

زلف معنبر

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بالوں کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا آپ کے بال نرم تھے، بعض حدیثوں میں آپ کے موئے مبارک کو ''جعد'' بمعنی سخت پیچیدہ بتایا گیا ہے حالاں کہ مکمل جعد نہ تھے۔ بلکہ قطط اور جعد یعنی نرم، دراز اور گھونگریالے تھے۔ سبط (نرم و لٹکے ہوئے بال) وقطط (ایسے بال جو سخت اور پیچیدہ ہوں جیسے حبشیوں کے ہوتے ہیں اردو میں انھیں گھونگریالے بال کہا جاتا ہے) کی ضد کے معنی میں جعد کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔ اور بعض حدیثوں میں جعد کی نفی کی گئی ہے۔ جعد بہت سخت اور بل کھائے ہوئے بالوں کو کہتے ہیں اور صراح میں جعد بمعنی مرغول اور قطط بمعنی مرغول اور بسط بمعنی لٹکے ہوئے بال لکھا ہے۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال بسط تھے نہ قطط بلکہ دونوں کے درمیان تھے جسے رجل (نرم) کہتے ہیں۔

آپ کے بالوں کی لمبائی کانوں کے درمیان تک، دوسری روایت میں کانوں تک اور تیسری روایت کے بموجب کانوں کی لو تک تھی۔ ان کے علاوہ کندھوں تک یا کندھوں کے قریب تک کی روایتیں بھی ہیں۔ ان سب روایتوں میں باہم مطابقت اس طرح ہے کہ آپ کبھی تیل لگاتے یا کنگھی فرماتے تو بال دراز ہوجاتے ورنہ اس کے برعکس رہتے یا پھر بال ترشوانے سے پہلے اور بعد ان میں اختصار وطول ہوتا

marfat.com
Marfat.com

رہتا تھا۔

مواہب لدنیہ اور اس کے موافق مجمع البحار میں یہ مذکور ہے کہ جب بالوں کے ترشوانے میں طویل وقفہ ہو جاتا تو بال لمبے اور جب ترشواتے تو چھوٹے ہو جاتے تھے۔ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالوں کو ترشواتے تھے منڈواتے نہ تھے۔ لیکن حلق (مونڈوانے) کے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ آپ حج وعمرہ کے دو موقعوں کے سوا بال نہیں منڈواتے تھے۔

اور ام ہانی کی روایت میں ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ کے بالوں کی چار لٹیں تھیں۔

اور سر کے بالوں کا چھوڑنا سنت ہے۔ زمانۂ قدیم سے عربوں میں یہ عادت تھی، لیکن یہ ضروری ہے کہ بالوں کی نگہداشت کی جائے یعنی تیل اور کنگھی وغیرہ ہوتی رہنی چاہیئے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالوں میں کثرت سے کنگھی کیا کرتے تھے۔ آپ جس کسی کے پراگندہ اور ابتر بال دیکھتے تو کراہت سے فرماتے کہ تم میں سے کسی کو وہ نظر آیا ہے، یہ اشارہ شیطان کی طرف ہے، اسی طرح آپ بہت زیادہ بننے سنورنے اور لمبے بالوں سے بھی کراہت فرماتے تھے، اعتدال اور درمیانہ روی آپ کو بہت پسند تھی جو کوئی بالوں میں تیل کنگھی نہیں کر سکتا اس کے بالوں کا ترشوانا بہتر ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک نہ گھونگر دار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ ان دونوں کیفیتوں کے درمیان تھے۔ آپ کے مقدس بال پہلے کانوں کی لو تک تھے پھر شانوں تک خوبصورت گیسو لٹکتے رہتے تھے مگر حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے اپنے بالوں کو اتروا دیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے آپ کے مقدس بالوں کی ان تینوں صورتوں کو اس لطیف انداز میں بیان فرمایا کہ

marfat.com
Marfat.com

گوش تک سنتے تھے فریاد کہ اب آئے تا بدوش
تا بنیں خانہ بدوشوں کے سہارے گیسو

•

آخریں حج غم امت میں پریشاں ہوکر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جب اپنے مقدس بال اتروائے تو وہ صحابہ کرام میں بطور تبرک تقسیم ہوئے اور صحابہ کرام نے نہایت ہی عقیدت کے ساتھ اس موئے مبارک کو اپنے پاس محفوظ رکھا اور اس کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان مقدس بالوں کو ایک شیشی میں رکھ لیا تھا جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی مرض ہوتا تو آپ اس شیشی کو پانی میں ڈبو کر دیتی تھیں اور اس پانی سے شفاء حاصل ہوتی تھی۔

آپ اکثر بالوں میں تیل بھی ڈالتے تھے اور کبھی کبھی کنگھی بھی کرتے تھے اور اخیر زمانہ میں بیچ سر میں مانگ بھی نکالتے تھے۔ آپ کے مقدس بال آخر عمر تک سیاہ رہے سر اور داڑھی شریف میں بیس بالوں سے زیادہ سفید نہیں ہوئے تھے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول، سیرت المصطفیٰ)

حلق راس میں معمول اقدس

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک کے مقدس بالوں کا مونڈنا ثابت ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

عادت کریمہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر تمام سر موئے داشتن است از گوش تا دوش در غیر

marfat.com
Marfat.com

حج وحجامت ہیچ گاہ حلق ثابت نیست۔

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ پورے سر پر بال رکھتے تھے اور یہ کان کی لو سے کندھے تک ہوتے تھے، حج اور حجامت (پچھنا، نشتر) کے علاوہ کبھی بھی بالوں کا مونڈنا ثابت نہیں ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۲۱)

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

پورے سر پر بال رکھنا اور مانگ نکالنا خاص سنت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے۔ حج وحجامت یعنی پچھنوں کی ضرورت کے سوا حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حلق شعر ثابت نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دس سال مدینہ میں قیام فرمایا اس مدت میں صرف تین بار یعنی سال حدیبیہ و عمرۃ القضاء و حجۃ الوداع میں حلق فرمایا۔ علی ما نقله علی القاری فی جمع الوسائل عن بعض شراح المصابیح. (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۹)

شانہ مبارک

بیہقی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یمتشط بمشط من عاج .

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عاج کا کنگھا کرتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۲)

موئے مبارک کثیر وانبوہ تھے

ابو اسحاق وابو جعفر سے راوی :

انه کان عند جابر بن عبد الله هو و ابوه رضی الله تعالی عنهم و عنده قوم

marfat.com
Marfat.com

فسألوه عن الغسل فقال يكفيك صاع فقال رجل ما يكفيني فقال جابر كان يكفي من هو اوفى منك شعرا و خيرا منك ثم امنافي ثوب.

حضرت ابو جعفر اور ان کے والد دونوں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تھے اور ان کے پاس اور دوسرے لوگ بھی تھے لوگوں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غسل کے بارے میں پوچھا کہ کتنا پانی ہونا چاہیئے فرمایا کہ تمھیں ایک صاع پانی کافی ہے تو ایک آدمی نے کہا کہ مجھ کو ایک صاع پانی کفایت نہیں کرتا ہے اس پر حضرت جابر نے فرمایا کہ اتنا پانی ان کو کافی ہوتا تھا جو تم سے زیادہ زلف والے اور تم سے بہتر تھے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پھر آپ نے ایک کپڑے میں ہماری امامت فرمائی۔

ایک روایت میں ہے کہ امام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ہوئے۔ (مولف)

حسن بن محمد کی حدیث صحیحین میں ابو جعفر سے اس طرح مروی ہے۔

قال لی جابر اتانی ابن عمک یعرض بالحسن بن محمد بن الحنفية قال كيف الغسل من الجنابة فقلت كان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ياخذ ثلث اكف فيفضيها على رأسه ثم يفيض على سائر جسده فقال لى الحسن انى رجل كثير الشعر فقلت كان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اكثر منك شعرا . هذ الفظ خ.

حضرت ابو جعفر سے مروی ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میرے پاس آپ کے چچا کے لڑکے آئے ان کی مراد حسن بن محمد بن حنفیہ سے تھی اور پوچھا کہ جنابت کا غسل کس طرح کیا جائے میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین لپ پانی لے کر سر مبارک پر بہاتے پھر پورے جسم اطہر پر پانی

marfat.com
Marfat.com

بہاتے تو حسن نے مجھ سے کہا کہ میں زیادہ بال والا مرد ہوں مجھے اتنا پانی کافی نہ ہوگا تو میں نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے زیادہ زلف والے تھے۔ (مولف)

ونحوه عندم و فيه قال جابر فقلت له يا ابن اخي كان شعر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اكثر من شعرك و اطيب .

دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت جابر نے کہا کہ اے بھتیجے رسول اللہ کے موئے مبارک تم سے کثیر اور عمدہ تھے۔ (مولف)

نسائی ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال تمارينا في الغسل عند جابر بن عبد الله رضي الله تعالىٰ عنهما فقال جابر يكفي من الغسل من الجنابة صاع من ماء قلنا ما يكفي صاع و لا صاعان قال جابر قد كان يكفي من كان خيرا منكم و اكثر شعرا. صلى الله تعالىٰ عليه وسلم .

ابو جعفر نے کہا کہ غسل کے بارے میں باہم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہم جھگڑا کر رہے تھے اس پر حضرت جابر نے فرمایا کہ غسل جنابت کے لیے ایک صاع پانی کافی ہے ہم نے کہا نہ ایک صاع کافی ہے اور نہ دو صاع، حضرت جابر نے کہا ان کو کافی ہوتا تھا جو تم سے زیادہ بہتر اور کثیر بال والے تھے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج۱، ص۱۶۰، ۱۶۱۔ بارق النور)

امام احمد رضا بریلوی محبوب کردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زلف معنبر کی مدح میں نوا سنج ہیں۔

بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو تیرا رحمت کا بادل گھر گیا

marfat.com
Marfat.com

•

دندان و لب و زلف و رخ شہ کے فدائی
ہیں در عدن لعل یمن مشک ختن پھول

•

مشک سا زلف شہ و نور فشاں روئے حضور
اللہ اللہ حلب حبیب و تتار دامن

•

بزم ثنائے زلف میں میری عروس فکر کو
ساری بہار ہشت خلد چھوٹا سا عطردان ہے

•

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو
کی جو بالوں سے تیرے روضہ کی جاروب کشی
شب کو شبنم نے تبرک کو ہیں دھارے گیسو
ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو
چرچے حوروں میں ہیں دیکھو تو ذرا یال براق
سنبل خلد کے قربان اتارے گیسو
آخریں حج غم امت میں پریشاں ہوکر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

marfat.com
Marfat.com

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمھارے گیسو

کعبۂ جاں کو پنہایا ہے غلاف مشکیں
اڑ کے آئے ہیں جو ابرو پہ تمھارے گیسو

سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

مشک بو کوچہ یہ کس پھول کا جھاڑا ان سے
حوریو! عنبر سارا ہوئے سارے گیسو

دیکھو قرآں میں شب قدر ہے تا مطلع فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمھارے گیسو

شان رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو

شانہ ہے پنجۂ قدرت تیرے بالوں کے لیے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

احد پاک کی چوٹی سے الجھ لے شب بھر
صبح ہونے دو شب عید نے ہارے گیسو

marfat.com
Marfat.com

مژدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں اُمڈیں
ابروؤں پر وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو

تار شیرازہ مجموعۂ کونین ہیں یہ
حال کھل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

●

کٓ گیسو ہ دہن یٓ ابرو آنکھیں عٓ صٓ — کھیعص ان کا ہے چہرہ نور کا
لیلۃ القدر ان کے گیسو مطلع الفجر ان کی مانگ — ان کے بندوں پر سلام رب سے مژدہ نور کا

●

گیسو و قد لام الف کردو بلا منصرف
لا کے تہ تیغ لا تم پہ کروروں درود

●

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا — لکۂ ابر رافت پہ لاکھوں سلام
لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق — مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
لخت لخت دل ہر جگر چاک سے — شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

پشت انور و مہر نبوت

آپ کی پشت مبارک ایسی تھی جیسے پگھلی ہوئی چاندی یعنی پاک وصاف اور سفید، ہموار، اور میر

marfat.com
Marfat.com

نبوت، ایک ایسی ابھری ہوئی چیز تھی جو ہم رنگ بدن، مشابہ جسد اطہر اور صاف نورانی تھی اسی کو خاتم النبوۃ یا مہر نبوت کہتے ہیں۔ یہ وہ علامت ہے جس سے آپ پہچان لیے جائیں کہ آپ ہی وہ نبی آخر الزماں ہیں جس کی بشارت دی گئی ہے۔

مستدرک میں حضرت وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہ ہوا مگر یہ کہ ان کے داہنے ہاتھ میں کوئی علامت نبوت ہوتی لیکن ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علامت نبوت آپ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔ روایتوں میں مرقوم ہے کہ مہر نبوت نوری تھی جو چمکتی تھی۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد وہ مہر نبوت روپوش ہوگئی تھی اور اسی علامت سے معلوم ہوا کہ آپ نے وفات پائی ہے، کیوں کہ لوگوں میں شبہ اور اختلاف واقع ہوگیا تھا یا اس لیے کہ یہ دلیل نبوت تھی اب اس کے اثبات کی حاجت نہ رہی تھی یا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص بھید ہو جسے وہی خوب جانتا ہے لیکن یہ غلط ہے کہ بعد از وفات نبوت باقی نہ رہی کیوں کہ نبوت و رسالت موت کے بعد بھی برقرار و باقی رہتی ہے۔

متعدد روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت تھی۔ یہ بظاہر سرخی مائل ابھرا ہوا گوشت تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کی مقدار میں سرخ ابھرا ہوا ایک غدود تھا۔ لیکن ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مہر نبوت کبوتر کے انڈے کے برابر تھی اور اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

الله وحده لا شريک له توجه حيث کنت فانک منصور.

یعنی اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں آپ جس حال میں بھی ہیں توجہ فرمائیں بلاشبہ آپ ہی

marfat.com
Marfat.com

فتح یاب ہیں۔

راویوں نے مہر نبوت کی ظاہری شکل وصورت اور مقدار کو کبوتر کے انڈے سے تشبیہ دی ہے۔لیکن اس کے پیچھے خدا کا عظیم اثر کارفرما ہے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھا اور جو کسی نبی کو حاصل نہ تھا۔(مولف) (مدارج النبوۃ مترجم،اول۔سیرت مصطفیٰ)

زید بن عمرو کی شہادت

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشت اطہر میں مہر نبوت، رسالت ونبوت کی علامت ونشانی تھی توریت وانجیل وغیرہ میں بھی حضور کا یہ وصف بیان کیا گیا تھا جس سے علمائے اہل کتاب آگاہ ومطلع تھے اور بعض لوگ اسی سے حضور نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت وگواہی دیتے اور حضور کو پہچانتے تھے۔اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

زید بن عمرو بن نفیل موحدان ومومنان عہد جاہلیت سے تھے طلوع آفتاب عالم تاب اسلام سے پہلے انتقال کیا مگر اسی زمانہ میں توحید الٰہی ورسالت حضرت ختمی پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت دیتے۔

ابن سعد وابونعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا مکہ معظمہ سے کوہ حرا کو جاتے تھے انھوں نے قریش کی مخالفت اور ان کے معبودان باطل سے جدائی کی تھی ،اس پر آج ان سے اور قریش سے کچھ لڑائی رنجش ہو چکی تھی مجھے دیکھ کر بولے اے عامر میں اپنی قوم کا مخالف اور ملت ابراہیم کا پیرو ہوا اسی کو معبود مانتا ہوں جسے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام پوجتے تھے۔میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسمٰعیل اور اولاد عبد المطلب سے ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے میرے خیال میں میں ان کا زمانہ نہ پاؤں گا میں ابھی ان پر ایمان لاتا اور ان کی تصدیق کرتا، ان کی نبوت کی گواہی دیتا

marfat.com
Marfat.com

ہوں تمھیں اگر اتنی عمر ملے کہ انھیں پاؤ تو میرا اسلام انھیں پہنچانا۔ اے عامر میں تم سے ان کی نعت وصفت بیان کیے دیتا ہوں کہ تم خوب پہچان لو۔

درمیانہ قد ہیں سر کے بال کثرت وقلت میں معتدل ان کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخ ڈورے رہیں گے ان کے شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے ان کا نام احمد ہے اور یہ شہران کا مولد ہے یہیں ان کی رسالت ظاہر ہوگی ان کی قوم انھیں مکے میں نہ رہنے دے گی کہ ان کا دین اسے ناگوار ہوگا وہ ہجرت فرما کر مدینے جائیں گے وہاں سے ان کا دین ظاہر وغالب ہوگا دیکھو تم کسی دھوکے فریب میں آ کر ان کی اطاعت سے محروم نہ رہنا کہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں شہروں شہروں پھرا یہود ونصاریٰ مجوس جس سے پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین تمھارے پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہ رہا۔

ایک یہودی کا اعلان

ابن سعد وحاکم وبیہقی وابونعیم حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی مکہ معظمہ میں ایک یہودی بغرض تجارت رہتا جس رات حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے قریش کی مجلس میں گیا اور پوچھا کیا آج تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا انھوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم کہا :

احفظوا ما اقول لکم ولد هذه الليلة نبی هذه الامة الاخيرة بين کتفيه علامة.

جو تم سے کہہ رہا ہوں اسے حفظ کر رکھو آج کی رات اس پچھلی امت کا نبی پیدا ہوا اس کے شانوں کے درمیان علامت ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت علی کا فرمان

ترمذی حدیث طویل حلیۂ اقدس میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ

marfat.com
Marfat.com

انھوں نے فرمایا:

بین کتفیہ خاتم النبوۃ و ھو خاتم النبیین.

حضور کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے اور حضور خاتم النبیین ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شاہ مصر مقوقس کی گواہی

امام واقدی اور ابو القاسم بن عبد الحکم فتوح مصر میں بطریق ابان بن صالح راوی، جب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمان اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر مقوقس نصرانی بادشاہ مصر واسکندریہ کے پاس تشریف لے گئے اس نے ان سے دریافت کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس بات کی طرف بلاتے ہیں انھوں نے فرمایا توحید ونماز پنج گانہ وروزۂ رمضان وحج ووفائے عہد پھر اس نے حضور کا حلیہ پوچھا انھوں نے باختصار بیان کیا وہ بولا:

قد بقیت اشیاء لم تذکرھا فی عینیہ حمرۃ قلما تفارقہ و بین کتفیہ خاتم النبوۃ.

ابھی اور باتیں باقی رہیں کہ تم نے نہ بیان کیں ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں کہ کم کسی وقت جدا ہوتے ہوں اور ان کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور صفات کریمہ بیان کر کے بولا۔

مجھے یقیناً معلوم تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور مجھے گمان تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہوگا کہ اگلے انبیاء نے وہاں ظہور کیا اب میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے عرب میں ظہور فرمایا محنت ومشقت کی زمین میں اور قبطی ان کی پیروی میں میری نہ مانیں گے عنقریب وہ ان شہروں پر غلبہ پائیں گے۔ (جزاء اللہ عدوہ باباء ہ ختم النبوۃ)

marfat.com
Marfat.com

مہر نبوت کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی نے یہ خیال آرائی فرمائی ہے

بوسہ گہہ اصحاب و مہر سامی
وہ شانہ چپ میں اس کی عنبر فامی

•

یہ طرفہ کہ ہے کعبہ جان و دل میں
سنگ اسود نصیب رکن شامی

•

حجر اسود کعبہ جان و دل یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام
دوش بر دوش ہے جن سے شان شرف ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام
روئے آئینہ علم پشت حضور پشتی قصر ملت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

کلام اقدس و بیان فصاحت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک کی فصاحت، جوامع الکلم، انوکھا اظہار بیان اور عجیب وغریب حکم وفیصلے اتنے زیادہ ہیں کہ شاید ہی کوئی فکر واندیشہ کا محاسب اس کے حصر واحاطہ کے گرد پھر سکے۔ آپ کے اوصاف کا بیان اور ان کے بیان کا زبان کے ساتھ اظہار ممکن ہی نہیں ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ فصیح وشیریں بیان دوسرا پیدا ہی نہ فرمایا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! نہ تو آپ کہیں باہر تشریف لے گئے اور نہ آپ نے لوگوں میں نشست وبرخاست رکھی پھر آپ ایسی فصاحت کہاں سے

marfat.com
Marfat.com

لے آئے، آپ نے فرمایا حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کی لغت اور اصطلاح جو ناپید اور فنا ہو چکی تھی اسے میرے پاس جبریل علیہ الصلاۃ والسلام لے کر آئے جسے میں نے یاد کر لیا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے :

ادبنی ربی فاحسن تادیبی .

میرے رب نے مجھے ادب سکھایا تو میرے ادب کو بہت اچھا کر دیا۔

عربیت کا وہ علم جو زبان عرب اور اس کی فصاحت و بلاغت سے تعلق رکھتا ہے اسے ادب کہتے ہیں۔ نیز آپ نے فرمایا میری نشو ونما قبیلہ بنی سعد بن بکر میں ہوئی ہے، یہ آپ کی دائی حلیمہ سعدیہ کا قبیلہ ہے، بنی سعد کے لوگ پورے عرب میں سب سے زیادہ فصیح اللسان تھے۔

اور یہ جو منقول ہے کہ آپ نے فرمایا میں ضاد کو اس کے مخرج سے ادا کرنے میں اس سے زیادہ فصیح ہوں جو ضاد کو ادا کرتا ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت میں بعض اپنی مقرر کردہ اصطلاح حدیث کے تحت کلام کرتے ہیں لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔ حاصل کلام اس طرف راجع ہے کہ آپ نے فرمایا میں تمام عرب میں افصح ہوں کیوں کہ حرف ضاد عرب کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ دنیا کی کسی دوسری زبان میں یہ حرف نہیں ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا اہل عرب میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو اس حرف کو کماحقہٗ ادا کر سکے۔ اس حرف ضاد کا مخرج داہنے یا بائیں اضراس یعنی عقل ڈاڑھ ہے، کہتے ہیں کہ بائیں طرف سے اس کی ادائیگی زیادہ آسان ہے لیکن صحابہ کبار میں سے کچھ حضرات اس کا دونوں جانب سے اخراج کرتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب واضح اور مفصل کلام کے ساتھ تکلم فرماتے تھے اور جدا جدا ان کلمات کو گنا جا سکتا تھا۔ آپ ایک کلمہ کی تین تین بار تکرار فرمایا کرتے تھے تا کہ خوب سمجھ لیا جائے، یہ تکرار

marfat.com
Marfat.com

گفتگو کے ابہام واشتباہ کو دور کرنے کے لیے ہوتی ہوگی ورنہ آپ ہر بات اور ہر کلام میں ایسا نہ کرتے ہوں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت تیزی کے ساتھ جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ نہایت ہی متانت اور سنجیدگی سے ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے بلکہ کلام اتنا صاف اور واضح ہوتا تھا کہ سننے والے اس کو سمجھ کر یاد کر لیتے تھے اگر کوئی اہم بات ہوتی تو اس جملہ کو کبھی کبھی تین تین مرتبہ فرمادیتے تاکہ سامعین اس کو اچھی طرح ذہن نشیں کر لیں۔

آپ کو جوامع الکلم (اس سے مراد وہ کلمات ہیں جو غایت اختصار میں ہوں اور معانی کثیرہ کے حامل ہوں) کا معجزہ عطا کیا گیا تھا کہ مختصر سے جملہ میں لمبی چوڑی بات کو بیان فرمادیا کرتے تھے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ بلاضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ اکثر خاموش ہی رہتے تھے۔(مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول، سیرت المصطفیٰ)

شان تکلم

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طرز تکلم، شان تکلم اور اس کی کیفیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

ہند بن ابی ہالہ اوصاف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی عنہ کی حدیث حلیہ اقدس میں ہے۔

اذا تکلم اطرق جلساوہ ، کان علی رؤسھم الطیر.

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضران مجلس ہوتے سب گردنیں جھکا لیتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

عجب ست باوجودت کہ وجود من بماند
تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۳۴۔ انہار الانوار)

ابن عباس کی حدیث میں ہے

اذا تکلم رئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ .

جب کلام فرماتے دانتوں سے نور چھنتا نظر آتا۔

ابوقرصافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں

رأینا کالنور یخرج من فیه

ہم نے نور سا نکلتے دیکھا ان کے دہان پاک سے۔ (نفی الفی عمن استنار بنورہ کل شی)

جوامع الکلم

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب و احلت لی الغنائم و جعلت لی الارض مسجدا و طهورا و ارسلت الی الخلق کافة و ختم بی النبیون .

میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لیے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لیے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہاں کے لیے سب ماسوی اللہ کا رسول ہوا اور مجھ سے انبیاء ختم

marfat.com
Marfat.com

کیے گئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

علماء نے اپنی وسعت اور طاقت کے اعتبار سے بعض ایسے کلمات جمع فرمائے ہیں اور خاص کر وہ خطوط و پیغامات جن کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بادشاہوں، حاکموں اور بڑے بڑے امرائے وقت کو ارسال فرمایا تھا ان میں ہر قوم کو اسی کی زبان میں مخاطب فرمایا تھا علماء نے انھیں جمع کر کے ان کی شرح و تفسیر بیان کی ہے ان میں سے کچھ کلمات جو آپ کے حلیہ کمال اور زینت جمال کے حکم میں ہیں انھیں اس تصور و خیال سے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کلمات آپ کی زبان مبارک سے صادر ہوئے ہوں گے۔

(۱) انما الاعمال بالنیات — ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔

(۲) الدین النصیحة — دین سراسر نصیحت و بھلائی ہے۔

(۳) البلاء مو کل بالنطق — گویائی مصیبتیں پیدا کرتی ہے۔

(۴) المجالس بالامانة — محفلوں کی باتیں امانت ہیں۔

(۵) المستشار موتمن — جس سے مشورہ لیا جائے وہ بات کا امین ہے۔

(۶) ترک الشر صدقة — برائی کو چھوڑنا صدقہ ہے۔

(۷) الحیاء خیر کله — حیا کامل بھلائی ہے۔

(۸) فضل العلم خیر من فضل العبادة — علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے۔

(۹) من غشنا فلیس منا — جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

(۱۰) الدال علی الخیر کفاعله — نیکی کی راہ دکھانے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے نیکی کی۔

(۱۱) حب الشئ یعمی و یصم — کسی چیز کی محبت اسے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۱۲)	المرأمع من احب	آدم اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔
(۱۳)	لا ترفع عصاک عن اهلک	اپنی اہل سے اپنی لاٹھی کو نہ اٹھاؤ۔
(۱۴)	خیر کم خیر کم لاهله	تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی اہل کے لیے بہتر ہے۔
(۱۵)	من ابطاء به عمله لم یسرع به نسبه	جس کا عمل ست ہے اس کا نسب اسے چست نہ کرے گا۔
(۱۶)	زرغبا تزدد حبا	زیارت کرناغہ کے ساتھ محبت میں زیادتی ہوگی۔
(۱۷)	ایاکم و خضر الدمن	بچو تم امن کی فراخیوں سے۔
(۱۸)	الثناء ربیع المومن	حمد وثنا کرنا مومن کی بہار ہے۔
(۱۹)	القناعة کنز لا یفنی	قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ناپید نہیں ہوتا۔
(۲۰)	الاقتصاد فی النفقة نصف المعیشة	خرچ میں میانہ روی نصف معیشت ہے۔
(۲۱)	التودد الی الناس نصف العقل	لوگوں سے محبت کا برتاؤ کرنا آدھی عقل مندی ہے۔
(۲۲)	حسن السوال نصف العلم	عمدہ طریق سے پوچھنا آدھا علم ہے۔
(۲۳)	لا عقل کالتدبیر	تدبیر کی مانند عقل نہیں ہے۔
(۲۴)	لا ورع کالکف	زبان روکنے کی مانند پارسائی نہیں ہے۔
(۲۵)	لا حب کحسن الخلق	خوش اخلاقی کی مانند محبت نہیں ہے۔
(۲۶)	الرضاع بغیر الطباع	رضاعت غیر طبعی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۲۷) الایمان یمان — ایمان حفاظت ہے۔

(۲۸) لا ایمان لمن لا امانة له — جو امانت دار نہیں وہ ایمان دار نہیں۔

(۲۹) لا دین لمن لا عهد له — جو عہد کو پورا نہ کرے وہ دیندار نہیں۔

(۳۰) جمال الرجل فصاحة لسانه — آدمی کی خوبصورتی اس کی زبان کی فصاحت ہے۔

(۳۱) لا فقر اشد من الجهل — جہالت سے بڑھ کر سخت محتاجی نہیں ہے۔

(۳۲) لا مال اعز من العقل — عقل سے زیادہ پیاری تونگری نہیں ہے۔

(۳۳) کن فی الدنیا کانک غریب — دنیا میں مسافر کی مانند رہو۔

(۳۴) العفو لا یزید العبد الاعزا — درگزری بندے میں عزت کو بڑھاتی ہے۔

(۳۵) التواضع لا یزید الا رفعة — انکساری درجہ کی بلندی ہی کو زیادہ کرتی ہے۔

(۳۶) ما نقص مال من صدقته — صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔

(۳۷) کنوز البر کتمان المصائب — نیکی کا خزانہ مصائب کے چھپانے میں ہے۔

(۳۸) عد نفسک من اصحاب القبور — اپنے آپ کو صاحب قبر شمار کرو۔

(۳۹) ما جمع شیء احسن من علم الی علم — علم کو علم سے جمع کرنا ہر چیز کے جمع کرنے سے اچھا ہے۔

(۴۰) من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه. — آدمی کا عمدہ اسلام یہ ہے کہ وہ لایعنی اور لغو بات چھوڑ دے۔

(مدارج النبوۃ جلد اول)

امام احمد رضا بریلوی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تکلم و گفتگو اور حضور کی شیریں سخنی کی

marfat.com
Marfat.com

توصیف میں یہ اشعار نظم کیے ہیں۔

میٹھی باتیں تیری، دین عجم ایمان عرب
نمکین حسن تیرا، جان عجم شان عرب

•

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کسی کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں
تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منھ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

•

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود　　　اس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

قلب مبارک

یہ حقیقت پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جس مرتبۂ کمال پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو فائز فرمایا ہے کسی اور کے لیے یہ منزلت رفیعہ ثابت نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے راز اور اخلاص کا مقام دل کو بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس بندے کے دل کو چن لیتا ہے اس کو اپنے راز کا امین بنا لیتا ہے۔ اور سب سے پہلے جس مبارک دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے راز کا امین بنایا وہ قلب مبارک سید الخلق رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلق میں سب سے پہلے ہیں اور ظہور میں سب انبیاء سے آخر میں ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی حکمت نے اجسام وقوالب کے اخلاق کو دلوں میں مخفی رازوں کی علامت اور نشانی بنایا ہے پس جس کے دل میں راز خداوندی متحقق ہو گیا اس کے اخلاق میں بڑی وسعتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس کی شفقت کا سایہ کسی ایک نوع اور جنس کے ساتھ مخصوص نہیں رہتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق اس کا تعلق نباتات سے ہو، جمادات سے ہو یا حیوانات سے ہو سب پر یکساں رہتا ہے۔ وہ نوع انسانی میں ہر فرد کے ساتھ ایسے اخلاق سے پیش آتا ہے جس سے اس کا بگاڑ دور ہوتا ہے اور اس میں خوبیاں نمودار ہوتی ہیں اور اسی شفقت کے پیش نظر کبھی اس کو سختی سے بھی پیش آنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات اس کی خیر خواہی کے لیے اس پر حدود بھی نافذ کی جاتی ہیں اس طرح ہر نرمی اور ہر سختی ہر پیار اور ہر شدت میں اس کی بہتری ملحوظ ہوتی ہے۔

طبرانی نے ابی عقبہ الخولانی سے ایک حدیث مرفوع نقل کی ہے۔

ان للہ آنیة من اھل الارض و آنیة ربکم قلوب عبادہ الصالحین و احبھا الیه الینھا و ارقھا.

ساکنان زمین میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے برتن ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے برتن اس کے نیک بندوں کے قلوب ہوا کرتے ہیں اور ان میں سے بھی اللہ کو پیارا وہ ہوتا ہے جو اس کی مخلوق کے لیے بڑا نرم اور رقیق ہوتا ہے۔

دارمی وابن عساکر کی ایک روایت میں ہے۔

جبریل امین سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شکم مبارک کو شق کیا اور پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کا قلب مبارک، جو چیز اس میں ڈالی جاتی ہے وہ اس کو سمجھتا بھی ہے اور یاد بھی رکھتا ہے۔ اس قلب کے دو کان ہیں جو خوب سننے والے

marfat.com
Marfat.com

ہیں، دو آنکھیں ہیں جو خوب دیکھنے والی ہیں آپ کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے آپ اللہ کے رسول ہیں آپ کی پیروی کی جائے گی ساری مخلوق قیامت کے روز آپ کے پیچھے ہوگی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق قیم یعنی مستحکم ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سچی ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نفس مطمئن ہے۔ (مولف) (سیرت الرسول المعروف ضیاء النبی جلد ۵)

قلب اقدس سوتا نہیں

حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر کی عظمت و کمال سے متعلق امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

حدیث میں ہے :

قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان عینی تنامان و لا ینام قلبی . رواہ الشیخان عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ اسے بخاری و مسلم نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الانبیاء تنام اعینھم و لا تنام قلوبھم.

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی آنکھیں سوتی ہیں دل کبھی نہیں سوتے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ

marfat.com
Marfat.com

افکار صالحہ اور متواتر وحی والہام اور معارف الٰہیہ کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قلب مبارک نہیں سوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ا،ص،۹۱۔نبہ القوم)

اللہ نے حضور کے قلب کو پسند فرمایا

احمد بزار طبرانی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان اللہ تعالیٰ نظر الی قلوب العباد فاختار منھا قلب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاصطفاہ لنفسہ .

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو ان میں سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل کو پسند فرمایا اسے اپنی ذات کریم کے لیے چن لیا۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

قلب اقدس کی عظمت ووسعت

صحیح حدیث میں آیا کہ ساتوں آسمان وزمین کرسی کے سامنے ایسے ہیں کہ ایک لق ودق میدان میں جس کا کنارہ نظر نہیں آتا ایک چھلا پڑا ہو۔

ما السموات و الارض السبع مع الکرسی الا کحلقة ملقاة فی ارض فلاة.

یہ سب زمین وآسمان کرسی کے آگے ایسے ہیں کہ ایک لق ودق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو۔

اور ان سب عرش وکرسی وزمین وآسمان کی وسعت ایسی ہی ہے عظمت قلب مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اور قلب مبارک کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی عظمت رب العزۃ جل جلالہ سے، یہ غیر متناہی وہ متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت محال۔

اولیائے کرام فرماتے ہیں :

marfat.com
Marfat.com

ما السموات السبع والارضون السبع فی نظر العبد المومن الا کحلقة ملقاة فی فلاة من الارض .

سیدی شریف عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں جیسے کسی لق ودق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو۔

اللہ اکبر جب غلاموں کی یہ شان ہے تو عظمت شان اقدس کو کون خیال کر سکے۔

(الملفوظ چہارم)

حضور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک کے بارے میں امام احمد رضا یوں رقمطراز ہیں۔

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

(حدائق بخشش)

گوش مبارک

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں کی طرح حضور کے کان میں بھی معجزانہ شان تھی، چنانچہ آپ نے خود اپنی زبان اقدس سے ارشاد فرمایا کہ

انی اری ما لا ترون و اسمع ما لا تسمعون.

یعنی میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں دیکھتا اور میں ان آوازوں کو سنتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں سنتا۔

marfat.com
Marfat.com

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے سمع و بصر کی قوت بے مثال اور معجزانہ شان رکھتی تھی کیوں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دور و نزدیک کی آوازوں کو یکساں طور پر سن لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ آپ کے حلیف بنی خزاعہ نے تین دن کی مسافت سے آپ کو اپنی امداد و نصرت کے لیے پکارا تو آپ نے ان کی فریاد سن لی، علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

لا بعد فی سماعۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد کان یسمع اطیط السماء .

یعنی اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین دن کی مسافت سے ایک فریادی کی فریاد سن لی تو یہ آپ سے کوئی بعید نہیں ہے کیوں کہ آپ تو زمین پر بیٹھے ہوئے آسمان کی چرچراہٹ کو سن لیا کرتے تھے بلکہ عرش کے نیچے چاند کے سجدہ میں گرنے کی آواز کو بھی سن لیا کرتے تھے۔ (حاشیۂ الدولۃ المکیۃ)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

زبان اقدس

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس وحی الٰہی کی ترجمان اور سرچشمہ آیات و مخزن معجزات ہے اس کی فصاحت و بلاغت اس قدر حد اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے کہ بڑے بڑے فصحاء و بلغاء حضور کے کلام کو سن کر دنگ رہ جاتے تھے۔

تیرے آگے ہیں یوں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زبان کی حکمرانی اور شان کا یہ اعجاز تھا کہ زبان سے جو فرمادیا وہ ایک آن میں معجزہ بن کر عالم وجود میں آگیا۔

marfat.com
Marfat.com

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

•

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام

لعاب دہن

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن زخمیوں اور بیماروں کے لیے شفا اور زہروں کے لیے تریاق اعظم تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں غار ثور کے اندر سانپ نے کاٹا اس کا زہر آپ کے لعاب دہن سے اتر گیا اور زخم اچھا ہوگیا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آشوب چشم کے لیے یہ لعاب دہن شفاء العین بن گیا، حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں جنگ بدر کے دن تیر لگا اور آنکھ پھوٹ گئی مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے ایسی شفا حاصل ہوئی کہ درد بھی جاتا رہا اور آنکھ کی روشنی بھی برقرار رہی۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر تیر لگا حضور نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا فوراً ہی خون بند ہوگیا اور پھر زندگی بھر ان کو کبھی تیر و تلوار کا زخم نہ لگا۔

شفاء کے علاوہ لعاب دہن سے اور بھی بڑی بڑی معجزانہ برکات کا ظہور ہوا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا تو اس کا پانی اتنا شیریں ہوگیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے بڑھ کر کوئی شیریں کنواں نہ تھا۔

امام بیہقی نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عاشوراء کے دن دودھ

marfat.com
Marfat.com

پیتے بچوں کو بلاتے تھے اوران کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیتے تھے اوران کی ماؤں کو حکم دیتے تھے کہ وہ رات تک اپنے بچوں کو دودھ نہ پلائیں۔ آپ کا یہی لعاب دہن ان بچوں کو اس قدر شکم سیر اور سیراب کر دیتا تھا کہ ان بچوں کو دن بھر نہ بھوک لگتی تھی نہ پیاس۔

جس کے پانی سے شاداب جان جناں
اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

●

جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنے
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

آواز مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز مبارک غایت درجہ پیاری تھی، آپ کی آواز اوراس کی شیرینی تمام آوازوں سے زیادہ حسین ودل کش تھی اور کوئی شخص بھی آپ سے بڑھ کر خوش آواز وشیریں کلام نہیں گزرا۔

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہ بھیجا مگر خوش آواز اور خوش روحتیٰ کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اوصاف میں سب سے فائق تھے۔

جہاں تک کسی کی آواز نہ پہنچ سکتی تھی وہاں تک آپ کی آواز مبارک بے تکلف پہنچ جاتی تھی خصوصاً ایسے خطبوں کی آواز جس میں نصیحت، تخویف یا خدا سے ڈرانا ہوتا تھا چنانچہ پردہ میں بیٹھی ہوئی مستورات بھی آپ کی آواز سنتی تھیں آپ نے ایام حج میں منیٰ میں جو خطبہ دیا تھا اس نے تمام لوگوں کے کان کھول دیئے اور ہر ایک نے اس خطبہ کو اپنی اپنی منزلوں میں سنا۔

marfat.com
Marfat.com

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

پرنور گردن

حضرت ہند بن ابی ہالہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گردن مبارک نہایت ہی معتدل، صراحی دار اور سڈول تھی خوبصورت اور صفائی میں نہایت ہی بے مثل خوبصورت اور چاندی کی طرح صاف وشفاف تھی۔

قال ابو هريرة كان جيد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ابيض كانما صنع من فضة

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کی گردن مبارک سفید تھی گویا کہ چاندی سے بنائی گئی ہے۔

دستہائے رحمت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس ہتھیلیاں چوڑی پرگوشت، کلائیاں، لمبی، بازو دراز اور گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی ریشم اور دیبا کو آپ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم ونازک نہیں پایا اور نہ کسی خوشبو کو آپ کی خوشبو سے بہتر اور بڑھ کر خوشبودار پایا۔

جس شخص سے آپ مصافحہ فرماتے وہ دن بھر اپنے ہاتھوں کو خوشبودار پاتا۔ جس بچے کے سر پر آپ اپنا دست اقدس پھیر دیتے تھے وہ خوشبو میں تمام بچوں سے ممتاز ہوتا۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر ادا کی پھر آپ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی نکلا۔ آپ کو دیکھ کر چھوٹے چھوٹے بچے آپ کی طرف دوڑ پڑے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر اپنا دست رحمت پھیرنے لگے میں سامنے آیا تو میرے رخسار پر بھی آپ نے اپنا دست مبارک لگا دیا تو میں نے اپنے گالوں پر آپ کے دست مبارک کی ٹھنڈک محسوس کی اور ایسی خوشبو آئی کہ گویا آپ نے اپنا ہاتھ کسی عطر فروش کی صندوقچی میں سے نکالا ہے۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازوؤں کی قوت پہ لاکھوں سلام

کعبہ دین و ایمان کے دونوں ستوں
ساعدین رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں ہے موج نور کرم
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

شکم وسینہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شکم وسینہ اقدس دونوں ہموار اور برابر تھے نہ سینہ شکم سے اونچا تھا نہ شکم سینہ سے۔ آپ کا سینہ چوڑا تھا اور سینہ کے اوپر کے حصہ سے ناف تک مقدس بالوں کی ایک پتلی سی لکیر

marfat.com
Marfat.com

چلی گئی تھی مقدس چھاتیاں اور پورا شکم بالوں سے خالی تھاہاں شانوں اور کلائیوں پر قدرے بال تھے۔

آپ کا شکم صبر وقناعت کی ایک دنیا اور آپ کا سینہ معرفت الٰہی کے انوار کا سفینہ اور وحی الٰہی کا گنجینہ تھا۔

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

پائے اقدس

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس پاؤں چوڑے، پر گوشت، ایڑیاں کم گوشت والی، تلوا اونچا جو زمین میں نہ لگتا تھا۔ دونوں پنڈلیاں قدرے پتلی اور صاف وشفاف، پاؤں کی نرمی اور نزاکت کا یہ عالم تھا کہ ان پر پانی ذرا بھی نہیں ٹھہرتا تھا۔

آپ چلنے میں بہت ہی وقار و تواضع کے ساتھ قدم شریف کو زمین پر رکھتے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ چلنے میں میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا گویا زمین آپ کے لیے لپٹی جاتی تھی ہم لوگ آپ کے ساتھ دوڑا کرتے تھے اور تیز چلنے سے مشقت میں پڑ جاتے تھے مگر آپ نہایت ہی وقار وسکون کے ساتھ چلتے رہتے تھے مگر پھر بھی ہم سب لوگوں سے آپ آگے ہی رہتے تھے۔

ساق اصل قدم شاخ نخل کرم — شمع راہ ہدایت پہ لاکھوں سلام
کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم — اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

(مدارج النبوۃ جلد اول، سیرت مصطفیٰ)

امام احمد رضا بریلوی نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایڑیوں کی توصیف وتعریف میں

marfat.com
Marfat.com

جس حسین وجمیل انداز میں نغمہ سرائی کی ہے وہ انھیں کا حصہ ہے آپ فرماتے ہیں :

عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

جابجا پر تو فگن ہیں آسماں پر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ و اختر ایڑیاں

نجم گردوں تو نظر آتے ہیں چھوٹے اور وہ پاؤں
عرش پر پھر کیوں نہ ہوں محسوس لاغر ایڑیاں

دب کے زیر پا نہ گنجائش سمانے کی رہی
بن گیا جلوہ کف پا کا ابھر کر ایڑیاں

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

دو قمر دو پنجۂ خور دو ستارے دس ہلال
ان کے تلوے پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں

ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیئے
بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

marfat.com
Marfat.com

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

چرخ پر چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آگئی
کرچکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں

اے رضاؔ طوفان محشر کے تلاطم سے نہ ڈر
شاد ہو ہیں کشتی امت کو لنگر ایڑیاں

(حدائق بخشش)

تبسم شریف

امام بخاری نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے

ما رأیت رسول الله مستجمعا قط ضاحکا ای ضحکا تاما

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی قہقہہ لگاتے نہیں سنا کہ حضور کا منہ پورا کھل جائے اور حلق کا گوشت نظر آنے لگے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک نظر آنے لگے۔ اور یہ نادر ہوا کرتا تھا جسے حضرت صدیقہ نے نہیں دیکھا اور ابوہریرہ نے دیکھا۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہنسی اکثر تبسم ہوا کرتی تھی۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اکثر معمول یہ تھا کہ حضور تبسم فرمایا کرتے اور کبھی کبھی ہنسنے کی نوبت بھی آتی تھی لیکن وہ ہنسی بھی قہقہہ سے کم ہوتی تھی۔ اور ہنسی سے مکروہ یہ ہے کہ کثرت سے ہنسا جائے کیوں کہ یہ وقار کو ختم کر دیتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جن افعال کی پیروی ضروری ہے وہ ایسے افعال ہیں جن کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ کیا کرتے تھے اور وہ تبسم تھا۔ اور اونچی آواز سے ہنسنا وہ محض بیان جواز کے لیے تھا۔

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جس تبسم نے گلستاں پہ گرائی بجلی
پھر دکھا دے وہ ادائے گل خنداں ہم کو

حضور کا گریہ وفغاں

جس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنستے وقت قہقہہ نہیں لگایا کرتے تھے اسی طرح جب روتے تھے تو آواز بلند نہیں ہوتی تھی بلکہ آنکھوں سے آنسو ٹپکتے تھے اور موسلا دھار بہتے تھے البتہ سینے میں رونے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی کسی میت پر از راہ رحمت اشک فشانی کرتے اور کبھی اپنی امت پر عذاب الٰہی کے خوف سے رویا کرتے اور کبھی قرآن کریم سنتے وقت چشم مبارک سے آنسوؤں کے موتی ٹپکنے لگتے کبھی حالت نماز میں گریہ طاری ہو جاتا۔

marfat.com

Marfat.com

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جماہی لینے سے محفوظ رکھا تھا۔ ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی فرماتے ہیں۔

ما تثاء ب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قط.

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی جماہی نہیں لی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جماہی لینے سے محفوظ رکھا ہے کیوں کہ جماہی کسل مندی اور اعضاء کی سستی کی نشانی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جماہی شیطان کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جماہی لینے کو ناپسند کرتا ہے۔

اشک باری مژگاں پہ برسے درود
سلک در شفاعت پہ لاکھوں سلام

•

خندۂ صبح عشرت پہ نوری درود
گریہ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام

بغل شریف

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بغل شریف سارے بدن مبارک کی مانند سفید تھی۔ طبری کہتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے ورنہ حضور کے سوا تمام لوگوں کی بغل کا رنگ جدا اور اس میں سیاہی کی جھلک ہوتی ہے۔ اسی طرح قرطبی کے بیان میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ کی بغل میں بال نہ تھے لیکن کچھ لوگ اس میں کلام کرتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہے۔ جلد کی سفیدی سے یہ لازم نہیں آتا کہ بغل میں بال ہی نہ ہوں۔ اور بعض حدیث میں نتف ابطیہ آیا ہے۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم بغل کے بالوں کو اکھیڑ ڈالا کرتے تھے۔اور بعض حدیث میں عفر ابطیہ واقع ہوا ہے۔عفرہ ایسی سرخ وسفیدی جس میں سرخی کی جھلک ہو۔

ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے بغل گیر ہوئے تو آپ کی بغل شریف کے پسینہ سے مشک کی مانند خوشبو مہکنے لگی۔

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

قدم مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی توصیف میں ششن القدمین (یعنی دونوں قدم مبارک فربہ تھے) وارد ہوا ہے جس طرح ششن الکفین (دونوں دست اقدس نرم وفربہ تھے) واقع ہوا ہے۔ایک روایت میں خمصان الاخمصین آیا ہے۔''خمص'' قدم کے اس باطنی حصہ کو کہتے ہیں جو زمین پر قدم رکھتے وقت زمین سے نہ ملے۔''الاخمص'' اسے کہتے ہیں جس کے پاؤں زمین سے بہت بلند ہوں۔اور ایک روایت میں مسیح القدمین آیا ہے۔یعنی آپ کے دونوں قدم مبارک ہموار تھے جن میں آلودگی اور شکستگی بالکل نہ تھی۔ ینبو عھما الماء اگر اس پر پانی ڈالا جائے تو اپنی لطافت و پاکیزگی کی وجہ سے بہہ جائے اور تیزی سے پانی گزر جائے۔ابن ابی ہالہ کی حدیث میں بھی اسی طرح آیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب آپ زمین پر قدم مبارک رکھ کر چلتے تو پورے قدم رکھ کر چلتے اور اخمص یعنی ابھری ہوئی جگہ نہ تھی۔اسے بیہقی نے روایت کیا۔

ابوامامہ سے مروی ہے کہ آپ کے پائے اقدس میں اخمص یعنی ابھار نہ تھا۔اور زمین پر پورا قدم

marfat.com
Marfat.com

مبارک رکھتے۔اسے ابن عساکر نے بیان کیا۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احسن البشر قدما

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی ظاہری شکل بہت حسین تھی۔اسے ابن سعد نے روایت کیا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایڑیوں کے بارے میں مروی ہے کہ آپ کی ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔اور بعض نے کہا ہے کہ حضور کی ایڑیاں ابھری ہوئی تھیں۔

مواہب لدنیہ میں کہا گیا ہے کہ سیدہ میمونہ بنت کرزم سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے میں آپ کے پائے اقدس میں انگشت سبابہ کی درازی کو کبھی فراموش نہیں کرسکتی آپ کی انگوٹھے کے برابر کی انگلی پاؤں کی تمام انگلیوں سے بڑی تھی۔اسے احمد وطبرانی نے روایت کیا ہے۔

جس خاک پر رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا

●

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

●

ساق اصل قدم شاخ نخل کرم
شمع راہ اصابت پہ لاکھوں سلام

marfat.com
Marfat.com

کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

پنڈلیاں مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پنڈلیوں کے بارے میں ہے۔

کان فی ساقیه خموشة .

یعنی آپ کی دونوں پنڈلیاں باریک ولطیف تھیں پر گوشت نہ تھیں۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

نظرت الی ساقیه کانها حجارة .

یعنی میں نے آپ کی پنڈلیوں کی طرف نظر ڈالی تو وہ گویا درخت خرما تھا۔

ساق اصل قدم شاخ نخل کرم
شمع راہ اصابت پہ لاکھوں سلام

پسینہ مبارک اور اس کی خوشبو

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نرالی اور عجیب صفتوں میں سے ایک پاکیزہ وطیب خوشبو ہے۔ یہ آپ کی ذاتی تھی کسی قسم کی خوشبو استعمال کیے بغیر ہی دنیا کی کوئی خوشبو آپ کے جسم اطہر کی خوشبو سے ہمسری نہ کرسکتی تھی۔

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ہر ایک خوشبو خواہ مشک ہو یا عنبر سونگھی

marfat.com
Marfat.com

ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشبوئے اطہر سے زیادہ کوئی خوشبو نہ تھی۔

ام عاصم زوجہ عتبہ بن فرقد سلمی بیان کرتی ہیں کہ ہم چار عورتیں عتبہ کی زوجیت میں تھیں اور ہم میں سے ہر ایک یہی کوشش کرتی کہ زیادہ سے زیادہ خوشبو میں بس کر عتبہ کے قریب جائیں ہم سب اس کوشش میں خوب خوشبو کا استعمال کرتے لیکن ہم میں سے کسی کی خوشبو عتبہ کی خوشبو تک نہ پہنچتی تھی۔ حالاں کہ عتبہ خوشبو صرف اس حد تک استعمال کرتے تھے کہ روغن کو اپنے ہاتھوں سے چھواتے اور اسے اپنی داڑھی پر ملتے مگر اس کی خوشبو ہم سب پر غالب رہتی۔ اور جب عتبہ باہر جاتے تو لوگ کہتے کہ ہم خوشبو استعمال کرتے ہیں لیکن کوئی خوشبو عتبہ کی خوشبو سے زیادہ تیز نہیں ہے۔

ام عاصم کہتی ہیں کہ میں نے ایک دن عتبہ سے کہا ہم سب خوشبو کے استعمال میں خوب کوشش کرتے ہیں لیکن تمھاری خوشبو تک ہماری خوشبو نہیں پہنچتی اس کی کیا وجہ ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرتبہ مجھے ''شریٰ'' یعنی گرمی کے دانے نکل آئے جسے پت کہتے ہیں (اس مرض میں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سارے بدن میں چنگاریاں لگی ہوئی ہیں) تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر اپنے اس مرض کی شکایت کی تا کہ حضور اس کا علاج فرما دیں۔ اس پر حضور نے فرمایا اپنے بدن سے کپڑے اتار دو تو میں کپڑے اتار کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا پھر آپ نے اپنا دست مبارک ملا اور میری پشت و شکم پر اس وقت سے یہ خوشبو مجھ میں پیدا ہو گئی ہے۔ اسے طبرانی نے معجم صغیر میں روایت کیا۔

ایک شخص نے اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے گھر بھیجنے کے لیے خوشبو کی جستجو کی مگر اسے نہ مل سکی تو اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس لیے عرض کیا کہ حضور کوئی خوشبو عطا فرما دیں مگر اس وقت کوئی خوشبو موجود نہ تھی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شیشی طلب فرمائی تا کہ اس میں خوشبو ڈال دی جائے پھر آپ نے اپنے جسم اقدس سے پسینہ لے کر اسی شیشی میں بھر دیا اور فرمایا جا کر اسے اپنی لڑکی کے

marfat.com
Marfat.com

جسم پر مل دو۔ جب اسے ملا گیا تو سارا مدینہ اس کی خوشبو سے مہک گیا تھا اور اس گھر کا نام ہی ''بیت المطیبین'' (خوشبو کا گھر) پڑ گیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور دوپہر کے وقت قیلولہ فرمایا چوں کہ حضور کو خواب میں بہت پسینہ آیا کرتا تھا تو میری والدہ نے جن کا نام ام سلیم ہے شیشی لے کر آپ کا پسینہ مبارک اس میں جمع کرنے لگیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی فرمایا اے ام سلیم کیا کر رہی ہو عرض کیا یارسول اللہ آپ کا پسینہ مبارک جمع کر رہی ہوں تاکہ میں بطور خوشبو استعمال کروں کیوں کہ اس کی خوشبو سب سے زیادہ بہتر ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ جب کوئی صحابی بقصد حضوری آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور آپ کو کاشانہ اقدس میں نہ پاتے تو وہ راہ میں آپ کی اس خوشبو کو سونگھتے جو آپ کی گزرگاہ ہونے کے سبب راہ میں پھیلی ہوتی تھی۔ مدینہ منورہ کے جس جس کوچے میں وہ خوشبو محسوس کرتے چلتے جاتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس راہ سے گزرے ہیں۔

ابوعبداللہ عطار مدینہ طیبہ کی مدح میں کہتے ہیں :

بطيب رسول الله طاب نسيمها

فما المسک و الکافور المندل الرطب

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشبو سے مدینہ طیبہ کی فضا مہک رہی ہے، مشک و کافور کیا ہیں ان کی مانند تو وہاں کھجوروں میں خوشبو ہے۔

بروایت ابونعیم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ انور پر پسینہ مبارک موتی کی مانند اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ ہوتی تھی۔

marfat.com
Marfat.com

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

●

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

●

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

●

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

فضلات شریفہ

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین میں شگاف پڑ جاتا اور زمین آپ کا بول و براز اپنے اندر سمو لیتی اور اس جگہ ایک خوشبو پھیل جاتی تھی۔ آپ کے براز کو کسی نے بھی نہ دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استنجا کر کے بیت الخلاء سے تشریف لاتے میں جا کر دیکھتی تو اس جگہ از قسم براز کچھ نہ دیکھتی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ تم نہیں جانتیں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے جو کچھ ان کے بطن اطہر سے خارج ہوتا ہے زمین اسے نگل جاتی ہے لہٰذا اسے دیکھا نہیں جاتا۔

ایک صحابی سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ میں ایک سفر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

marfat.com
Marfat.com

ساتھ تھا آپ قضائے حاجت کے لیے ایک جگہ تشریف لے گئے جب آپ واپس تشریف لے آئے تو میں اس جگہ گیا جہاں حضور نے فراغت فرمائی تھی میں نے اس جگہ بول و براز شریف کا کوئی نشان تک نہ دیکھا البتہ چند ڈھیلے وہاں پڑے تھے میں نے انھیں اٹھالیا تو ان سے نہایت لطیف و پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول، سیرت الرسول)

انبیاء کرام اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم کے فضلات شریفہ سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے فضلات شریفہ پاک ہیں اور ان کے والدین کریمین کے وہ نطفے بھی پاک ہیں جن سے یہ حضرات پیدا ہوئے۔ پھر فرمایا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا حضور کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی۔ دو متفرق پیڑ الگ الگ کھڑے تھے اور کچھ پتھر ادھر ادھر پڑے تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے جابر ان پیڑوں اور پتھروں سے جا کر کہہ دو کہ رسول اللہ کا حکم ہے کہ تم آپس میں مل جاؤ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر فرمایا دونوں پیڑوں نے جنبش کی اور اپنے تمام رگ وریشہ زمین سے نکالے ایک ادھر سے چلا اور دوسرا ادھر سے اور دونوں مل گئے اور پتھروں نے ایک دیوار کی مثل ہو کر اڑنا شروع کیا۔ اور درختوں کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور قضائے حاجت فرمائی۔ جب فارغ ہو کر تشریف لائے میں گیا اس قصد سے کہ جو کچھ خارج ہوا ہو اس کو کھاؤں وہاں کچھ نہ تھا البتہ اس جگہ مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ فرمایا ان پیڑوں اور پتھروں سے کہو اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے میں نے عرض کیا کہ حضور میں اس نیت سے گیا تھا کہ جو کچھ ملے اس کو تبرکاً کھاؤں وہاں سوائے مشک کی خوشبو کے اور کچھ نہ پایا فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ زمین نگل لیتی ہے۔ جو انبیاء سے خارج ہوتا ہے جو اچھی چیز ہوتی ہے اس کو زمین ہی نہیں چھوڑتی۔

marfat.com
Marfat.com

پھر فرمایا سب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام طاہر محض ہیں اور جو شی ان سے علاقہ رکھنے والی ہے سب طاہر ہاں ان کے فضلات خود ان کے حق میں ایسے ہی نجس ہیں جیسے ہمارے نزدیک ہمارے فضلات نجس ہیں اور اگر ان سے کوئی فضلہ خارج ہو جو ہمارے لیے ناقص وضو ہے تو بیشک ان کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔

پھر امام احمد رضا بریلوی عاشقانہ انداز میں فرماتے ہیں کہ :

میری نظر میں امام ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کی وقعت ابتداءً امام بدر الدین محمود عینی شارح صحیح بخاری سے زیادہ تھی فضلات شریفہ کی طہارت کی بحث ان دونوں صاحبوں نے کی ہے۔ امام ابن حجر نے ابحاث محدثانہ لکھی ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے اخیر میں لکھا ہے کہ فضلات شریفہ کی طہارت ان کے نزدیک ثابت نہیں۔ امام عینی نے بھی شرح بخاری میں اس بحث کو بہت بسط سے لکھا ہے آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ابحاث ہیں جو شخص طہارت کا قائل ہو اس کو میں مانتا ہوں اور جو اس کے خلاف کہے اس کے لیے میرے کان بہرے ہیں میں سنتا نہیں۔ یہ لفظ ان کی کمال محبت کو ثابت کرتا ہے اور میرے دل میں ایسا اثر کر گیا کہ ان کی وقعت بہت ہوگئی۔

ایک جگہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے جسمانی اعضاء مقدسہ سے متعلق فرماتے ہیں :

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اعضاء شریفہ مثلاً موئے مبارک اور دندان شریف اور ناخن شریف کا کھانا ناجائز و حرام ہے ابتذال و توہین ہے جو چیز حرام کی گئی اس کی حلت کی کوئی وجہ نہیں وہ مباح نہیں ہوسکتی اگر تبرک چاہتا ہے پانی میں دھو کر پیئے۔ (الملفوظ حصہ چہارم)

marfat.com
Marfat.com

بول مبارک

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے براز کو زمین نگل لیتی تھی اس لیے کسی نے کوشش کے باوجود اسے نہیں دیکھا لیکن حضور کے بول مبارک کی کیفیت یہ ہے بکثرت صحابہ کرام نے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپ کی خدمت میں رہا کرتی تھیں انھوں نے اسے پیا بھی ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ رات کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تخت مبارک کے نیچے پیالہ رکھا جاتا کہ رات میں اس میں بول مبارک فرمادیں لہٰذا ایک رات جب آپ نے اس میں بول مبارک فرمایا اور صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام ایمن سے فرمایا کہ اس تخت کے نیچے ایک پیالہ ہے اسے زمین کے سپرد کردو مگر انھوں نے کچھ نہ پایا۔ ام ایمن نے عرض کیا خدا کی قسم رات مجھے پیاس معلوم ہوئی میں نے اسے پی لیا تھا اس پر حضور نے تبسم فرمایا اور نہ انھیں اپنا منھ دھونے کا حکم فرمایا اور نہ دوبارہ ایسا کرنے سے منع فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ اب تمھیں کبھی پیٹ کا درد لاحق نہ ہوگا۔

برکہ، نامی ایک عورت آپ کی خدمت میں رہا کرتی تھی اس نے بھی آپ کا بول شریف پی لیا تھا اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اصحت یا ام یوسف اے ام یوسف (برکہ اس کی کنیت تھی) تم ہمیشہ کے لیے تندرست بن گئیں تم کبھی بیمار نہ ہوگی۔ چنانچہ وہ عورت کبھی بیمار نہ ہوئی بجز اس بیماری کے جس میں اس نے دنیا سے کوچ کیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ایک شخص نے آپ کا بول شریف پی لیا تھا تو اس کے جسم سے ہمیشہ خوشبو مہکتی رہی حتیٰ کہ اس کی اولاد میں کئی نسلوں تک یہ خوشبو رہی۔

خون مبارک

ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام آپ کے بول مبارک اور لہو شریف کو تبرک گردانتے تھے۔ لہو شریف کا پینا صحابہ سے متعدد بار واقع ہوا ہے۔ چنانچہ اس حجام نے جس نے آپ کے پچھنے لگائے تھے تو

marfat.com
Marfat.com

سنگھی یا چسکی سے جتنا لہو شریف نکلتا وہ اسے حلق سے اپنے شکم میں اتارتا جاتا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم خون کا کیا کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا میں خون نکال کر اپنے شکم میں پنہاں کرتا جاتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ حضور کا خون مبارک زمین پر بہے آپ نے فرمایا بلاشبہ تم نے اپنی پناہ تلاش کر لی اور اپنے نفس کو محفوظ بنا لیا یعنی بلا اور امراض سے بچ گئے۔

غزوۂ احد میں جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجروح ہوئے تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے زخموں کو اپنے منہ سے چوس کر زبان سے پاک وصاف کیا لوگوں نے ان سے کہا کہ اپنے منہ سے خون باہر نکالو انھوں نے کہا نہیں خدا کی قسم زمین پر آپ کے خون کو ہرگز نہ گرنے دوں گا وہ خون کو نگل گئے اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خواہش رکھتا ہے کہ وہ کسی جنتی شخص کو دیکھے تو وہ انھیں دیکھ لے۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور اپنا خون مبارک مجھے دے کر فرمایا کہ اسے کسی ایسی جگہ غائب کر دو جہاں کسی کی نظر نہ پڑے میں نے اسے پی لیا کیوں کہ اس سے زیادہ پوشیدہ جگہ میں نہیں پاتا تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وائے تمھیں لوگوں سے اور وائے لوگوں کو تم سے۔ یہ ان کی قوت، مردانگی، شجاعت اور بہادری سے کنایہ تھا جو انھیں اس خون مبارک کے پی لینے سے حاصل ہوئی۔ یہی وہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جنھوں نے یزید پلید کی بیعت نہ فرمائی۔ اور مکہ مکرمہ میں اقامت رکھی اور ان کے حلقہ میں حجاز ویمن اور عراق وخراسان کے لوگ آ کر جمع ہوئے لیکن عبد الملک بن مروان کے عہد امارت میں حجاج بن یوسف نے ان کو شہید کیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خون مبارک کے پی لینے کے بعد حضور نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

لا تمسک النار الا قسم الیمین .

یعنی تمھیں دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی مگر قسم کے لیے۔

یہ روایات دلالت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بول ودم طیب وطاہر ہے اور اسی قیاس پر آپ کے تمام فضلات کا حکم ہے اور عینی شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی مذہب ہے اور شیخ ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت پر بکثرت روشن دلائل ہیں اور ہمارے ائمہ کرام اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کرتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (مولف) (مدارج النبوۃ، جلد اول)

رفتار مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفتار مبارک کے متعلق حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی حدیث میں ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا مشی تکفأ کانما ینحط من صبب .

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب چلتے تو جھک جھک کر چلتے گویا کہ اوپر سے اتر رہے ہیں۔

تکفأ کی تفسیر میل کردن بجانب مشی، یعنی آگے کی طرف جھک کر چلنا، سے کی ہے جس طرح پھولوں والی ٹہنی جھکتی ہے۔ اور قدم مبارک چستی، طاقت اور سرعت کے ساتھ اٹھاتے ہیں۔

بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمین پر ہمیشہ پورا قدم رکھتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ کی رفتار مجمعاً یعنی قوت سے بھرپور بے استرخاء وسستی اعضاء تھی۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ آپ چلتے میں زمین سے پورا قدم اٹھاتے اور کشادہ رکھتے اور آسان وسبک اور بغیر حرکت واضطراب کے چلتے۔ اوران کا قول ''کانما ینحط من صبب'' گویا کہ زمین کی بلندی سے اس کے نشیب وپستی میں اتر رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ تمثیل پورے قدم پاک کے اٹھانے کی قوت کے لیے ہے نہ کہ سبکی تحرک اور اضطراب کے لیے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو راہ میں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ تیز چلتے نہیں دیکھا، گویا کہ زمین آپ کے قدموں کے نیچے لپٹی جاتی ہے اور ہم آپ کی ہمراہی میں تکان اور محنت محسوس کرتے تھے، آپ کے ساتھ رہنے کے لیے ہمیں دوڑنا پڑتا تھا جس سے ہمارے سانس پھول جاتے تھے لیکن آپ کو کچھ بھی محسوس نہ ہوتا تھا اور آپ معمول کے مطابق بے تکلف چلتے تھے اور اصلاً اضطراب نہ فرماتے تھے۔ یہ چلنا اولوالعزم، اہل ہمت اور شجاعت کا آئینہ دار ہے اور یہ چلنا اقسام رفتار میں قوی واعتدال پر ہے اس سے اعضا کو راحت وآرام ملتا ہے۔

آپ کبھی نعلین مبارک پہن کر چلتے اور کبھی بغیر نعلین کے، کبھی آپ پا پیادہ چلتے اور کبھی سواری پر، خصوصاً غزوات میں۔ اور جب آپ صحابہ کرام کے ساتھ چلتے تو صحابہ کو اپنے آگے آگے چلاتے اور خودان کے پیچھے رہتے، فرماتے میری پشت کو فرشتوں کے لیے خالی چھوڑ دو۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

صحابہ کو آگے چلنے کا حکم

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشی ورفتار مبارک اور ساتھ میں صحابہ کرام کے چلنے کی کیفیت واحوال کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی پیش کردہ روایات ملاحظہ فرمائیں:

ترمذی نے شمائل کی حدیث طویل میں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

marfat.com
Marfat.com

يسوق اصحابه.

یعنی حضور والا صحابہ کو اپنے آگے چلاتے۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ما رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یطأ عقبه رجلان.

حاصل یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیکھا کہ دو آدمی بھی حضور کے پیچھے چلے ہوں۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

کان اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یمشون امامه و یکون ظهره للملائکة.

اصحاب، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے چلتے اور پشت اقدس فرشتوں کے لیے چھوڑتے۔

دارمی نے باسناد صحیح مرفوعاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خلوا ظهری للملائکة. میری پیٹھ فرشتوں کے لیے چھوڑ دو۔

(قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

نعلین مقدس

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعل مقدس کی توصیف میں امام احمد رضا بریلوی نے یہ خیال آرائی فرمائی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

تمھارے ذرے کے پر تو ستارہائے فلک
تمھارے نعل کی ناقص مثل ضیائے فلک

(حدائق بخشش)

نوٹ : نعل مقدس اور اس کے نقشے سے متعلق تحقیق وتفصیل آثار شریفہ کے بیان میں گزر چکی ہے۔ (مولف)

دربار نبوت

حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دربار سلاطین اور بادشاہوں جیسا دربار نہ تھا، یہ دربار تخت وتاج، نقیب ودربان، پہرہ دار اور باڈی گارڈ وغیرہ کے تکلفات سے قطعاً بے نیاز تھا مسجد نبوی کے صحن میں صحابہ کرام نے ایک چھوٹا سا مٹی کا چبوترہ بنا دیا تھا یہی تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ تخت شاہی تھا جس پر ایک چٹائی بچھا کر دونوں عالم کے تاجدار اور شہنشاہ کونین رونق افروز ہوتے تھے مگر اس سادگی کے باوجود جلال نبوت سے ہر شخص اس دربار میں پیکر تصویر نظر آتا تھا۔

بخاری شریف وغیرہ کی روایات میں آیا ہے کہ لوگ آپ کے دربار میں بیٹھتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں کوئی ذرا جنبش نہیں کرتا تھا۔

آپ اپنے اس دربار میں سب سے پہلے اہل حاجت کی طرف توجہ فرماتے اور سب کی درخواستوں کو سن کر ان کی حاجت روائی فرماتے، قبائل کے نمائندوں سے ملاقاتیں فرماتے، تمام حاضرین کمال ادب سے سر جھکائے رہتے اور جب آپ کچھ ارشاد فرماتے تو مجلس پر سناٹا چھا جاتا اور سب لوگ ہمہ تن گوش ہو کر شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان نبوت کو سنتے۔

آپ کے دربار میں آنے والوں کے لیے کوئی روک ٹوک نہیں تھی امیر وفقیر، شہری اور بدوی سب

marfat.com
Marfat.com

قسم کے لوگ حاضر دربار ہوتے اور اپنے اپنے لہجوں میں سوال و جواب کرتے کوئی شخص اگر بولتا تو خواہ وہ کتنا ہی غریب ومسکین کیوں نہ ہو مگر دوسرا شخص اگرچہ وہ کتنا ہی بڑا امیر کبیر کیوں نہ ہو اس کی بات کاٹ کر بول نہیں سکتا تھا۔

جو لوگ سوال و جواب میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے تو آپ کمال حلم سے برداشت فرماتے اور سب کو مسائل واحکام اسلام کی تعلیم وتلقین اور مواعظ ونصائح فرماتے رہتے۔ اور اپنے مخصوص اصحاب سے مشورہ بھی فرماتے رہتے اور صلح و جنگ اور امت کے نظام وانتظام کے بارے میں ضروری احکام بھی صادر فرمایا کرتے تھے اسی دربار میں آپ مقدمات کا فیصلہ بھی فرماتے تھے۔ (مولف) (سیرت المصطفیٰ)

بارگاہ رسالت میں صحابہ کا ادب

دربار نبوت میں صحابہ کرام کے ادب واحترام سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

ابوداؤد ونسائی وترمذی ابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای:

قال اتیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصحابہ حولہ کان علی رؤسھم الطیر

میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ یعنی سر جھکائے، گردنیں خم کیے، بے حس وحرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آبیٹھیں۔

ہند بن ابی ہالہ وصاف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی عنہ کی حدیث حلیہ اقدس میں ہے۔

اذا تکلم اطرق جلساؤہ کان علی رؤوسھم الطیر

marfat.com
Marfat.com

- جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضران مجلس ہوتے سب گردنیں جھکالیتے گویاان کے سروں پر پرندے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۵۳۴۔انہارالانوار)

دربارنبوی کا مقام وشان واضح کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی یوں نغمہ سرا ہیں۔

آنکھ مل سکتی نہیں در پر ہے پہرا نور کا
تاب ہے بے حکم پر مارے پرندہ نور کا

●

سب تمھارے در کے رستے
ایک تم راہ خدا ہو

●

میرے آقا کا وہ در ہے جس پر
ماتھے گھس جاتے ہیں سرداروں کے

(حدائق بخشش)

لباس مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ، لباس شریف میں وسعت اور ترک تکلف تھا، مطلب یہ کہ جو پاتے زیب تن فرمالیتے اور تعیین کی تنگی اختیار نہ فرماتے اور کسی خاص قسم کی جستجو نہ فرماتے اور کسی حال میں عمدہ ونفیس کی خواہش نہ فرماتے اور نہ ادنیٰ وحقیر کا تکلف فرماتے جو کچھ موجود میسر ہوتا پہن لیتے اور جو لباس ضرورت کو پورا کردے اسی پر اکتفا فرماتے، اکثر حالتوں میں چادر، پیرہن اور ازار ہوتا جو کہ سخت اور موٹے کپڑے کے ہوتے اور پشمینہ بھی پہنتے۔

منقول ہے کہ آپ کی چادر شریف میں متعدد پیوند لگے ہوئے تھے جسے آپ اوڑھا کرتے تھے اور

marfat.com
Marfat.com

فرماتے میں بندہ ہی ہوں اور بندوں ہی جیسالباس پہنتا ہوں، اسے شیخین نے روایت کیا ہے۔

اگر کبھی شاہان عجم عمدہ اور نفیس بیش بہا (لباس) ہدیے میں بھیجتے تو ان کی تالیف قلوب کی خاطر زیب تن فرماتے مگر جلد ہی بدن شریف سے اتار دیتے اور لوگوں کو عطا فرما دیتے۔ اور لوگوں میں انصاف اور علو ہمتی کے پیش نظر تقسیم میں برابری فرماتے۔ اور عمدہ ونفیس پہننا اور اس کے ساتھ مزین کرنا اور اس پر فخر و مباہات کرنا صاحبان شرف وجلالت کے شایان شان نہیں ہے۔ بلکہ عورتوں کی صفات اور ان کی نشانیاں ہیں۔ لیکن صاف ستھرا اور پاکیزہ لباس رکھنا اور اس میں میانہ روی اختیار کرنا، ہم جنسوں کے مشابہ ہونا محمود ہے۔ یہ خلاف مروت نہیں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا ستھرا رکھنا اور کم پر راضی ہونا بہت پسند ہے۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میلے اور گندے کپڑوں کو مکروہ و ناپسند جانتے تھے، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو بہت میلے اور غلیظ کپڑے پہنے ہوئے تھا، فرمایا کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں رکھتا جس سے یہ کپڑوں کو دھولے۔

اور آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال الجھے ہوئے اور میل بھرا ہوا ہے اور بری حالت میں ہے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا آیا ہے؟ مطلب یہ کہ شیطان ہے۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تزئین میں تکلف اور مبالغہ کو بھی محمود نہ جانتے تھے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ تر سوتی لباس پہنتے تھے، اون اور کتان کا لباس بھی کبھی کبھی آپ نے استعمال فرمایا ہے، لباس کے بارے میں کسی خاص پوشاک یا امتیازی لباس کی پابندی نہیں فرماتے تھے، جبہ، قبا، پیرہن، تہبد، حلہ، چادر، عمامہ، ٹوپی، موزہ ان سب کو آپ نے زیب تن فرمایا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

پائجامہ پہننے کی بحث

پائجامہ کو آپ نے پسند فرمایا اور منیٰ کے بازار میں ایک پائجامہ خرید ابھی تھا لیکن یہ ثابت نہیں کہ کبھی آپ نے پائجامہ پہنا ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بازار آیا اور ایک پائجامہ کو چار درہم میں خریدا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وزن کرنے والے سے فرمایا قیمت میں مال کو خوب خوب کھینچ کر تو لو (یعنی وزن میں کم یا برابر نہ لو بلکہ زیادہ لو) وہ وزن کرنے والا شخص حیرت زدہ ہو کر بولا میں نے کبھی بھی کسی کو قیمت کی ادائیگی میں ایسا کہتے نہیں سنا اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا افسوس ہے تجھ پر کہ تو اپنے نبی کو نہیں پہچانتا پھر وہ شخص ترازو کو ہاتھ سے چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک کھینچ کر فرمایا یہ عجمیوں کا دستور ہے وہ اپنے بادشاہوں اور سرداروں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو تم میں سے ایک شخص ہوں۔ (یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے از راہ تواضع فرمایا جیسا کہ آپ کی عادت کریمہ تھی) اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراویل کو اٹھالیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر ارادہ کیا کہ آپ سے سراویل کو لے لوں مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سامان کے مالک ہی کو حق ہے کہ وہ اپنے سامان کو اٹھائے مگر وہ شخص جو کمزور ہے اور اٹھا نہ سکے تو اپنے اس بھائی کی مدد کرنی چاہیئے۔

تنبیہ

سراویل سے مراد تبان یعنی پائجامہ ہے جو عجمیوں کا پہناوا ہے اس حدیث سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خریدنا تو معلوم ہو گیا لیکن آپ کا اس کے پہننے میں اختلاف ہے۔

marfat.com
Marfat.com

چنانچہ ابن قیم جو کتاب الھدیٰ میں کہتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ خریدنا پہننے کے لیے ہی تھا۔ اور ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی سراویل کو پہنا۔ اور صحابہ کرام نے آپ کے زمانۂ مبارک میں آپ کی اجازت سے پہنا۔ لیکن ابن قیم کی اس بات کو محدثین ضعیف قرار دیتے ہیں۔

بعض روایتوں میں باسناد ضعیف آیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ سراویل کو پہنیں گے؟ فرمایا ہاں میں اسے سفر و حضر اور شب و روز پہنتا ہوں کیوں کہ مجھے ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے زیادہ ستر پوش دوسرا جامہ نہیں پاتا۔

منقول ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس دن شہید کیا گیا تو وہ سراویل پہنے ہوئے تھے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول، سیرت المصطفیٰ)

پائجامہ

پائجامہ پہننے کی بحث و تفصیل اب مزید امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں:

ایک حدیث میں مروی ہوا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ وعلیہ سے عرض کی کیا حضور پاجامہ پہنتے ہیں؟ فرمایا:

اجل فی السفر و الحضر وبالیل و النهار فانی امرت بالستر فلم اجد شیئا استر منه .

ہاں سفر و حضر میں شب و روز پہنتا ہوں اس لیے کہ مجھے ستر کا حکم ہوا میں نے اس سے زیادہ ساتر کسی شی کو نہ پایا۔

marfat.com
Marfat.com

اسے ابو یعلی وابن حبان نے کتاب الضعفاء میں، طبرانی نے اوسط میں، دار قطنی نے کتاب الافراد میں اور عقیلی نے کتاب الضعفاء میں ابو ہریرہ سے روایت کیا۔

مگر یہ حدیث بشدت ضعیف ہے۔

ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسے خریدنا بسند صحیح ثابت ہے۔ اسے احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور ابن حبان نے سوید بن قیس سے اور نسائی نے مالک بن عمیرہ الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

اور ظاہر یہی ہے کہ خریدنا پہننے ہی کے لیے ہوگا۔ بہر حال اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم زمانہ اقدس میں باذن اقدس پاجامہ پہنتے۔ **کما فی الهدی و المواهب و شرح سفر السعادة و غيرها .**

امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز شہادت پاجامہ پہنے تھے۔ جیسا کہ امام نووی کی کتاب التہذیب میں ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام روز مکالمہ طور اون کا پاجامہ پہنے تھے۔ **رواه الترمذی و استغربه و الحاكم و صححه عن ابن مسعود رضی الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان على موسىٰ كلمه ربه كساء صوف و كمة صوف و جبة صوف و سراويل صوف و كانت نعلاه من جلد حما رميت .**

عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے جس دن رب نے کلام فرمایا اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اون کی چادر، اون کی قمیص، اون کا جبہ اور اون کا

marfat.com
Marfat.com

پاجامہ زیب تن کیے ہوئے تھے اوران کے جوتے مردہ گدھا کے چمڑے کے تھے۔ (مولف)

دوسری حدیث میں ہے کہ سب میں پہلے جس نے پاجامہ پہنا ابراہیم خلیل صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ ہیں۔

ابونعیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول من لبس السراویل ابراهیم الخلیل۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے سب سے پہلے پاجامہ زیب تن فرمایا۔ (مولف)

تیسری حدیث میں ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت سے پاجامہ پہننے والی عورتوں کے لیے دعائے مغفرت کی اور مردوں کو تاکید فرمائی کہ خود بھی پہنیں اور اپنی عورتوں کو پہنائیں کہ اس میں ستر زیادہ ہے۔

اسے ترمذی، ابن عدی ودیلمی اور عقیلی نے کتاب الضعفاء میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا۔

بالجملہ پاجامہ پہننا مستحب بلکہ سنت ہے۔

ایک دوسرے مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہبند باندھا اور پاجامہ خریدنا اور پاجامہ پہننے کی تعریف فرمانا ثابت ہے پہننا ثابت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۳۔۳۵۷)

marfat.com
Marfat.com

اورایک جگہ فرماتے ہیں

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک پاجامہ خریدا اور قیمت کی چاندی وزن کرنے والے سے ارشاد فرمایا زن و ارجح تول اور زیادہ دے۔

و قد قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم للوزان فی ثمن سراویل اشتراها زن و ارجح.

اور بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوایک پاجامہ خریدا (اور وہاں قیمت تول کر دی جاتی تھی) تولنے والے سے فرمایا کہ تول اور زیادہ دے۔

بعض نے کہا ہے کہ یہ وزن کرنے والا مکہ میں تھا اور بعض نے کہا ہے کہ مدینہ میں تھا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۷،ص ۱۱۱،۱۹۲،۹۰)

جبہ شریف

حدیث میں آیا ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبہ پہنا جس کے گریبان اور آستینوں اور چاکوں پر ریشم کی خیاطت تھی۔ جیسا کہ اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے اور اسے امام احمد نے مسند میں اور امام بخاری نے ادب المفرد میں اور مسلم نے صحیح میں اور ابوداؤد نے سنن میں روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۴)

تبیین میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

انها اخرجت جبة طيالسة عليها شبر من ديباج كسروانی و فرجاها مكفوفان به فقالت هذه جبة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم كان يلبسها.

marfat.com
Marfat.com

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک اونی جبہ کسروانی ساخت کا نکالا اس کی پلیٹ ریشمی تھی اور دونوں چاکوں پر کام تھا اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ ہے جسے زیب تن فرماتے تھے۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۱)

تہبند شریف

اصل سنت مستمرہ فعلیہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین ازار یعنی تہبند ہے۔

قمیص مبارک

قمیص مبارک نیم ساق تک تھی۔

مواہب شریف میں ہے:

کان قمیصه و ردائه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الی انصاف الساقین.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیص مبارک کی لمبائی اور چادر مبارک نصف ساق تک رہتی تھی۔ (مولف)

حاکم نے بتصریح اور ابوالشیخ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے:

ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لبس قمیصا و کان فوق الکعبین.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قمیص مبارک زیب تن فرماتے اور وہ ٹخنوں سے اوپر ہوتی تھی۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

اور کم طول کا بھی وارد ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کان له صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قمیص من قطن قصیر الطول قصیرا لکم.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک سوتی قمیص مبارک تھا لمبائی میں کچھ کم تھی اور آستین مبارک بھی چھوٹی تھی۔ (مولف)

گریبان مبارک سینۂ اقدس پر تھا۔

اشعۃ اللمعات میں ہے۔ جیب قمیص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر سینۂ مبارک وے بود چنانکہ احادیث بسیار برآں دلالت دارد وعلمائے حدیث تحقیق ایں نمودہ اند۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیص مبارک کا گریبان سینۂ اطہر پر تھا جیسا کہ اس پر کافی حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور علمائے حدیث نے بھی یہی تحقیق کی ہے۔ (مولف)

اسی میں ہے تحقیق آنست کہ گریبان پیراہن نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر سینہ بود۔

تحقیق یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیرہن اقدس کا گریبان سینہ مطہر پر تھا۔

(مولف)

دامن کے چاک کھلے ہونا ثابت ہے کہ ان پر ریشمی کپڑے کی گوٹ تھی، اور گوٹ کھلے ہوئے چاکوں پر لگاتے ہیں۔

اس زمانہ میں گھنڈی تکمے ہوتے جن کو زرو عروہ کہتے ہیں بٹن ثابت نہیں نہ ان میں کوئی حرج ہے۔

رنگ سبز و سرخ بھی ثابت ہے اور محبوب تر سفید۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۰۴)

marfat.com
Marfat.com

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لباس مبارک کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی اس طرح گویا ہوئے۔

تیری قبا کے نہ کیوں نیچے نیچے دامن ہوں
کہ خاکساروں سے یاں کب کشیدہ ہونا تھا

●

کوچہ کوچہ میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص
یوسفستان ہے ہر اک گوشہ کنعان عرب

●

بسی عطر محبوبی کبریا سے
عبائے محمد قبائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(حدائق بخشش)

عمامہ مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمامہ شریف نہ اتنا وزنی و بڑا ہوتا جس سے سر مبارک پر بار معلوم ہوتا اور نہ اتنا چھوٹا اور ہلکا ہوتا کہ سر مبارک پر تنگ ہو۔ مروی ہے کہ عمامہ شریف چودہ گز شرعی سے متجاوز نہ ہوتا اور کبھی سات گز شرعی ہوتا۔ شرعی گز ایک ہاتھ کا ہے جو بیچ کی انگلی سے کہنی تک ہے اس کی مقدار دو بالشت یعنی چوبیس انگل بمقدار "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے حروف کی گنتی کے، یہ چوبیس حروف ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ قدر معہود پر کچھ زیادہ کر لے تو اس میں مسامحت کی جاتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ایک حدیث میں آیا ہے کہ عمامہ مشرکوں اور مسلمانوں کے درمیان حاجز یعنی امتیاز ہے تو وہ عمامہ، عذبہ یعنی شملہ کے ساتھ ہے (عذبہ یا شملہ اسے کہا جاتا ہے جو عمامہ کے سرے کو دونوں شانوں کے درمیان چھوڑا جاتا ہے)

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک عمامہ تھا جس کا نام "سحاب" رکھا ہوا تھا۔ اور حضور کے پاس جتنے کپڑے، گھوڑے اور سواری کے جانور تھے ہر ایک کے اپنے تجویز کردہ نام ہوتے تھے۔

عمامہ کے نیچے سر مبارک سے چمٹی ہوئی ٹوپی ہوتی تھی یہ ٹوپی سر سے پست و پیوست تھی بلند نہ تھی۔ طاقیہ (جسے آج کل کلاہ کہتے ہیں) کی مانند اور حضور کی ٹوپی سفید تھی، مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فرق، ٹوپیوں پر عمامہ باندھنا ہے۔ یہ عبارت دو معنی کا احتمال رکھتی ہے۔

ایک یہ کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر باندھے جاتے ہیں اور ان کے عمامے ٹوپیوں پر نہیں ہوتے۔

دوسرے معنی یہ کہ وہ بغیر عماموں کے ٹوپیاں پہنتے ہیں اور مراد پہلے ہی معنی ہیں اس لیے کہ عمامہ پہننا مشرکوں سے بھی ثابت ہے۔

اور جب عمامہ باندھتے تو سدل فرماتے یعنی سرا چھوڑتے اسے ترمذی نے شمائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ مسلم نے اتنا زیادہ کیا کہ قد ارخی طرفیھا بین کتفیہ۔

بیشک عمامہ کے سرے کو دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے۔ اسے عذبہ، ذوابہ اور شملہ بھی کہتے ہیں اور اسے سنت عمامہ کہتے ہیں۔

نیز حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ باندھتے

marfat.com
Marfat.com

میں تدویر یعنی گولائی فرماتے اور دستار کے پیچ کو سر مبارک پر لپیٹتے اور اس کے سرے کو عمامہ سے اڑستے اور دوسرے کو چھوڑتے اور لٹکاتے تھے۔

صحیح مسلم میں عمرو بن حریث کی حدیث مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر اس حال میں دیکھا کہ حضور کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا اور اس کے ایک سرے کو دونوں شانوں کے درمیان چھوڑا ہوا تھا۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ رونق افروز ہوئے تو سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

علماء فرماتے ہیں کہ کم سے کم شملہ چار انگل ہے اور زیادہ سے زیادہ نصف کمر تک۔ اس سے زیادہ اسبال میں داخل ہے جو حرام ومکروہ ہے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ مترجم جلد اول)

عمامہ کا حکم وامتیاز

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمامہ مقدسہ کے احکام وتفصیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

عمامہ مبارک میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو نہ چھ گز سے زیادہ اور اس کی بندش گنبد نما ہو، عرب شریف کے لوگ جیسا اب باندھتے ہیں طریقۂ سنت نہیں اسے اعتجار کہتے ہیں کہ بیچ میں سر کھلا ہے اور اعتجار کو علماء نے مکروہ لکھا ہے۔

عمامۂ اقدس کے طول میں کچھ ثابت نہیں، امام ابن الحاج مکی سات ہاتھ یا اس کے قریب کہتے ہیں اور حفظ فقیر میں کلمات علماء سے ہے کہ کم از کم پانچ ہاتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ اور شیخ عبد الحق کے رسالہ میں بارہ ہاتھ تک لکھا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۵۷، ۱۰۴)

marfat.com
Marfat.com

امام احمد رضا بریلوی عمامہ کے شملے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

حدیث سے میرے خیال میں ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو شملے چھوڑے ہیں۔ خیال میں ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر دست اقدس سے عمامہ باندھا اور دو شملے چھوڑے۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر اپنے دست انور سے عمامہ باندھنا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑنا سنن ابی داؤد میں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۷۵)

عمامہ سے متعلق ایک اور جگہ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

عمامہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچا ہے ولہٰذا علمائے کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال عذبہ یعنی شملہ چھوڑنا کہ اس کی فرع اور سنت غیر موکدہ ہے یہاں تک کہ مرقاۃ میں فرمایا۔

قد ثبت فی السیر بروایات صحیحة ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یرخی عمامته احیانا بین کتفیه و احیانا یلبس العمامة من غیر علامة فعلم ان الاتیان بکل واحد من تلک الامور سنة .

.. سیرت کی کتابوں میں صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی دونوں مونڈھوں کے درمیان عمامے کا شملہ چھوڑتے تھے اور کبھی بغیر شملہ وعلامت کے تو اس سے معلوم ہوا کہ دونوں طریقہ اختیار کرنا سنت ہے۔ (مولف)

اس کے ساتھ استہزاء کو کفر ٹھہرایا۔

کما نص علیه الفقهاء الکرام و امروا بترکه حیث یستهزی به العوام کیلا یقعوا فی الهلاک بسوء الکلام .

marfat.com
Marfat.com

جیسا کہ اس پر فقہاء کرام کی نص موجود ہے اور جہاں پر شملہ کے ساتھ عوام کے مذاق اڑانے کا اندیشہ ہو وہاں پر فقہاء کرام نے شملہ نہ چھوڑنے کا حکم فرمایا ہے تا کہ اس بری بات کے سبب سے عوام بلاءت میں نہ پڑ جائیں۔ (مؤلف)

تو عمامہ کہ سنت لازمہ دائمہ ہے یہاں تک کہ علماء نے خالی ٹوپی پہننے کو مشرکین کی وضع قرار دیا۔ علامہ علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے۔

لم یرو انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لبس القلنسوة بغیر العمامة . فیتعین ان یکون هذا زی المشرکین .

یعنی اصلاً مروی نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے۔

سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

فرق ما بیننا و بین المشرکین العمائم علی القلانس

ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں۔

فالمسلمون یلبسون القلنسوة و فوقها العمامة اما لبس القلنسوة وحدها فزی المشرکین فالعمامة سنة .

مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں تنہا ٹوپی کافروں کی وضع ہے تو عمامہ

marfat.com
Marfat.com

سنت ہے۔

یہی حدیث باوردی نے ان لفظوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

العمامة على القلنسوة فصل ما بيننا و بين المشركين يعطى بكل كورة يدورها على رأسه نورا.

ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۶، ۷۷)

امام احمد رضا بریلوی نے حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمامہ شریف کی توصیف میں یہ اشعار نظم فرمائے ہیں۔

پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

پیچ کرتا ہے فدا ہونے کو لمعہ نور کا
گرد سر پھرنے کو بنتا ہے عمامہ نور کا

(حدائق بخشش)

انگشتری مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لباسہائے مبارک میں سے انگشتری بھی تھی جسے آپ پہنا کرتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتری چاندی کی تھی اور اس میں حبشی نگینہ تھا۔

حبشی کے معنی میں کئی قول ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ سنگ سیاہ تھا۔

بعض کہتے ہیں، کہ وہ پتھر تھا جو حبشہ میں ہوتا ہے اور اس کی کان حبشہ میں تھی۔

بعض کہتے ہیں کہ اس کا بنانے والا حبشی تھا۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انگشتری کے نگ کو ہتھیلی کی جانب رکھتے۔

اور انگوٹھی کے نقش کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں "محمد رسول اللہ" نقش کرایا۔ اور لوگوں کو منع فرمادیا کہ اپنی انگوٹھیوں میں اسے نقش نہ کریں۔ اور بخاری ومسلم میں ہے کہ انگوٹھی کا نقش تین سطر میں تھا ایک سطر میں "محمد" دوسری سطر میں "رسول" اور تیسری سطر میں "اللہ" اور فتح الباری میں ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ کتابت اس طرح ہوگی کہ "محمد" کی سطر اوپر "رسول" کی سطر درمیان میں اور اس کے بعد "اللہ" اور فرمایا لیکن بعض مشائخ کا یہ کہنا ہے کہ اسم جلالت اوپر تھا اور اسم حضور نیچے اور درمیان میں رسول تھا۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس انگلی میں انگشتری پہنتے تھے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں کی طرف اشارہ کیا۔ اسی طرح ابوداؤد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

بعض حفاظ حدیث بیان کرتے ہیں کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا عام صحابہ وتابعین سے مروی ہے اور بعض علماء داہنے ہاتھ کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ قول حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ عنہم اجمعین کا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو روایت کرتے ہیں۔

دراصل انگوٹھی پہننے میں بھی اختلاف ہے اکثر اس کو مباح رکھتے ہیں اور غیر مکروہ یعنی جائز، اور بعض بقصد زینت مکروہ قرار دیتے ہیں اور بعض مطلقاً مکروہ کہتے ہیں مگر بادشاہ، صاحب سلطنت اور حکم کے لیے مکروہ نہیں ہے۔ حدیث میں بھی ایسا ہی آیا ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی جو انگوٹھی بنوائی تھی وہ اسی غرض کے لیے تھی۔ مطلب یہ کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بادشاہوں اور امرائے وقت یعنی قیصر و کسریٰ اور حبشہ کو فرمان لکھنا چاہا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ لوگ بغیر مہر کے خط کو قبول نہیں کرتے اور نہ اسے پڑھتے ہیں، اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی اور اس پر ''محمد رسول اللہ'' نقش کرایا۔

صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی، اس کے بعد صحابہ نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور دست مبارک سے اس انگوٹھی کو نکال کر پھینک دیا اور صحابہ نے بھی نکال کر پھینک دیا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوانے سے منع فرمادیا، ائمہ اربعہ اور اکثر علماء کا مذہب یہی ہے۔ (مولف) **(مدارج النبوۃ جلد اول ملتقطاً)**

انگشتری پر نقش

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتری مبارک اور اس پر نقش معظم کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

مروی ہوا کہ انگشتری مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کہ محمد رسول اللہ منقوش

marfat.com
Marfat.com

تھا، سطر بالا میں کلمۂ جلالت تھا اور سطر دوم میں رسول، سوم میں نام اقدس، اس شکل پر :

الله
رسول
محمد

ظاہر جبھی سے مہروں میں یہ رسم ہے کہ نیچے سے اوپر کو پڑھی جاتی ہے۔

علامہ اسنوی پھر علامہ ابن رجب وغیرہما فرماتے ہیں۔

كتابته كانت من اسفل الى فوق يعنى الجلالة اعلى الاسطر الثلثة و محمد اسفلها و يقرء من اسفل .

مہر اقدس کی کتابت نیچے سے اوپر کو تھی یعنی اسم جلالت تینوں سطروں میں سب سے اوپر اور محمد سب سے نیچے، اور وہ نیچے سے پڑھی جاتی ہے۔

شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں: بود نقش خاتم کہ سطر یک پایاں محمد، وسطر میانہ رسول، و سطر دیگر بالا اللہ۔

شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ انگشتری مبارک اس طرح منقوش تھی کہ نیچے کی سطر میں محمد اور بیچ کی سطر میں رسول اور اوپر کی سطر میں اللہ۔ (مولف)

شیخ محی الدین نووی گفتہ۔ سطر اول اللہ، وسطر دوم رسول، وسطر سوم محمد بدیں ہیئات:

الله
رسول
محمد

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۵۹)

marfat.com
Marfat.com

ابوداؤد و ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا دخل الخلأ نزع خاتمه ای لان نقشه محمد رسول الله .

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو انگوٹھی اتار لیتے اس لیے کہ اس کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص،۱۶۸)

حضور احتلام سے محفوظ ہیں

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احتلام سے محفوظ تھے، ابن سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کوئی نبی کبھی بھی محتلم نہ ہوا کیوں کہ احتلام شیطان کے اثر سے ہے۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ رمضان مبارک میں نماز فجر کے وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر احتلام کے جنبی ہوتے تھے (بیوی سے شب باشی کرنے کے بعد وجوب غسل کا نام جنبی ہے) پھر آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔

اس عبارت میں بغیر احتلام کی قید سے مفہوم پیدا ہوتا ہے کہ آپ پر احتلام کی نسبت جائز ہے ورنہ استثناء کرنے کا کیا فائدہ؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ استثناء کی بنیاد عدم جواز پر ہے اور یہ قید اتفاقی ہے اور بیان واقع ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غسل جماع سے تھا نہ کہ احتلام سے، کیوں کہ احتلام آپ پر جائز نہیں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اگر یہ معنی نہ ہوں تو لازم آتا ہے کہ احتلام کے ساتھ جنابت میں غسل فرض نہیں ہوتا حالاں کہ یہ فاسد خیال ہے۔

قرطبی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ احتلام آپ پر جائز نہیں ہے کیوں کہ احتلام فعل شیطان سے ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے معصوم تھے۔ اور روزے والی حدیث میں احتلام کا مطلب یہ بتایا ہے کہ خواب میں بغیر کچھ دیکھے انزال ہو جائے اور جو خواب میں دیکھائی دیتا ہے وہ شیطان ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں آپ کا غسل فرمانا جماع کے بعد دیر ہو جانے سے تھا، جو کہ لوگوں کی کثرت اجتماع کی بناء پر تھا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

حضور اور دیگر انبیاء احتلام سے محفوظ ہیں

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو احتلام ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی ارشاد فرماتے ہیں:

فی الواقع حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام احتلام سے پاک و منزہ ہیں:

قال اللہ تعالیٰ ان عبادی لیس لک علیھم سلطان و کفی بربک وکیلا.

بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو۔

طبرانی معجم کبیر میں بطریق عکرمہ اور دینوری مجالس میں بطریق مجاہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرمایا:

marfat.com
Marfat.com

ما احتلم نبی قط و انما الاحتلام من الشیطان.

کبھی کسی نبی کو احتلام نہ ہوا، احتلام تو نہیں مگر شیطان کی طرف سے۔

کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو مروی ہوا کہ یاجوج وماجوج نطفۂ سیدنا آدم علیہ السلام سے بنے ہیں، اول کعب ہی سے اس کا ثبوت صحت کو نہ پہنچا اس کا ناقل ثعلبی حاطب لیل ہے **کما فی عمدۃ القاری .**

نووی نے حسب عادت ان کا اتباع کیا، پھر کعب صاحب اسرائیلیات ہیں ان کی روایت کہ مقررات دین کے خلاف ہو مقبول نہیں۔

ہاں امام نووی وحافظ عسقلانی نے شروح صحیح مسلم وصحیح بخاری میں اس کی یہ تاویل نقل کی کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر فیضان زیادت فضلہ بسبب ابتلائے اوعیہ منع نہیں اور اسے مقرر رکھا۔

اقول: مگر لفظ شنیع ومکروہ ہے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خلاف کہ احتلام نہیں مگر شیطان کی طرف سے ولہذا عامۂ علمائے کرام نے اسے مقبول نہ رکھا۔

فتح الباری بدء الخلق میں ہے :

ھو قول منکر جدا لا اصل له الا من بعض اھل الکتاب.

وہ سخت واجب الانکار بات ہے اس کی اصل نہیں مگر بعض اہل کتاب سے۔

امام علامہ بدر الدین محمود عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔

حکاہ الثعلبی عن کعب الاحبار و النووی ایضا فی شرح مسلم وغیرہ و لکن العلماء ضعفوہ و قال ابن کثیر و ھو جدیر بذلک اذلا دلیل معید بل ھو مخالف لما

marfat.com
Marfat.com

ذکروا من ان جمیع الناس الیوم من ذریة نوح علیه الصلاۃ و السلام بنص القرآن قلت جاء فی الحدیث ایضا امتناع الاحتلام علی الانبیاء علیهم الصلاۃ و السلام .

یعنی اسے ثعلبی نے کعب احبار سے حکایت کیا نیز نووی نے شرح مسلم وغیرہ میں، مگر علماء نے اسے ضعیف بتایا اور امام ابن کثیر نے کہا وہ تضعیف ہی کے لائق ہے کہ بے دلیل محض ہے بلکہ اس ارشاد علماء کے خلاف ہے کہ آج بنص قطعی قرآن مجید تمام آدمی ذریت نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے ہیں (قال اللہ تعالیٰ و جعلنا ذریته هم الباقین). ہم نے نوح ہی کی اولاد باقی رکھی) امام عینی نے فرمایا میں کہتا ہوں نیز حدیث وارد ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر احتلام محال ہے۔

بالجملہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر احتلام منع ہے اور خود حضور اقدس انور اطیب اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت اور اس پر جزم اور اس کی تکرار اور اس پر اصرار کہ ہاں ہوا، ہاں ہوا، ہاں ہوا، یقیناً حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افتراء ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا جہنم کا سیدھا راستہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متواتر حدیث میں ہے :

من کذب علی متعمداً فلیتبوء مقعده من النار.

جو مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

اہل سنت کسی کبیرہ کے ارتکاب کو کفر نہیں کہتے جب تک استحلال وغیرہ مکفرات کے ساتھ نہ ہو، مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء کو امام ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے کفر بتایا۔ خصائص کبریٰ میں ہے:

قال النووی وغیرہ الکذب علیه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من الکبائر ولا

marfat.com
Marfat.com

یکفر فاعلم علی الصحیح و قول الجمہور و قال الجوینی ہو کفر.

امام نووی وغیرہ نے فرمایا کہ مذہب صحیح اور جمہور کے قول پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کذب وافترا کبیرہ ہے کفر نہیں اور امام جوینی نے فرمایا کہ کفر ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰)

۞......۞......۞

marfat.com
Marfat.com

غذائے مبارک

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

marfat.com
Marfat.com

كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يحب الحلوا والعسل۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے۔

(الحدیث)

marfat.com
Marfat.com

غذائے مبارک

جاننا چاہیئے کہ کھانا پینا ضروریات زندگی میں سے ہے اور قوت و طاقت کا قیام اور عبادات میں صدور حرکات اس کے بغیر محال عادی کی قسم سے ہے۔ لہٰذا عبادت گزاروں پر لازم ہے کہ بقدر احتیاج ان کا استعمال کریں اور حرص و طمع سے اجتناب کریں اور ان کی شہوتوں میں مبتلا نہ ہوں۔ مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تاعمر شریف شکم سیر نہ فرمائی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ریاضت نفس، طعام کی جانب عدم التفات اور قضائے شہوت اور اس کے مقتضیات کو پورا نہ کرنے کے باوجود جس نفس میں کسی مخصوص غذاؤں کا تکلف نہ فرماتے تھے اور تکلف کی روش اختیار نہ کرتے اور امت پر وسعت ملحوظ خاطر رکھنے اور رہبانیت کی راہوں کو مسدود کرنے کی وجہ سے اہل مدینہ کی عادت کے موافق تناول فرماتے تھے اور جو کچھ موجود ہوتا گوشت، ترکاری، پھل اور کھجور وغیرہ میں سے جو کچھ آتا تو نوش فرماتے تھے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ اول)

مرغوب غذائیں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی چوں کہ بالکل ہی زاہدانہ اور صبر و قناعت کا مکمل نمونہ تھی اس لیے آپ کبھی لذیذ اور پرتکلف کھانوں کی خواہش ہی نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ کبھی آپ نے چپاتی نہیں کھائی پھر بھی بعض کھانے آپ کو بہت پسند تھے جن کو بڑی رغبت کے ساتھ آپ تناول فرماتے تھے۔ مثلاً عرب میں ایک کھانا ہوتا ہے جو ''حیس'' کہلاتا ہے۔ یہ گھی، پنیر اور کھجور ملا کر پکایا جاتا ہے اس کو آپ بڑی رغبت کے ساتھ کھاتے تھے۔

جو کی موٹی موٹی روٹیاں اکثر غذا میں استعمال فرماتے۔ سالنوں میں گوشت، سرکہ، شہد، روغن،

marfat.com
Marfat.com

زیتون اور کدو خصوصیت کے ساتھ مرغوب تھے گوشت میں کدو پڑا ہوتا تو پیالہ میں سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے کھاتے تھے۔

آپ نے بکری، دنبہ، بھیڑ، اونٹ، گورخر، خرگوش، مرغ، بٹیر اور مچھلی کا گوشت کھایا ہے اس طرح کھجور اور ستو بھی بکثرت تناول فرماتے تھے۔ تربوز کو کھجور کے ساتھ ملا کر، کھجور کے ساتھ ککڑی ملا کر، روٹی کے ساتھ کھجور بھی کبھی کبھی تناول فرمایا کرتے تھے۔ انگور، انار وغیرہ پھل فروٹ بھی کھایا کرتے تھے۔

ٹھنڈا پانی بہت مرغوب تھا دودھ میں کبھی پانی ملا کر اور کبھی خالص دودھ نوش فرماتے، کبھی کشمش اور کھجور پانی میں ملا کر اس کا رس پیتے تھے جو کچھ پیتے تین سانس میں نوش فرماتے۔

ٹیبل (میز) پر کبھی کھانا تناول نہیں فرمایا ہمیشہ کپڑے یا چمڑے کے دستر خوان پر کھانا کھاتے، مسند یا تکیہ پر ٹیک لگا کر، یا لیٹ کر کبھی کچھ نہ کھاتے نہ اس کو پسند فرماتے، کھانا صرف انگلیوں سے تناول فرماتے، چمچہ کانٹا وغیرہ سے کھانا پسند نہیں فرماتے تھے ہاں ابلے ہوئے گوشت کو کبھی کبھی چھری سے کاٹ کاٹ کر بھی کھاتے تھے۔ (مولف) (شمائل الترمذی بحوالہ سیرت المصطفیٰ)

گوشت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کا گوشت تناول فرمایا اور گائے کا گوشت خصوصی طور سے تناول فرمانا معلوم نہیں ہوا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی جانب سے ایک گائے ذبح فرمائی، ظاہر ہے کہ اسے آپ نے بھی تناول فرمایا ہوگا۔

بعض آثار میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک کھانوں میں پسندیدہ تر گوشت تھا، فرمایا کرتے گوشت کھانا سماعت کو زیادہ کرتا ہے اور دنیا میں بھی گوشت تمام کھانوں میں بہترین ہے اگر میں اپنے رب سے چاہوں کہ وہ گوشت کھلائے تو وہ روزانہ ضرور مجھے گوشت کھلائے۔

marfat.com
Marfat.com

ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دست کے گوشت کی پسندیدگی اس وجہ سے تھی کہ نہ تو روزانہ گوشت ہوتا تھا اور نہ روزانہ تناول فرماتے تھے البتہ کبھی کبھی تناول فرماتے تھے تو دست کا گوشت جلدی پک جاتا ہے تو حضور اس کے تناول فرمانے میں جلدی کرتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "قدید" یعنی خشک شدہ گوشت کو تناول فرمایا اور بھنا ہوا جگر اور مرغی کا گوشت تناول فرمایا ہے، اور حمار وحشی کا گوشت تناول فرمایا ہے اسے گورخر اور نیل گائے بھی کہتے ہیں اور اونٹ کا گوشت تو سفر و حضر میں تناول کیا ہے، خرگوش کا گوشت بھی کبھی تناول کیا ہے اور بحری دواب یعنی دریائی جانور تناول کیے ہیں، دریائی جانور سے مراد یہاں پر ہمارے مذہب میں مچھلی مراد ہے۔

ثرید

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ثرید تناول فرمایا ہے۔ "ثرید" روٹی کو توڑ کر گوشت کے شوربے میں اور کبھی گوشت کے ساتھ بھی تیار کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک تمام کھانوں میں پسندیدہ ثرید خبز اور ثرید حیس تھا۔ ثرید خبز تو روٹی اور شوربے سے بنایا جاتا ہے۔ اور ثرید حیس، کھجور گھی اور روٹی سے بنایا جاتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھی اور مکھن سے روٹی تر کر کے تناول فرمائی ہے اور روغن زیتون چپڑ کر بھی روٹی تناول فرمائی ہے اور ہریسا تناول فرمانے میں بھی بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

کدو

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کدو تناول فرمایا اور اسے پسند فرمایا ہے، اگر کسی سالن میں پکا ہوتا تو پیالے کے کناروں سے تلاش فرما کر اسے تناول فرماتے، یہ اسے پسند کرنے کی بناء پر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فعل کو دیکھا ہے مجھے کدو سے محبت ہوگئی ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ مستحب ہے کہ کدو سے محبت رکھیں اور ہر اس چیز سے محبت رکھیں جسے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے۔ اور حضور نے سلق یعنی چقندر کو جو کی روٹی کے ساتھ تناول فرمایا ہے۔

ایک دن امام حسن بن علی، عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سلمیٰ کے پاس پہنچے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں انھوں نے کہا اے سلمیٰ ہمارے لیے وہ کھانا تیار کرو جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ سلمیٰ نے کہا اے صاحبزادو! آج میں تمھیں اس کھانے سے خوش نہیں کرسکتی، مطلب یہ کہ تم لذیذ و مرغوب کھانے کھاتے ہو یہ کھانا تمھیں کیا خوش کرے گا، انھوں نے کہا کہ ہاں ہمیں اچھا معلوم ہوگا ہمارے لیے تیار کرو، اس کے بعد آش جو لے کر اسے دیگچی میں ڈالکر اوپر سے کچھ زیتون کا تیل اور مرچ اور دیگر ضروری چیزیں ڈال کر تیار کردیا اور دیگچی ان کے سامنے رکھ کر کہا یہ وہ کھانا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رغبت سے تناول فرماتے اور پسند فرماتے تھے۔

لپٹا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خزیرہ یعنی لپٹے کو بھی تناول فرمایا ہے جسے آٹے سے پتلا کر کے بنایا جاتا ہے، ایسا ہی طبری نے کہا ہے۔ اور جوہری کہتے ہیں کہ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے بہت سا پانی ڈال کر پکایا جاتا ہے، جب پک کر نرم و ملائم ہوجاتا ہے تو آٹا ڈال کر تیار کرتے ہیں، اگر گوشت نہ ہو، تو اس کو عصید کہتے ہیں۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اقط یعنی پنیر کو تناول فرمایا ہے جسے دودھ سے مسکہ نکال کر

marfat.com
Marfat.com

جماتے ہیں جو ترش اور سخت ہوتا ہے پھر پگھلا کر کھانوں اور سالنوں میں ڈالتے ہیں۔

پھل

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خشک کھجور، تر کھجور اور گدری کھجور تناول فرمائی ہے اور حضور نے کباث کو تناول فرمایا ہے کباث اراک کا پھل ہے جو پکا ہو اور اراک مسواک کے درخت کو کہتے ہیں جسے ہندی میں پیلو کہتے ہیں۔ اور کھجور کے گودے کو بہت پسند فرماتے تھے جو کھجور کے درخت سے گوند کی مانند نکلتا ہے۔ اسے ''شحمۃ النخل'' کہتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبن تناول فرمایا۔ اور حضور نے خربوزے کو کھجور سے تناول فرمایا اور خربوزہ حضور کے پسندیدہ پھلوں میں سے تھا، خربوزے کی تعریف میں کئی حدیثیں آئی ہیں۔

ایک روایت میں ککڑی تناول کرنا کھجور کے ساتھ اس طرح آیا ہے کہ ایک دست مبارک میں ککڑی تھی اور دوسرے دست مبارک میں کھجور تھی کبھی اسے تناول فرماتے اور کبھی اسے، اسی طرح خربوزے اور کھجور کو، کیوں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ کھجور اور خربوزہ ملا کر تناول فرماتے۔ اور حضور نے کھجور کو مکھن کے ساتھ تناول فرمایا اور اسے پسند فرمایا۔ اور حضور روٹی کو سالن کے ساتھ تناول فرماتے جو بھی موجود ہوتا، کبھی گوشت کا سالن، کبھی ترکاری کا، کبھی کھجور کا اور کبھی سرکہ سے تناول کرتے اور فرماتے **نعم الادام الخل** سرکہ بہترین سالن ہے۔

اس ارشاد سے مراد کھانے کی چیزوں میں میانہ روی اور لذیذ کھانوں سے اجتناب کرنے کی تلقین ہے۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے شہر مبارک کی ترکاریوں اور پھلوں کو پکنے کے بعد تناول فرماتے اور ان سے اجتناب نہ فرماتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم کو انگور کے خوشے تناول کرتے دیکھا ہے۔ اور حضور نے پیاز کو تناول نہیں فرمایا اور نہ امت کو اس سے منع فرمایا اور فرمایا جو پیاز کھاتا ہے اسے چاہیئے کہ مسجد میں نہ آئے۔

حضور کے کھانے کا طریقہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ آپ تین انگلیوں یعنی انگوٹھا، کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے کھانا تناول فرماتے تھے۔ اور ایک حدیث مرسل میں ہے کہ حضور نے پانچوں انگلیوں سے کھایا ہے۔ یعنی اکثر اوقات تین انگلیوں سے تناول فرماتے اور بعض اوقات پانچوں سے، اور کھانے کے بعد حضور انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے اور بعض روایتوں میں چاٹنے اور برتن صاف کرنے کا حکم آیا ہے، بعض اوقات حضور انگلیوں کو بچوں یا خادموں کو چٹایا کرتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹیک لگا کر کھانا تناول نہ فرماتے، آپ فرماتے ہیں میں بندہ ہوں اور بندوں کی مانند بیٹھتا ہوں اور ایسے ہی کھاتا ہوں جیسے بندے کھاتے ہیں۔ اور جب حضور اپنے دست مبارک کو کھانے کی جانب بڑھاتے تو بسم اللہ کہتے، اور حضور کھانے کے بعد حمد الٰہی کہتے اور داہنے ہاتھ سے تناول فرماتے اور اس کا حکم دیتے، اور حضور کھانے سے پہلے دستہائے مبارک کو دھویا کرتے اور کھانا کھانے کے بعد بھی، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گرم کھانا تناول نہ فرماتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانے کا ایک پیالہ لایا گیا جس سے بھاپ اٹھ رہی تھی اس پر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں آگ کھانے کا حکم نہیں فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گرم کھانے اور اسے بگھار یعنی داغ دینے کو مکروہ جانتے اور فرماتے ٹھنڈا کر کے کھانا کھاؤ کیوں کہ اس میں برکت ہے اور

marfat.com
Marfat.com

گرم کھانے میں برکت نہیں ہے۔

اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس گرم کھانا لایا جاتا تو آپ اسے اس وقت تک ڈھانپ کر رکھے رہتے جب تک کہ اس کا جوش نہ ختم ہو جاتا، اور حضرت اسماء نے فرمایا کہ میں نے حضور سے سنا ہے کہ سرد کھانے میں عظیم برکت ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا جس پر لوہے کی چادر منڈھی ہوئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو اس پیالے میں پانی، نبیذ اور شہد وغیرہ تمام مشروبات پلائے ہیں۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی خوان (میز) پر کھانا نہ کھایا، چپاتیاں کھائیں لیکن سفرہ پر تناول کیا اور وہ سفرہ چمڑے یا پتے کا ہوتا تھا۔

پانی پینا

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آب شیریں وسرد کو پسند فرماتے تھے، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین آپ کے لیے بیر تمیا سے پانی لاتے تھے۔ بیر سقیا مدینہ سے دو منزل کے فاصلے پر ہے اور چھتیس میل کی مسافت ہے۔ اور حضور نے شہد میں پانی ملا کر نوش فرمایا اور علی الصباح نوش جان فرماتے اور جب اس پر کچھ گھڑی گزر جاتی اور بھوک معلوم ہوتی تو جو کچھ کھانے کی قسم سے موجود ہوتا تناول فرماتے۔

پینے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دودھ کو پسند فرماتے تھے، آپ نے فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں کا کام دے نے بجز دودھ کے، اور آپ کبھی خالص دودھ نوش فرماتے اور کبھی سرد پانی ملا لیتے، حضور کھانے کے بعد پانی نوش نہ فرماتے کیوں کہ مفسد ہضم ہے جب تک کہ کھانا ہاضمہ کے قریب نہ ہو پانی پینا نہ چاہیئے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ پانی بیٹھ کر نوش فرماتے،

marfat.com
Marfat.com

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آب زم زم کا ڈول لایا تو حضور نے اسے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔

بعض کہتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پانی پینا آب وضو اور آب زم زم کے ساتھ خاص ہے۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ آپ تین سانسوں میں پانی نوش فرماتے اور فرماتے کہ یہ سیراب کرنے والا پسندیدہ تر اور شفاء بخشنے والا ہے۔ ہر سانس میں منہ سے پیالہ جدا کرتے پھر سانس لیتے اور پیالے میں پھونکنے سے منع فرماتے۔ اور جب دہن شریف سے پیالے کو قریب لاتے تو بسم اللہ پڑھتے اور جب جدا فرماتے تو حمد بجالاتے اس طرح تین مرتبہ کرتے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مہمانوں سے کھانے کے لیے اصرار فرماتے اور بار بار کہتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو دودھ پلانے کے بعد اس سے بار بار فرمایا اشرب اور پیو اور پیو، یہاں تک کہ اس شخص نے قسم کھا کر عرض کیا قسم ہے اس خدائے برتر کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اور گنجائش نہیں ہے۔ اسے بخاری نے روایت کیا۔

اور جب آپ جماعت کو کھانا کھلاتے پلاتے تو آپ ان سب کے بعد تناول فرماتے، مطلب یہ کہ ابتداء میں تناول نہ فرماتے آخر میں ان کے ساتھ موافقت فرماتے، اور اگر کوئی حضور کی دعوت کرتا اور میزبانی کا شرف پاتا اور کوئی اور شخص آپ کے پیچھے آجاتا تو حضور میزبان کو خبر کر دیتے کہ یہ شخص میرے ساتھ چلا آیا ہے اگر تم چاہو تو لوٹ جائے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی جماعت کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تو جب تک ان کے لیے دعائے خیر نہ فرماتے باہر تشریف نہ لاتے اور فرماتے **اللھم بارک لھم فیما رزقتھم و**

marfat.com
Marfat.com

اغفرلھم و ارحمھم (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

ٹھنڈا مشروب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشروبات اور دیگر غذائے مقدس کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کھانے، پینے، پہننے کی کوئی چیز کسی سے طلب نہ فرمائی مگر ٹھنڈا پانی دو بار طلب فرمایا، ایک بار فرمائش فرمائی رات کا باسی پانی لاؤ۔ (الملفوظ اول)

تیز نبیذ سے حضور نے انکار فرمایا

عن ابن عمر قال شھدت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتی بشراب فادناہ الی فیہ فقطب فردہ فقال رجل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احرام ھو فرد الشراب ثم دعا بماء فصبہ علیہ ذکر مرتین او ثلثا ثم قال اذا اغتلمت ھذہ الاسقیۃ علیکم فاکسروا متونھا بالماء قلت و رواہ النسائی فی سننہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا، حضور کی خدمت میں پینے کی چیز لائی گئی، حضور نے جب اس کو دہن اقدس کے قریب کیا تو آمیزش پائی اور رد فرمادیا اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ حرام ہے؟ ایسا دو یا تین مرتبہ کہا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی منگا کر اس میں ملا دیا اور فرمایا جب یہ مشروبات جوش ماریں تو ان کی تیزی کو پانی ملا کر نرم کردو۔ نسائی نے یہ حدیث روایت کی ہے۔

نبیذ میں زم زم ملا کر نوش فرمایا

عن ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عطش النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

marfat.com
Marfat.com

وسلم حول الكعبة فاستسقى فاتى بنبيذ من نبيذ السقاية فشمه فقطب فصب عليه من ماء زمزم ثم شرب فقال رجل احرام هو فقال لا . رواه النسائی .

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گرد کعبہ میں پیاس لگی، حضور نے پانی طلب فرمایا تو حضور کی خدمت میں حوض کی نبیذ حاضر کی گئی حضور نے اسے سونگھا تو آمیزش معلوم ہوئی پھر اس میں زم زم ملا کر نوش فرمایا ایک شخص نے عرض کیا کیا وہ حرام ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ اسے نسائی نے روایت کیا۔ (مولف)

تیز نبیذ سے چہرۂ انور متغیر ہو گیا

مجاہد سے مرسلاً مروی ہے :

قال عمد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی السقایة سقایة زمزم فشرب من النبیذ فشد وجهه ثم امر به فكسر بالماء ثم شربه فشد وجهه ثم امر به الثالثة فكسر بالماء ثم شرب .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاہ زم زم سے پینے کا قصد فرمایا لیکن نبیذ نوش فرمالیا تو چہرۂ انور متغیر ہو گیا (کہ نبیذ تیز تھی) اس میں پانی ملانے کا حکم فرمایا اس کے بعد نوش فرمایا پھر چہرہ متغیر ہو گیا پھر تیسری بار پانی ملانے کا حکم دیا اور نوش فرمایا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ص ۶۱، ۶۲۔ الفقہ التجلی)

تیز نبیذ کو حضور نے پانی سے نرم کر لیا

سنن دارقطنی میں ہے عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال مر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی قوم بالمدینة قالوا یا رسول اللہ ان عندنا شرابا لنا افلا

marfat.com
Marfat.com

نسقیک منه قال بلی فاتی بقعب او قدح غلیظ فیه نبیذ فلما اخذہ النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و قربه الی فیه فقطب قال فدعا الذی جاء به فقال خذہ فاهرقه فلما ان ذهب به قالوا یا رسول الله هذا شرابنا ان کان حراما لم نشربه فدعا به فاخذہ ثم دعا بماء فصب علیه ثم شرب و سقی و قال اذا کان هکذا فاصنعوا به هکذا.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ کی ایک قوم کے پاس تشریف لے گئے قوم نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے پاس مشروب ہے کیا ہم آپ کو اس میں سے نہ پلائیں حضور نے فرمایا کیوں نہیں، پھر ایک غلیظ پیالہ لایا گیا جس میں نبیذ تھی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیالہ لے کر دہن اقدس کے قریب کیا تو اس میں آمیزش معلوم ہوئی، راوی نے کہا کہ حضور نے اس کو بلایا جو پیالہ لایا تھا اور فرمایا کہ اسے لو اور بہادو۔ وہ لے جانا ہی چاہتا تھا کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ہمارا مشروب ہے اگر حرام ہے تو ہم نہیں پئیں گے پھر حضور نے اس سے پیالہ لے لیا اور پانی منگا کر اس میں ملا دیا اور حضور نے خود پیا اور دوسروں کو بھی پلایا اور فرمایا کہ جب مشروب اس طرح ہو جائے تو ایسا کرلو۔ یعنی جب بودار یا تیز ہو جائے تو اس میں پانی ملا کر اسے درست کرلو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ص ۶۸۔ الفقہ التسجیلی)

ٹیک لگا کر کھانا تناول فرمانا

ابونعیم عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال رأیت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یاکل ثریدا متکئا علی سریر ثم یشرب من فخارہ .

عبداللہ بن سائب نے کہا کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تخت پر ٹیک

marfat.com
Marfat.com

لگائے ثرید (ایک قسم کا کھانا) تناول فرما رہے ہیں پھر ثرید کے تہہ نشین کو نوش فرمایا۔ بیان جواز کے لیے حضور نے ٹیک لگا کر کھانا تناول فرمایا۔ (مولف)

حضور کا طریقۂ خورد و نوش

امام احمد کتاب الزہد میں حسن سے مرسلاً اسی طرح بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اتی بطعام وضعه علی الارض.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جب کھانا حاضر کیا جاتا تو کھانے کو زمین پر رکھتے تھے۔ (مولف)

دیلمی مسند الفردوس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً راوی

انما انا عبد اکل کما یاکل العبد و اشرب کما یشرب العبد.

میں بندہ ہی تو ہوں اور بندہ کی طرح کھاتا پیتا ہوں۔ از راہ تواضع و انکسار اور تعلیم امت کے لیے حضور نے ایسا فرمایا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج۹ ص، ۱۳۸)

میٹھی چیزیں حضور کو مرغوب ہیں

کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب الحلواء و العسل ، کما اخرجه الستة عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنها .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے۔ جیسا کہ ائمہ ستہ نے اسے ام المومنین سے روایت کیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ا، ص ۱۵۹۔ بارق النور)

marfat.com
Marfat.com

پیالے کو چاٹنے کی فضیلت

حسن بن سفیان رائطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لان العق القصعة احب الی من ان اتصدق بمثلها طعاما.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیالہ چاٹ لینا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اس پیالے بھر کھانا تصدق کروں۔ (مولف)

طبرانی کبیر میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من لعق الصحفة و لعق اصابعه اشبعه اللہ تعالیٰ فی الدنیا و الآخرة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو رکابی اور اپنی انگلیاں چاٹے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کا پیٹ بھرے۔ (مولف)

احمد و ابوداؤد و ترمذی اور نسائی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم امرنا ان نسلت القصعة و قال فانکم لا تدرون فی ای طعامکم البرکة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں کھانا کھا کر پیالہ خوب صاف کر دینے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ تم کیا جانو کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔ (مولف)

امام احمد و ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ نبشہ ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

marfat.com
Marfat.com

قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من اکل فی قصعة ثم لحسها استغفرت له القصعة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی پیالے میں کھانا کھائے پھر اسے چاٹ لے وہ پیالہ اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج۱، ص۱۴۳، الطرس المعدل)

کھجور

بخاری جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال جئت بقليل رطب ووضعته بين يدى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فاكل .

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے تھوڑی تر کھجوریں رکھیں تو حضور نے انھیں تناول فرمایا۔ (مولف)

کدو کی تلاش

بخاری انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

فجعلت اتتبع الدباء واضعة بين يديه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم .

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے رکھے ہوئے کدو کو (جو شوربے میں تھا اور وہ حضور کے ہمراہ کھا رہے تھے) تلاش کرنے لگا۔ (مولف)

(شمائم العنبر)

۞......۞......۞

marfat.com
Marfat.com

طہارت وپاکی

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

marfat.com
Marfat.com

طہارت وپاکی

طہارت، پاکیزگی انسانی زندگی کے لیے ضروری اور اچھی چیز ہے بدن کے ساتھ کپڑوں کا بھی پاک وصاف رکھنا لازم ہے اللہ تعالیٰ نے جہاں پر عبادات وطاعات کا حکم فرمایا ہے وہیں پر عبادات کی صحت ودرستگی کے لیے وضو وغسل اور طہارت ونظافت کا بھی حکم فرمایا ہے۔ حضور انور اطیب اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی طہارت و پاکی کی تعلیم وترغیب فرمائی ہے اور بذات خود اس پر عمل کر کے اپنی امت کے لیے نمونہ پیش فرمایا ہے۔ (مولف).

پانی سے استنجاء

امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی سے استنجاء کرنے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت اس باب میں مختلف تھی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر مٹی سے استنجا فرماتے اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی سے۔

کشف الغمہ میں ہے۔

کان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه یبول کثیرا ثم یمسح بالتراب او الحائط ثم یقول هکذا علمنا و لم یبلغنا انه کان یغسله بالماء بعد و کان حذیفة لا یجمع بین الماء و الحجر اذا بال و کذلک عائشة رضی الله تعالیٰ عنهما فکانا یغسلان بالماء فقط.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی پیشاب کرتے تھے تو مٹی یا دیوار سے صاف کر لیتے

marfat.com
Marfat.com

تھے، صاحب کشف الغمہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا ہی معلوم ہے اور مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ وہ اس کے بعد پانی سے دھوتے تھے۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پیشاب کرتے تھے تو پانی اور پتھر کو جمع نہیں کرتے اور یہی عمل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی تھا یعنی دونوں صرف پانی سے دھوتے تھے۔

(مولف)

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دونوں صورتیں (یعنی پانی اور مٹی) ثابت ہیں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیشاب کے بعد پانی سے استنجا فرماتے۔

احمد وترمذی بسند صحیح اور نسائی ام المومنین صدیقہ سے راوی

قالت مرن ازواجكن ان يغسلوا اثر الغائط و البول فان النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم كان يفعله ،.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواتین سے فرمایا کہ تم اپنے شوہروں سے کہو کہ پیشاب، پاخانہ کے بعد پانی سے استنجا کریں کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔

(مولف)

مٹی سے استنجا

ابوداؤد وابن ماجہ بسند حسن ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی

قالت بال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فقام عمر خلفه بكوز من ماء فقال ما هذا يا عمر فقال ماء تتوضؤ به قال ما امرت كلما بلت ان اتوضأ و لو فعلت

marfat.com
Marfat.com

لکانت سنة .

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک بار حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیشاب فرمایا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی لے کر حاضر ہوئے فرمایا یہ کیا ہے عرض کی استنجے کے لیے پانی، فرمایا مجھ پر واجب نہیں کیا گیا کہ ہر پیشاب کے بعد پانی سے طہارت کروں اور اگر ایسا کروں تو سنت ہو جائے۔ (مولف)

حلیہ میں ہے

المراد بالوضوء هنا الاستنجاء بالماء . كما ذكره النووى .

یہاں پر وضو سے مراد پانی سے استنجا کرنا ہے جیسا کہ امام نووی نے بیان فرمایا ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۶،۱۶۵)

رفع حاجت کے وقت انگوٹھی اتار لیتے

ابوداؤد و ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا دخل الخلاء نزع خاتمه لان نقشه محمد رسول الله .

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو انگشتری مبارک اتار لیتے تھے۔ اس لیے کہ اس کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۸)

marfat.com
Marfat.com

کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی بحث

حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اتی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم سباطة قوم فبال قائما.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک گھورے پر تشریف لے گئے اور وہاں کھڑے ہوکر پیشاب فرمایا۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

ائمہ کرام و علمائے اعلام نے اس سے بہت جواب دیئے ہیں۔

اول : یہ حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منسوخ ہے۔

امام احمد و ترمذی و نسائی اور ابن حبان صحیح میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی۔

من حدثكم ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم كان يبول قائما فلا تصدقوه ما كان يبول الا قاعدا.

جو تم سے کہے کہ حضور اقدس اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب فرماتے اسے سچا نہ جاننا حضور پیشاب نہ فرماتے تھے مگر بیٹھ کر۔

امام ترمذی فرماتے ہیں **حدیث عائشة احسن فی هذا الباب و اصح.**

جتنی حدیثیں اس مسئلہ میں آئیں ان سب سے یہ حدیث بہتر و صحیح تر ہے۔

یہی حدیث صحیح ابوعوانہ و مستدرک حاکم میں ان لفظوں سے ہے۔

ما بال قائما منذ انزل علیه القرآن .

marfat.com
Marfat.com

جب سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن مجید اترا کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ فرمایا۔

دوم : اس وقت زانوئے مبارک میں زخم تھا بیٹھ نہ سکتے تھے۔

یہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا، حاکم ودار قطنی وبیہقی ان سے راوی۔

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بال قائما من جرح.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زخم کے سبب کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ (مولف)

سوم : وہاں نجاسات کے سبب بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔

امام عبد العظیم زکی الدین منذری نے اس کی ترجی کی۔

قال العینی قال المنذری لعله کانت فی السباطة نجاسات رطبة و هی رخوة فخشی ان یتطایر علیه .

امام منذری فرماتے ہیں کہ شاید گھورے میں تر نجاستیں تھیں اور گھورا نرم تھا تو چھینٹ اڑنے کا خوف ہوا، اس لیے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ (مولف)

چہارم : اس میں ڈھال ایسا تھا کہ بیٹھنے کا موقع نہ تھا۔

اسے ابہری وغیرہ نے نقل کیا

قال العینی قال بعضهم لانه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لم یجد مکانا للقعود لکون الطرف الذی یلیه من السباطة عالیا مرتفعا.

امام عینی فرماتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ گھورا کا کنارا بلند ہونے کے سبب سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملی۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

و قال القاری فی المرقاة قال الابهری قیل کان ما یقابله من السباطة عالیا و من خلفه منحدرا مستفلا لو جلس مستقبل السباطة سقط الی خلفه و لو جلس مستدبرا لها بدا عورته للناس.

ملا علی قاری مرقاہ میں امام ابہری کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ گھورے کا سامنے والا حصہ بلند تھا اور پیچھے کا حصہ ڈھال دار نیچے، اگر گھورے کی طرف رخ کر کے بیٹھتے تو پیچھے کی طرف گر جاتے اور اگر گھورے کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھتے تو لوگوں کے لیے عورت ظاہر ہو جاتی۔ (مولف)

و قال بعد اسطر قیل فعل ذلک لانه ان استدبر السباطة تبدو العورة للمارة و ان استقبلها خیف ان یقع علی ظهره مع احتمال ارتداد البول الیه.

اور چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا اس لیے کیا کہ اگر گھورے کی طرف پشت انور کرتے تو گزرنے والوں کے لیے عورت ظاہر ہو جاتی اور اس کی طرف رخ فرماتے تو پیٹھ کے بل گر جانے کا اندیشہ تھا اور پیشاب کا بھی ادھر ہی بہہ کر آنے کا احتمال تھا۔ (مولف)

پنجم : اس وقت پشت مبارک میں درد تھا اور عرب کے نزدیک یہ فعل اس سے استشفا ہے۔

یہ جواب امام شافعی و امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے، چالیس طبیبوں کا اتفاق ہے کہ حمام میں ایسا کرنا ستر مرض کی دوا ہے۔

ششم : قال العینی تکلموا فی سبب بوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قائما فقال القاضی عیاض انما فعل لشغله بامور المسلمین فلعله طال علیه المجلس حتی حصره البول و لم یمکن التباعد کعادته و اراد السباطة لدمثها و اقام حذیفة

marfat.com
Marfat.com

لیستره عن الناس .

امام عینی فرماتے ہیں کہ لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے سبب میں کلام کرتے ہیں تو امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ مسلمانوں کے معاملہ میں مشغول ہونے کے سبب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کیا شاید کافی دیر تک بیٹھنا ہوا یہاں تک کہ پیشاب نے حضور کو روک دیا اور عادت کریمہ کے مطابق دور جانا ممکن نہ ہوا اور گھورا کے نرم ہونے کے سبب سے اس کا ارادہ فرمایا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے کھڑا کر دیا تا کہ لوگوں سے پردہ ہو جائے۔ (مولف)

اس بحث کے آخر میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

اقول و باللہ التوفیق : نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک بار یہ فعل وارد ہوا اور صحیح حدیث سے ثابت کہ روز نزول قرآن کریم سے آخر عمر اقدس تک عادت کریمہ ہمیشہ بیٹھ کر ہی پیشاب فرمانے کی تھی اور صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو جفا و بے ادبی فرمایا اور متعدد احادیث میں اس سے نہی و ممانعت آئی تو واجب کہ ممنوع ہو اور انھیں احادیث کو ان پر ترجیح بوجوہ ہو۔

اولاً : وہ ایک بار کا واقعہ حال ہے کہ محل صد گونہ احتمال ہے۔

ثانیاً : فعل و قول میں جب تعارض ہو قول واجب العمل ہے کہ فعل احتمال خصوص وغیرہ رکھتا ہے۔

ثالثاً : مبیح و حاظر جب متعارض ہوں حاظر مقدم ہے۔

ثم اقول : نفس حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مقلدان نصرانیت پر رد ہے، وہاں کافی بلندی تھی اور نیچے ڈھال اور زمین گھورے کے سبب نرم کہ کسی طرح چھینٹ آنے کا احتمال نہ

marfat.com
Marfat.com

تھا، سامنے دیوار تھی اور گھور افنائے دار میں تھا نہ کہ گزرگاہ، پس پشت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھڑا کرلیا تھا اس طرف کا بھی پردہ فرمایا اس حالت میں پشت اقدس پر بھی نظر پڑنا پسند نہ آیا، ان احتیاطوں کے ساتھ تمام عمر مبارک میں ایک بار ایسا منقول ہوا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۷۲ تا ۱۷۸)

وضوئے مبارک

حدیثوں میں آیا ہے کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتدائے وحی میں نماز اور وضو کا طریقہ سکھا دیا تھا۔ نیز حدیث میں ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس روتی ہوئی آئیں اور کہنے لگیں کہ قریش نے آپ کے قتل کا عہد اٹھایا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کے لیے پانی لاؤ پھر حضور نے وضو فرمایا۔

ابن عبدالبر نقل کرتے ہیں کہ مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ غسل جنابت مکہ مکرمہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فرض کیا گیا جس طرح کہ نماز فرض کی گئی۔ اور نماز کبھی بھی بغیر وضو کے نہیں ادا کی گئی۔ اور ابن عبدالبر یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس سے کوئی عالم بھی ناواقف نہیں ہے۔

شیخ ابن الہمام فرماتے ہیں کہ یہ رد اس شخص کا کیا گیا ہے جو وضو کے وجود کا قبل ہجرت منکر ہے نہ کہ اس شخص کا جو قبل ہجرت اس کے وجوب کا منکر ہے۔ انتہی۔

اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ وضو کا وجوب آیہ کریمہ **اذا قمتم الی الصلاۃ فاغسلوا وجوھکم** (جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو دھوؤ، آخر تک) سے ہوا جو کہ مدنی ہے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ قبل ہجرت وضو مستحب تھا نہ کہ واجب، لیکن اس تقدیر پر یہ لازم آتا ہے کہ بے وضو نماز جائز ہے حالاں کہ یہ خلاف اجماع ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اور ممکن ہے کہا گیا ہو کہ آیہ کریمہ کا نزول وضو کے وجوب اور قیام نماز کے لیے ہے اور تم لوگ جو بے وضو اور ناپاک ہو ایسا خیال نہ کرنا جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کیوں کہ ابتداء میں مطلقاً قیام نماز کے وقت وضو فرض تھا جو آخر میں منسوخ ہوا اور حدیث یعنی بے وضو ہونے کے وجود کے ساتھ مقید فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لیے وضو کیا اور بعض اوقات ایک ہی وضو سے چند فریضے گزارے ہیں۔ مسلم میں ہے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور روز فتح مکہ ایک وضو سے چند نمازیں ادا فرمائیں۔ ایک روایت کے مطابق پانچ نمازیں ایک وضو سے ادا فرمائیں، اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو کبھی آپ نے نہیں فرمایا؟ ارشاد فرمایا اے عمر میں نے قصداً ایسا کیا ہے بیان جواز کے لیے تاکہ لوگ جان لیں کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا فرض نہیں ہے۔

بخاری ابوداؤد اور ترمذی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتے تھے، اس پر حضرت انس سے کہا گیا کہ آپ کیا کرتے ہیں؟ فرمایا ایک وضو ہمیں اس وقت تک کفایت کرتا ہے جب تک کہ میں محدث یعنی بے وضو نہ ہوں۔

اور اس جگہ علماء فرماتے ہیں کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے نہیں ہے۔

چنانچہ امام احمد و ابوداؤد کی روایت میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرنے پر مامور ہوئے تھے خواہ طاہر ہوں

marfat.com
Marfat.com

یا غیر طاہر۔ اور جب آپ پر شاق ہوا تو ہر نماز کے لیے مسواک کا حکم دیا گیا اور آپ سے نیا وضو کرنے کا حکم اٹھالیا گیا مگر جب کہ حدث لاحق ہو چکا ہو۔

کبھی کبھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعضاء وضو کو ایک مرتبہ سے زیادہ نہیں دھوتے تھے اور یہ تعلیم امت کی بناء پر تھا کیوں کہ اتنی مقدار کافی ہے اور مقدار فرض پر انحصار فرمانا اس لیے ہے کہ اس سے کم پر وضو درست نہیں ہے جیسا کہ فرمایا۔

هذا وضوء لا يقبل الله الصلوٰة الابه .

یہ وضو ہے اس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں فرماتا۔

ابوداؤد میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کیا میں تمھیں بتاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو کیا تھا؟ اس کے بعد انھوں نے اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔

اور کسی وضو کو طہارت میں مبالغہ کے لیے دو مرتبہ دھویا اور اسے ''نور علیٰ نور'' فرمایا اور ثواب میں زیادتی اور اجر کو بڑھانے کا سبب قرار دیا ہے جیسا کہ رزین میں عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو میں عضو کو دو دو مرتبہ دھویا اور فرمایا'' **نور علیٰ نور** ''

اور کبھی کبھی تین تین مرتبہ دھویا اور یہ طہارت کے مرتبہ میں آخری حد ہے۔

وضو کے بعد رومال سے پانی خشک کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے انھوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بدن مبارک کو خشک کرنے کے لیے رومال تھا جس سے وضو کرنے کے بعد پانی کو خشک فرماتے

marfat.com
Marfat.com

تھے، لیکن یہ ضعیف ہے۔

اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث اور کپڑے کے کنارہ سے چہرۂ انور خشک کرنے کی حدیث دونوں ضعیف ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں جامع ترمذی میں مذکور ہیں اور وہ بھی ضعیف قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس ضمن میں کوئی چیز صحت کو نہیں پہنچی ہے۔

اور صحابہ و تابعین اور اہل علم کی ایک جماعت فرماتی ہے کہ اس باب میں رخصت دی گئی ہے اور بعض مکروہ جانتے ہیں اور وہ اعضاء کو خشک ہونے کے لیے اپنے حال پر چھوڑتے ہیں کیوں کہ یہ نورانیت اور میزان عمل کو بھاری کرنے کا موجب ہے اور یہ قول سعید بن مسیتب اور زہری سے روایت کیا گیا اور کتب حنفیہ میں مذکور ہے کہ اگر تنزہ اور تکبر کا قصد نہ ہو تو کراہت نہیں ہے۔

اور بعض شروح مشکوٰۃ میں ازہار سے منقول ہے کہ کپڑے وغیرہ سے خشک نہ کرنا مستحب ہے اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا اور اگر خشک کرے تو قول اصح پر مکروہ بھی نہیں ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔

وضو اور غسل میں پانی کی مقدار

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غسل اور وضو میں پانی کی مقدار کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل ایک صاع پانی سے کرتے جو کہ پانچ مد کے برابر ہے۔ اور وضو ایک مد پانی سے کرتے تھے اور ایک حدیث میں ہے کہ وضو دو رطل پانی سے کرتے۔ بایں ہمہ علماء فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں سے مراد تعیین و تحدید نہیں ہے۔

چنانچہ اگر اس مقدار مذکور سے کم یا زیادہ پانی ہو تب بھی جائز ہے، اصل قاعدہ یہ ہے کہ جتنا پانی بھی مقصود برآری میں کفایت کرے کام میں لائے جب تک کہ پانی چپڑنے اور حد اسراف تک نہ پہنچے۔

marfat.com
Marfat.com

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آب وضو کی کمی اور اس کے کم بہانے میں مبالغہ فرماتے تھے اور امت کو وضو میں اسراف اور زیادہ پانی بہانے سے منع فرماتے اور تنبیہ فرمایا کرتے تھے اور فرماتے میری امت میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو وضو میں تعدی اور حد سے تجاوز کریں گے اور پانی بہانے میں بہت اسراف کریں گے۔

اور فرماتے ہیں کہ وضو کے لیے ایک شیطان ہے جس کا نام "ولہان" ہے جو آدمی کو وضو میں اور پانی کے اسراف میں وسوسے ڈالتا ہے لہٰذا اس کے وسوسوں سے بچو۔ اور اس کے وسوسوں سے بچنے اور اسے دفع کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ براہ تغافل مارو اور دلوں سے بکوشش اسے دور کرو اور اس کے وسوسوں کی پیروی نہ کرو نیز رخصت پر عمل کرو۔ اور اگر شیطان بہت مزاحمت کرے تو کہو یہ جو تو عمل کرتا ہے ناقص اور نادرست ہے درگاہ حق میں اس کی پذیرائی نہیں ہے۔ اور اس کے گمان پر کہو دور ہو جا میرے پاس سے، میں اس سے زیادہ ہرگز نہیں کروں گا اور میرا مولیٰ یعنی اللہ تعالیٰ وتقدس وکریم ہے وہ اتنا ہی قبول فرمالے گا اور اس کا فضل و کرم بہت وسیع ہے۔ یہی صورت نماز اور دیگر مواقع عبادات وغیرہ میں وسوسوں کا ہے اور اصل وسوسہ اس میں کمی و ناقص رہنے کا خیال پیدا کرنا ہے اور جب شیطان ان راہوں میں دخل انداز ہو تو چاہیے کہ استعاذہ اور **لاحول و لا قوة الا بالله** کہے یہ اس کے ازالہ اور دفعیہ میں انتہائی موثر ہے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔

مسند امام احمد اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہ وضو کر رہے تھے فرمایا۔

لا تسرف بالماء .

پانی میں اسراف نہ کرو۔

marfat.com
Marfat.com

اور ایک روایت میں ہے کہ **ما ھذا السرف یا سعد.**

اے سعد یہ کیا اسراف ہے؟

حضرت سعد نے عرض کیا **ھل فی الماء اسراف**

کیا پانی میں اسراف ہے؟

کیوں کہ پانی میں کوئی چیز کمیاب اور عزیز الوجود نہیں ہے، اسراف کیسے ہوگا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **نعم و ان کنت علی نھر جار.**

ہاں پانی میں بھی اسراف ہے اگرچہ تم نہر جاری پر ہو۔

اور یہ منع و تعزیز اور تنبیہ میں مبالغہ ہے کہ پانی میں ہرگز کسی جگہ اسراف نہ کیا جائے، غالباً حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطریق دفع وسواس میں یہ ارشاد ہے کہ کوئی چیز حضور نے اس قسم کی محسوس فرمائی ہوگی یہاں تک کہ اس کے دفع کرنے میں اتنا مبالغہ ظاہر فرمایا۔ اور مسائل فقہ میں مذکور ہے کہ اگر وضو کرنے والا نہر کے کنارے پر ہو تو پانی کے بہانے میں وہاں اسراف نہیں ہے اس لیے کہ جتنا پانی بہائے گا وہ لوٹ کر نہر ہی میں چلا جائے گا۔ بجز اس صورت کے کہ اگر غسالہ نہر کے باہر بہایا جائے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول)

وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے

فرضیت وضو سے متعلق امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

ابن ماجہ وغیرہ بطریق عبداللہ بن محمد بن عقیل ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی :

marfat.com
Marfat.com

قالت اتانی ابن عباس فسألنی عن هذ الحدیث تعنی حدیثها الذی ذکرت ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم توضا و غسل رجلیہ فقال ابن عباس رضی اللہ تعالی عنهما ان الناس ابوا الا الغسل و لا اجد فی کتاب اللہ الا المسح۔

حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آ کر مجھ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کا ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور پیروں کو دھویا پھر ابن عباس نے کہا کہ لوگ بجز دھونے کے اور کچھ نہیں مانتے (یعنی جواز مسح کا انکار کرتے ہیں) حالاں کہ میں کتاب اللہ میں صرف مسح پاتا ہوں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ص ۱۶۔الجودالحلو)

حضور کی نیند ناقض وضو نہیں

امام احمد وابوداؤد وترمذی وابوبکر بن شیبہ مصنف میں اور طبرانی معجم کبیر میں اور دارقطنی وبیہقی سنن میں بطریق ابوخالد یزید بن عبدالرحمٰن والانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

انہ رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھو ساجد حتی غط او نفخ ثم قام یصلی فقلت یا رسول اللہ انک قد نمت قال ان الوضو لا یجب الا علی من نام مضطجعا فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے میں سو گئے ہیں یہاں تک کہ خراٹے کی آواز آئی پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ تو سو گئے تھے فرمایا کہ وضو اس پر واجب ہوتا ہے جو لیٹ کر سو جائے کیوں کہ جب لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

امام احمد کے لفظ یہ ہیں

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لیس علی من نام ساجدا وضوء حتی یضطجع فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر وضو واجب نہیں جو سجدے میں سو جائے یہاں تک کہ لیٹے کیوں کہ جب لیٹے گا تو اس کے مفاصل ڈھیلے پڑ جائیں گے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۸۵ ۔ نبہ القوم)

قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان عینی تنامان و لا ینام قلبی . رواہ الشیخان عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ اسے بخاری و مسلم نے حضرت صدیقہ سے روایت کیا۔ (مولف)

افکار صالحہ اور متواتر وحی والہام اور معارف الٰہیہ کی وجہ سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قلب مبارک نہیں سوتا ہے۔

صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الانبیاء تنام اعینھم و لا تنام قلوبھم .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے دل کبھی نہیں سوتے ہیں۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

حدیث الصحاح انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نام حتی نفخ فاتاه بلال فاذنه بالصلاة فقام و صلی و لم یتوضأ.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ سانس چلنے کی آواز آنے لگی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور نماز کا وقت ہو جانے کی خبر گوش گزار کی تو حضور نے اٹھ کر نماز پڑھائی اور وضو نہیں فرمایا۔ (مولف)

فائدہ

بعض نواقض وضو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے یوں ناقض نہیں کہ ان کا وقوع ہی ان سے محال ہے جیسے جنون یا نماز میں قہقہہ۔

نیند کے سوا باقی اور نواقض سے بھی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا وضو جاتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

علامہ قہستانی وغیرہ نے فرمایا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا وضو کسی طرح نہیں جاتا۔

اور امام احمد رضا بریلوی کی تحقیق یہ ہے کہ نواقض حکمیہ مثل خواب و غشی سے نہیں جاتا، اور نواقض حقیقیہ مثل بول وغیرہ سے ان کی عظمت شان کے سبب جاتا رہتا ہے۔

غشی بھی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے جسم پر طاری ہو سکتی ہے دل مبارک اس حالت میں بھی بیدار و خبردار رہتا ہے۔

انتباہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلات شریفہ مثل پیشاب وغیرہ سب طیب طاہر تھے۔

marfat.com
Marfat.com

جن کا کھانا پینا ہمیں حلال و باعث شفا و سعادت مگر حضور کی عظمت شان کے سبب حضور کے حق میں حکم نجاست رکھتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۹۱، ۹۲، ۹۳۔ نبہ القوم)

اعضائے وضو کا مکرر دھونا

احادیث سے ثابت ہے کہ وضو میں عادت کریمہ تثلیث تھی یعنی ہر عضو تین بار دھونا اور کبھی دو دو بار بھی اعضائے وضو دھوئے۔

بخاری عبداللہ بن زید سے اور ابوداؤد و ترمذی بسند صحیح اور ابن حبان ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم توضأ مرتین مرتین .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعضائے وضو دو دو بار دھوئے۔ (مولف)

اور کبھی ایک ہی بار دھونے پر قناعت فرمائی

بخاری و دارمی و ابوداؤد و نسائی و طحاوی و ابن خزیمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال توضأ رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مرة مرة .

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعضائے وضو ایک ایک بار دھوئے۔ (مولف)

اسی کے مثل طحاوی عبداللہ بن عمر اور امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

قال رایت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم توضأ مرة مرة .

marfat.com
Marfat.com

نیز امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو میں اعضاء کو ایک ایک بار دھوتے دیکھا ہے۔ (مولف)

و عن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توضأ ثلثا ثلثا و رأیتہ غسل مرۃ مرۃ.

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اعضائے وضو تین تین بار اور ایک ایک بار دھوتے دیکھا ہے۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۴۰۔ بارق النور)

عبدالرزاق مصنف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

انہ توضأ فغسل کل عضو منہ غسلۃ واحدۃ ثم ذکر ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یفعلہ .

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وضو فرمایا تو ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا پھر فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ (مولف)

سعید بن منصور سنن میں اس لفظ سے راوی

توضأ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فادخل یدہ فی الاناء فمضمض و استنشق مرۃ واحدۃ ثم ادخل یدہ فصب علی وجھہ مرۃ و صب علی یدیہ مرۃ و مسح براسہ و اذنیہ مرۃ ثم اخذ ملاء کفہ من ماء فرش علی قدمیہ و ھو منتعل .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرماتے وقت دست اقدس برتن میں داخل فرمایا اور ایک ایک مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی پہنچایا پھر دست اقدس داخل فرما کر چہرۂ مبارک پر ایک بار بہایا اور ایک ایک بار ہاتھ پر اور سر اور کانوں کا مسح ایک ایک بار فرمایا پھر ایک لپ پانی لے کر قدموں پر چھڑکا کہ

marfat.com
Marfat.com

پیروں میں موزے تھے۔ یعنی خف پر مسح فرمایا یا پیروں کو دھویا۔ (مولف)

روی البخاری قال حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفین عن زید بلفظ توضأ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرۃ مرۃ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایک بار اعضائے وضو دھوئے۔ (مولف)

ابوداؤد وامام طحاوی زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

الا اخبر کم بوضوء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتوضا مرۃ مرۃ . و بمعناہ لفظ الطحاوی .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر عضو کو ایک ایک بار دھویا۔ طحاوی کے لفظ اسی کے مثل ہیں۔ (مولف)

نسائی بطریق ابن عجلان راوی

غسل وجھہ و غسل یدیہ مرۃ مرۃ و مسح براسہ و اذنیہ مرۃ الحدیث.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چہرہ اور ہاتھوں کو ایک ایک مرتبہ دھویا اور سر اور کانوں کا مسح ایک مرتبہ فرمایا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۶۴، بارق النور)

دارقطنی غرائب مالک میں زید بن ثابت وابو ہریرہ دونوں سے راوی

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توضأ مرۃ مرۃ و قال ھذا وضوء لا یقبل اللہ صلاۃ الابہ .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعضائے وضو ایک ایک بار دھو کر فرمایا کہ یہ وضو ہے کہ جس

marfat.com
Marfat.com

کے بغیر نماز مقبول نہیں ہوتی۔ (مولف)

امام احمد و ابو داؤد و ابن خزیمہ و ابو یعلی وطحاوی و ابن حبان اور ضیاء امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخذ بکفہ الیمنی قبضۃ من ماء فصبہا علی ناصیۃ فترکہا تستن علی وجہہ ثم غسل ذراعیہ الی المرفقین ثلثا ثلثا الحدیث.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داہنے ہاتھ سے ایک لپ پانی لے کر پیشانی پر بہادیا اور چہرہ کو سیراب کیا پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین بار دھویا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ۱/۱۶۵۔ بارق النور)

رزین نے عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توضا مرتین مرتین و قال ھو نور علی نور.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو میں اعضائے کریمہ دو دو بار دھوئے اور فرمایا یہ نور پر نور ہے۔

رزین کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الوضوء علی الوضوء نور علیٰ نور.

وضو پر وضو نور پر نور ہے۔

ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

marfat.com
Marfat.com

وسلم فرماتے ہیں

من توضأ علی طهر کتب له عشر حسنات

جو باوضو، وضو کرے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۸۶۔ بارق النور)

وضو کے بعد رومالی پر چھینٹا دینا

ابوداؤد و نسائی ابن ماجہ حکم بن سفیان یا سفیان بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا بال توضأ و نضح فرجه .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب پیشاب فرماتے وضو فرماتے اور شرمگاہ اقدس پر چھینٹا دیتے۔

ابن ماجہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال توضأ رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فنضح فرجه .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرما کر ستر مبارک پر چھینٹا دیا۔

احمد و ابن ماجہ و دارقطنی و حاکم و حارث بن ابی اسامہ حضرت محبوب ابن المحبوب سیدنا و ابن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ اپنے والد ماجد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اتانی جبریل فی اول ما اوحی الی فعلمنی الوضوء و الصلاة فلما فرغ الوضوء

marfat.com
Marfat.com

اخذ غرفة من الماء فنضح بها فرجه.

یعنی اول اول جو مجھ پر وحی اتری ہے جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حاضر ہو کر مجھے وضو ونماز کی تعلیم دی جبریل نے وضو خود کر کے دکھایا جب وضو کر چکے ایک چلو پانی لے کر اپنی اس صورت مثالیہ کے موضع شرمگاہ پر چھڑک دیا۔

دارقطنی کے لفظ یہ ہیں۔

علمنی جبریل الوضوء و امرنی ان انضح تحت ثوبی لما یخرج من البول بعد الوضوء.

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھے وضو سکھانے کے بعد بتایا کہ میانی میں چھینٹا دے دوں اس سبب سے کہ جو وضو کے بعد پیشاب میں سے نکلتا ہے۔ (مولف)

ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

جاء نی جبریل فقال یا محمد اذا توضأت فانتضح.

جبریل نے حاضر ہو کر مجھ سے عرض کی یا رسول اللہ جب حضور وضو فرمائیں چھینٹا دے لیا کریں۔

جبریل کا اپنی صورت مثالیہ کے ستر پر چھڑکنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور طریقہ وضو عرض کرنے کے لیے تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل تعلیم امت کے لیے۔

مرقاۃ میں ہے :

نضح فرجه ای ورش ازاره بقليل من الماء او سراويله به لدفع الوسوسة تعليما للامة.

marfat.com
Marfat.com

یعنی تہبند یا پائجامہ کی میانی میں تھوڑے سے پانی سے چھینٹا دینا وسوسہ دور کرنے اور امت کی تعلیم کے لیے ہے۔ (مولف)

سیدنا امام محمد کتاب الآثار میں فرماتے ہیں

اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال اذا وجدت شیئا من البلة فانضحه و ما یلیه من ثوبک بالماء ثم قل هو من الماء.

قال حماد قال سعید بن جبیر انضحه بالماء ثم اذا وجدته فقل هو من الماء.

قال محمد و بهذانا خذ اذا کان کثر ذلک من الانسان و هو قول ابی حنیفة.

یعنی سیدنا امام اعظم حماد بن سلیمان سے وہ سعید بن جبیر سے وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا تری پاؤ تو شرمگاہ اور وہاں کے کپڑے پر چھینٹا دے لیا کرو پھر شبہ گزرے تو خیال کرو کہ پانی کا اثر ہے۔

امام احمد نے فرمایا کہ ایسا ہی سعید بن جبیر نے مجھ سے فرمایا کہ پانی چھڑک دو اور جب تری پاؤ تو خیال کرو کہ وہ پانی کا اثر ہے۔

امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب آدمی کو شبہ زیادہ ہوا کرے تو یہی طریقہ برتے اور یہی قول امام اعظم کا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۱۳۔ بارق النور)

وضو میں اسراف کی ممانعت

امام احمد و ابن ماجہ و ابو یعلیٰ اور بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

marfat.com
Marfat.com

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر بسعد و ھو یتوضأ فقال ما ھذا السرف فقال افی الوضو اسراف قال نعم و ان کنت علی نہر جار.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گزرے وہ وضو کررہے تھے ارشاد فرمایا۔ یہ اسراف کیسا، عرض کی وضو میں اسراف ہے فرمایا ہاں اگرچہ تم نہر رواں پر ہو۔

سنن ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

رأی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجلا یتوضا فقال لا تسرف لا تسرف.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا فرمایا اسراف نہ کر اسراف نہ کر۔

سعید بن منصور سنن اور حاکم کنیٰ اور ابن عساکر تاریخ میں ابن شہاب زہری سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا فرمایا۔

یا عبد اللہ لا تسرف.

اللہ کے بندے اسراف نہ کر۔

انھوں نے عرض کی

یا نبی اللہ افی الوضوء اسراف قال نعم (زاد الاخیران) و فی کل شیٔ اسراف.

یارسول اللہ کیا وضو میں بھی اسراف ہے فرمایا ہاں اور ہر شیٔ میں اسراف کو دخل ہے۔

مرسل یحییٰ بن ابی عمرو میں ہے۔

فی الوضوء اسراف و فی کل شیٔ اسراف .

marfat.com
Marfat.com

وضو میں اسراف ہے اور ہر شئی میں اسراف ہے۔

ترمذی وابن ماجہ وحاکم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان للوضوء شیطانا یقال له الولهان فاتقوا وسواس الماء .

بیشک وضو کے لیے شیطان ہے جس کا نام ولہان ہے تو پانی کے وسواس سے بچو۔

ایک اعرابی کو وضو کی تعلیم

احمد وسعید بن منصور وابن ابی شیبہ وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ وطحاوی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

ایک اعرابی نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر وضو کو پوچھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں وضو کر کے دکھایا جس میں ہر عضو تین بار دھویا پھر فرمایا۔

هكذا الوضو فمن زاد على هذا او نقص فقد اساء و ظلم او ظلم و اساء .

وضو اس طرح ہے جس نے اس پر بڑھایا یا گھٹایا اس نے برا کیا اور حد سے بڑھا اور ظلم کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۹۶۔ بارق النور)

نبیذ تمر سے وضو

ذكر ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه فی تفسیر نبیذ التمر الذی توضا به رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لیلة الجن فقال تمیرات القیتها فی الماء .

marfat.com
Marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نبیذ تمر (جس پانی میں چھوہارا یا کشمش ڈالا جائے) سے لیلۃ الجن میں وضو فرمایا اس نبیذ کے بارے میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کچھ چھوہارے تھے جنھیں میں نے پانی میں ڈالا تھا۔ (مولف)

ابن ابی شیبہ کی حدیث میں یہ لفظ ہیں۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لہ ھل معک من وضوء قال قلت لا قال فما فی اداوتک قلت نبیذ تمر قال تمرۃ حلوۃ و ماء طیب.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تمھارے ساتھ وضو کا پانی ہے؟" عرض کی نہیں حضور نے فرمایا تمھارے برتن میں کیا ہے ابن مسعود نے عرض کی نبیذ تمر ہے، فرمایا کھجور شیریں ہے اور پانی پاک ہے۔ (مولف)

فائدہ

صرف نبیذ تمر پائے تو مستحب ہے کہ اس سے وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے کہ بالاتفاق طہارت ہو جائے اور اگر صرف تیمم کیا جب بھی حرج نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج۱، ص ۲۹۵ ملتقطاً والتورق)

مشرکہ عورت کے برتن سے وضو

بخاری و مسلم حدیث طویل میں عمران بن حصین اور جمیع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اصحابہ توضؤوا من مزادۃ امرأۃ مشرکۃ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے ایک مشرکہ عورت کے مشکیزہ کے پانی سے

marfat.com
Marfat.com

وضو فرمایا۔

یعنی جب کسی پانی کے ناپاک ہونے کا یقین نہ ہوتو اس سے وضو جائز ہے۔ (مولف)

امام شافعی وعبدالرزاق زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

ان عمر رضی الله تعالیٰ عنه توضأ من ماء فی جرة النصرانية .

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نصرانیہ عورت کے گھڑے کے پانی سے وضو فرمایا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۰۵۔ الاحلی من السکر)

وضو کے بعد رومال سے پانی پونچھنا

جامع ترمذی میں ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

قالت كان لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خرقة يتنشف بها بعد الوضو .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک رومال رکھتے کہ وضو کے بعد اس سے اعضائے منور صاف فرماتے۔

نیز جامع ترمذی میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

قال رايت النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا توضأ مسح وجهه بطرف ثوبه .

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب وضو فرماتے اپنے آنچل سے روئے مبارک صاف کرتے۔

marfat.com
Marfat.com

سنن ابن ماجہ میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توضأ فقلب جبة صوف کانت علیه فمسح بها وجهه .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرما کر اونی کرتا کہ زیب بدن اقدس تھا الٹ کر اس سے چہرۂ انور پونچھا۔

تمام فوائد میں ابن عساکر کی تاریخ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من توضأ فمسح بثوب نظیف فلا باس به و من لم یفعل فهو افضل لان الوضوء یوزن یوم القیمة مع سائر الاعمال .

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو وضو کر کے پاکیزہ کپڑے سے بدن پونچھ لے تو کچھ حرج نہیں جو ایسا نہ کرے تو بہتر ہے اس لیے کہ قیامت کے دن آب وضو بھی سب اعمال کے ساتھ تولا جائے گا۔

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لا باس بالمندیل بعد الوضوء.

یعنی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کے بعد رومال میں کچھ حرج نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۵۔۲۶۔ تنویر القندیل)

بقیۂ وضو کھڑے ہو کر پینا

وضو کا بچا ہوا پانی پینے کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

marfat.com
Marfat.com

بقیۂ وضو کے لیے شرعاً عظمت واحترام ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت کہ حضور نے وضو فرما کر بقیہ آب کو کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔

اور ایک حدیث میں روایت کیا گیا کہ اس کا پینا ستر مرض سے شفا ہے۔

جامع ترمذی میں سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ انھوں نے کھڑے ہو کر بقیہ وضو پیا پھر فرمایا

احببت ان اریکم کیف کان طہور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میں نے چاہا کہ تمھیں دکھادوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقۂ وضو کیوں کرتھا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ۱۶۳،۱۶۲)

وضو میں ریش مبارک کا خلال

طبرانی ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، لیکن نصب الرایہ کے لفظ یہ ہیں

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا توضأ تمضمض و استنشق و ادخل اصابعہ من تحت لحیتہ فخللھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو کلی فرماتے، ناک میں پانی چڑھاتے اور انگشتان مبارک داڑھی کے نیچے سے داخل کر کے داڑھی کا خلال فرماتے تھے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ا ص ۱۴۷ ب رق انور)

وضو میں پانی کی مقدار

صحیح مسلم ومسند احمد وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ وشرح معانی الآثار امام طحاوی میں حضرت سفینہ

marfat.com
Marfat.com

اور مسند احمد وسنن ابی داؤد وابن ماجہ وطحاوی میں بسند صحیح حضرت جابر بن عبداللہ، نیز انھیں کتب میں بطریق کثیرہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يتوضأ بالمد و يغتسل بالصاع

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مد سے وضواور ایک صاع سے غسل فرماتے۔

اکثر احادیث اسی طرف ہیں اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث امام طحاوی کے یہاں یوں ہے۔

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يتوضأ من مد فيسبغ الوضوء و عسى ان يفضل منه ، الحديث.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مد سے تمام وکمال وضووسعت وفراغت کے ساتھ فرمالیتے اور قریب تھا کہ کچھ پانی بچ بھی رہتا۔

اور ابویعلی وطبرانی وبیہقی نے ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند ضعیف روایت کیا۔

ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم توضأ بنصف مد.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نصف مد سے وضو فرمایا۔

سنن ابی داؤد ونسائی میں ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

ان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم توضأ فاتى باناء فيه ماء قدر ثلثي المد

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمانا چاہا تو ایک برتن حاضر لایا گیا جس میں دو تہائی مد کے قدر پانی تھا۔

نسائی کے لفظ یہ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

فاتی بماء فی اناء قدر ثلثی المد.

ایک برتن میں کہ دو ثلث مد کے قدر تھا پانی حاضر کیا گیا۔

ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم کی صحاح میں عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

انه رأی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم توضأ بثلث مد .

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک تہائی مد سے وضو فرمایا۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

غالباً جب ایک ایک بار اعضائے کریمہ دھوئے تہائی مد پانی خرچ ہوا اور دو دو بار میں دو تہائی اور تین تین بار دھونے میں پورا مد خرچ ہوتا تھا۔

شرح المواہب اور ابوداؤد میں ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم توضأ بثلثی مد .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو تہائی مد پانی سے وضو فرمایا۔ (مولف)

بالجملہ وضو میں کم سے کم تہائی مد اور زیادہ سے زیادہ ایک مد کی حدیثیں آئی ہیں اور حدیث ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

وضأت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی اناء نحوا من هذا الاناء و هی تشیر الی رکوة تاخذ مدا او مدا او ثلثا . رواه سعید بن منصور فی سننه .

و فی لفظ بعضهم یکون مدا او مدا او ربعا ، و اصل الحدیث عنها فی السنن الاربعة .

marfat.com
Marfat.com

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس برتن سے وضوفرمایا جس میں ایک مد یا سوا مد، اور دوسری روایت میں ہے ایک مد یا تہائی مد پانی تھا۔ اسے سعید بن منصور نے سنن میں روایت کیا اور اصل حدیث سنن اربعہ میں ہے۔

صحیحین وسنن ابی داؤد ونسائی وطحاوی میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث یوں ہے۔

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يتوضأ بمكوك و يغتسل بخمسة مكاكى.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مکوک سے وضو اور پانچ سے غسل فرماتے۔

مکوک تین کیلہ ہے اور کیلہ نصف صاع، تو مکوک ڈیڑھ صاع ہوا، جیسا کہ صحاح وقاموس وغیرہما میں اور بھی دوسرے اقوال ہیں۔

اور ایک صاع کو بھی کہتے ہیں، بعض علماء نے حدیث میں یہی مراد لی تو وضو کے لیے چار مد ہو جائیں گے مگر راجح یہ ہے کہ یہاں مکوک سے مد مراد ہے جیسا کہ خود انھیں کی دیگر روایات میں تصریح ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۱، ص۱۳۹، ۱۴۰۔ بارق النور)

ابن ماجہ سنن میں حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

يجزى من الوضوء مد و من الغسل صاع.

وضو میں ایک مد، غسل میں ایک صاع کافی ہے۔

احمد وانس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

یکفی احدکم مد من الوضوء

تم میں ایک شخص کو وضو کو ایک مد بہت ہے۔

ابو نعیم معرفۃ الصحابۃ میں ام سعد بنت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الوضو مد و الغسل صاع.

وضو ایک مد اور غسل ایک صاع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۴۳۔ بارق النور)

حضرت انس کی حدیث میں ہے

کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضأ بالمد و یغتسل بالصاع

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مد سے وضو اور ایک صاع سے غسل فرماتے تھے۔ (مولف)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضأ برطلین و یغتسل بالصاع رواہ الامام الطحاوی .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو رطل سے وضو اور ایک صاع سے غسل فرماتے تھے۔ یہ حدیث امام طحاوی نے روایت کی۔ (مولف)

امام طحاوی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضأ بالمد و ھو رطلان.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مد سے وضو فرماتے تھے اور مد دو رطل ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۴۳، ۱۴۴۔ بارق النور)

marfat.com
Marfat.com

بخاری ونسائی وابوبکر بن ابی شیبہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

انہ توضأ فغسل وجھہ اخذ غرفۃ من ماء فتمضمض بھا و استنشق ثم اخذ غرفۃ من ماء فجعل بھا ھکذا اضافھا الی یدہ الاخری فغسل بھا وجھہ ثم اخذ غرفۃ من ماء فغسل بھا یدہ الیمنی ثم اخذ غرفۃ من ماء فغسل بھا یدہ الیسریٰ ثم مسح براسہ ثم اخذ غرفۃ من ماء فرش علی رجلہ الیمنی حتی غسلھا ثم اخذ غرفۃ اخری فغسل بھا رجلہ الیسری ثم قال ھکذا ا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضأ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وضوفرمایا تو چہرہ کودھویا، ایک چلو پانی لے کر اس سے کلی کی اور ناک میں چڑھایا پھر ایک چلو پانی لے کر اسی طرح کر کے دوسرے ہاتھ کے ساتھ ملاکر (یعنی دونوں ہاتھوں کے لپ سے) چہرہ دھویا، پھر ایک چلو سے داہنے ہاتھ کودھویا پھر ایک چلو سے بائیں ہاتھ کو پھر سر کا مسح کیا اس کے بعد ایک چلو لے کر داہنے پیر پر چھڑکنے لگے یہاں تک کہ اس کو دھولیا پھر دوسرے چلو پانی سے بائیں پیر کو دھویا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح وضوفرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ (مولف)

ائمہ ستہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مضمض و استنشق من غرفۃ واحدۃ.

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چلو پانی سے کلی فرمائی اور ناک میں چڑھایا۔

(مولف)

نسائی زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

و فیہ رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توضأ فغسل یدیہ ثم

marfat.com
Marfat.com

مضمض و استنشق من غرفة واحدة . الحديث.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو کے لیے ہاتھوں کو دھویا پھر ایک چلو پانی سے کلی فرمائی اور ناک میں چڑھایا۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۶۳۔ بارق النور)

ابوداؤد وامام طحاوی امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و فیه ثم ادخل یدیه جمیعا فاخذ حفنة من ماء فضرب بها علی رجله و فیها النعل فغسلها بها ثم الاخری مثل ذلک .

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے پانی لے کر ایک پیر پر ڈال کر اسے دھویا اور اس میں نعل مقدس تھی پھر دوسرے میں بھی اسی طرح کیا۔ (مولف)

و لفظ الطحاوی ثم اخذ بیدیه جمیعًا حفنة من ماء فصک بها علی قدمه الیمنی و الیسری کذلک .

طحاوی کے لفظ یہ ہیں کہ دونوں ہاتھوں سے ایک لپ پانی لے کر داہنے قدم اقدس پر ڈالا اور اسی طرح بائیں پر بھی بہایا۔ (مولف)

ابن ماجہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

و فیه رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم توضأ غرفة غرفة

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایک چلو پانی سے وضو فرمایا۔ (مولف)

ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم توضا غرفة غرفة و قال لا یقبل اللہ صلاة

marfat.com
Marfat.com

الا بہ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایک چلو پانی سے وضو فرمایا اور فرمایا کہ اس کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ (مولف)

ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیث میں ہے۔

عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ادخل يده اليمنى فافرغ بها على الاخرى ثم غسل كفيه ثم تمضمض و استنثر ثم ادخل يده فى الاناء جميعا فاخذ بهما حفنة من ماء فضرب بها على وجهه ثم الثانية ثم الثالثة مثل ذلك .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست راست (ٹب وغیرہ کسی بڑے برتن میں) داخل فرمایا تو اس سے دوسرے ہاتھ پر پانی ڈالا پھر دونوں ہتھیلیوں کو دھویا پھر کلی فرمائی اور ناک میں پانی چڑھایا پھر دونوں ہاتھ ایک ساتھ برتن میں داخل فرما کر ایک لپ پانی لیا اور اسے چہرۂ اقدس پر بہایا اس کے بعد دوسری اور تیسری بار ایسا ہی کیا۔ (مولف)

و رواه الطحاوى مختصرا فقال اخذ حفنة من ماء بيديه جميعا فصك بهما وجهه ثم الثانية مثل ذلك ثم الثالثة .

امام طحاوی نے مختصراً اسی طرح روایت کیا کہ دونوں ہاتھوں سے ایک ساتھ ایک لپ پانی لیا اور چہرے پر بہایا پھر دوسری اور تیسری بار ایسا ہی کیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۶۵۔ بارق النور)

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وضو و غسل میں پانی کی کوئی مقدار خاص لازم نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۵۷۔ بارق النور)

marfat.com
Marfat.com

غسل شریف

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل سے پہلے شروع میں وضو کرتے اور اس میں سر کے مسح کے بارے میں دو روایتیں ہیں لیکن افضل یہی ہے کہ وضو کامل کرے جیسا کہ غیر حالت غسل میں کیا جاتا ہے، اور امام مالک کے نزدیک غسل کے وضو میں مسح نہ کرے بلکہ اس میں سر کا غسل کافی ہے اور دونوں پاؤں پہلے دھولے، اور اس کی تاخیر میں بھی دو روایتیں ہیں اکثر کے نزدیک یہی ہے کہ تاخیر کرے اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ تقدیم کرے۔

اور علماء فرماتے ہیں کہ یہ تاخیر اس صورت میں ہو جب کہ غسل کی جگہ پاک وصاف نہ ہو۔ اور تقدیم فرمانا، لطافت اور آپ کی عادت شریفہ کی تقدیر پر تھی کہ وضو کے بعد انگلیوں کو پانی میں ڈالتے اور اس سے بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے، اس کے بعد تین چلو پانی دونوں ہاتھوں پر ڈالتے اس کے بعد تمام بدن پر پانی بہاتے تھے۔

بالوں کی جڑوں میں خلال کرنے سے مراد، سر کے بال ہیں جیسا کہ حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض داڑھی کے بال بھی مراد لیتے ہیں۔ یا اس بناء پر کہ بالوں کی جڑیں، مطلق آیا ہے اس سے داڑھی اور سر کے بال دونوں قیاس کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ داڑھی میں خلال کرنا واجب نہیں ہے مگر یہ کہ بالوں میں کوئی چیز ملی ہو جو کہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچنے سے مانع ہو۔ غسل کے بعد وضو کرنا کوئی چیز نہیں بلکہ خلاف سنت ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جنبی ہوتے اور خواب استراحت فرمانے کا ارادہ فرماتے تو وضوئے نماز کی مانند وضو کرتے اور خواب فرماتے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہ نیند کی طہارت ہے اس شخص کے لیے جو جنبی ہو اور سونے کا ارادہ کرے تو وہ وضو کر کے طہارت کے ساتھ نیند میں جائے۔

اور بعض تیمم کو بھی وضو کا قائم مقام رکھتے ہیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث بھی روایت کرتے ہیں۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی غسل کے ساتھ کبھی اپنی ازواج مطہرات پر دورہ فرماتے اور کبھی جدا جدا غسل کر کے۔

غسل کے بعد رومال یا تولیہ سے پانی پونچھنا

غسل کے بعد رومال و تولیہ وغیرہ سے بدن کو خشک کرنے میں اختلاف ہے اور حدیث میمونہ میں مروی ہے کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل فرمانے کے بعد رومال پیش کرتیں تا کہ اس سے بدن مبارک خشک فرمالیں مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رومال نہ لیتے۔ اس سے خشک کرنے کی کراہت لازم نہیں آتی کیوں کہ ممکن ہے کہ رومال نہ لینا کسی اور وجہ سے ہو جو کپڑے سے متعلق ہے مثلاً وہ ریشم کا ہو یا میلا ہو یا تواضع فرمائی ہو۔

بعض کہتے ہیں کہ گرمیوں میں مکروہ ہے اور سردیوں میں مباح ہے اور ہاتھ سے پانی نچوڑنا مکروہ نہیں ہے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

حضور کا غسل اقدس

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غسل اقدس اور اس سے متعلقہ چیزوں کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

marfat.com
Marfat.com

فی التبیین اغتسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و غسل رأسہ بالخطمی و ھو جنب و اکتفی بہ و لم یصب علیہ الماء .

تبیین میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غسل جنابت فرمایا اور سر اقدس صرف خطمی سے دھویا اور پانی نہیں ڈالا۔ (مولف) (فتاوی رضویہ ج ا، ص ۴۴۸۔ النور والنورق)

اغتسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الفتح من قصعة فیھا اثر العجین .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ایک ایسے پیالے سے غسل فرمایا جس میں خمیر کا اثر تھا۔ (مولف) (فتاوی رضویہ ج ا، ص ۴۴۲۔ النور والنورق)

حدیث مسلم، ان میمونة قالت اغتسلت من جفنة فیھا فضلة فجاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغتسل فقلت انی قد اغتسلت منہ فقال الماء لیس علیہ جنابة.

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ایک ٹب سے غسل کیا اس میں کچھ پانی بچ رہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور غسل فرمانے لگے، میں نے کہا کہ میں نے اس سے غسل کیا ہے حضور نے فرمایا پانی میں کوئی ناپاکی نہیں آگئی۔ (مولف)

(فتاوی رضویہ ج ا، ص ۴۱۳۔ النور والنورق)

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یغتسل ھو و عائشة من اناء واحد یتنازعان الغسل جمیعا.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے اور دونوں غسل میں تنازع کرتے یعنی غسل سے متعلق بات کرتے تھے۔ (مولف)

(فتاوی رضویہ ج ا، ص ۲۷۱۔ النمیقة الانقی)

marfat.com
Marfat.com

اغتسل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بماء فیہ اثر العجین .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے پانی سے غسل فرمایا جس میں خمیر کا اثر تھا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۵۱۰۔ النور والنورق)

نماز میں جنابت یاد آئی

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

قال اقیمت الصلاۃ و عدلت الصفوف فخرج الینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما قام فی مصلاہ ذکر انہ جنب فقال لنا مکانکم ثم رجع فاغتسل ثم خرج الینا و رأسہ یقطر فکبر فصلینا معہ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جماعت قائم ہوئی اور صفیں برابر کی گئیں پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاکر جب مصلّی پر کھڑے ہوئے تو خیال آیا کہ جنب ہیں فرمایا اپنی اپنی جگہ رکے رہو، پھر واپس گئے اور غسل فرما کر تشریف لائے تو سر اقدس سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے پھر تکبیر کہی اور ہم نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۶۳۸۔ حسن التعمم)

حاجت غسل میں کھانا تناول فرمانا

امام طحاوی شرح معانی الآثار میں مالک بن عبادۃ غافقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ انھوں نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حاجت غسل میں کھانا تناول فرمایا انھوں نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس کا ذکر کیا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعتبار نہ آیا انھیں کھینچتے ہوئے بارگاہ انور میں حاضر لائے اور عرض کی یا رسول اللہ یہ کہتے ہیں کہ حضور نے بحال جنابت کھانا تناول کیا، فرمایا۔

marfat.com
Marfat.com

نعم اذا توضأت اکلت و شربت و لکنی لا اصلی و لا اقرأ حتی اغتسل .

ہاں جب میں وضو فرمالوں تو کھاتا پیتا ہوں مگر نماز وقرآن بے نہائے نہیں پڑھتا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۲۲۰)

دھوپ کا گرم شدہ پانی

دارقطنی وابونعیم حضرت صدیقہ سے راوی

انہا سخنت للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماء فی الشمس فقال لا تفعلی یا حمیرا فانہ یورث البرص.

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دھوپ میں پانی گرم کیا تو حضور نے فرمایا کہ اے حمیرا ایسا نہ کرو کہ وہ برص لاتا ہے۔ (مولف)

دارقطنی اور شافعی عمر فاروق سے موقوفاً راوی

لا تغتسلوا بالماء المشمس فانہ یورث البرص.

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دھوپ کے گرم شدہ پانی سے غسل نہ کرو کہ وہ برص لاتا ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۴۱۲۔ النور والنورق)

غسل عیدین

ابن ماجہ کی روایت میں ہے کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغتسل یوم العیدین.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدین کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

فاکہہ بن سعد صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یغتسل یوم عرفۃ و یوم النحر و یوم الفطر.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز عرفہ اور عیدین کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔(مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱،ص ،۱۱۔الجود الحلو)

غسل میں پانی کی مقدار

صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغتسل بالصاع الی خمسۃ امداد و یتوضأ بالمد .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک صاع سے پانچ مد پانی تک سے نہاتے اور ایک مد پانی سے وضو فرماتے۔

صحیح مسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

انہا کانت تغتسل ھی و النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی اناء واحد یسع ثلثۃ امداد او قریبا من ذلک .

وہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک برتن میں کہ تین مد یا اس کے قریب کی گنجائش رکھتا، نہا لیتے۔

اس کے ایک معنی یہ ہوتے ہیں کہ دونوں کا غسل اسی تین مد پانی سے ہو جاتا تو ایک غسل کو ڈیڑھ ہی مد رہا مگر علماء نے اسے بعید جان کر تین توجیہیں فرمائیں۔

marfat.com
Marfat.com

اول : یہ کہ یہ ہر ایک کے جداگانہ غسل کا بیان ہے کہ حضور اسی ایک برتن سے جو تین مد کی قدر تھا غسل فرمالیتے۔

دوم : یہاں مد سے صاع مراد ہے۔

اقول، یہ اس کا محتاج ہے کہ مد بمعنی صاع زبان عرب میں آتا ہو اور اس میں سخت تامل ہے۔

سوم : یہ کہ حدیث میں زیادہ کا انکار نہیں حضور و ام المومنین معاً تین مد سے نہائے ہوں اور جب پانی ہو چکا ہو اور زیادہ فرمالیا ہو۔

اقول، یہ بھی بعید ہے کہ اس تقدیر پر ذکر مقدار عبث و بیکار ہوا جاتا ہے تو قریب تر وہی توجیہ اول ہے۔

موطائے مالک و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يغتسل من اناء واحد و هو الفرق من الجنابة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک فرق سے غسل فرماتے۔

فرق میں اختلاف ہے اکثر تین صاع کہتے ہیں اور بعض دو صاع۔

یہی حدیث صحیح بخاری میں یوں ہے۔

كنت اغتسل انا و النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من اناء واحد من قدح يقال له الفرق.

میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک برتن سے نہاتے وہ ایک قدح تھا جسے فرق کہتے۔

marfat.com
Marfat.com

مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يغتسل فى القدح و هو الفرق و كنت اغتسل انا و هو فى الاناء الواحد ، و لفظ سفيان من اناء واحد.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل فرماتے جسے فرق کہتے ہیں، اور ہم دونوں ایک ہی برتن میں غسل کرتے تھے۔ (مولف)

امام احمد وابو بکر بن ابی شیبہ وعبد بن حمید واثرم وحاکم وبیہقی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

يجزى من الغسل الصاع و من الوضو المد .

غسل میں ایک صاع اور وضو میں ایک مد کفایت کرتا ہے۔

ابن ماجہ سنن میں حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

يجزى من الوضو مد و من الغسل صاع.

وضو میں ایک مد غسل میں ایک صاع کافی ہے۔

حدیث میں ہے **كنت اغتسل انا و رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من اناء واحد تختلف ايدينا فيه من الجنابة . رواه الشيخان .**

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک برتن

marfat.com
Marfat.com

سے غسل جنابت کرتے جس میں ہم دونوں کے ہاتھ بار بار پڑتے۔امام بخاری ومسلم نے اسے روایت کیا۔

(مولف)

و فی اخری لمسلم من اناء بینی و بینه واحد فیبادر نی حتی اقول دع لی

یعنی میں اور حضور دونوں ایک ایسے برتن سے غسل کرتے جو میرے اور حضور کے بیچ میں رہتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبقت فرماتے یہاں تک کہ میں کہتی کہ میرے لیے چھوڑ دیجیے۔

(مولف)

و للنسائی من اناء واحد یبادر نی و ابادره حتی یقول دع لی و انا اقول دع لی.

اور نسائی میں ہے کہ ایک ہی برتن میں حضور مجھ پر سبقت فرماتے اور میں حضور پر، یہاں تک کہ فرماتے میرے لیے چھوڑ دو اور میں کہتی میرے لیے چھوڑ دیجیے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ا ص ۱۳۹،۱۴۰، ۱۴۲۔ بارق النور)

ابوجعفر کی حدیث ابواسحاق سے مروی ہے

انه کان عند جابر بن عبد الله هو و ابوه رضی الله تعالیٰ عنهم و عنده قوم فسألوه عن الغسل فقال یکفیک صاع فقال رجل ما یکفینی فقال جابر یکفی من هو اوفی منک شعرا و خیرا منک ثم امنافی ثوب.

حضرت ابوجعفر اور ان کے والد، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھے اور ان کے پاس اور دوسرے لوگ بھی تھے لوگوں نے حضرت جابر سے غسل کے بارے میں پوچھا فرمایا کہ تمھیں

marfat.com
Marfat.com

ایک صاع پانی کافی ہے تو ایک شخص نے کہا کہ مجھ کو کفایت نہیں کرتا ہے حضرت جابر نے فرمایا کہ اتنا پانی ان کو کافی ہوتا تھا جو تم سے زیادہ زلف والے اور تم سے بہتر تھے۔ یعنی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر آپ نے ایک کپڑے میں ہماری امامت فرمائی۔ (مولف)

حسن بن محمد کی حدیث صحیحین میں ابوجعفر سے اس طرح ہے

قال لی جابر اتانی ابن عمک یعرض بالحسن بن محمد بن الحنفیة قال کیف الغسل من الجنابة فقلت کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یاخذ ثلث اکف فیفضیها علی راسه ثم یفیض علی سائر جسده فقال لی الحسن انی رجل کثیر الشعر فقلت کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اکثر منک شعرا هذا لفظ خ.

حضرت ابوجعفر سے مروی ہے کہ جابر نے مجھ سے کہا کہ میرے پاس آپ کے چچا کے لڑکے آئے ان کی مراد حسن بن محمد بن حنفیہ سے تھی اور پوچھا کہ جنابت کا غسل کس طرح کیا جائے میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین لپ پانی لے کر سر مبارک پر بہاتے پھر پورے جسم اطہر پر تو حسن نے مجھ سے کہا کہ میں زیادہ بال والا مرد ہوں تو میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے زیادہ زلف والے تھے۔ یہ لفظ بخاری کے ہیں۔ (مولف)

مسلم کی روایت میں ہے۔

قال جابر فقلت له یا ابن اخی کان شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اکثر من شعرک و اطیب.

اس روایت میں یہ ہے کہ جابر نے کہا اے بھتیجے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک تم سے کثیر اور عمدہ تھے۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

نسائی ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال تمارينا في الغسل عند جابر بن عبد الله رضى الله تعالىٰ عنهما فقال جابر يكفى من الغسل من الجنابة صاع من ماء قلنا ما يكفى صاع و لا صاعان قال جابر قد كان يكفى من كان خيرا منكم و اكثر شعرا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم .

ابو جعفر نے کہا کہ غسل کے بارے میں باہم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہم جھگڑا کر رہے تھے اس پر جابر نے فرمایا کہ غسل جنابت کے لیے ایک صاع پانی کافی ہے ہم نے کہا نہ ایک صاع کافی ہے اور نہ دو صاع، اس پر حضرت جابر نے کہا یہ پانی ان کو کافی ہوتا تھا جو تم سے بہتر اور کثیر بال والے تھے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۶۰، ۱۶۱۔ بارق النور)

بخاری حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی

فيما حكت غسله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ثم يصب على راسه ثلث غرف بيديه .

ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ غسل میں روایت فرماتی ہیں کہ سر مبارک پر تین لپ پانی ڈالتے تھے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۶۴۔ بارق النور)

اور خود اپنا فرماتی ہیں لقد كنت اغتسل انا و رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من اناء واحد و ما ازيد على ان افرغ على راسى ثلث افراغات.

میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک برتن سے نہایا کرتے اور میں اپنے سر پر تین ہی بار پانی ڈالتی یعنی جعد مبارک نہ کھولتیں۔ اسے احمد و مسلم نے روایت کیا۔

بایں ہمہ یہی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضأ وضوء ہ للصلاۃ ثم یفیض علی راسہ ثلث مرار و نحن نفیض علی رؤسنا خمسا من اجل الضفر.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کا سا وضو کر کے سر اقدس پر تین بار پانی بہاتے تھے اور ہم بی بیاں سر گندھے ہونے کی وجہ سے اپنے سروں پر پانچ بار پانی بہاتی ہیں۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ (فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۹۵۔ بارق النور)

غسل کے بعد کپڑے سے بدن پونچھنا

مسلم ونسائی میں ہے۔

عن میمونۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اغتسل اتی بمندیل فلم یمسہ و جعل یقول ھکذا یعنی ینفضہ .

یعنی حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس غسل کے وقت ایک رومال لایا گیا تو حضور نے اس کو نہیں چھوا اور پانی جھاڑنے لگے۔ (مولف)

بطریق عبداللہ بن داؤد ابوداؤد کے لفظ یہ ہیں :

عن الاعمش فناولتہ المندیل فلم یاخذہ و جعل ینفض الماء عن جسدہ .

اعمش سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ نے کہا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رومال دیا تو اس کو حضور نے نہیں لیا اور جسد مبارک سے پانی نچوڑنے لگے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۸۔ تنویر القندیل)

صحیحین کی حدیث میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

انها اتت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بخرقة بعد الغسل فلم یردها و جعل ینفض الماء بیده .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہائے یہ کپڑا جسم اقدس صاف کرنے کو حاضر لائیں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ لیا اور ہاتھ سے پانی پونچھ پونچھ کر جھاڑا۔

کپڑا نہ لینے میں حکمتیں

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اس سے کراہت ثابت نہیں ہوتی۔

ممکن ہے کہ وہ کپڑا میلا تھا پسند نہ فرمایا۔

ممکن ہے کہ نماز کی جلدی تھی اس لیے نہ لیا

ممکن ہے کہ اپنے رب عزوجل کے حضور تواضع کے لیے ایسا کیا۔

اقول: یعنی رومالوں سے بدن صاف کرنا ارباب تنعم کی عادت ہے اور ہاتھ سے پانی پونچھ ڈالنا مساکین کا طریقہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تواضعاً طریقۂ مساکین پر اکتفاء فرمایا۔

ممکن ہے کہ وقت گرم تھا اس وقت بقائے تری ہی مطلوب تھی۔

بلکہ ام المومنین کا کپڑا پیش کرنا ظاہراً اسی طرف ناظر کہ ایسا ہوتا تھا مگر اس وقت کسی خاص وجہ سے قبول نہ فرمایا۔

بالجملہ اس قدر میں شک نہیں کہ ترک احیاناً دلیل کراہت نہیں ہوسکتا بلکہ وہ تتمۂ دلیل سنیت ہوتا ہے اور احسن تاویلات حدیث وہ ہے جو امام اجل ابراہیم نخعی استاذ الاستاذ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے افادہ فرمائی کہ سلف کرام کپڑے سے پونچھنے میں حرج نہ جانتے مگر اس کی عادت ڈالنا پسند نہ فرماتے کہ

marfat.com
Marfat.com

وہ باب ترفہ وتنعم (خوشحالی) سے ہے۔ پھر نفس حدیث میں دلیل جواز موجود کہ ہاتھ سے پانی صاف فرمایا اور صاف کرنے میں جیسا کپڑا ویسا ہاتھ۔

اس لیے وضو یا غسل کے بعد کپڑے سے پانی پونچھنے میں کوئی حرج نہیں ہے وضو کے بعد کپڑے سے پانی خشک کرنے کی روایتیں وضو کے بیان میں گزر چکی ہیں۔

(فتاوی رضویہ ج۱ص، ۲۶، ۲۷۔ تنویر القندیل)

مسواک

مسواک کی فضیلت واستحباب میں بکثرت احادیث مروی ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر امت پر دشوار ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر ہر نماز کے لیے مسواک کو واجب قرار دیتا۔

اور فرمایا مسواک کرنا منہ کی پاکیزگی کا ذریعہ اور موجب رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔

اور فرمایا جب بھی جبریل علیہ الصلاۃ والسلام آئے تو انھوں نے مجھے مسواک کرنے کا حکم سنایا، بلاشبہ میں ڈرا کہ اپنے منہ کو گھسوں اور پست کروں۔

اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسواک کرنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر واجب تھا، لیکن اس حدیث کی صحت میں کلام ہے اور خصائص دلیل صحیح ہی سے ثابت ہوتے ہیں۔

طبرانی اور بیہقی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں جو مجھ پر تو فرض ہیں لیکن امتی کے لیے سنت ہیں۔ وتر، مسواک، اور قیام لیل (نماز تہجد)

marfat.com
Marfat.com

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے مسواک کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ میں ڈرا کہ کہیں مجھ پر فرض نہ کر دیا گیا ہو۔ یہ حدیث عدم وجوب میں صریح ہے لیکن اس سے پہلی حدیث میں وجوب واقع ہوا ہے لیکن امت پر اجماع یہ ہے کہ یہ واجب نہیں ہے بلکہ سنت موکدہ ہے وضو کے وقت باتفاق اور امام شافعی کے نزدیک بوقت نماز اور خواب سے اٹھنے کے بعد۔

جیسا کہ صحیحین میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رات کے وقت خواب سے اٹھتے تو مسواک کو ملتے اور دہن مبارک کو پاکیزہ تر بناتے تھے۔

اور ظاہر ہے کہ قیام لیل سے مراد نماز (تہجد) کے لیے قیام کرنا ہے، لہٰذا مسواک سے مراد نماز کے وضو کے لیے ہے اور وضو کا تعلق خواب سے اٹھنے کے وقت سے ہے نہ کہ نماز شب کے لیے، یہ علیحدہ سنت ہے۔

اور قراءت قرآن اور سونے کا ارادہ کرتے وقت بھی مسواک کرتے تھے اور تغیر غم کے وقت (خواہ تغیر منہ کی بدبو کا ہو یا دانتوں کی رنگت کا تغیر) اور گھر میں داخل ہونے کے وقت بھی مسواک کرتے تھے۔

چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شانۂ اقدس میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو کرتے وہ مسواک کرنا ہوتا تھا۔

اور ظاہر ہے کہ ایسا وضو اور نماز کے وقت بھی کرتے تھے۔ کذا قیل۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسواک میں خوب مبالغہ کرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسواک کرتے تھے چنانچہ آپ کے دہن مبارک سے اع اع کی مانند آواز نکلتی تھی۔ گویا کہ قے کرتے ہیں۔ اور ایک روایت میں غین سے اغ اغ آیا ہے۔ اور نسائی کی روایت میں اعا اعا آیا ہے۔ ابوداؤد کی رواجت میں آہ آہ اور بعض روایتوں میں اخ اخ آیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مستحب ہے کہ مسواک درخت اراک کی ہو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بھی اسی سے کرتے اور اسی سے کرنے کا حکم بھی فرماتے تھے اور انگلی سے مسواک کرنا بھی کافی ہے خواہ اپنی انگلی سے ہو یا دوسرے کی انگلی سے، اور اگر سخت درشت کپڑے سے ہو تب بھی کافی ہے۔ اور شوافع جو ہر نماز کے لیے کرتے ہیں زیادہ تر ایسے ہی کپڑے سے کرتے ہیں۔

ابو نعیم اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانتوں کی عرض پر مسواک کرتے تھے اور مواہب لدنیہ میں کہا گیا ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ سے کرنی چاہیئے یا بائیں ہاتھ سے کون سا مستحب و اولیٰ ہے؟

بعض کہتے ہیں کہ چوں کہ حدیث میں ہے کہ سواری پر چڑھنے اور جوتا پہننے اور طہارت کرنے اور مسواک کرنے میں داہنی جانب کو اختیار کرنا چاہیئے اس لیے کہ داہنے ہاتھ ہی سے مسواک کرنا مستحب ہے کیوں کہ مسواک کرنا یا تو تطہیر و تطییب کی قبیل سے ہوگا یا گندگی و آلائش وغیرہ کے دور کرنے کی قبیل سے۔ اگر ہم کہیں کہ اول قبیل سے ہے تو یہی مستحب ہوگا یعنی داہنے ہاتھ سے۔ اور اگر دوسری قبیل سے کہیں تو بائیں ہاتھ سے مستحب ہوگا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

حضور کا مسواک فرمانا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسواک فرمانے اور اس کے احکام و احوال سے متعلق امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ تسوک و توضا ثم قام فصلی.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسواک کرتے تھے اور وضو کرتے پھر نماز ادا فرماتے (مولف)

marfat.com
Marfat.com

سنن ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یرقد من لیل و لا نہار فیستیقظ الا یتسوک قبل ان یتوضا.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات و دن میں جب بھی استراحت فرماتے تو بیدار ہونے کے بعد وضو سے پہلے مسواک فرماتے تھے۔ (مولف)

طبرانی ایوب سے راوی

قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا توضأ استنشق ثلثا و تمضمض و ادخل اصبعہ فی فمہ.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تھے تو ناک میں پانی چڑھاتے، کلی کرتے اور دہن مبارک میں انگشت شریف داخل فرمالیتے، یعنی دانتوں کو ملتے۔ (مولف)

امام احمد مسند میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

انہ دعا بکوز من ماء فغسل وجہہ و کفیہ ثلثا و تمضمض ثلثا فادخل بعض اصابعہ فی فیہ و قال فی آخرہ ھکذا کان وضوء نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے پانی کا ایک کوزہ منگا کر اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کو تین تین بار دھویا اور تین بار کلی فرمائی پھر بعض انگلی کو منہ میں ڈالا (دانتوں کو صاف کرنے کے لیے) اور آخر میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو اسی طرح کا تھا۔ (مولف)

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجزی من السواک الاصابع.

marfat.com
Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگلیاں کافی ہیں۔

(مولف)

ابونعیم کتاب السواک میں عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا صابع تجزی مجزی السواک اذا لم یکن سواک .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسواک نہ ہو تو انگلیاں مسواک کی جگہ کافی ہیں۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۴۷، ۱۴۸۔ بارق النور)

صحیحین میں ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو لا ان اشق علیٰ امتی لامرتهم بالسواک مع کل صلاۃ او عند کل صلاۃ ، و عند النسائی فی روایۃ عند کل وضو.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر مجھے امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو ہر نماز اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم فرماتا۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ، ج ۱ ص ۱۵۱۔ بارق النور)

سنن بیہقی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

عنه ان رجلا من الانصار من بنی عمرو بن عوف قال یا رسول اللہ انک رغبتنا فی السواک فهل دونک ذلک من شئ قال اصبعک سواک عند وضوئک تمربها علی اسنانک انه لا عمل لمن لا نیة له و لا اجر لمن لا خشیة له .

ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ حضور نے مسواک کی طرف ہمیں ترغیب فرمائی کیا اس کے

marfat.com
Marfat.com

سوا بھی کوئی صورت ہے فرمایا وضو کے وقت تیری انگلی مسواک ہے کہ اپنے دانتوں پر پھیرے بیشک بے نیت کے کوئی عمل نہیں اور بے خوف الٰہی کے ثواب نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۵۳۔ بارق النور)

دیلمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم السواک سنۃ فاستاکوا

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسواک کرنا سنت ہے تو تم لوگ بھی مسواک کیا کرو، یعنی جب وضو کا ارادہ کرے تو مسواک کرنا سنت ہے یعنی مسواک وضو کی سنتوں میں سے ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۵۴۔ بارق النور)

مسواک کی ترغیب

بیہقی شعب الایمان میں اور تمام فوائد میں اور دیلمی مسند الفردوس میں اور ضیائی مختارہ میں بسند صحیح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ قام احدکم یصلی من اللیل فلیستک فان احدکم اذا قراء فی صلاتہ وضع ملک فاہ علی فیہ و لا یخرج من فیہ شئ الا دخل فم الملک.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی رات کو نماز پڑھے تو چاہیئے کہ وہ مسواک کرلے کہ جب وہ نماز میں قراءت کرتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے اور یہ جو کچھ پڑھتا ہے اس کے منہ سے نکل کر فرشتہ کے منہ میں جاتا ہے۔ (مولف)

طبرانی کبیر میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

marfat.com
Marfat.com

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لیس شئ اشد علی الملکین من ان یریا بین اسنان صاحبھا طعاما و ھو قائم یصلی .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور اس وقت اگر کھانے کی کوئی شئی اس کے دانتوں میں ہوتی ہے تو ملائکہ کو اس سے ایسی سخت ایذا ہوتی ہے کہ کسی اور شئی سے نہیں ہوتی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۵۶۔ بارق النور)

تیمم

تیمم کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور یہ اس امت کی خصوصیت میں سے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس زمین پر چاہتے نماز ادا کرتے تھے، خواہ پتھر ہو یا مٹی یا ریت، تیمم کرتے اور مٹی اور ریت وغیرہ میں فرق وامتیاز نہ فرماتے۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیمم کو مٹی کے ساتھ مخصوص رکھتے ہیں اور اس کے سوا سے درست نہیں جانتے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ مٹی اور ریت کے سوا درست نہیں۔

امام اعظم کا مذہب یہ ہے کہ مٹی، ریت، پتھر، اور ہر وہ چیز جو جنس ارض سے ہو اس پر تیمم جائز ہے۔ جنس ارض سے ان کی مراد یہ ہے کہ آگ سے پکائی نہ گئی ہو اور اسے خاکستر نہ بنایا گیا ہو اور وہ پتھر جس پر قطعاً گرد وغبار نہ ہو امام اعظم کے نزدیک تیمم درست ہے۔

اور ابو امامہ کی حدیث میں ارض آیا ہے اور حضرت حذیفہ کی حدیث میں تربت، تراب یعنی مٹی آیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ہمارے نزدیک تیمم کا حکم وضو کی مانند ہے اور ایک تیمم سے چند نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں جس طرح کہ وضو سے ہوتی ہیں کتاب وسنت کا ظاہر اسی کے موافق ہے۔

اور امام شافعی کے نزدیک تیمم ایک ضروری طہارت ہے جو دفع حرج کے لیے ہے، جس طرح عذر والے کے لیے طہارت ہوتی ہے۔

صاحب سفر السعادۃ فرماتے ہیں کہ کسی حدیث صحیح میں ایسا نہیں پاتا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر ایک فریضہ کی ادائیگی کے لیے جدید تیمم کیا ہو۔

تیمم کی مشروعیت

تیمم کی ابتداء یہ ہے کہ ایک غزوہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہو گیا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کی تلاش کے لیے مقرر فرما کر قیام فرمایا، اس وقت نماز کا وقت آ گیا اور صحابہ کے پاس پانی نہ تھا کہ جس سے وہ وضو کر سکتے، اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی زوجۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اظہار ناراضگی کیا کہ تم نے حضور کو روک رکھا ہے اور مسلمان پانی کے بغیر ہیں اس وقت تیمم کی آیت نازل ہوئی اور اسید بن حضیر نے کہا اے ابو بکر! تمھاری بدولت مسلمانوں پر کیسی کیسی برکتیں نازل ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ تم پر اپنی برکتیں نازل فرمائے، اے عائشہ! میں نہیں دیکھتا کہ کوئی معاملہ تمھاری طرف سے ایسا در پیش ہو جو اگرچہ بظاہر ناگوار و مکروہ معلوم ہوتا ہو مگر یہ کہ حق تعالیٰ اس میں مسلمانوں کے لیے فراخی اور کشادگی فرما دیتا ہے۔

پھر کچھ دیر کے بعد ان کا ہار کجاوے کے نیچے سے مل گیا اور حکمت الٰہیہ نے اس کا اقتضاء کیا کہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی اسے پوشیدہ فرما دیا۔

marfat.com
Marfat.com

تیمم کی کیفیت

تیمم کی کیفیت میں اختلاف ہے کیوں کہ تیمم کے دوضربہ ہیں یعنی دو مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا، ایک بار چہرہ کے لیے اور ایک بار کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لیے یہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک و امام شافعی اور بعض اصحاب امام احمد رحمہم اللہ کا مذہب ہے اور علی مرتضیٰ، ابن عمر، حسن بصری شعبی، سالم بن عبداللہ بن عمر اور رسفیان ثوری کا قول۔

اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ تیمم ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا اور چہرے پر اور دونوں ہاتھوں پر ملنا ہے۔ اور بعض روایتوں میں ہاتھوں پر چہرے کے ذکر کی تقدیم بھی ہے اور بعض میں اس کے برعکس اور بعض میں ہاتھوں کی تقدیم چہرے پر ہے، اور یہ مذہب مشہور امام احمد کا اور امام شافعی کا قدیم قول ہے مگر محفوظ و مختار ان کے مذہب میں پہلا ہی ہے۔

مگر حق یہی ہے کہ تیمم کی حدیث دوضربہ ہی کی صحیح ہے ایک ضربہ چہرے کے لیے اور دوسرا ضربہ کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لیے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

تیمم کے بعد سلام کا جواب

تیمم کے مسائل و فرضیت اور تیمم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل و فعل سے متعلق امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

صحیحین میں ہے : اقبل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من نحو بئر جمل فلقيه رجل فسلم عليه فلم يرد عليه حتى اقبل على جدار فمسح وجهه و يديه ثم رد عليه السلام .

marfat.com
Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہ جمل کی طرف تشریف لے گئے تو ایک آدمی نے حضور کو دیکھ کر سلام عرض کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس جا کر چہرے اور ہاتھوں کا مسح فرمایا پھر سلام کا جواب دیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ا، ص، ۶۶۸۔ حسن التعمم)

ایک صاحب گزرے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ قریب ہوا کہ وہ گلی سے گزر جائیں حضور نے تیمم فرما کر جواب دیا اور ارشاد فرمایا۔

انه لم یمنعنی ان ارد علیک السلام الا انی لم اکن علی طهر

ہم کو جواب دینے سے مانع نہ ہوا مگر یہ کہ اس وقت وضو نہ تھا۔ اسے ابو داؤد نے نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ا، ص ۶۱۹۔ حسن التعمم)

تیمم کا طریقہ

عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال التیمم ضربتان ضربة للوجه و ضربة للذراعین الی المرفقین .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم کی ایک ضرب چہرہ کے لیے اور دوسری ضرب کہنیوں سمیت کلائیوں کے لیے ہے۔ (مولف)

عن عمار بن یاسر رضی الله تعالیٰ عنهما قال کنت فی القوم حین نزلت الرخصة فامرنا بضربتین واحدة للوجه ثم ضربة اخری للیدین الی المرفقین . اخرجه البزار باسناد حسن .

marfat.com
Marfat.com

عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے فرمایا میں اس وقت قوم میں تھا جب آیت رخصت نازل ہوئی تو ہم کو تیمم کے لیے دو ضرب کا حکم دیا گیا ایک ضرب چہرہ کے لیے اور دوسری ضرب کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لیے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج۱،ص۵۹۳،۵۹۸۔حسن التعمم)

marfat.com
Marfat.com

عبادات نبوی ﷺ

روز گرم و شب تیرہ و تار میں
کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام

marfat.com
Marfat.com

ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔

اور بے شک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ ہوتے ہو تو اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔ (الحدیث)

marfat.com
Marfat.com

عبادات نبوی ﷺ

مقصود آفرینش عبادت رب ہے

اس میں شک وشبہ نہیں کہ جہان کی تخلیق وآفرینش کا مقصود عبادت ہے کیوں کہ حق تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون ہم نے جن وانسان کو اسی لیے پیدا فرمایا کہ وہ عبادت کریں۔ اور حق تعالیٰ سے قرب ووصول کے لیے سیدھا راستہ عبادت ہے جیسا کہ فرماتا ہے ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم.

بیشک اللہ میرا اور تمھارا رب ہے تو اس کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

اور فرماتا ہے :

و لقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد ربک و کن من السجدین و اعبد ربک حتی یاتیک الیقین.

ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے آپ کا سینہ تنگ ہوتا ہے تو آپ اپنے رب کی حمد کیجیے اور سجدہ کرنے والوں میں ہو جایئے اور اپنے رب کی عبادت کیجیے یہاں تک کہ یقینی امر آپ کے پاس آجائے۔

اس آیہ کریمہ میں یقین سے مراد موت ہے اس بناء پر کہ وہ ضیق صدر، تنگ دلی اور حزن وغم کے زوال کے سبب میں امر یقینی ہے۔ اور عبادت سے اس کا زوال اس بناء پر ہے کہ جب انسان عبادت میں مشغول ہو جاتا ہے تو اس پر عام ربوبیت کی شعاعیں منکشف ہوتی ہیں اور جب اسے یہ انکشاف حاصل ہو جاتا ہے تو اس کی نظر میں ساری دنیا چیونٹی سے زیادہ حقیر وذلیل ہو جاتی ہے اور دل پر سے اس کے وجود کا

marfat.com
Marfat.com

مٹانا آسان ہوجاتا ہے اس کے بعد وہ اس کے ناپید ہونے پر پریشان نہیں ہوتا اور اس کے خیالات پراگندہ نہیں ہوتے لہٰذا حزن وغم بھی زائل ہوجاتا ہے۔ اور جب بندے پر مکروہات وشدائد نازل ہوں اور اس سے بھاگ کر مولیٰ کی طاعت کی طرف آئے گویا وہ کہتا ہے مجھ پر تیری عبادت واجب ہے خواہ تو مجھے بھلائی عطا فرمائے یا مکروہات میں ڈالے اس پر وہ مکروہ کو بھلا دیتا ہے اور اس کی امیدوں کو کشادہ کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

فاعبده و اصطبر لعبادته .

تو اس کی عبادت کرو اور اس کی عبادت میں قائم رہو اور جب بندہ بارگاہ حق کی طرف مسافر ہے اور اس کی مسافت ختم نہیں ہوئی ہے تو جب تک وہ قید حیات میں ہے راستہ کے توشہ کا محتاج ہے اور اسی کو عبادت سے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ اس سے مستغنی نہیں ہے خواہ وہ کتنا ہی مقرب ہوجائے اور اس کی عبادت کتنی ہی زیادہ اور عظیم ہوجائے۔

قبل بعثت حضور کی عبادت

علماء کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبل بعثت عبادت کرنے کے بارے میں اختلاف ہے آیا آپ کسی سابقہ شریعت کے مطابق عبادت کرتے تھے؟ اس میں جمہور کا مذہب یہ ہے کہ شرائع سابقہ میں کسی چیز کی آپ پیروی نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کے دل میں عبادت کی جو شکل وصورت آتی اسے کرتے اور اس پر عقل کو اس کا تابع بناتے۔ بعض علماء اس مسئلہ میں توقف کرتے ہیں۔ نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ عبادت ذکر کے ساتھ تھی یا فکر کے ساتھ۔ اس میں مختار یہ ہے کہ ذکر کے ساتھ تھی اور اگر ذکر وفکر دونوں ہوں تو ممکن ہے کہ ذکر کی نورانیت سے فکر صاف ہوجاتا ہو اور علوحقائق منکشف ہوجاتے ہوں، جیسا کہ مولانا

marfat.com
Marfat.com

رومی مثنوی میں فرماتے ہیں:

ایں ہمہ گفتیم و باقی فکر کن
فکر گر جامد بود رو ذکر کن

اور ذکر کا مرتبہ بلند ہے کیوں کہ بے واسطہ ذات حق سے اتصال حاصل ہو کر فیوضات کا ورود ہوتا ہے اور فکر کا نفس، اور ان معلومات سے تعلق ہے جو مودع کے منہ میں ہے اور اسے خاص طریقہ پر ترتیب دینے سے مجہول حاصل ہوتا ہے۔

اور بعض علماء اس کے قائل ہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی شریعتوں پر عمل کرتے خصوصاً حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی شریعت پر عمل فرماتے تھے اور وہ اس سے استدلال فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی اقتدا و اتباع کا بعثت کے بعد مامور بنایا گیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ۔

یہ وہ حضرات ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی تو ان کی ہدایت کی تم پیروی کرو۔

اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم۔

پھر ہم نے تمہاری طرف وحی فرمائی کہ ملت ابراہیمی کی پیروی کرو۔ لہٰذا اگر قبل از بعثت اس کے عامل ہوں تو کیا تعجب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فبھداھم سے مراد ایمان باللہ، توحید اور باہمی متفق علیہ اصول دین ہیں نہ کہ فروع و شرائع، کیوں کہ یہ مختلف ہیں اور بجائے خود ان کا اتباع بر بنائے اختلاف شرائع ممکن نہیں ہے۔ اور ان میں منسوخ بھی ہیں اور نسخ کے بعد ان میں ہدایت نہیں رہتی لہٰذا اس پر اس سے استدلال درست نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرائع انبیاء سابق علیٰ نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام پر عبادت کرتے تھے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ جب بعد از بعثت جب ہیں تو قبل از بعثت بھی ہوں گے ہاں اس کا احتمال ہے کہ ان میں سے کسی ایک شریعت پر عبادت کرتے ہوں۔ اور اگر حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی

marfat.com
Marfat.com

شریعت پر ہوتو اولیٰ وانسب ہے اور بعض کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پرتھی کیوں کہ وہ اقرب زمانہ تھے۔

اس جگہ ایک نکتہ یہ متوہم ہوتا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے متبع اور مقتدی ہوں گے تو آپ کی فضیلت ان پر کیسے ہوگی۔تو اس توہم کا ازالہ اس طرح کرتے ہیں کہ جب آپ سب کے متبع ومقتدی ہوں گے تو ان سب کے کمالات بھی آپ میں جمع ہوں گے لہٰذا آپ سب میں کامل تر ہوئے۔

سرور کائنات کی عبادات

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود بے شمار مشاغل کے اتنے بڑے عبادت گزار تھے کہ تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم کی مقدس زندگیوں میں اس کی مثال ملنی دشوار ہے۔بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تمام انبیاء سابقین کے بارے میں صحیح طور سے یہ بھی نہیں معلوم ہوسکتا کہ ان کا طریقہ عبادت کیا تھا؟ اور ان کے کون کون سے اوقات عبادتوں کے لیے مخصوص تھے؟

تمام انبیاء کرام کی امتوں میں یہ فخر وشرف صرف حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ ہی کو حاصل ہے کہ انھوں نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادات کے تمام طریقوں، ان کے اوقات وکیفیات غرض اس کے ایک ایک جزئیہ کو محفوظ رکھا ہے۔گھروں کے اندر اور راتوں کی تاریکیوں میں آپ جو اور جس قدر عبادتیں فرماتے تھے ان کو ازواج مطہرات نے دیکھ کر یاد رکھا اور ساری امت کو بتادیا۔اور گھر کے باہر کی عبادتوں کو حضرات صحابہ کرام نے نہایت ہی اہتمام کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر اپنے ذہنوں میں محفوظ کرلیا۔اور آپ کے قیام وقعود، رکوع وسجود اور ان کی کمیات وکیفیات، اذکار اور دعاؤں کے بعینہٖ الفاظ یہاں تک کہ آپ کے ارشادات، اور خضوع وخشوع کی کیفیات کو بھی اپنی یادداشت

marfat.com
Marfat.com

کے خزانوں میں محفوظ کرلیا۔ پھر امت کے سامنے ان عبادتوں کا اس قدر چرچا کیا کہ نہ صرف کتابوں کے اوراق میں وہ محفوظ ہو کر رہ گئے بلکہ امت کے ایک ایک فرد، یہاں تک کہ پردہ نشیں خواتین کو بھی ان کا علم حاصل ہو گیا۔ اور آج مسلمانوں کا ایک ایک بچہ خواہ وہ کرۂ ارض کے کسی بھی گوشہ میں رہتا ہو اس کو اپنے نبی کی عبادتوں کے مکمل حالات معلوم ہیں اور وہ ان عبادتوں پر اپنے نبی کے اتباع میں جوش ایمان اور جذبۂ عمل کے ساتھ کاربند ہے۔

آپ کی عبادتوں کا ایک اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے۔

نماز

اعلان نبوت سے قبل بھی آپ غار حرا میں قیام و مراقبہ اور ذکر و فکر کے طور پر خدا کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ نزول وحی کے بعد ہی آپ کو نماز کا طریقہ بھی بتادیا گیا پھر شب معراج میں نماز پنج گانہ فرض ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پنج گانہ کے علاوہ نماز اشراق، نماز چاشت، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ الاوابین وغیرہ سنن و نوافل بھی ادا فرماتے تھے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے تمام عمر نماز تہجد کے پابند رہے۔

راتوں کے نوافل کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ آپ نماز عشا کے بعد کچھ دیر سوتے، پھر کچھ دیر تک اٹھ کر نماز پڑھتے، پھر سو جاتے، پھر اٹھ کر نماز پڑھتے غرض صبح تک یہی حالت قائم رہتی۔ کبھی دو تہائی رات گزر جانے کے بعد بیدار ہوتے اور صبح صادق تک نمازوں میں مشغول رہتے۔ کبھی نصف رات گزر جانے کے بعد بستر سے اٹھ جاتے اور پھر ساری رات بستر پر پیٹھ نہیں لگاتے تھے۔ اور لمبی لمبی سورتیں نمازوں میں پڑھا کرتے کبھی رکوع و سجود طویل ہوتا، کبھی قیام طویل ہوتا، کبھی چھ رکعت، کبھی آٹھ رکعت، کبھی اس سے کم، کبھی اس سے زیادہ، اخیر عمر شریف میں کچھ رکعتیں کھڑے ہو کر،

marfat.com
Marfat.com

کچھ بیٹھ کر ادا فرماتے، نماز وتر نماز تہجد کے ساتھ ادا فرماتے، رمضان شریف خصوصاً آخری عشرہ میں آپ کی عبادات بہت زیادہ بڑھ جاتی تھی، آپ ساری رات بیدار رہتے اور ازواج مطہرات سے بے تعلق ہو جاتے تھے، اور گھر والوں کو نمازوں کے لیے جگایا کرتے تھے اور عموماً اعتکاف فرماتے تھے۔ نمازوں کے ساتھ ساتھ کبھی کھڑے ہو کر، کبھی بیٹھ کر، کبھی سر بسجود ہو کر نہایت آہ وزاری اور گریہ و بکا کے ساتھ گڑگڑا گڑگڑا کر راتوں میں دعائیں بھی مانگا کرتے۔ رمضان شریف میں حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ قرآن عظیم کا دورہ بھی فرماتے اور تلاوت قرآن مجید کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی مختلف دعاؤں کا ورد بھی فرماتے تھے اور کبھی ساری رات نمازوں اور دعاؤں میں کھڑے رہتے یہاں تک کہ پائے اقدس میں ورم آجایا کرتا تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

روزہ

رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ شعبان میں بھی قریب قریب مہینہ بھر آپ روزہ دار ہی رہتے تھے۔ سال کے باقی مہینوں میں بھی یہی کیفیت رہتی تھی کہ اگر روزہ رکھنا شروع فرمادیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی روزہ نہیں چھوڑیں گے، پھر ترک فرمادیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔ خاص کر ہر مہینے میں تین دن ایام بیض کے روزے، دوشنبہ و جمعرات کے روزے، عاشوراء کے روزے، عشرہ ذوالحجہ کے روزے، شوال کے چھ روزے معمولاً رکھا کرتے تھے، کبھی کبھی آپ صوم وصال بھی رکھتے تھے یعنی کئی کئی دن رات کا ایک روزہ جس میں کچھ کھانا پینا نہیں ہوتا مگر اپنی امت کو ایسا روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں ارشاد فرمایا کہ تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ میں اپنے رب کے دربار میں رات بسر کرتا ہوں اور وہ مجھ کو (روحانی غذا) کھلاتا اور پلاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

زکاۃ

چوں کہ حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر خداوند عالم نے زکاۃ فرض ہی نہیں فرمائی ہے اس لیے آپ پر زکوۃ فرض ہی نہیں تھی۔

لیکن آپ کے صدقات وخیرات کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے پاس سونا چاندی یا تجارت کا کوئی سامان یا مویشیوں کا کوئی ریوڑ رکھتے ہی نہیں تھے۔ بلکہ جو کچھ بھی آپ کے پاس آتا سب خدا کی راہ میں مستحقین پر تقسیم فرمادیا کرتے تھے آپ کو یہ گوارا ہی نہیں تھا کہ رات بھر کوئی مال و دولت کاشانۂ نبوت میں رہ جائے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق پڑا کہ خراج کی رقم اس قدر زیادہ آگئی کہ وہ شام تک تقسیم کرنے کے باوجود ختم نہ ہوسکی تو آپ رات بھر مسجد ہی میں رہ گئے۔ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر یہ خبر دی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ساری رقم تقسیم ہوچکی تو آپ نے اپنے مکان میں قدم رکھا۔

حج

اعلان نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں آپ نے دو یا تین حج کیے۔ لیکن ہجرت کے بعد مدینہ منورہ سے ۱۰ھ میں آپ نے ایک حج فرمایا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔ حج کے علاوہ ہجرت کے بعد آپ نے چار عمرے بھی ادا فرمائے۔

ذکر الٰہی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ آپ ہر وقت، ہر گھڑی، ہر لحہ ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، کھاتے، پیتے، سوتے، جاگتے، وضو کرتے، نئے کپڑے پہنتے، سوار

marfat.com
Marfat.com

ہوتے، سواری سے اترتے، سفر میں جاتے، سفر سے واپس ہوتے بیت الخلاء میں داخل ہوتے اور نکلتے، مسجد میں آتے جاتے، جنگ کے وقت، آندھی، بارش، بجلی کڑکتے وقت، ہر وقت ہر حال میں دعائیں وردزبان رہتی تھیں، خوشی اور غمی کے اوقات میں، صبح صادق طلوع ہونے کے وقت، غروب آفتاب کے وقت، مرغ کی آواز سن کر، گدھے کی آواز سن کر، غرض کون سا ایسا موقع تھا کہ آپ کوئی دعا نہ پڑھتے، دن ہی میں نہیں بلکہ رات کے سناٹوں میں بھی برابر دعا خوانی اور ذکر الہٰی میں مشغول رہتے یہاں تک کہ بوقت وفات بھی جو فقرہ بار بار وردزبان رہا وہ اللھم الرفیق الاعلیٰ کی دعا تھی۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ اول، سیرت المصطفیٰ)

● ...... ● ...... ●

marfat.com
Marfat.com

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نماز

حضور کی کثرت عبادت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت اور عبادات میں حضور کے معمولات سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

حضور نماز کی کثرت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک سوج جاتے صحابہ کرام عرض کرتے، حضور اس قدر کیوں تکلیف گوارا فرماتے ہیں، مولیٰ تعالیٰ نے حضور کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے، فرماتے

افلا اکون عبدا شکورا

تو کیا میں کامل شکر گزار بندہ نہ ہوں ۔ یہاں تک کہ رب عزوجل نے خود ہی بکمال محبت ارشاد فرمایا **طه ما انزلنا علیک القران لتشقی .**

اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تم پر قرآن اس لیے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔ (الملفوظ دوم)

عبادت میں میانہ روی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شارع ہیں، حضور کا فعل عام امت کی اقتدا کے لیے ہے۔ حضور اگر اپنے مقام عالی سے عامۂ خلق کے لیے تنزل نہ فرمائیں، اتباع سنت تمام جہان کو محال ہو جائے۔ و لہٰذا تمام رات شب بیداری اور رمضان کے سوا پورے مہینے کے روزے کبھی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول نہیں۔

شب کو قیام بھی فرماتے اور آرام بھی، نفلی روزے بھی رکھتے اور افطار بھی۔

marfat.com
Marfat.com

ایک بار استنجاء فرمایا فاروق اعظم پانی حاضر لائے ارشاد ہوا یہ کیا ہے؟ عرض کی حضور کے وضو کو پانی، فرمایا مجھے نہ حکم دیا گیا کہ ہر پیشاب کے بعد وضو فرماؤں **ولو فعلت لکانت سنة** . اور میں ایسا کرتا تو سنت ہو جاتا۔ (ذیل المدعا لاحسن الوعا)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

ابو بکر بن ابی شیبہ مصنف میں علقمہ بن وائل بن حجر عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلاہ تحت السرۃ .

علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد گرامی سے راوی انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر نماز میں ناف کے نیچے رکھے ہیں۔ مردوں کے لیے سنت ہے کہ وہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں۔ (مولف)

سینے پر ہاتھ باندھنا

ابن خزیمہ وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں :

قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ .

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو دیکھا کہ حضور نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر سینہ پر رکھا ہے۔ عورتوں کے لیے سنت ہے کہ وہ سینہ کے اوپر ہاتھ باندھیں۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۶)

marfat.com
Marfat.com

التحیات میں انگلی سے اشارہ

مسلم اپنی صحیح میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال فیه وضع (یرید رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم) کفه الیمنی علی فخذه الیمنی و قبض اصابعه کلها و اشار باصبعه التی تلی الابهام .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھا اور سب انگلیاں بند کر کے انگوٹھے کے پاس کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

ابوداؤد و بیہقی وغیرہما وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عقد فی جلوس التشهد الخنصر و البنصر ثم حلق الوسطی بالابهام و اشار بالسبابة .

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جلسہ تشہد میں چھوٹی انگلی اور اس کی برابر والی کو بند کیا پھر بیچ کی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ حلقہ بنایا اور انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔

ابن سکن صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الاشارة بالاصبع اشد علی الشیطان من الحدید.

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر دھاردار ہتھیار سے زیادہ سخت ہے۔

نیز ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

marfat.com
Marfat.com

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ھی مذعرۃ للشیطا ن

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شیطان کے دل میں خوف ڈالنے والا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۸)

رفع یدین

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ رفع یدین سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہرگز کسی حدیث میں ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ رفع یدین فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا خلاف ثابت ہے نہ احادیث میں اس کی مدت مذکور ہاں حدیثیں اس کے فعل وترک دونوں میں وارد ہیں۔

سنن ابی داؤد و سنن نسائی و جامع ترمذی وغیرہا میں ایسی سند سے ہے جس کے رجال صحیح مسلم ہیں بطریق عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی :

قال الا اخبرکم بصلاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد.

یعنی انھوں نے فرمایا کیا میں تمھیں خبر نہ دوں کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے تھے یہ کہہ کر نماز کو کھڑے ہوئے تو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے۔

ترمذی نے کہا :

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث حسن و بہ یقول غیر واحد من

marfat.com
Marfat.com

اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و التابعین و ھو قول سفیان و اھل الکوفة .

یعنی حدیث بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حسن ہے اور یہی مذہب تھا متعدد علماء مجملۂ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتابعین کرام وامام سفین وعلمائے کوفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا۔

مسند امام الائمہ مالک الازمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ الا عند افتتاح الصلاة ثم لا یعود لشی من ذلک

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف نماز کے شروع میں رفع یدین فرماتے پھر کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے۔

امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں۔

مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

قال قلت لابراھیم حدیث وائل انہ رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا افتتح الصلاة و اذا رکع و اذا رفع رأسہ من الرکوع فقال ان کان وائل رأہ مرة یفعل ذلک فقد راہ عبد اللہ خمسین مرة لا یفعل ذلک .

یعنی مغیرہ کہتے ہیں میں نے امام ابراہیم نخعی سے حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت دریافت کی کہ انھوں نے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے نماز شروع کرتے اور رکوع

marfat.com
Marfat.com

میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین فرمایا، ابراہیم نے فرمایا وائل نے اگر ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچاس بار دیکھا کہ حضور نے رفع یدین نہ کیا۔

صحیح مسلم شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها أذ ناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاۃ .

کیا ہوا کہ میں تمھیں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں گویا تمھارے ہاتھ چنچل گھوڑوں کی دمیں ہیں قرار سے رہو نماز میں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۹، ۵۰)

مقتدی کو قرأت کی ممانعت

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

قال صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالناس فقراء رجل خلفه فلما قضی الصلاۃ قال ایکم قراء خلفی ثلث مرات قال رجل انا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صلی خلف الامام فان قرأۃ الإمام له قرأۃ.

خلاصہ مضمون یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی ایک شخص نے حضور کے پیچھے قرأت کی سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کس نے میرے پیچھے پڑھا تھا؟ لوگ بسبب خوف حضور کے خاموش ہو رہے یہاں تک کہ تین بار تکرار یہی استفسار فرمایا آخر ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے، ارشاد ہوا کہ جو امام کے پیچھے ہو اس کے لیے امام کا پڑھنا کافی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۹)

marfat.com
Marfat.com

نماز میں سبحان اللہ کہنا

مسند امام احمد میں ہے

عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم قال کان لی ساعۃ من السحر ادخل فیھا علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فان کان قائما یصلی سبح لی . الحدیث.

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میرے لیے وقت سحر یعنی صبح صادق سے پہلے کی ایک گھڑی حاصل تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا پس اگر حضور نماز ادا فرما رہے ہوتے تو میرے لیے سبحان اللہ کہتے۔ (مولف)

حضور سید عالم نے فرمایا کہ جب تم میں کسی کو نماز میں کوئی ضرورت پیش آئے تو چاہیئے کہ سبحان اللہ کہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۰۳)

سات اعضا پر سجدہ کا حکم

صحاح ستہ میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

امرت ان اسجد علی سبعۃ اعضاء و ان لا اکف شعرا و لا ثوبا.

مجھے سات اعضا پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے اور یہ کہ بال اور کپڑا نہ سمیٹا کروں۔ (مولف)

کپڑا نہ سمیٹنے کا حکم

صحیحین میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

امرت ان لا اکف الشعر و الا الثیاب .

marfat.com

Marfat.com

مجھے حکم ہوا ہے کہ نماز میں بال اور کپڑا نہ سمیٹوں۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۲۳)

مصلائے رسول

حدیث میں ہے :

کان بین مصلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بین الجدار ممرشاۃ .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مصلیٰ شریف اور دیوار قبلہ کے درمیان ایک بکری گزرنے کا فاصلہ ہوتا تھا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۳۳)

ایک کپڑے میں نماز

صحیحین میں عمرو ابن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی فی ثوب واحد مشتملا فی بیت ام سلمۃ واضعا طرفیہ علی عاتقیہ .

عمرو بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ام سلمہ کے گھر میں ایک ہی کپڑے میں نماز ادا فرمارہے ہیں اور اس کے دونوں کناروں کو کندھوں پر ڈالے ہوئے ہیں۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۳۶)

نماز مع کلاہ وعمامہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کریمہ نماز مع کلاہ وعمامہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۴۹)

marfat.com
Marfat.com

نوافل حضور گھر میں ادا فرماتے

تراویح وتحیۃ المسجد کے سوا تمام نوافل سنن راتبہ ہوں یا غیر راتبہ، موکدہ ہوں یا غیر موکدہ گھر میں پڑھنا افضل اور باعث ثواب اکمل ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علیکم بالصلاۃ فی بیوتکم فان خیر صلاۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ.

تم پر لازم ہے گھروں میں نماز پڑھنا کہ بہتر نماز مرد کے لیے اس کے گھر میں ہے سوا فرض کے۔ اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا۔

خود عادت کریمہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اسی طرح کی تھی احادیث صحیحہ سے حضور والا کا تمام سنن کا کاشانۂ فلک آستانہ میں پڑھنا ثابت۔

مسلم صحیح میں اور ابوداؤد سنن میں عبداللہ بن سفیان سے راوی

قال سألت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن تطوعہ فقالت ان یصلی فی بیتی قبل الظہر اربعا ثم یخرج فیصلی بالناس ثم یدخل فیصلی رکعتین و کان یصلی بالناس المغرب ثم یدخل فیصلی رکعتین و یصلی بالناس العشاء و یدخل بیتی فیصلی رکعتین ثم ذکرت صلاۃ اللیل و الوتر الی ان قالت و کان اذا طلع الفجر صلی رکعتین.

ابوداؤد کی روایت میں یہ زیادہ ہے۔

ثم یخرج فیصلی بالناس صلاۃ الفجر.

یعنی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز نفل کے بارے میں فرماتی ہیں، رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں چار رکعت ظہر سے پہلے پڑھتے پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے پھر گھر میں رونق افروز ہو کر دو رکعتیں پڑھتے اور مغرب کی نماز پڑھ کر گھر میں جلوہ فرما ہوتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور عشا کی امامت کر کے گھر میں آتے اور دو رکعتیں پڑھتے جب صبح چمکتی دو رکعتیں پڑھ کر باہر تشریف لے جاتے اور نماز فجر پڑھاتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۵۷)

روی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان یصلی جمیع السنن و الوتر فی البیت.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام سنتیں اور وتر کی نماز کاشانۂ نبوت میں پڑھا کرتے تھے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۰۸)

وتر کے بعد کی نفل

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ وتر کے بعد کی نفل بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے یا کھڑے ہو کر؟

آپ نے فرمایا:

کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان صلی قائما فهو افضل و من صلی قاعدا فله نصف اجر القائم.

اور اگر کھڑے ہو کر پڑھے تو وہ افضل ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے اس کے لیے کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ثواب ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اسے بخاری نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ رکعتیں بیٹھ کر بھی پڑھی ہیں۔

جیسا کہ مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

قالت بعد ما ذكرت وتره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ثم يصلى ركعتين بعد ما يسلم و هو قاعد.

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وتر کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ حضور وتر کا سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔ (مولف)

و لاحمد عن ابى امامة رضى الله تعالىٰ عنه انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يصليهما بعد الوتر و هو جالس.

مسند احمد میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔ (مولف)

اور کبھی ان میں قعود و قیام کو جمع فرمایا کہ بیٹھ کر پڑھتے رہے جب رکوع کا وقت آیا کھڑے ہو کر رکوع فرمایا۔

فلابن ماجة عن ام المومنين ام سلمة رضى الله تعالىٰ عنها انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يصلى بعد الوتر ركعتين خفيفتين و هو جالس فاذا اراد ان يركع قام فركع.

ابن ماجہ میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

وتر کے بعد دو رکعت خفیف بیٹھ کر ادا فرماتے تھے پھر جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے۔

مگر بیٹھ کر پڑھنا دوامانہ تھا بلکہ اس بات کے بیان کے لیے کہ بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے جیسا کہ خود ان نفلوں کا پڑھنا بھی اس بیان کے واسطے تھا کہ وتر کے بعد نوافل جائز ہیں اگر چہ اولیٰ یہ ہے کہ جتنے نوافل پڑھنے ہوں سب پڑھ کر آخر میں وتر پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا.

اپنی نماز شب میں سب سے آخر وتر رکھو، اسے مسلم نے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

امام نووی منہاج پھر علامہ قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

ھاتان الرکعتان فعلھما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالسا لبیان جواز الصلاۃ بعد الوتر و ھو بیان جواز النفل جالسا و لم یواظب علی ذلک.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر کے بعد کی دو رکعتوں کو بیٹھ کر ادا فرمایا ہے یہ بتانے کے لیے کہ وتر کے بعد نماز جائز ہے۔ اور یہ بتانے کے لیے کہ نفل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے اور حضور نے اس پر ہیشگی نہیں فرمائی بلکہ احیاناً ایسا فرمایا ہے۔ (مولف)

بلکہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ یہ نفل بیٹھ کر پڑھتے جب بھی ہمارے لیے کھڑے ہو کر پڑھنا ہی افضل ہوتا کہ یہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے لیے فعل ہوتا۔ اور ہمارے لیے صاف وہ ارشاد قولی ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور بیٹھے کا ثواب آدھا اور اصول کا قاعدہ ہے

marfat.com
Marfat.com

کہ قول وفعل میں ترجیح قول کو ہے کہ فعل میں احتمال خصوصیت ہے نہ کہ یہاں تو صریحا بیان خصوصیت فرمایا ہے۔

صحیح مسلم شریف میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے مجھے حدیث پہنچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھے کی نماز آدھی ہے میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے پایا میں نے سر انور پر ہاتھ رکھا (اقول: یعنی یہ خیال گزرا کہ شاید بخار وغیرہ کے سبب بیٹھ کر پڑھ رہے ہوں) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن عمرو کیا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے سنا تھا کہ حضور نے فرمایا بیٹھے کی نماز آدھی ہے اور حضور خود بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں فرمایا اجل و لکن لست کاحد منکم۔

ہاں بات وہی ہے کہ بیٹھے کا ثواب آدھا ہے مگر میں تمھارے مثل نہیں۔ میرے لیے ہر طرح پورا کامل اکمل ثواب ہے۔ یہ میرے لیے خصوصیت وفضل رب الارباب ہے۔

مرقاۃ میں ہے

یعنی ھذا من خصوصیاتی ان لا ینقص ثواب صلاتی علی ای وجہ تکون من جلداتی و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و قال تعالیٰ و کان فضل اللہ علیک عظیما.

یعنی یہ میری خصوصیات میں سے ہے کہ جس طریقے اور جن اعضاء کے ساتھ میری نماز ہو تو اس کا ثواب کم نہیں ہوتا اور یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ پر اللہ کا عظیم فضل ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۶۸)

اور ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

marfat.com
Marfat.com

حضور پرنور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نفل بیٹھ کر پڑھی مگر ساتھ ہی فرمادیا کہ میں تمھارے مثل نہیں میرا ثواب قیام وقعود دونوں میں یکساں ہے۔تو امت کے لیے کھڑے ہوکر پڑھنا افضل اور دونا ثواب ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں بھی کوئی اعتراض نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۴۶۱)

سنت وفرض کے درمیان فاصلہ

مسلم وترمذی میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے

قالت کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لا یقعد الا بمقدار ما یقول اللهم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذا الجلال و الاکرام .

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد صرف اللهم انت السلام الخ کہنے کی مقدار بیٹھتے۔(پھر سنت کے لیے قیام فرماتے) (مولف)

نعلین میں نماز

صحیحین وغیرہما میں سعید بن زید سے ہے :

قال سألت انس بن مالک کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یصلی فی نعلیه فقال نعم .

سعید بن زید کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعلین اقدس میں نماز پڑھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ ہاں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۷۸۹،۷۹۰۔سرور العید)

marfat.com
Marfat.com

نماز کی فرضیت

فرضیت نماز پنجگانہ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

نماز پنج گانہ اللہ عزوجل کی وہ نعمت عظمٰی ہے کہ اس نے اپنے کرم عظیم سے خاص ہم کو عطا فرمائی ہم سے پہلے کسی امت کو نہ ملی بنی اسرائیل پر دو ہی وقت کی فرض تھی وہ بھی صرف چار رکعتیں دو صبح، دو شام وہ بھی ان سے نہ نبھی۔

سنن نسائی شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث معراج مبارک میں ارشاد فرماتے ہیں :

ثم ردت الی خمس صلوات قال فارجع الی ربک فاسأله التخفیف فانه فرض علی بنی اسرائیل صلاتین فما قاموا بهما .

یعنی پھر پچاس نماز کی پانچ رہیں۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی کہ حضور پھر جائیں اور اپنے رب سے تخفیف چاہیں کہ اس نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض فرمائی تھیں وہ انھیں بھی بجا نہ لائے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲، ص ۱۹۳)

صحیح مسلم میں ہے :

عن عبد الله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه فی خبر الاسراء فاعطی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ثلثا اعطی الصلوات الخمس و اعطی خواتیم سورة البقرة و غفر لمن لم یشرک بالله من امته شیئا .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث اسراء میں فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں۔ پانچ نمازیں اور سورۂ بقرۃ کی آخری آیتیں اور آپ کی امت میں سے ان کی مغفرت جنھوں نے شرک نہیں کیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۵)

ابن جریر وابویعلی اور بزار ابو ہریرہ سے اور بیہقی ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

راوی

(فیہ قولہ عزوجل لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین ذکر ما اعطی الانبیاء السابقین علیہم الصلاۃ و التسلیم من الفضائل) اعطیتک ثمانیۃ اسھم الاسلام و الھجرۃ و الجھاد و الصلاۃ و الصدقۃ و صوم رمضان و الامر بالمعروف و النھی عن المنکر.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی (اس میں یہ ہے کہ جب انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام کے فضائل ومناقب کا ذکر اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا) تو فرمایا کہ میں نے تم کو آٹھ حصے عطا فرمائے اسلام اور ہجرت و جہاد اور نماز وصدقہ اور رمضان کے روزے وامر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۶)

نماز پنج گانہ

نقل الامام الفقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ فی تنبیہ الغافلین عن کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قرأت فی بعض ما انزل اللہ تعالیٰ علی موسیٰ علیہ الصلاۃ و السلام یا موسیٰ رکعتان یصلیھما احمد و امتہ و ھی صلاۃ الغداۃ من یصلیھما غفرت لہ ما اصاب من الذنوب من لیلہ و یومہ ذلک و یکون فی ذمتی.

marfat.com
Marfat.com

یا موسیٰ اربع رکعات یصلیها احمد و امته و هی صلاة الظهر اعطیهم باول رکعة منها المغفرة و بالثانية اثقل میزانهم و بالثالثة اوکل علیهم الملائکة یسبحون و یستغفرون لهم و بالرابعة افتح لهم ابواب السماء و یشرفن علیهم الحور العین .

یا موسیٰ اربع رکعات یصلیها احمد و امته و هی صلاة العصر فلا یبقی ملک فی السموات و الارض الا استغفرلهم و من استغفر له الملائکة لم اعذبه .

یا موسیٰ ثلث رکعات یصلیها احمد و امته حین تغرب الشمس افتح لهم ابواب السماء لا یسألون من حاجة الا قضیتها لهم .

یا موسیٰ اربع رکعات یصلیها احمد و امته حین یغیب الشفق هی خیر لهم من الدنیا و ما فیها یخرجون من ذنوبهم کیوم ولدتهم امهم.

یا موسیٰ یتوضأ احمد و امته کما امرتهم اعطیهم بکل قطرة تقطر من الماء جنة عرضها کعرض السماء و الارض .

یا موسیٰ یصوم احمد و امته شهرا فی کل سنة و هو شهر رمضان اعطیهم بصیام کل یوم مدینة فی الجنة و اعطیهم بکل خیر یعملون فیه من التطوع اجر فریضة و اجعل فیه لیله القدر من استغفر منهم مرة واحدة نادما صادقا من قلبه ان مات من لیلة او شهر اعطیته اجر ثلثین شهیدا.

یا موسیٰ ان فی امة محمد (صلی الله تعالیٰ علیه وسلم) رجالا یقومون علی کل شرف یشهدون بشهادة ان لا اله الا الله فجزاء هم بذلک جزاء الانبیاء علیهم

marfat.com
Marfat.com

الصلاۃ و السلام و رحمتی علیھم واجبۃ و غضبی بعید منھم و لا احجب باب التوبۃ عن واحد منھم مادامو ا یشھدون ان لا الہ الا اللہ .

امام فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا میں نے توریت مقدس کے کسی مقام میں پڑھا اے موسیٰ فجر کی دو رکعتیں احمد اور اس کی امت ادا کرے گی جو انھیں پڑھے گا اس دن رات کے سارے گناہ بخش دوں گا اور وہ میرے ذمہ میں ہوگا۔

اے موسیٰ! ظہر کی چار رکعتیں احمد اور اسکی امت پڑھے گی انھیں پہلی رکعت کے عوض بخش دوں گا اور دوسری کے بدلے ان کا پلہ بھاری کروں گا اور تیسری کے عوض فرشتے موکل کردوں گا کہ تسبیح کریں گے اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے اور چوتھی کے بدلے ان کے لیے آسمان کے دروازے کشادہ کروں گا بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ان پر مشتاقانہ نظر ڈالیں گی۔

اے موسیٰ! عصر کی چار رکعتیں احمد اور ان کی امت ادا کرے گی تو ہفت آسمان و زمین میں کوئی فرشتہ باقی نہ بچے گا سب ہی ان کی مغفرت چاہیں گے میں اسے ہرگز عذاب نہ دوں گا۔

اے موسیٰ! مغرب کی تین رکعتیں ہیں انھیں احمد اور اس کی امت پڑھے گی آسمان کے سارے دروازے ان کے لیے کھول دوں گا جس حاجت کا سوال کریں گے اسے پورا ہی کروں گا۔

اے موسیٰ شفق ڈوب جانے کے وقت یعنی عشاء کی چار رکعتیں ہیں پڑھیں گے انھیں احمد اور اس کی امت وہ دنیا و مافیہا سے ان کے لیے بہتر ہیں وہ انھیں گناہوں سے ایسا نکال دیں گی جیسی اپنی ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔

اے موسیٰ! وضو کرے گا احمد اور اس کی امت جیسا کہ میرا حکم ہے میں انھیں عطا فرماؤں گا ہر قطرہ

marfat.com
Marfat.com

کے عوض کہ آسمان سے ٹپکے ایک جنت جس کا عرض آسمان وزمین کی چوڑائی کے برابر ہوگا۔

اے موسیٰ ایک مہینے کے سالانہ روزے رکھے گا احمد اور اس کی امت اور وہ ماہ رمضان ہے میں عطا فرماؤں گا ہر روز ان کے روزوں کے عوض ایک شہر جنت میں اور عطا کروں گا اس میں نفل کے عوض فرض کا ثواب اور اس میں لیلۃ القدر کروں گا جو اس مہینے میں شرمساری وصدق قلب سے ایک بار استغفار کرے گا اگر اسی شب یا اس مہینے بھر میں مرگیا اسے تیس شہیدوں کا ثواب عطا فرماؤں گا۔

اے موسیٰ! امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کچھ ایسے مرد ہیں کہ ہر شرف پر قائم ہیں، لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں تو ان کی جزا اس کے عوض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ثواب ہے اور میری رحمت ان پر واجب اور میرا غضب ان سے دور اور ان میں سے کسی پر باب توبہ بند نہ کروں گا جب تک وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتے رہیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۔ ص ۱۹۷)

پہلی نماز

طبرانی ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال صلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول یوم الاثنین و صلت الخدیجة آخرہ و صلی علی یوم الثلثاء .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیر کے دن پہلی ساعت میں نماز پڑھی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی دن کی آخری گھڑی میں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منگل کے دن نماز پڑھی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۵۔ جمان التاج)

عند ابن اسحاق ثم قام بہ جبریل فصلی بہ و صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بصلاتہ (الی ان قال فی خدیجة صلی بها رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

marfat.com
Marfat.com

وسلم كما صلى به جبريل فصلت بصلاته .

ابن اسحاق کے نزدیک ہے کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے پھر نماز پڑھائی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ان کی طرح نماز پڑھی (یہاں تک کہ راوی نے حضرت خدیجہ کے بارے میں کہا کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی جس طرح حضور کو جبریل نے پڑھائی تھی پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تنہا حضور علیہ السلام کی سی نماز پڑھی۔ (مولف) (فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۲۱٦۔ جمان التاج)

کفار کے نرغے میں نماز

فی حديث ايذاء ابی جهل وغيره من الكفرة لعنهم الله تعالیٰ حين صلی رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم عند الكعبة فرمقوا سجوده فالقوا عليه ما القوا به فی قليب بدر ملعونين .

ابوجہل اور دوسرے کفار کی ایذا والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب کعبہ شریف کے پاس نماز پڑھی تو کفار حضور کے سجدہ کو ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہے پھر آپ کے اوپر کفار نے وہ چیز ڈال دی جس کے بدلے ان ملعونوں کو چاہ بدر میں پھینکا گیا۔ (مولف)

صحیحین وغیرہما میں ہے :

عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه و فيه من قول الكفار يجیء به ثم يمهله حتی اذا سجد وضع بين كتفيه قال فانبعث اشقاهم فلما سجد صلی الله تعالیٰ عليه وسلم وضعه بين كتفيه و ثبت النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم ساجدا. الحديث .

marfat.com
Marfat.com

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں کفار کی باتوں میں سے یہ ہے کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام جب کعبہ کے پاس آئے تو کفار نے گندی چیز لانے کا حکم دیا اور تاک میں رہے جب یہ سجدہ میں جائیں تو اسے ان کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دے چنانچہ ان میں سب سے بڑا بد بخت اٹھا اور جا کر لے آیا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو اس نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ ہی میں رہ گئے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۶ ۔ جمان التاج)

تین نفوس قدسیہ کی نماز

ابن عدی کامل میں اور ابن عساکر تاریخ میں راوی

عن عفیف الکندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال جئت فی الجاھلیة الی مکة و انا ارید ان ابتاع لاھلی من ثیابھا و عطرھا فاتیت العباس و کان رجلا تاجرا فانی عندہ جالس انظر الی الکعبة و قد کلفت الشمس و ارتفعت فی السماء فذھبت اذا قبل شاب فنظر الی السماء ثم قام مستقبل الکعبة فلم البث الا یسیرا حتی جاء غلام فقام عن یمینہ ثم لم یلبث الا یسیرا حتی جاءت امراة فقامت خلفھا فرکع الشاب فرکع الغلام و المرأة فرفع الشاب فرفع الغلام و المرأة فسجد الشاب فسجد الغلام و المرأة فقلت یا عباس امر عظیم فقال امر عظیم تدری من ھذا الشاب ھذا محمد بن عبد اللہ ابن اخی تدری من ھذا الغلام ھذا علی ابن اخی تدری من ھذا المرأة ھذہ خدیجة بنت خویلد زوجتہ ان ابن اخی ھذا حدثنی ان ربہ رب السموات و الارض امرہ بھذا الدین و لم یسلم معہ غیر ھولاء الثلثة .

marfat.com
Marfat.com

عفیف کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں مکہ معظمہ آیا اور ارادہ کرتا تھا کہ اپنے اہل وعیال کے لیے کپڑا اور عطر وغیرہ خریدوں تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا وہ ان دنوں تاجر تھے تو میں ان کے پاس بیٹھا ہوا کعبہ کو دیکھ رہا تھا دن خوب چڑھ گیا تھا کہ ایک جوان تشریف لائے اور آسمان کو دیکھ کر روبکعبہ کھڑے ہو گئے ذرا دیر میں ایک لڑکے تشریف لائے وہ ان کے داہنے ہاتھ پر قائم ہوئے تھوڑی دیر میں ایک بی بی تشریف لائیں وہ پیچھے کھڑی ہوئیں پھر جوان نے رکوع فرمایا تو یہ دونوں رکوع میں گئے پھر جوان نے سر مبارک اٹھایا تو ان دونوں نے سر اٹھایا، جوان سجدے میں گئے تو یہ دونوں بھی گئے۔ تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حال پوچھا کہا یہ جوان میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ ہیں اور یہ لڑکے میرے بھتیجے علی اور یہ بی بی خدیجۃ الکبریٰ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ میرے یہ بھتیجے کہتے ہیں کہ آسمان و زمین کے مالک نے انھیں اس دین کا حکم دیا ہے اور ان کے ساتھ ابھی یہی دو مسلمان ہوئے ہیں۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۲۱۹۔ جمان التاج)

نماز میں سترہ

ابوداؤد ضباعہ بنت مقداد کی حدیث میں حضرت مقداد بن اسود سے راوی

قال ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یصلی الی عود و لا عمود و لا شجرة الا جعله علی حاجبه الا یمن او الایسر و لا یصمد له صمدا.

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی لکڑی یا ستون یا درخت کی طرف بالکل سیدھا نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہاں دائیں یا بائیں ابرو کی جانب کر لیتے اور سترہ کو سیدھا اپنے سامنے نہیں رکھتے تھے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۶۳۱۔ منیر العین)

marfat.com
Marfat.com

محل عذاب میں نماز نہ پڑھے

جس جگہ پر آسمانی عذاب نازل ہوا اس جگہ نماز پڑھنے سے متعلق ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

محل نزول لعنت میں نماز نہ پڑھنی چاہیئے اس لیے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قوم ثمود کی جائے ہلاک میں نماز نہ پڑھی کہ وہاں عذاب نازل ہوا تھا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۴۴۷)

نماز میں کن انکھیوں سے دیکھنا

حالت نماز میں گردن کو گھما کر ادھر ادھر دیکھنا سخت منع اور مکروہ ہے اور اگر آنکھوں کے کنارے سے گردن کو گھمائے بغیر دیکھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

نماز میں اگر کن انکھیوں سے بے گردن پھیرے ادھر ادھر دیکھے تو مکروہ نہیں ہاں بے حاجت ہو تو خلاف اولیٰ ہے۔ حدیث میں ہے۔

انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان یلاحظ اصحابه فی صلاته بمؤق عینیه .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز میں کن انکھیوں سے دیکھتے تھے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۷۱۔ بارق النور)

نماز میں پسینہ پونچھنا

روی انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عرق فی صلاته لیلة فسلت العرق عن جبینه .

marfat.com
Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک شب کی نماز میں پسینہ آیا تو جبین اقدس سے پسینہ پونچھ دیا۔ (مولف)

عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه سلت العرق عن جبینه و کان اذا قام من سجوده نفض ثوبه یمنة و یسرة.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیشانی اقدس سے پسینہ پونچھتے اور جب سجدہ سے کھڑے ہوتے تو دائیں بائیں کپڑا جھاڑ دیتے۔ سجدہ میں ماتھے پر لگی ہوئی چیز اگر ضرر دے تو مطلقاً اسے پونچھنے میں حرج نہیں۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ا/ص ۲۰۲، ۲۰۳۔ بارق النور)

اوقات نماز

نماز کی فرضیت معراج شریف کی رات ہوئی، سب سے پہلے پچاس نمازوں کا حکم ہوا تھا اس کے بعد پچاس سے پانچ ہوئیں، فرمان باری تعالیٰ ہوا یہ پانچ ہی پچاس کے حکم میں ہیں کیوں کہ میرے حکم میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور ان پانچ نمازوں کے اوقات کا تعین سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج شریف سے واپسی کے بعد ہوا۔

مواہب میں محمد بن اسحاق سے منقول ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج کے بعد جب صبح فرمائی تو جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے آکر نماز پنج گانہ کے اوقات بتائے۔ اور بعضوں کا خیال ہے کہ ہجرت کے بعد کا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ہجرت سے پہلے جبریل کے بیان کرنے سے قبل کا ہے اس کے بعد جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے بیان کیا۔ بہر تقریر جبریل امین ظہر کے وقت میں دو دن برابر آئے اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان دینے کا حکم فرمایا کہ الصلاة جامعة پکاریں۔ پھر جب صحابہ جمع ہو گئے تو جبریل نے ظہر کے شروع وقت میں امامت کی اور نماز ظہر ادا کرائی یہ وقت زوال کے وقت

marfat.com
Marfat.com

کے فوراً بعد کا تھا۔ اس کے بعد پھر امامت کی اور نماز عصر ادا کی، یہ وقت ایک مثل سایہ ہو جانے کے بعد کا تھا۔ پھر مغرب ادا کی اور یہ وقت غروب آفتاب کے فوراً بعد تھا اور غروب شفق کے بعد عشاء کی نماز ادا کی۔ پھر نماز فجر ادا کی جب کہ طلوع صبح صادق ہو چکی تھی۔

دوسرے دن پھر جبریل علیہ الصلاۃ والسلام آئے، امامت کی اور ظہر کی نماز ادا کی یہ وہ وقت تھا جب کہ سایہ ایک مثل کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اور نماز عصر ادا کی جب کہ سایہ دو مثل سے متجاوز ہو گیا تھا۔ اور مغرب کی نماز ادا کی جب کہ آفتاب غروب ہو گیا تھا۔ نماز مغرب دونوں دن ایک وقت میں گزاری، اور عشاء کی نماز تہائی رات یا نصف رات کے وقت گزاری۔ اور نماز فجر ادا کی جب کہ وقت دراز ہو چکا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ روشنی پھیلنے کے بعد (قبل طلوع آفتاب) ادا کی اس کے بعد جبریل نے کہا اے حبیب خدا! یہ ان انبیاء کا وقت ہے جو آپ سے پہلے گزرے اور نماز کے اوقات ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

جبریل کی تعیین اوقات

فرضیت نماز کے بعد نماز کے اوقات بھی متعین ومقرر ہوئے اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم نے صبح اسراء بعد فرضیت نماز اوقات نماز معین کرنے اور ان کا اول آخر بتانے کے لیے دو روز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت کی۔ پہلے دن ظہر سے فجر تک پانچوں نمازیں اول وقت پڑھیں اور دوسرے دن ہر نماز آخر وقت، اس کے بعد گزارش کی :

الوقت ما بین هذین الوقتین .

marfat.com
Marfat.com

وقت ان دونوں وقتوں کے بیچ میں ہے۔

اس حدیث میں ابوداؤد وترمذی وشافعی وطحاوی وابن حبان وحاکم کے یہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

صلی بی العصر حین کان ظله مثله فلما کان الغد صلی بی الظهر حین کان ظله مثله .

جبریل نے مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب شی کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا، پھر کل ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب شیٔ کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا۔ (مولف)

ترمذی کے لفظ یوں ہیں۔

صلی المرة الثانیة الظهر حین کان ظل کل شیٔ مثله لوقت العصر بالامس.

دوسری بار ظہر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا کل گزشتہ نماز عصر کے وقت میں۔ (مولف)

شافعی کے لفظ یوں ہیں۔

ثم صلی المرة الاخری الظهر حین کان ظل کل شیٔ قدر ظله قدر العصر بالامس.

پھر دوسری مرتبہ ظہر اس وقت پڑھی جب کہ ہر چیز کا سایہ گزشتہ عصر کی مقدار کا ہوا۔

اس سے مقصود اوقات کی تمیز اور ہر نماز کا اول وآخر وقت جدا جدا بتانا ہے۔ (مولف)

نسائی وطحاوی وحاکم وبزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، حضور اقدس صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

ھذا جبریل جاء کم یعلمکم دینکم و فیه ثم صلی العصر حین رأی الظل مثله ثم جاء ہ الغد ثم صلی به الظھر حین کان الظل مثله .

یہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام ہیں تمھیں تمھارا دین سکھانے آئے ہیں اور اسی میں ہے کہ پھر عصر اس وقت پڑھی جب شئ کا سایہ اس کے ایک مثل دیکھا پھر کل تشریف لا کر ظہر اس وقت پڑھی جب شئ کا سایہ ایک مثل ہوا۔ (مولف)

بزار کے لفظ یوں ہیں :

جاء نی فصلی بی العصر حین کان فئي مثلی ثم جاء نی من الغد فصلی بی الظھر حین کان الفئ مثلی .

جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے میرے پاس آ کر عصر اس وقت پڑھائی جب میرا سایہ میرے مثل ہوا پھر کل تشریف لا کر ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سایہ دو چند ہو گیا۔ (مولف)

نسائی و امام احمد و اسحاق بن راہویہ و ابن حبان و حاکم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

ان جبریل اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم حین کان الظل مثل شخصه فصلی العصر ثم اتاہ فی الیوم الثانی حین کان ظل الرجل مثل شخصه فصلی الظھر .

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عصر اس وقت پڑھی جب سایہ آدمی کے مثل ہوا پھر دوسرے دن حاضر ہو کر ظہر کی نماز اسی وقت پڑھی۔ (مولف)

امام اسحاق بن راہویہ اپنی مسند میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، بطریق

marfat.com
Marfat.com

حدثنا بشر بن عمرو النهرانی حدثنی مسلمة بن بلال ثنا یحیی بن سعید ثنی ابو بکر بن عمرو بن حزم عن ابی مسعود الانصاری.

اور بیہقی کتاب المعرفۃ میں:

بطریق ایوب بن عتبة ثنا ابو بکر عمرو بن حزم عن عروة بن الزبیر عن ابن ابی مسعود عن ابیه راوی ،اور یہ لفظ حدیث اسحاق ہیں۔

قال جاء جبریل الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال قم فصل و ذلک لدلوک الشمس حین مالت فقام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلی الظهر اربعا ثم اتاہ حین کان ظله مثله فقال قم فصل فقام فصلی العصر اربعا ثم اتاہ من الغد حین کان ظله مثله فقال له قم فصل فقام فصلی الظهر اربعا.

حضرت جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے زوال شمس کے وقت بارگاہ رسالت میں آکر عرض کی کہ اٹھئے اور نماز پڑھئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں پھر جب سایہ ایک مثل ہوا تو جبریل نے آکر عرض کی کہ نماز پڑھئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر عصر کی چار رکعتیں پڑھیں، پھر دوسرے دن جب سایہ ایک مثل ہوا تو آئے اور عرض کی کہ نماز پڑھئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ (مولف)

ابن راہویہ مسند میں عبدالرزاق سے اور عبدالرزاق مصنف میں بطریق اخبرنا معمر عن عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن جدہ عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال جاء جبریل فصلی بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالناس حین زالت الشمس الظهر ثم صلی العصر حین کان ظله

marfat.com
Marfat.com

مثله قال ثم جاء جبریل من الغد فصلی الظهر بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و صلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بالناس الظهر حین ظله مثله .

جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے آکر زوال شمس کے وقت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوظہر پڑھائی اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کی امامت فرمائی پھر عصر اس وقت پڑھی جب شی کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا۔ راوی نے کہا کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے دوسرے دن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظہر پڑھائی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کی امامت فرمائی جب کہ شی کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا یعنی ظہر میں تاخیر اور عصر میں تعجیل فرمائی۔ (مولف)

دار قطنی سنن اور طبرانی معجم کبیر اور ابن عبداللہ تمہید میں بطریق ایوب بن عتبہ عن ابی بکر بن حزم عن عروۃ بن الزبیر حضرت ابو مسعود انصاری وبشیر بن ابی مسعود دونوں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

ان جبریل جاء الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم حین دلکت الشمس فقال یا محمد صل الظهر فصلی ثم جاء حین کان ظل کل شی مثله فقال یا محمد صل العصر فصلی ثم جاءہ الغد حین کان ظل کل شی مثله فقال صل الظهر. الحدیث . و الکل مختصر.

جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے سورج ڈھلنے کے وقت بارگاہ رسالت میں آکر عرض کی یا رسول اللہ نماز ظہر پڑھیے حضور نے نماز ظہر پڑھی، پھر جبریل علیہ السلام اس وقت آئے جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہوا اور عرض کی نماز عصر پڑھیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھی پھر دوسرے دن جبریل امین اس وقت آئے جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا اور عرض کی نماز ظہر پڑھیے یعنی ظہر اول وقت اور عصر آخر وقت میں ادا فرمائی۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

سائل کو اوقات کی تعلیم

سائل نے جو خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اوقات نماز پوچھے اور حضور والا نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو دن حاضر رہ کر ہمارے پیچھے نماز پڑھ پہلے دن ہر نماز اپنے اول وقت اور دوسرے دن ہر نماز آخر وقت پڑھا کر ارشاد ہوا ہے

الوقت بين هذين.

وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔

اس حدیث میں نسائی وطحاوی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

سأل رجل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن مواقيت الصلاة فقال صل معي فصلى الظهر حين زاغت الشمس و العصر حين كان فئ كل شئ مثله قال ثم صلى الظهر حين كان فئ الانسان مثله .

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے اوقات نماز کے بارے میں پوچھا حضور نے فرمایا میرے ساتھ نماز پڑھو تو ظہر اس وقت پڑھی جب سورج ڈھل گیا اور عصر اس وقت پڑھی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا۔ راوی نے کہا کہ پھر ظہر اس وقت پڑھی جب کہ انسان کا سایہ اس کے قد کے برابر ہوا۔ **(مولف)**

سنن ابی داؤد میں بسند صحیح ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث سائل یوں ہے۔

ان سائلا سأل النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فلم يرد عليه شيئا حتى امر بلالا فاقام الفجر حين انشق الفجر و فيه فلما كان من الغد اقام الظهر في وقت العصر

marfat.com
Marfat.com

الذی کان قبلہ و صلی العصر و قد اصفرت الشمس او قال امسی .

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک سائل نے سوال کیا تو اس کو کچھ جواب نہیں دیا یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (اقامت کہنے کا) حکم فرمایا تو انھوں نے فجر کی اقامت اس وقت کہی جب فجر طلوع ہو چکا تھا۔ اور اسی میں یہ ہے کہ، دوسرے دن جماعت ظہر دیروزہ وقت عصر سے پہلے قائم ہوئی اور عصر پڑھی کہ سورج زرد ہو چکا تھا یا کہا کہ شام ہوگئی۔ شام سے مراد قریب بغروب ہے۔ (مولف)

مسلم ونسائی وابن ابان وطحاوی کے یہاں ان لفظوں سے ہے۔

ثم اخر الظهر حتی کان قریبا من وقت العصر بالامس ، و لفظ النسائی الی قریب.

پھر ظہر کی تاخیر فرمائی یہاں تک کہ وقت عصر دیروزہ سے قریب ہوگئی۔ نسائی کے الفاظ بھی اسی سے ملتے جلتے ہیں۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

وقت الظهر اذا زالت الشمس و کان ظل الرجل کطوله مالم یحضر العصر.

ظہر کا وقت اس وقت ہے جب سورج ڈھلے اور سایہ آدمی کا اس کے قد کے برابر ہو جائے جب تک عصر کا وقت نہ آئے۔

امامت جبریل

امام طحاوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث امامت جبریل میں راوی حضور والا

marfat.com
Marfat.com

صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ نے فرمایا۔

صلی الظهر و فئ کل شئ مثله .

ظہر اس وقت پڑھی کہ سایہ ہر چیز کا اس کے برابر ہو گیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۴۲ تا ۳۴۶۔ حاجز البحرین)

ایک اور مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ حدیث جلیل کہ جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے دو روز حضور کی امامت کی ایک دن پانچوں نمازیں اول وقت، دوسرے دن آخر وقت پڑھیں پھر حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہ سے عرض کی

هذا وقت الانبياء من قبلك .

یہی وقت حضور سے پہلے انبیاء کے تھے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۰۲)

اور فرماتے ہیں :

حدیث امامت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام جس میں انھوں نے ہر نماز کے لیے جدا وقت معین کیا۔

بخاری و مسلم صحاح اور امام مالک و امام ابن ابی ذئب موطا اور ابو محمد عبد اللہ داری مسند میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جبریل امین نے بعد تعیین اوقات عرض کی :

بهذا امرت.

اسی کا حضور کو حکم دیا گیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ابن ابی الذئب کے لفظ یوں ہیں۔

ابن ابی ذئب میں عمر بن عبدالعزیز کی حدیث میں ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک دن نماز تاخیر سے پڑھی اس وقت ان کے پاس ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئے اور کہا

ان جبریل نزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فصلی و صلی و صلی و صلی و صلی ثم صلی ثم صلیٰ ثم صلی ثم صلی ثم قال هکذا امرت.

یعنی جبریل امین نے دونوں روز امامت سے تعیین اوقات کر کے عرض کی ایسا ہی حضور کو حکم ہے۔

مسند امام ابن راہویہ میں مطول و مفصل ہے۔

فی آخره ثم قال جبریل ما بین هذین وقت صلاة .

پھر جبریل نے عرض کی ان دونوں کے درمیان وقت نماز ہے۔

دار قطنی وطبرانی وابو عمر بن عبدالبر ابو مسعود و بشیر بن ابی مسعود دونوں صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جبریل نے عرض کی :

ما بین هذین وقت یعنی امس و الیوم .

کل اور آج کے وقتوں کے درمیان ہر نماز کا وقت ہے۔

ابوداؤد وترمذی شافعی طحاوی ابن حبان حاکم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جبریل نے گزارش کی

الوقت ما بین هذین الوقتین .

marfat.com
Marfat.com

وقت وہ ہے جوان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔

نسائی وطحاوی وحاکم وبزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے عرض کی

الصلاۃ ما بین صلاتک امس و صلاتک الیوم .

نماز دیروزہ وامروزہ کے بیچ میں نماز ہے۔

بزار کے یہاں ہے **ثم قال ما بین ھذین وقت .**

ان دو کے اندر وقت ہے۔

نسائی واحمد واسحاق وابن حبان وحاکم جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جبریل نے گزارش کی

ما بین ھاتین الصلاتین وقت.

ان دونمازوں کے اندر وقت ہے۔

طحاوی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے گزارش کی **الصلاۃ فیما بین ھذین الوقتین.**

نماز ان دووقتوں کے درمیان ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۸۰؛ ۳۸۱۔ حاجز البحرین)

ایک سائل کو حضور نے وقت بتایا

حدیث سائل جسے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امامتیں فرما کر ہر نماز کا اول آخر وقت بتایا۔

marfat.com
Marfat.com

مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

وقت صلاتکم بین ما رأیتم .

تمہاری نماز کا وقت اس کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا

مسلم کے دوسرے طریق میں ہے:

ما بین ما رأیت وقت.

اے سائل جو تو نے دیکھا اس کے اندر وقت ہے۔

ترمذی کے یہاں یوں ہے:

مواقیت الصلاۃ کما بین ھذین .

نمازوں کے وقت ایسے ہیں جیسے ان دو کے درمیان۔

مسلم ابوداؤد و نسائی ابن ابان طحاوی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

الوقت بین ھذین .

وقت ان دو کے درمیان ہے۔

طحاوی بطریق عطاء بن ابی رباح بعض صحابہ یعنی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور امام عیسیٰ بن ابان بلفظ **عن عطاء بن ابی رباح قال بلغنی ان رجلا اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** راوی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

ما بین صلاتی فی ھذین الوقتین وقت کلہ .

جن دو وقتوں پر میں نے نمازیں پڑھیں ان کے اندر اندر سب وقت ہے۔

ولفظ الحجج ، ثم قال ما بینھما وقت .

ان دونوں کے درمیان وقت ہے۔

مالک ونسائی وبزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما بین ھذین وقت.

ان دو کے درمیان وقت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۳۸۱، حاجز البحرین)

وقت پر نمازیں

سنن نسائی کتاب المناسک باب الجمع بین الظہر والعصر بعرفۃ میں ہے۔

عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی الصلاۃ لوقتھا الا بجمع و عرفات.

یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز اس کے وقت ہی میں پڑھتے تھے مگر مزدلفہ وعرفات میں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۰۱۔ حاجز البحرین)

حضور کا طریقہ

جماعت وحاضری مسجد میں حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معمول وطریقہ کیا تھا اس سلسلے

marfat.com
Marfat.com

میں امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

حدیث میں سنت اقدس یوں مروی ہے کہ جب لوگ جلد حاضر ہو جاتے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز جلد پڑھ لیتے اور حاضری میں دیر ملاحظہ فرماتے تو تاخیر فرماتے اور کبھی سب لوگ حاضر ہو جاتے اور تاخیر فرماتے، یہاں تک کہ ایک بار نماز عشا میں تشریف آوری کا بہت انتظار طویل صحابہ کرام نے کیا بہت دیر کے بعد مجبور ہو کر امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے در اقدس پر عرض کی کہ عورتیں اور بچے سو گئے اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا روئے زمین پر تمھارے سوا کوئی نہیں جو اس نماز کا انتظار کرتا ہو اور تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کے انتظار میں رہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۲۶)

نماز فجر میں تخفیف قرأت

صحیح حدیث سے ثابت کہ ایک بچہ جس کی ماں شریک جماعت تھیں اس کے رونے کی آواز سن کر حضور پرنور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی نماز صرف معوذتین سے پڑھائی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۱۶۷)

سنت فجر

صحیحین میں ہے :

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت لم یکن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم علی شی من النوافل اشد تعاهد منه علی رکعتی الفجر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نوافل

marfat.com
Marfat.com

میں فجر کی دو رکعت سے زیادہ کسی کی محافظت نہیں فرماتے تھے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۳۳ _ القلادۃ المرصعۃ)

ابوداؤد حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال رأى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رجلا يصلى بعد صلاة الصبح ركعتين فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صلاة الصبح ركعتان فقال الرجل انى لم اكن صليت الركعتين اللتين قبلهما فصليتهما الآن فسكت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم .

یعنی قیس انصاری فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بعد صلاۃ صبح دو رکعتیں پڑھتے دیکھا فرمایا صبح کی دو ہی رکعتیں ہیں عرض کی سنتیں میں نے نہ پڑھی تھیں وہ اب پڑھ لیں اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔

ابن ماجہ وابوبکر بن ابی شیبہ اسی سند ومتن سے عبداللہ بن نمیر سے راوی مگر اس میں یہ ہے

قال قال النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أ صلاة الصبح مرتين .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا صبح کی نماز دو مرتبہ ہے؟ (مولف)

اور اسی حدیث میں ترمذی کی روایت یوں ہے

عن قيس قال خرج رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فاقيمت الصلاة فصليت معه الصبح ثم انصرف النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فوجدنى اصلى فقال مهلا يا قيس أ صلاتان معا قلت يا رسول الله انى لم اكن ركعت ركعتى الفجر قال

marfat.com
Marfat.com

فلا اذن .

قیس فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو نماز کی اقامت ہوئی میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز فجر پڑھی جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصراف فرمایا تو میں نماز پڑھ رہا تھا فرمایا اے قیس چھوڑو کیا دو نمازیں ایک ساتھ؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ میں نے فجر کی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں یہ سن کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو اب حرج نہیں۔ (مولف)

امام ترمذی نے کہا اس کی سند منقطع ہے اور بعض نے اسے مرسلاً روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۱۸)

جنوں کی آمد

بخاری و مسلم میں ہے :

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما فی حدیث مجیء الجن الیه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اول البعث انهم اتوه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و هو یصلی باصحابه صلاة الفجر.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جنات کے آنے کی حدیث میں ہے کہ حضور کے زمانۂ بعثت کے آغاز میں جنوں کی بھیجی ہوئی جماعت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت آئی کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ نماز فجر پڑھ رہے تھے۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

قال الزرقانی المراد بالفجر رکعتان اللتان کان یصلیھما قبل طلوع الشمس.

زرقانی نے کہا کہ فجر سے مراد وہ دو رکعت ہیں جنھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلوع آفتاب سے پہلے پڑھتے تھے۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۲۱۶۔ جمان التاج)

قصہ لیلۃ التعریس

تعریس، آخر شب میں سونے کے لیے مسافر کے اترنے اور ٹھہرنے کو کہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر غزوۂ خیبر کی واپسی میں ایک رات سفر میں نیند کا غلبہ ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخر شب میں خواب و استراحت کے لیے قیام فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ ہم سو جائیں تو ہمارے لیے رات کی نگہبانی کرنا اور جاگتے رہنا اور صبح سے ہوشیار رہنا جب صبح ہو جائے تو ہمیں بیدار کر دینا تاکہ صبح کی نماز ہاتھ سے نہ جائے لیکن نماز تہجد سونے سے پہلے ادا فرمائی تھی۔ یہاں تک کہ نیند کا اتنا غلبہ ہوا کہ اس نے مہلت نہ دی۔

حدیث میں آیا ہے کہ اگر خواب یا ضعف یا بیماری مانع ہوتی تو قیام شب قضا فرما دیتے اور ان میں زوال آفتاب سے پہلے شب کی نماز کو ادا فرماتے۔ اس واقعہ میں کوئی بعید ہوگا کہ اس کا نفع ضعفائے امت کو پہنچے۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب بیداری کے لیے آمادہ و تیار ہوئے اور نماز میں مشغول ہو گئے اور اتنی نمازیں پڑھیں جتنی خدا نے ان کو توفیق دی۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ جن میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے سو گئے۔

روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تاکیداً فرما دیا تھا کہ اے بلال اپنی آنکھوں کو نیند سے خبردار رکھنا، یہ بار گراں حضرت بلال رضی

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن پہ پڑا جب صبح کا وقت قریب ہوا تو حضرت بلال نے اپنے کجاوے سے ٹیک لگائی اور طلوع فجر کی طرف متوجہ ہوئے اور غور سے آسمان کی طرف دیکھنے لگے اچانک حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں بوجھل ہونے لگیں اور بے اختیار نیند آ گئی حالاں کہ اپنے اونٹ سے تکیہ لگائے ہوئے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی دستار کو کھول کر اس سے احتباء کیا۔

چنانچہ نہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی بیدار ہوئے اور نہ کوئی اور صحابی۔ یہاں تک کہ سورج طلوع کر آیا اس کے بعد سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور حضور سونے اور نماز کے فوت ہو جانے سے حق تعالیٰ کے قہر و جلال اور اس کی تجلی سے ڈرے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اور حضرات بھی بیدار ہو گئے، حضور نے بلال کو آواز دی اور فرمایا اے بلال یہ کیا ہوا تم کیوں سو گئے تھے؟

اس پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، میں کیا عرض کروں مجھے بھی اسی نے آ گھیرا تھا جس نے آپ کو گھیرا تھا اس وقت بیداری کے باوجود جو آپ کو حاصل ہے۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، بلال کے پاس شیطان آیا حالاں کہ وہ نماز میں کھڑے تھے شیطان نے بلال کے سینہ پر ہاتھ مارا اور انھیں اس طرح تھپک تھپک کر سلا دیا، جس طرح بچے کو تھپک تھپک کر سلاتے ہیں، اور بلال سو گئے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان سے ان کے سو جانے کی کیفیت دریافت فرمائی تو انھوں نے ویسا ہی عرض کیا جیسا کہ حضور نے حضرت صدیق سے فرمایا تھا، حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اشھد انک رسول اللہ والحق یہ مقام تجدید ایمان

marfat.com
Marfat.com

اور تصدیق وشہادت رسالت کا ہے تا کہ کسی قسم کا وسوسہ شیطانی دخل انداز نہ ہو۔اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا اپنے اونٹوں کو یہاں سے اٹھا کر لے چلو صحابہ نے اپنے اونٹوں کو اٹھایا اور وہاں سے چل دیے۔

دوسری جگہ پہنچنے کے بعد پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور بلال کو اذان دینے کا حکم فرمایا اور اقامت کے ساتھ انھیں صحابہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اس حال میں مضطرب و پریشان دیکھا تو ان کی تسلی کے لیے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو قبض کر لیا تھا اگر وہ چاہتا تو اس کے سوا زمانہ میں بیدار کرتا، اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز بھول جائے یا سو جائے، تو اسے چاہیئے کہ جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لے۔(مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم)

لیلۃ التعریس اور اس میں قضائے نماز سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ القوی فرماتے ہیں :

سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ ہے کہ جہاں انسان سے کوئی تقصیر واقع ہو عمل صالح وہاں سے ہٹ کر کرے، اسی لیے جب ایک بار سفر میں آخر شب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نزول فرمایا اور آنکھ نہ کھلی یہاں تک کہ آفتاب چمکا حضور نے وہاں نماز نہ پڑھی اور فرمایا اس جگہ شیطان حاضر ہوا تھا اپنے مرکبوں کو یوں ہی لیے چلے آؤ پھر وہاں سے تجاوز فرما کر نماز قضا کی۔

صحیح مسلم شریف میں ہے :

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عرسنا مع نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم نستیقظ حتی طلعت الشمس فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیاخذ کل

marfat.com
Marfat.com

کل رجل براس راحلته فان هذا منزل حضرنا فیه الشیطان قال ففعلنا ثم دعا بالماء فتوضأ. الحدیث.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں رات کو ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سو گئے اور بیدار نہیں ہوئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوگیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی اپنی سواریوں کو لے چلے کیوں کہ یہ وہ جگہ ہے جس میں شیطان حاضر ہوا تھا حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ پھر ہم نے وہی کیا جو حضور نے فرمایا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی منگا کر وضو فرمایا اور نماز ادا فرمائی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۵۳۹۔ انہار الانوار)

یہی مضمون دوسری جگہ اس طرح ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب تعریس جب نماز فجر سوتے میں قضا ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ نماز آگے چل کر پڑھو کہ یہاں تمھارے پاس شیطان حاضر ہوا تھا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۴۴۷)

لیلۃ التعریس میں حضور کا فرمان

مسلم و احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ و طحاوی و ابن حبان حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لیس فی النوم تفریط و انما التفریط فی الیقظة ان توخر صلاة حتی یدخل وقت صلاة اخری.

سونے میں کچھ تقصیر نہیں تقصیر تو جاگتے میں ہے کہ تو ایک نماز کو اتنا پیچھے ہٹائے کہ دوسری نماز کا

marfat.com
Marfat.com

وقت آجائے۔

یہ حدیث خود حالت سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی۔

حين فاتتهم صلاة الصبح ليلة التعريس .

جب ان کی نماز صبح لیلۃ التعریس میں قضا ہوگئی تھی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۸۳۔ حاجز البحرین)

سحری اور فجر میں فاصلہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تناول سحری اور نماز فجر شروع کرنے کے درمیان کتنا فاصلہ ہوتا تھا احادیث و روایات کے حوالے سے امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی بطریق انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال تسحرنا مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ثم قمنا الى الصلاة قلت كم كان قدر ما بينهما قال خمسين آية .

ہم نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز فجر کے لیے کھڑے ہوگئے میں نے پوچھا بیچ میں کتنا فاصلہ دیا کہا پچاس آیت پڑھنے کا۔

بخاری و نسائی بطریق قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و زيد بن ثابت تسحرا فلما فرغا من سحورهما قام نبي الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الى الصلاة فصلى قلت لانس كم

marfat.com
Marfat.com

کان بین فراغھما من سحورھما و دخولھما فی الصلاۃ قال قدر ما یقراء الرجل خمسین آیۃ .

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وزید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سحری تناول فرمائی جب کھانے سے فارغ ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح کے لیے کھڑے ہوگئے نماز پڑھ لی، میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا سحری سے فارغ اور نماز میں داخل ہونے میں کتنا فصل ہوا کہا اس قدر کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ لے۔

امام تورپشتی حنفی پھر علامہ طیبی شافعی پھر علامہ علی قاری شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں

ھذا تقدیر لا یجوز لعموم المومنین الأ خذ بہ و انما اخذہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاطلاع اللہ تعالیٰ ایاہ و کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معصوما عن الخطاء فی الدین .

یہ اندازہ وہ ہے کہ عام امت کو اسے اختیار کرنا جائز نہیں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اس لیے اختیار فرمایا کہ رب العزت جل وعلا نے حضور کو وقت حقیقی پر اطلاع فرمائی تھی اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین میں خطا سے معصوم تھے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۔ ص ۳۵۹۔ حاجز البحرین)

اذان فجر کے لیے بلال کو حضور کا حکم

قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا تو ذن حتی یستبین لک الفجر ھکذا و مد یدیہ عرضا . اھ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اس وقت

marfat.com
Marfat.com

تک اذان نہ دو جب تک صبح یوں روشن نہ ہوجائے اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو عرض میں پھیلا دیا۔(مولف) (شمائم العنبر)

نماز صبح کے بعد حضور کا وظیفہ

بیہقی سنن میں حضرت ابن زمل جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل رویا میں راوی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد نماز صبح پاؤں بدلنے سے پہلے ستر بار فرماتے :

سبحان الله و بحمده و استغفر الله ان الله کان توابا.

پھر فرماتے یہ ستر سات سو کے برابر ہیں۔نرا بے خیر ہے جو ایک دن میں سات سو سے زیادہ گناہ کرے یعنی ہر نیکی کم از کم دس ہے۔ **من جاء بالحسنة فله عشر امثالها** تو یہ ستر کلمے سات سو نیکیاں ہوئے اور ہر نیکی کم از کم ایک بدی کو محو کرتی ہے **ان الحسنات يذهبن السيئات** تو اس کے پڑھنے والے کی نیکیاں ہی غالب رہیں گی مگر وہ کہ دن میں سات سو گناہ سے زیادہ کرے اور ایسا سخت ہی بے خیر ہو گا۔ (جزاء اللہ عدوہ باباہ ختم النبوۃ)

چار رکعت سنت ظہر

عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان اذا فاته الاربع قبل الظهر قضاهن بعده .

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جب ظہر کی چار سنتیں قضا ہو جاتیں تو فرض کے بعد ادا فرماتے تھے۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۶۱)

marfat.com
Marfat.com

نماز ظہر میں قرأت

ابو سعید خدری وغیرہ کی حدیث میں ہے :

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقراء فی الصلاۃ فی الرکعتین الاولیین قدر ثلثین آیۃ و فی الآخریین قدر خمسۃ عشر آیۃ او قال نصف ذلک .

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تقریباً تیس آیتیں پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں پندرہ آیتیں پڑھتے یا کہا کہ ان کا نصف پڑھتے تھے۔ (مولف)

صحیحین میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے :

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقراء فی الظہر فی الاولیین بام القران و سورتین و فی الرکعتین الاخریین بام الکتاب . الحدیث.

بیشک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۳۷، ۶۳۸)

سفر میں نماز ظہر

ابو داؤد نے اپنے سنن میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی :

قال کنا اذا کنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السفر فقلنا زالت الشمس او لم تزل صلی الظہر ثم ارتحل .

جب ہم حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب سفر میں ہوتے ہم کہتے سورج ڈھلا یا ابھی ڈھلا بھی نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت نماز ظہر پڑھ کر کوچ فرما دیتے۔

marfat.com
Marfat.com

ابوداؤد ونسائی وطحاوی ان ہی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا نزل منزلا لم یرتحل حتی یصلی الظھر فقال لہ رجل و ان کان نصف النھار قال و ان کان نصف النھار .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی منزل میں اترتے بے ظہر پڑھے کوچ نہ فرماتے کسی نے کہا اگرچہ دوپہر کو فرمایا اگرچہ دوپہر کو۔

نسائی کے لفظ یوں ہیں :

فقال رجل و ان کانت بنصف النھار قال و ان کانت بنصف النھار .

یعنی کسی نے پوچھا اگرچہ وہ نماز دوپہر میں ہوتی فرمایا اگرچہ دوپہر میں ہوتی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۶۰۔ حاجز البحرین)

ظہر کے لیے جبریل کی آمد

حدیث جبریل بروایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نسائی کے یہاں یوں ہے۔

ان جبریل اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین کان الظل مثل شخصہ فصلی العصر ثم اتاہ فی الیوم الثانی حین کان ظل الرجل مثل شخصہ فصلی الظھر

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس وقت آئے جب آدمی کا سایہ اس کے برابر ہوا اور نماز عصر پڑھی پھر دوسرے دن اسی وقت آئے اور نماز ظہر پڑھی۔ (مولف)

دوسری روایت میں ہے :

marfat.com
Marfat.com

ثم مكث حتى اذا كان فئ الرجل مثله جاء ه للعصر فقال قم يا محمد فصل العصر ثم جاء ه من الغد حين كان فئ الرجل مثله فقال قم يا محمد فصل فصلى الظهر.

پھر دوسری مرتبہ عصر کے لیے اس وقت آئے جب کہ آدمی کا سایہ اس کے برابر ہوا اور عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھئے اور نماز عصر پڑھئے، پھر دوسرے دن اسی وقت آئے اور عرض کیا کہ اٹھئے اور نماز ظہر پڑھئے۔ (مولف)

مسند اسحاق میں بروایت ابی مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہے۔

اتاه حين كان ظله مثله فقال قم فصل فقام فصلى العصر اربعا ثم اتاه من الغد حين كان ظله مثله فقال له قم فصل فقام فصلى الظهر اربعا.

جب سایہ شئ کے برابر ہوا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اٹھئے اور نماز پڑھئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کی چار رکعتیں پڑھیں پھر دوسرے دن اسی وقت جبریل آئے اور گزارش کی کہ نماز پڑھئے تو حضور نے ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ (مولف)

دار قطنی وطبرانی وابوعمر کے یہاں بروایت عقبہ بن عمرو وبشیر بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یوں ہے۔

جاء ه حين كان ظل كل شئ مثله فقال يا محمد صل العصر فصلى ثم جاء ه الغد حين كان ظل كل شئ مثله فقال صل الظهر فصلى .

ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہونے کے وقت جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام آئے اور گزارش کی کہ یا رسول اللہ نماز عصر پڑھئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی پھر دوسرے دن اسی وقت آئے اور گزارش کی کہ نماز ظہر پڑھئے حضور نے پڑھی۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

یہ سب حدیثیں تصریح صریح ہیں کہ روح امین علیہ الصلاۃ والسلام ظہر کے لیے اس وقت ہوئے جب سایہ ایک مثل کو پہنچ چکا تھا اس وقت نماز پڑھنے کے لیے عرض کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۳۸۷۔ حاجز البحرین)

گرمی میں نماز ظہر

بخاری ونسائی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، یہ نسائی کے لفظ ہیں :

قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کان الحر ابرد بالصلاۃ و اذا کان البرد عجل .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب گرمی ہوتی نماز ٹھنڈی کرتے اور جب سردی ہوتی تعجیل فرماتے۔

اور بخاری، مسلم، ابوداؤد وابن ماجہ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

قال اذن موذن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الظهر فقال ابرد ابرد او قال انتظر انتظر و قال شدۃ الحر من فیح جھنم فاذا اشتد الحر فابردوا عن الصلاۃ حتی رأینا فیئ التلول .

یعنی موذن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان ظہر دی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ٹھنڈا کر ٹھنڈا کر یا فرمایا انتظار کر انتظار کر اور فرمایا سخت گرما جہنم کی وسعت نفس سے ہے تو جب گرمی زائد ہو نماز ٹھنڈی کرو یہاں تک کہ ہم نے دیکھا ٹیلوں کا سایہ۔

marfat.com
Marfat.com

دوسرے طریق میں ہے :

کنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السفر فاراد الموذن ان یوذن الظھر فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابرد ثم اراد ان یوذن فقال لہ ابرد حتی رأینا فیئ التلول . الحدیث.

ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے موذن نے ارادہ کیا کہ ظہر کی اذان دے حضور نے ارشاد فرمایا ٹھنڈا کر پھر چاہا کہ اذان دے، پھر فرمایا ٹھنڈا کر یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھے۔

اور مسلم میں ابراہیم کے طریق میں شعبہ سے موذن کا تین بار ارادہ کرنا اور حضور کا یہی حکم فرمانا وارد ہوا۔

ابوداؤد ونسائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

قال کان قدر صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الظھر فی الصیف ثلثۃ اقدام الی خمسۃ اقدام .

گرمی میں نماز حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدار تین قدم سے پانچ قدم تک تھی۔ یعنی جب سایہ ہر چیز کا اس کے ساتویں حصہ کے تین یا پانچ مثل ہو جاتا۔ تو حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے۔ (فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۴۴۲، ۴۴۳)

ابوداؤد وترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امنی جبریل عند البیت مرتین فصلی بی الظھر حین زالت الشمس و کان قدر الشراک . الحدیث.

marfat.com
Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے بیت اللہ کے پاس دوبار میری امامت کی، ظہر کی نماز زوال شمس کے وقت پڑھائی اور سورج کا سایہ پشت قدم پر تھا۔ زوال شمس کے بعد وقت ظہر شروع ہوجاتا ہے بلکہ زوال ہی عین ظہر کا وقت ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۴۴)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذا اشتد الحر فابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم .

جب گرمی سخت ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کرو کہ شدت گرمی وسعت دم دوزخ سے ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۴۲)

صحیح بخاری شریف کی حدیث باب الاذان للمسافر میں ہے کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس تھے موذن نے اذان ظہر دینی چاہی فرمایا ابرد، وقت ٹھنڈا کرو۔

دیر کے بعد پھر موذن نے اذان دینی چاہی فرمایا **ابرد** وقت ٹھنڈا کر۔ دیر کے بعد موذن نے سہ بارہ اذان کا ارادہ کیا فرمایا **ابرد** وقت ٹھنڈا کر۔

اور یوں ہی تاخیر کا حکم فرماتے رہے **حتى ساوى الظل التلول .**

یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہوگیا۔

اس وقت اذان کی اجازت فرمائی اور ارشاد فرمایا گرمی کی شدت جہنم کی سانس سے ہے تو جب گرمی سخت ہو ظہر ٹھنڈے وقت پڑھو۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۲۵۵)

marfat.com
Marfat.com

نمازِ عصر میں پہلا رکوع

بزار و طبرانی اوسط میں ہے :

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اول صلاۃ رکعنا فیھا العصر فقلنا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما ھذا قال بھذا امرت .

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس نماز میں ہم نے سب سے پہلی بار رکوع کیا وہ نماز عصر ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا ہے فرمایا مجھے یہی حکم ہوا ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲/ ۲۱۸ ۔ جمان التاج)

مسجد بنی عبد الاشہل میں نماز مغرب

ابوداؤد و ترمذی اور نسائی کعب بن عجرہ سے اور ابن ماجہ رافع بن خدیج کی حدیث میں راوی

قال ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتی مسجد بنی عبد الاشھل فصلی فیہ المغرب فلما قضوا صلاتھم رأھم یسبحون بعدھا فقال ھذہ صلاۃ البیوت .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد بنی عبد الاشہل میں تشریف لائے اور اس میں نماز مغرب ادا فرمائی پھر جب نماز پوری ہوئی تو لوگوں کو دیکھا کہ مسجد میں سنتیں پڑھنے لگے ارشاد فرمایا یہ نماز گھر میں پڑھا کرو۔ (مولف)

ترمذی اور نسائی کے لفظ یہ ہیں:

علیکم بھذۃ الصلاۃ فی البیوت .

marfat.com
Marfat.com

تم لوگوں پر اس نماز کا گھروں میں پڑھنا لازم ہے۔ (مولف)

ابن ماجہ میں یہ ہے :

ارکعوا ھاتین الرکعتین فی بیوتکم .

یعنی ان دونوں رکعتوں کو اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔ (مولف)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

ہر گاہ تمام کردندن مردم نماز فرض را دید آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایشاں را کہ نماز نفل می گزارند کہ مراد بوے سنت مغرب است بعد از فرض یعنی در مسجد پس گفت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایں یعنی سنت مغرب یا مطلق نماز نفل نماز خانہا است کہ در خانہا باید گزاردنہ در مسجد بدانکہ افضل آنست کہ نماز نفل غیر فرض در خانہ بگزارند ہمچنیں بود عمل آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مگر بسببے یا عذرے خصوصاً سنت مغرب کہ ہرگز در مسجد نگزارد۔

وبعضے از علماء گفتہ اند کہ اگر سنت مغرب را در مسجد بگزارد از سنت واقع نمی شود، وبعض گفتہ اند کہ عاصی می گردد از جہت مخالفت امر کہ ظاہرش در وجوب است و جمہور بر آنند کہ امر برائے استحباب است۔

یعنی جب لوگوں نے نماز فرض پوری کر لی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دیکھا کہ فرض کے بعد مسجد ہی میں نماز نفل یعنی مغرب کی سنت ادا کر رہے ہیں تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنت یا نماز نفل تو گھر کی نماز ہے کہ انھیں گھر میں ادا کرنا چاہیئے نہ کہ مسجد میں۔ افضل یہی ہے کہ فرض کے علاوہ جو بھی نفل ہے وہ گھر میں ادا کی جائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہی عمل تھا مگر کسی سبب یا کسی عذر کے باعث کبھی مسجد میں ادا کی جائے تو ہو جائے گی خصوصاً مغرب کی سنت کو مسجد میں

marfat.com
Marfat.com

ہرگز ادا نہ کرے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر مغرب کی سنت کو مسجد میں ادا کیا جائے تو وہ سنت ادا نہ ہوگی اور بعض کہتے ہیں کہ گنہ گار ہوں گے امر کی مخالفت کے سبب سے کیوں کہ امر وجوب کے لیے ہے اور جمہور علماء اس پر ہیں کہ امر استحباب کے لیے ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ، ج ۳۔ص ۴۵۸)

نماز عشاء

حدیث شریف میں نماز عشا کی نسبت ہے کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یصلیها لسقوط القمر الثالثة.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ نماز اس وقت پڑھا کرتے جس وقت تیسری رات کا چاند ڈوبتا ہے۔ اسے ابوداؤد نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴،ص ۵۷۹۔نور الادلۃ)

نماز عشاء کی تاکید

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شانۂ اطہر سے مسجد انور میں قریب امامت جلوہ فرما ہوتے، ایک دن نماز عشاء کو تشریف لائے جماعت میں قلت دیکھی کچھ لوگ حاضر نہ پائے نہایت شدید غضب و جلال محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس سے ظاہر ہوا ارشاد فرمایا خدا کی قسم میرے جی میں آتا ہے کہ موذن کو تکبیر کا حکم دوں پھر کسی کو امامت کے لیے فرماؤں پھر بھڑکتی ہوئی مشعلیں لے جاؤں اور ان لوگوں پر ان لوگوں کے گھر پھونک دوں جنھیں یہ اذان سنے یہ وقت ہو گیا اب تک گھروں سے نماز کو نہیں نکلتے۔

marfat.com
Marfat.com

بخاری ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس صلاۃ اثقل علی المنافقین من الفجر و العشاء و لو یعلمون ما فیھما لا توھما و لو حبوا لقد ھممت ان آمر المؤذن فیقیم ثم آمر رجلا یؤم الناس ثم آخذ شعلا من نار فاحرق علی من لا یخرج الی الصلاۃ بعد.

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقین پر نماز فجر وعشا سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں ہے اگر وہ جانتے کہ ان میں کیا ثواب ہے تو ضرور آتے اگرچہ گھسیٹ کر آنا پڑتا، خدا کی قسم میرے جی میں آتا ہے کہ موذن کو تکبیر کا حکم دوں پھر کسی کو امامت کے لیے فرماؤں پھر بھڑکتی ہوئی مشعلیں لے جاؤں اور ان لوگوں پر ان لوگوں کے گھر پھونک دوں جنھیں یہ اذان سنے یہ وقت ہو گیا اب تک گھروں سے نماز کو نہیں نکلتے۔ (مولف)

عبداللہ بن وہب اپنی مسند میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

لینتھین رجال من حول المسجد لا یشھدون العشاء اولاً حرقن بیوتھم .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگ مسجد کے اردگرد رہتے ہیں اور نماز عشاء کے لیے نہیں آتے یا تو میں ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں، یا وہ لوگ نماز کو آئیں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۳۶ ۔ القلادۃ المرصعۃ)

نماز عشاء میں تاخیر

بخاری اور امام سیوطی کی الباب المزبور میں ہے :

marfat.com
Marfat.com

عن ابی موسیٰ الاشعری رضی الله تعالی عنه قال اعتم النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لیلة بالعشاء حتی ابهار اللیل ثم خرج فصلی فلما قضی صلاته قال لمن حضره ابشروا ان من نعمة الله علیکم انه لیس احد من الناس یصلی هذه الساعة غیرکم او قال ما صلی هذه الساعة احد غیرکم .

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک رات عشا کی نماز میں آدھی رات تک تاخیر فرمائی پھر تشریف لائے اور نماز پڑھی نماز پوری کرنے کے بعد فرمایا جو حاضر ہے اس کو بشارت دے دو کہ اللہ تعالیٰ کی تم پر یہ نعمت ہے کہ اس وقت تمھارے علاوہ کوئی دوسرا نماز نہیں پڑھ رہا ہے۔ یا یہ فرمایا کہ اس وقت تمھارے علاوہ کسی نے نماز نہیں پڑھی۔ (مولف)

امام سیوطی نے فرمایا کہ احمد ونسائی کی روایت میں یوں ہے

عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال اخر رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم صلاة العشاء ثم خرج الی المسجد فاذا الناس ینتظرون الصلاة فقال اما انه لیس من اهل هذه الادیان احد یذکر الله تعالیٰ هذه الساعة غیرکم .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عشاء میں تاخیر فرمائی پھر جب مسجد میں تشریف لائے تو لوگ نماز کا انتظار کر رہے تھے فرمایا کہ ان دین والوں میں تمھارے سوا کوئی اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کر رہا ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۱۹۹)

اولیت عشاء

امام اجل ابوجعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار میں امام عبیداللہ بن محمد بن عائشہ سے روایت کیا کہ انھوں نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

اول من صلی العشاء الآخرۃ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

سب سے پہلے عشاء ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۳۰۱)

کون سی نماز کس نبی نے پہلے پڑھی، اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ رقم طراز ہیں :

قول امام عبید اللہ بن عائشہ، کہ جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی توبہ وقت فجر قبول ہوئی انھوں نے دو رکعتیں پڑھیں، وہ نماز صبح ہوئی۔ اور اسمٰعیل علیہ الصلاۃ والسلام کا فدیہ وقت ظہر آیا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے چار پڑھیں وہ ظہر مقرر ہوئی۔ عزیر علیہ الصلاۃ والسلام سو برس کے بعد عصر کے وقت زندہ کیے گئے انھوں نے چار پڑھیں ، وہ عصر ہوئیں، داوٗد علیہ الصلاۃ والسلام کی توبہ وقت مغرب قبول ہوئی چار رکعتیں پڑھنے کھڑے ہوئے تھک کر تیسری پر بیٹھ گئے مغرب کی تین ہی رہیں۔

اور عشا سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی۔

اسے امام طحاوی نے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۔ ص ۲۰۶)

اور بعض علماء کا قول ہے کہ فجر آدم، ظہر ابراہیم، عصر سلیمان، مغرب عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام نے پڑھی اور عشا خاص اس امت کو ملی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۲۰۸)

صحابہ کی نماز جماعت

بعض اوقات حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ میں کسی اور محلہ میں تشریف لے گئے ہیں اور واپس تشریف لانے میں دیر ہوئی ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جماعت ادا کر لی ہے۔ ایک بار صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام کیا، ایک بار عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

marfat.com
Marfat.com

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۴۵)

اہل بیت کے ساتھ حضور کی نماز

انہ علیہ الصلاۃ و السلام خرج لیصلح بین قوم فعاد الی المسجد و قد صلی اہل المسجد رجع الی منزلہ فجمع اہلہ و صلی .

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قوم کی اصلاح کے لیے تشریف لے گئے تھے جب مسجد کو واپس تشریف لائے تو لوگ نماز پڑھ چکے تھے پھر دولت کدہ کو تشریف لے گئے اور اہل بیت کو جمع فرما کر نماز پڑھائی۔ (مولف)

جماعت کے بعد ایک شخص کی نماز

و صح ان رجلا دخل المسجد و قد صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باصحابہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من یتصدق علی ذا فیصلی معہ فقام رجل من القوم فصلی معہ .

ایک آدمی مسجد میں آیا اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کو نماز پڑھا چکے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو اس شخص پر احسان کرے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے تو ان میں سے ایک آدمی اٹھے اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا اس لیے فرمایا تا کہ اس آدمی کو جماعت کا ثواب مل جائے اور دوبارہ پڑھنے والے کو نفل کا ثواب ملے۔ (مولف)

اسے احمد و ابو داؤد و ترمذی و ابو بکر بن ابی شیبہ و دارمی و ابو یعلی وغیرہم نے ابو سعید خدری رضی اللہ

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

و فی بعضھا ان ذلک المتصدق علی الرجل ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنه.

بعض روایت میں ہے کہ اس آدمی پر صدقہ کرنے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۵۸، ۳۵۹)

جماعت تراویح

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جماعت تراویح اسی خیال سے ترک فرمادی کہ مداومت کیے سے فرض نہ ہو جائے۔ ائمہ ستہ نے زید بن ثابت سے اور بخاری و مسلم نے اسے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۹۔ النہی الحاجز)

قیام لیل اور نماز تہجد

تہجد، ہجود سے ہے۔ ہجود کے معنی نوم یعنی نیند کے ہیں اور تہجد کے معنی ترک نوم یعنی سونے کو چھوڑنا، اور اس جگہ ترک نوم کے معنی استیقاظ یعنی بیداری کے ہیں اس لیے کہ نماز تہجد سونے اور اس سے بیدار ہونے کے بعد ہوتی ہے۔

اور اس میں اختلاف ہے کہ قیام لیل جس کے معنی نماز تہجد کے ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فرض تھی یا سنت؟ ہر ایک گروہ کی دلیل یہی آیہ کریمہ **فتھجد به فافلة لک** ہے، تو وہ گروہ جو اسے سنت کہتا ہے وہ نافلہ کو نفل سے مانتے ہیں جس کے معنی فرض پر زیادتی کے ہیں اور جو فرض کہتا ہے وہ نافلہ کو بمعنی زیادہ کہتے ہیں جس کا لغوی معنی نفل ہے یعنی فرائض پر زائد فریضہ۔ اور اگر نافلہ بمعنی تطوع ہوتا تو **نافلة لک** جو مفید اختصاص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے نہ فرمایا جاتا اس لیے کہ نفل و تطوع حضور کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مراد درجات کی زیادتی ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

کے حق میں تطوع ہے کیوں کہ آپ مغفور مطلق اور معصوم ہیں۔ بجز رفع درجات کے کچھ اور مراد نہیں۔ اور یہ خصوصیت آپ ہی کے لیے ہے اور آپ کے سوا دوسروں کے حق میں کفارۂ ذنوب بھی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی بھی حالت میں قیام لیل کو ترک نہ فرماتے اور سفر و حضر میں اس کی محافظت فرماتے۔ اور اگر کبھی کسی مرض یا غلبۂ نوم کے سبب قیام شب فوت ہو جاتا تو دن چڑھنے کے بعد زوال آفتاب سے پہلے اس کے بدلے بارہ رکعتیں ادا فرماتے، اور یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وجوب تہجد پر بظاہر دلالت کرتا ہے۔

اور آپ اتنا قیام فرماتے کہ آپ کے پائے مبارک ورم کر جاتے۔ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آپ کے قدمہائے مبارک میں شگاف پڑ جاتے۔

اور بعض مفسرین اس آیہ کریمہ ان لن تحصوہ فتاب علیکم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قیام لیل واجب ہے۔ اس تفسیر کے ساتھ جس کے حفظ اوقات میں قرآن کریم میں ہے کہ تہائی شب یا نصف شب یا دو تہائی شب قیام کیجیے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ایک سال تک قیام کیا اس کے بعد یہ آیت منسوخ کر دی گئی۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ نسخ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی شامل ہیں یا امت کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کا حکم حضور پر باقی ہے۔

اہل علم فرماتے ہیں کہ نماز تہجد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شب میں تیرہ رکعتیں تھیں۔ انھیں میں وتر کی تین رکعتیں بھی ہوتی تھیں۔ ہمارے مذہب میں وتر کی تین رکعتیں ہیں اور امام شافعی کے نزدیک ایک رکعت وتر ہے۔ لیکن اس طرح کہ اس سے پہلے دو رکعت پڑھے اور سلام پھیر کر ایک رکعت وتر کی پڑھے۔

marfat.com
Marfat.com

بعض علمائے حدیث فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز شب گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ ہوتی اور تیرہ رکعت کی روایت بھی صحیح ہے۔ لیکن مراد دو رکعت سنت فجر ہے یعنی نماز شب کی تو گیارہ ہی رکعتیں ہیں مگر دو رکعت سنت فجر محسوب کر کے تیرہ رکعت شمار کرتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ سنت فجر کو خارج کر کے تیرہ رکعتیں ہیں اور نو اور سات اور پانچ کی بھی روایتیں ہیں جن میں وتر شامل ہے اور کبھی تمام شب کی نمازوں پر وتر کا اطلاق بھی آیا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز شب کو کھڑے ہو کر ادا کرتے اور ان میں قرأت کو طویل فرمایا کرتے مثلاً سورۂ بقر، سورۂ آل عمران، سورۂ نساء، سورۂ مائدہ یا سورۂ انعام وغیرہ اور طویل سورتیں پڑھا کرتے تھے اور رکوع وسجود اور قومہ کو بھی قرأت کے اندازے پر طویل فرماتے۔ اور بعض راتوں میں تو نماز میں ایک ہی آیت بار بار پڑھ کر گزار دیتے وہ آیت یہ ہے **ان تعذبھم فانھم عبادک و ان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم** . (اگر تو ان کو عذاب دے تو تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو تو ہی غالب حکمت والا ہے) اور ہر آخری دوگانہ کو پہلے دوگانہ سے ہلکا کرتے۔ اور آخر عمر شریف میں بیٹھ کر ہی دوگانے پڑھے ہیں اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع وسجود بیٹھ کر ادا کرتے اور کبھی بیٹھ کر پڑھ رہے ہوتے اور جب قرأت کا حصہ ختم کے قریب ہوتا تو اٹھ کر کھڑے ہو کر پڑھتے اور رکوع کرتے اور سجدہ میں چلے جاتے۔ اور دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے یا دوسری رکعت کو مکمل ہی بیٹھ کر پڑھتے یا کھڑے ہو کر گزار دیتے۔

ترمذی میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی بیٹھ کر نماز نفل پڑھتے نہ دیکھا مگر قبل از وفات چند برسوں میں۔

اور صحیحین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ جب آخر عمر شریف میں گرانی رونما ہوئی تو اکثر اپنی رات کی نمازیں بیٹھ بیٹھ کر ادا فرماتے۔

marfat.com
Marfat.com

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز شب کو ہلکی دو رکعت سے شروع فرماتے اس کے بعد بتدریج طویل فرماتے جاتے۔

اور کیفیت قیام اور تعداد وکمیت رکعات میں متعدد روایتیں آئی ہیں اور عبادت کرنے والوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ ان اقسام وانواع میں ہمیشگی کرے اوران میں سے ہر ایک فعل کواوقات مختلفہ میں عمل میں لائے، یہی طریقہ سلوک اور اتباع سنت میں داخل وانسب ہے اور یہ تمام طریقے اور انواع احادیث صحاح میں مذکور ہیں۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کو کبھی اول شب میں ادا فرماتے اور کبھی آخر شب میں اور اکثر آخر شب میں ادا کرتے۔

جامع الاصول میں ترمذی سے حدیث مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وتر آخر عمر شریف میں جب کہ آپ نے اس جہان سے کوچ فرمایا سحر کے وقت تمام ہوا۔

اور ترمذی میں سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو خوف رکھتا ہے کہ آخر شب میں نہ اٹھ سکے گا اسے چاہیئے کہ اول شب میں (بعد نماز عشاء) ادا کرے اور سو جائے اور جو امید رکھتا ہے کہ آخر شب میں اٹھ جائے گا تو یقیناً آخر شب میں نماز مشہود ومحظوظ ہے اور یہ افضل ہے۔

اور بعض اصفیاء سے سنا گیا ہے کہ آخر شب میں وتر ادا کرنا قرب بارگاہ رب العزت جل وعلا میں بہت بلند مقام رکھتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غالب واکثر احوال یہ تھا کہ آپ وتر کو آخر شب میں طلوع صبح صادق سے پہلے ادا فرماتے۔ اور بعض اوقات اول شب یا درمیان شب میں ادا کرتے اور اس

marfat.com
Marfat.com

کے بعد تہجد کے لیے اٹھتے تو وتر کا اعادہ نہ فرماتے۔ترمذی میں حدیث ہے لا وتران فی لیلة . ایک رات میں دو وتر نہیں ہے۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت ہلکی گزارتے اور اس میں اذا زلزلت الارض اور قل یا ایھا الکافرون پڑھتے۔امام مالک ان دونوں رکعتوں کے منکر ہیں اور امام احمد فرماتے ہیں کہ میں اسے کرتا بھی نہیں اور نہ اس سے منع ہی کرتا ہوں۔اور علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بیان جواز کے لیے عمل کر کے بتایا اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے سنت فجر کی دو رکعتیں مراد ہیں۔اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دو رکعتیں وتر کی ہیں۔اور ایک حدیث میں مروی ہے کہ وتر کے بعد ان دو رکعتوں کا ادا کرنا قیام لیل کے قائم مقام ہوتا ہے۔یہ اس تقدیر پر ہوگا کہ کسی نے اول شب میں وتر پڑھ کر ان دو رکعتوں کو ادا کر لیا۔(مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

نماز تہجد

نماز تہجد،قیام لیل کی فرضیت پھر عام لوگوں سے اس کا نسخ اور نماز شب میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معمول اقدس سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

تہجد ابتدائے امر میں حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ اور حضور کی امت سب پر فرض تھا مگر بعد میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تو فرض ہی رہا اور امت کے لیے نفل ہو گیا۔

ابو جعفر طبری حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

امر صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بقیام اللیل و کتب علیه دون امته .

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قیام شب کا حکم تھا،حضور پر فرض تھا امت پر نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

طبرانی معجم اوسط اور بیہقی سنن میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

ثلث هن على فرائض و هن لكم سنة الوتر والسواك و قيام الليل .

تین چیزیں مجھ پر فرض اور تمھارے لیے سنت ہیں۔ وتر و مسواک و قیام شب۔

امام محی السنہ بغوی معالم میں فرماتے ہیں :

كانت صلاة الليل فريضة على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى الابتداء و على الامة ثم صار الوجوب منسوخا فى حق الامة و بقى فى حق النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم . اه ملخصا.

ابتدائے امر میں رات کی نماز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور امت پر فرض تھی پھر یہ وجوب تو امت کے حق میں منسوخ ہو گیا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں باقی رہا۔ (مولف)

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں

مختار آنست کہ از امت منسوخ شد بر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باقی ماند تا آخر عمر۔

صحیح یہ ہے کہ تہجد کا حکم امت سے منسوخ ہو گیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آخر عمر شریف تک باقی رہا۔ (مولف)

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے۔

ان الله عزوجل افترض قيام الليل فى اول هذه السورة فقام نبى الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و اصحابه حولا و امسك الله خاتمتها اثنى عشر شهرا فى السماء

marfat.com
Marfat.com

حتی انزل الله فی آخر هذه السورة التخفیف فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضة . رواه مسلم و ابو داؤد و النسائی .

بیشک اللہ عزوجل نے سورۂ مزمل کے ابتدائی حصے میں قیام لیل کو فرض فرمایا تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے ایک سال تک قیام فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے آخری حصے کو آسمان پر ہی ایک سال تک روک لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کی آخری آیتوں میں قیام کی تخفیف کا حکم فرمایا تو رات کا قیام فرض ہونے کے بعد اب نفل ہوگیا۔ اسے مسلم وابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ **(مولف)**

اسی حدیث میں لفظ ابی داؤد یوں ہیں :

قال (ای سعد بن ھشام) قلت حدثنی من قیام اللیل قالت الست تقراء یا ایھا المزمل قال قلت بلی قالت فان اول ھذه السورة نزلت فقام اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حتی انتفخت اقدامھم و حبس خاتمتھا فی السماء اثنی عشر شھرا ثم نزل آخرھا فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضة.

سعد بن ہشام نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ آپ قیام لیل کے بارے میں حدیث بیان کیجیے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا تم نے سورۂ مزمل نہیں پڑھی ہے؟ سعد نے کہا ہاں کیوں نہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس سورۂ کی ابتداء جب نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسا قیام کیا کہ ان کے قدم متورم ہوگئے پھر جب اس کی آخری آیتیں ایک سال کے بعد نازل ہوئیں تو قیام شب جو فرض تھا وہ نفل ہوگیا۔ **(مولف)**

صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے :

کملت صلاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی شھر رمضان و غیره ثلث عشر

marfat.com
Marfat.com

ركعة بالليل و منها ركعتا الفجر.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز شب رمضان وغیر رمضان میں تیرہ رکعات ہوتی تھیں ان ہی میں فجر کی دو رکعتیں بھی ہیں۔ (مولف)

صلاۃ لیل ہر وہ نماز نفل کہ بعد فرض عشا رات میں پڑھی جائے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ما كان بعد صلاة العشاء فهو من الليل .

جو نماز بعد عشاء پڑھی جائے وہ سب نماز شب ہے۔ اسے طبرانی نے ایاس بن معاویہ المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۵۵۔۴۵۶)

قدمان مبارک متورم ہو گئے

جامع صحیح امام بخاری میں ہے

ثنا زياد انه سمع المغيرة يقول قام النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حتى تورمت قدماه فقيل له قد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك و ما تأخر قال افلا اكون عبدا شكورا.

زیاد نے مغیرہ کو کہتے ہوئے سنا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اتنا قیام فرمایا کہ قدمان مبارک متورم ہو گئے تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب سے آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں تو حضور نے ارشاد فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها ان نبی الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یقوم من اللیل حتی تنفطر قدماه فقالت عائشة لم تصنع هذا یا رسول الله و قد غفر الله لک ما تقدم من ذنبک و ما تاخر قال افلا احب ان اکون عبدا شکورا . الحدیث.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب کو اس طرح قیام فرماتے تھے کہ قدمان مبارک شگافتہ ہو جاتے، حضرت عائشہ عرض کرتیں یا رسول اللہ! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیا ہے ارشاد فرمایا کیا مجھے یہ محبوب نہ ہو کہ عبد شکور ہو جاؤں۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ، ج۳، ص۴۶۰)

تہجد میں قرأت صحابہ

سنن ابی داؤد میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز تہجد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت پست آواز سے پڑھتے دیکھا، اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت بلند آواز سے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ کچھ ایک سورت سے پڑھا اور کچھ دوسری سورت سے لیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تینوں صاحبوں سے وجہ دریافت فرمائی۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی :

قد اسمعت من ناجیت.

یا رسول اللہ میں جس سے مناجات کرتا ہوں وہ اس پست آواز کو بھی سنتا ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی :

یا رسول الله اوقظ الوسنان و اطرد الشیطان.

marfat.com
Marfat.com

یارسول اللہ میں اس لیے اتنی آواز سے پڑھتا ہوں کہ اونگھتا جاگے اور شیطان بھاگے۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی :

کلام طیب یجمعه الله بعضه الی بعض .

یارسول اللہ قرآن مجید سب پاکیزہ کلام ہے کچھ یہاں سے اور کچھ وہاں سے میں ملا لیتا ہوں، ارادۂ الٰہیہ یوں ہی ہوتا ہے۔

فرمایا :

کلکم قد أصاب.

تم تینوں نے ٹھیک بات کی درست کام کیا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۸۱)

قنوت نازلہ

واقعۂ بیر معونہ میں ستر اصحاب شہید ہوئے اور جب ان کی شہادت کی خبر دربار رسالت میں پہنچی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت غم زدہ اور ملول ہوئے اور بہت کرب محسوس فرمایا یہاں تک کہ ایک ماہ تک اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس روز تک فجر کی نماز میں قنوت پڑھی۔ اور قبیلۂ رعل، وذکوان، عصیہ اور تمام قبائل نجد پر دعائے ہلاکت فرمائی۔

مسلم میں بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعائے ہلاکت میں قبیلۂ بنی لحیان کا ذکر بھی آیا ہے۔ بنی لحیان واقعہ بیر معونہ میں شریک نہیں ہیں بلکہ قضیۂ رجیع میں ہیں لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر بھی دعائے ہلاکت فرمائی اور انھیں کے ساتھ شامل کیا۔

marfat.com
Marfat.com

صاحب مواہب کہتے ہیں کہ سب کی خبریں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک ہی وقت میں پہنچیں، اس بناء پر ایک دعا میں تمام طوائف وقبائل کو شامل کرلیا۔ بخاری کی حدیث میں لحیان کا ذکر ہے اس کی توجیہ بھی یہی ہے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قنوت نازلہ سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

ابن حبان نے اپنی صحیح بالتقاسیم والانواع میں بطریق ابراہیم بن سعد عن الزہری عن سعید وابی سلمۃ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقنت فی الصبح الا ان یدعو لقوم او علی قوم .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے لیے ان کے فائدے کی دعا فرماتے یا کسی قوم پر ان کے نقصان کی دعا فرماتے۔

خطیب بغدادی نے کتاب القنوت میں بطریق محمد بن عبداللہ انصاری **ثنا سعید بن ابی عروبة عن قتادة** حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یقنت الا اذا دعا لقوم او دعا علی قوم .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے لیے یا کسی قوم پر دعا فرمانی ہوتی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۹۲۔ اجتناب العمال)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

قنوت فجر کے بارے میں ہمارے مشائخ کرام تصریح فرماتے ہیں کہ منسوخ ہے ولہٰذا حکم دیتے ہیں کہ حنفی اگر فجر میں شافعی کی اقتدا کرے قنوت میں اس کا اتباع نہ کرے کہ منسوخ میں پیروی نہیں۔ اس قدر پر تو کلمات علماء متفق ہیں۔

ہاں محل نظر یہ ہے کہ یہاں عموم نسخ ہے یا نسخ عموم۔

عموم نسخ یہ کہ نازلہ وبے نازلہ کسی حال میں قنوت فجر کی مشروعیت باقی نہیں عموماً نسخ ہوگیا۔

اور نسخ عموم یہ کہ نازلہ وبے نازلہ ہر حال میں عموماً قنوت کا پڑھا جانا، یہ منسوخ ہوا صرف بحالت نازلہ باقی رہا۔

نسخ عموم پر تو بہت احادیث صحیحہ دلیل ہیں جن کی تفصیل امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں افادہ فرمائی۔

اور مسند احمد وصحیح مسلم وسنن نسائی وابن ماجہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت شہرا یدعو علی احیاء من احیاء العرب ثم ترکہ .زاد ابن ماجۃ فی صلاۃ الصبح .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک نماز صبح میں قنوت پڑھی عرب کے کچھ قبیلوں پر دعائے ہلاکت فرماتے تھے پھر چھوڑ دی۔

اور صحاح ستہ میں بضمن حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ ترک کا سبب نزول آیہ کریمہ

marfat.com
Marfat.com

لیس لک من الامر شئ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظلمون. (یہ بات تمھارے ہاتھ نہیں یا انھیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں) ہے۔

یہاں دو طرف نظر جاتی ہے اگر معنی آیت مطلقاً ممانعت اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک فرمانا بر بنائے ارتفاع شریعت ہو یعنی فجر میں قنوت اصلاً مشروع نہ رہی تو عموم نسخ ثابت ہوگا اور اب قنوت نازلہ بھی منسوخ ٹھہرے گی۔

اور اگر معنی آیت ان خاص لوگوں پر دعائے ہلاک سے ممانعت ہو کہ ان میں بعض علم الٰہی میں مشرف باسلام ہونے والے تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک انھیں کے بارے میں ہو نہ مطلقاً تو صرف نسخ عموم ہی ثابت ہوگا اور قنوت نازلہ مشروع رہے گی۔

یہی دونوں نظریں امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر پھر ان کی تبعیت سے علامہ محقق حلبی نے شرح کبیر میں افادہ فرمائیں۔

ان دونوں کتابوں اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

و اذا ثبت النسخ و جب حمل الذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما زال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقنت فی الصبح حتی فارق الدنیا.

اما علی الغلط او علی طول القیام فانہ یقال علیہ ایضا او یحمل علی قنوت النوازل و یکون قولہ (ای قول انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم ترکہ، فی الحدیث الآخر) یعنی الدعاء علی اولئک القوم لا مطلقا.

اور جب نسخ ثابت ہوگیا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جانے تک نماز صبح میں قنوت پڑھتے رہے، کو محمول کیا جائے غلط پر یا طول قیام

marfat.com
Marfat.com

پر تو اس کو اسی پر بولا جائے گا یا قنوت نازلہ پر محمول کیا جائے گا اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول دوسری حدیث میں ہے کہ پھر حضور نے قنوت ترک فرمادی، تو اس کا مطلب یہ ہو جائے گا کہ اس قوم پر دعائے ہلاک مراد ہے مطلق نہیں۔ (مولف)

بطریق حماد بن سلیمان وابوحمزہ قصاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے

قال لم يقنت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في الصبح الا شهرا ثم تركه لم يقنت قبله و لا بعده .

و لفظ حماد لم ير قبل ذلك و لا بعده .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک نماز صبح میں قنوت پڑھی پھر ترک فرمادی نہ اس سے پہلے پڑھی نہ بعد میں۔ حماد کے لفظ میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کسی نے دیکھا نہ بعد میں۔ (مولف)

حدیث طارق اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارۂ انکار قنوت فجر (جس طرح معمول شافعیہ ہے) نسائی نے اس طرح روایت کی کہ

میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے قنوت نہ پڑھی وہ بدعت ہے۔

اور ترمذی وابن ماجہ نے یوں کہ :

ان کے صاحبزادے سعد ابو مالک نے ان سے پوچھا آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں کیا وہ فجر میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا نئی نکالی ہوئی ہے۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے :

marfat.com
Marfat.com

نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن القنوت فی الفجر.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت فجر سے منع فرمایا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷۔ اجتناب العمال)

قبائل کفار پر قنوت

حدیث میں ہے :

قنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شھرا علی عدۃ قبائل من الکفار.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک کافروں کے مختلف قبیلوں پر قنوت پڑھی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۱۰)

بخاری و مسلم صحیح میں اور نسائی سنن میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قنت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شھرا یدعو علی رعل و ذکوان.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ رعل و ذکوان پر دعائے ہلاک کے لیے ایک مہینہ تک قنوت پڑھی۔ (مولف)

بطریق معتمر مسلم کے لفظ یہ ہیں :

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شھرا بعد الرکوع فی صلاۃ الصبح یدعو علی رعل و ذکوان و یقول عصیۃ عصت اللہ و رسولہ.

marfat.com
Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلۂ رعل وذکوان پر دعائے ہلاک کے لیے ایک مہینہ فجر میں بعد رکوع قنوت پڑھی اور فرماتے کہ قبیلہ عصیہ نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مولف)

مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت بعد الرکعة فی صلوٰة شهرا اذا قال سمع الله لمن حمده یقول فی قنوته اللهم انج الولید بن الولید اللهم انج سلمة بن هشام نج عیاش بن ابی ربیعة اللهم نج المستضعفین من المومنین ، اللهم اشدد وطأتک علی مضر اللهم اجعلها علیهم سنین کسنی یوسف قال ابو هریرة ثم رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ترک الدعاء بعد فقلت اری رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ترک الدعاء لهم قال فقیل و ما تراهم قد قدموا.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ماہ تک نماز کے اندر جب رکوع کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو دعائے قنوت پڑھتے رہے، قنوت میں عرض کرتے اے اللہ ولید بن ولید کو نجات دے، سلمہ بن ہشام کو نجات دے، عیاش بن ابی ربیعہ اور ضعفا مومنین کو نجات دے، اے اللہ سختی کے ساتھ (قبائل) مضر کو پامال کردے اے اللہ ان پر ایسی قحط سالی مسلط فرما جیسی یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس کے بعد دعا ترک فرمادی۔ میں نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے دعا ترک فرمادی ہے۔ راوی نے کہا کہ ان سے کہا گیا کہ یہ جو دیکھ رہے ہو تو وہ لوگ اپنے کیے کو پہنچ گئے ہیں۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۱۲)

marfat.com
Marfat.com

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے۔

عن ابی هريرة ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم كان اذا رفع راسه من الركعة الاخرة يقول اللهم انج عياش بن ابی ربيعة اللهم انج سلمة بن هشام اللهم انج الوليد بن الوليد اللهم انج المستضعفين من المومنين ، اللهم اشدد وطأتک علی مضر اللهم اجعلها سنين كسنی يوسف و ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال غفار غفر الله لها و اسلم سالمها الله .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فجر کے آخری رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے، سلمہ بن ہشام کو نجات دے، ولید بن الولید کو اور ضعفائے مومنین کو نجات دے، اے اللہ مضر کو سختی کے ساتھ پامال کر دے اور انھیں قحط سالیوں میں مبتلا فرما جس طرح یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط ہوا تھا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قبیلہ) غفار کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور (قبیلہ) سالم کو سلامت رکھا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۰۲۔ اجتناب العمال)

رکوع سے پہلے قنوت

عن عبد الله عن امه انها قالت رأيت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قنت فی الوتر قبل الركوع . كما فی الميزان

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے دیکھا ہے۔ جیسا کہ میزان میں ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۳۷۔ منیر العین)

marfat.com
Marfat.com

قرأت نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرأت ترتیل وتفسیر کے ساتھ ایک ایک حرف صاف ہوتی تھی۔حروف مد میں مد کرتے اور آیت کے سرے پر وقف کرتے تھے چنانچہ پڑھتے الحمد للہ رب العالمین اور وقف فرماتے اس کے بعد پڑھتے الرحمن الرحیم وقف کرتے، اس کے بعد پڑھتے ملک یوم الدین اور وقف کرتے۔اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اسے وقف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورت کو ترتیل سے پڑھتے یہاں تک کہ وہ سورت اس سورت سے بھی بڑھ جاتی جو سورۃ اس سے دراز تر ہے۔اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوش آوازی اور خوش قرأت سے زیادہ کوئی دوسرا نہ تھا اور حضور اپنی قرأت میں تغنی یعنی لحن صوت کا بھی لحاظ فرماتے اور بسا اوقات اس سے آواز کو بلند فرماتے جیسا کہ فتح مکہ کے روز سورۂ انا فتحنا کی قرأت میں آواز کی خوش اسلوبی کا لحاظ فرمایا۔

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ترجیع کو تین الف سے تعبیر کیا ہے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ظاہر ہے کہ حضور کی ترجیع کا عمل یعنی آواز کو بڑھا بڑھا کر پڑھنا آپ کا اختیاری عمل تھا نہ کہ بطریق اضطرار اور اونٹنی کی جنبش سے، جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں۔اگر اونٹنی کی جنبش سے ہوتا تو حضرت عبداللہ بن مغفل اسے بیان نہ کرتے اور اس کی خبر نہ دیتے کہ لوگ اس میں آپ کی پیروی کرتے اور ترجیع کو فعل رسول کی طرف نسبت نہ کرتے اور یہ نہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ترجیع فرمائی جیسا کہ ظاہر ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

marfat.com
Marfat.com

زینوا القران باصواتکم .

یعنی اپنی خوش آوازی سے قرآن کو آرائش دو۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

لیس منا من لم یتغن بالقران

یعنی وہ ہم سے نہیں جس نے قرآن کو خوش آوازی سے نہ پڑھا۔

اور فرمایا کہ حق تعالیٰ کسی چیز کو ایسا نہیں سنتا اور متوجہ نہیں ہوتا جیسا کہ نبی کی خوش آواز سے پڑھنے کو سنتا اور متوجہ ہوتا ہے یعنی وہ جب قرآن کو خوش آوازی اور جہر سے پڑھتا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

لکل شیٔ حلیة و حلیة القرآن حسن الصوت.

یعنی ہر چیز کی ایک زیبائش ہے اور قرآن کی زیبائش خوش آوازی ہے۔

مروی ہے کہ ایک رات حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت توجہ سے سماعت فرمائی کیوں کہ وہ حد درجہ خوش آواز اور خوش خواں تھے ان کی مدح میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

اعطی مزمار من مزامیر آل داؤد

یعنی آل داؤد کے لحنوں میں سے ایک لحن انھیں عطا کیا گیا ہے۔

جب دن ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں اپنی سماعت فرمانے کی خبر دی، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا افسوس! اگر میں جانتا کہ یا رسول اللہ آپ سن رہے ہیں تو میں اس سے

marfat.com
Marfat.com

زیادہ تحسین وتزئین کے ساتھ پڑھتا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

ایک آیت چھوٹ گئی

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرأت قرآن اور اس کے طریقے کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

ابوداؤد وعبداللہ بن امام احمد زوائد مسند میں مسور بن یزید سے راوی:

قال صلی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فترک آیة فقال له رجل یا رسول الله آیة کذا و کذا قال فهلا اذکر تنیها .

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو ایک آیت چھوڑ دی (بعد نماز) ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ آیت تو اس طرح سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہیں یاد دلایا، یعنی لقمہ کیوں نہیں دیا۔ (مولف)

انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قراء فی الصلاة سورة المومنین فترک کلمة فلما فرغ قال الم یکن فیکم ابی قال بلی قال هلا فتحت علی .

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں سورۂ مومنین تلاوت فرمائی ایک کلمہ چھوٹ گیا تو بعد فراغت فرمایا کہ کیا تم میں ابی نہیں تھا؟ ابی نے عرض کیا کیوں نہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم نے مجھے لقمہ کیوں نہیں دیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۰۲)

حضور کی قرأت

امام ابوداؤد وغیرہ روایت کرتے ہیں:

marfat.com
Marfat.com

عن ام سلمة رضی الله تعالیٰ عنها نعتت قرأة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مفسرة حرفا حرفا الخ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرأت بہت عمدہ ہوتی اور ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ ہوتا۔ (مولف)

حدیث میں ہے

لا تنثروه نثر الدقل و لا تهذوه هذا الشعر قفوا عند عجائبه و حركوا به القلوب و لا يكن هم احد كم آخر السورة .

یعنی قرآن کو سوکھے چھوہاروں کی طرح نہ جھاڑو (جس طرح ڈالیاں ہلانے سے خشک کھجوریں جلد جلد جھڑ جھڑ پڑتی ہیں) اور شعر کی طرح سے گھاس نہ کاٹو، عجائب کے پاس ٹھہرتے جاؤ اور اپنے دلوں کو اس سے تدبر سے جنبش دو یہ نہ ہو کہ سورت شروع کی تو اب دھیان اسی میں لگا ہے کہ کہیں جلد اسے ختم کریں۔

اسے ابوبکر آجری نے کتاب حملۃ القرآن میں اور بغوی نے معالم التنزیل میں عبداللہ بن مسعود اور دیلمی نے حضرت ابن عباس سے اور عسکری نے کتاب المواعظ میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۱۰۳)

حضور بسم اللہ کو نماز میں آہستہ پڑھتے تھے

طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی :

ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم كان يسر بسم الله الرحمن الرحيم و ابا بكر و عمر و عثمان و عليا .

marfat.com
Marfat.com

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسم اللہ شریف آہستہ پڑھتے تھے۔

امام الائمہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وغیرہم ابن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،

قال سمعنی ابی و انا اقول بسم اللہ الرحمن الرحیم فقال ای بنی ایاک و الحدث قال و لم ار احد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان ابغض الیہ الحدث فی الاسلام یعنی منہ قال و صلیت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مع ابی بکر و مع عمر و مع عثمان فلم اسمع احدا منہم یقولہا فلا تقلہا انت اذا صلیت فقل الحمد للہ رب العالمین .

یعنی مجھے میرے باپ نے نماز میں بسم اللہ شریف پڑھتے سنا فرمایا اے میرے بیٹے بدعت سے بچ، ابن عبداللہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں ان سے زیادہ کسی کو اسلام میں نئی بات نکالنے کا دشمن نہ دیکھا انھوں نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر صدیق وعمر فاروق وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی کسی کو بسم اللہ شریف پڑھتے نہیں سنا تم بھی نہ کہو جب نماز پڑھو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرو۔

انھیں عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی امام کو بسم اللہ جہر سے پڑھتے سنا پکار کر فرمایا :

یا عبد اللہ انی صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم فلم اسمع احدا منہم یجہر بہا.

اے خدا کے بندے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم

marfat.com
Marfat.com

کے پیچھے نمازیں پڑھیں ان میں کسی کو بسم اللہ جہر سے پڑھتے نہ سنا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فتح میں روایت فرمایا۔

امام اعظم ابوحنیفہ وامام مالک وامام شافعی وامام احمد چاروں ائمہ مذہب۔

اور بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ چھوں ائمہ حدیث۔

اور دارمی وطحاوی وابن خزیمہ وابن حبان ودارقطنی وطبرانی وابویعلی وابن عدی وبیہقی وابونعیم وابن عبدالبر وغیرہم اکابر حفاظ واجلہ محدثین اپنی صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم میں باسانید کثیرہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں :

مسلم کے لفظ میں ہے :

صلیت خلف رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و خلف ابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منهم یقرء بسم الله الرحمن الرحیم

احمد ونسائی وابن حبان صحیح میں برشرط سند صحیح روایت کرتے ہیں جیسا کہ فتح میں افادہ فرمایا :

کانوا لا یجهرون ببسم الله الرحمن الرحیم

ابن خزیمہ وطبرانی اور ابونعیم کے لفظ میں ہے :

کانوا یسرون ببسم الله الرحمن الرحیم

ابن ماجہ کے لفظ یہ ہیں:

فکلهم یخفون بسم الله الرحمن الرحیم

ان روایات کا حاصل یہ کہ، میں نے حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر صدیق

marfat.com
Marfat.com

وعمر فاروق وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ان میں کسی کو بسم اللہ شریف پڑھتے نہ سنا، وہ بسم اللہ شریف کا جہر نہ فرماتے تھے، وہ بسم اللہ شریف آہستہ پڑھتے تھے۔

یہ وہ حدیث جلیل ہے جس کی تخریج پر چاروں ائمہ مذہب اور چھوں اصحاب صحاح متفق ہیں۔

امام اعظم و امام محمد و امام احمد و امام طحاوی و امام ابو عمر بن عبد البر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

الجهر بسم الله الرحمن الرحيم قراءة الاعراب.

بسم اللہ شریف آواز سے پڑھنی گنواروں کی قرأت ہے۔

نیز اسی جناب سے مروی ہوا :

لم يجهر النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بالبسملة حتى مات.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بسم اللہ شریف کا جہر نہ فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اسے فتح القدیر میں بیان کیا گیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۶۵۔ وصاف الرجیح)

قول انس رضی الله تعالیٰ عنه صليت خلف النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و ابي بكر و عمر و عثمان فكانوا يستفتحون بالحمد لله رب العالمين . رواه احمد و مسلم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق و عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے تو یہ سبھی حضرات سورۂ فاتحہ سے ابتدا فرماتے تھے۔ (نہ کہ بسم اللہ سے)۔ اسے امام احمد و مسلم نے روایت کیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۵۹، وصاف الرجیح)

marfat.com
Marfat.com

نزول بسم اللہ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یعرف فصل السور حتی ینزل علیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم . و ھو مذھب مالک و ابی حنیفة و الثوری و حکی عن احمد و غیرہ .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہونے سے قبل انفصال سورت معلوم نہ تھا۔ امام مالک و امام اعظم اور ثوری کا مذہب یہی ہے اور امام احمد وغیرہ سے یہی مروی ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۵۸۔ وصاف الرجیح)

جمع بین الصلوٰتین

جمع یعنی دو نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ جب زوال آفتاب سے پہلے کوچ کرنا واقع ہوتا تو ظہر کی نماز کو تاخیر کر دیتے یہاں تک کہ عصر کے وقت میں اقامت فرماتے تو ظہر و عصر کے درمیان جمع فرما دیتے، اسے جمع تاخیر کہتے ہیں اور اگر سفر شروع کرنے سے پہلے ظہر کا وقت داخل ہو جاتا تو اس صورت میں کبھی ظہر پڑھ کر سوار ہوتے بعد ازاں جب وقت عصر آتا تو اتر کر نماز عصر ادا کرتے، اس صورت میں جمع واقع نہیں ہوتا اور بعض اوقات ظہر کو عصر سے ملا دیتے اور دونوں کو ایک ساتھ پڑھتے اور اس وقت سوار ہوتے، اس کا جمع تقدیم نام رکھتے ہیں۔

اور مغرب و عشاء میں ایسا ہی ہوتا یعنی اگر قبل از غروب کوچ واقع ہوتا اور نماز مغرب کا وقت راہ میں آتا تو نماز مغرب میں تاخیر کرتے یہاں تک کہ نزول کے وقت مغرب و عشا ملا کر پڑھتے یہ جمع تاخیر

marfat.com
Marfat.com

ہے۔اور اگر کوچ سے پہلے مغرب کا وقت ہو جاتا تو مغرب وعشا دونوں کو جمع کر کے پڑھتے اور سوار ہو جاتے یہ جمع تقدیم ہے۔

احادیث میں ''جمع بین الصلوٰتین'' واقع ہوا ہے اور بعض حدیثوں میں مطلق ہے اور بعض میں مقید بحالت روانگی اور سفر۔اور بعض میں قطع مسافت کو جلد تر کرنے کی قید ہے اور یہی وہ محل ہے۔جس میں ان علماء کا اختلاف ہے جو جمع کے جواز کے قائل ہیں۔بعض علی الاطلاق قائل ہیں اور امام شافعی انھیں میں سے ہیں۔اور بعض حالت روانگی اور سفر میں مخصوص قرار دیتے ہیں نہ کہ نزول کی حالت میں اور کہتے ہیں کہ سفر میں جمع کی عادت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دائمی نہ تھی بلکہ جب سفر رواں دواں ہوتا تو جمع کرتے لیکن حالت نزول وقرار میں جمع مروی نہیں ہے اور بعض قطع مسافت میں جلدی کی صورت کے ساتھ مخصوص گردانتے ہیں۔

فتح الباری میں ہے کہ امام مالک سے یہی مشہور ہے، نیز بحالت عذر اور سفر کے ساتھ مخصوص قرار دیتے ہیں اور بعض جمع تاخیر کو جائز قرار دیتے ہیں اور جمع تقدیم کو ناجائز، اور یہ امام احمد سے مروی ہے نیز ان کے نزدیک بھی یہ بحالت سیر ہے مگر ان کے مذہب میں مشہور مطلقاً جواز ہے۔

اور فتح الباری میں ہے کہ امام مالک سے بھی جمع تاخیر کا جواز مروی ہے نہ کہ جمع تقدیم۔

اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مطلقاً جائز نہیں ہے ان کے قول کی وجہ یہ ہے کہ اوقات نماز تعیین قطعی ہے اور تواتر کے ساتھ ثابت ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔یہاں تک کہ وقت سے نماز کو تاخیر کرنا اور اس پر اسے مقدم کرنا کبائر میں سے شمار کرتے ہیں۔

امام محمد رحمہ اللہ اپنی موطا میں نقل کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے ہر طرف کے اپنے حکام کو خط لکھا اور انھیں منع فرمایا کہ وہ جمع بین الصلاتین

marfat.com
Marfat.com

ایک وقت میں نہ کریں اوران کوخبردار کیا کہ ایک وقت میں جمع بین الصلاتین کبائر میں سے ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ خبر ہمیں ثقہ علماء سے پہنچی ہے کہ انھوں نے ابن الحارث اور انھوں نے مکحول سے روایت کی ہے اور چوں کہ تعیین اوقات قطعی اور متواتر ہے لہٰذا خبر واحد اس کے معارض نہیں ہوسکتی۔

جمع بین الصلاتین سے مراد یہ ہے کہ پہلی نماز کو اتنا موخر کیا جائے کہ اسے اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور دوسری نماز میں اتنی تعجیل کی جائے کہ اسے اس کے شروع وقت میں پڑھا جائے۔ اور بعض اسے جمع صوری کا نام دیتے ہیں کیوں کہ یہ ظاہراً صورت میں تو جمع ہے مگر حقیقت و معنی میں جمع نہیں ہے اور یہی وہ صورت ہے جس پر احناف سفر میں جمع کا اطلاق کرتے ہیں۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ، ''حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین'' میں دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل نے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ارشادات سے ہر نماز فرض کا ایک خاص وقت جداگانہ مقرر فرمایا ہے کہ نہ اس سے پہلے نماز کی صحت نہ اس کے بعد تاخیر کی اجازت۔

ظہرین عرفہ وعشائین مزدلفہ کے سوا دو نمازوں کا قصداً ایک وقت میں جمع کرنا سفراً حضراً ہرگز کسی طرح جائز نہیں۔ قرآن مجید و احادیث صحاح سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی ممانعت پر شاہد عدل ہیں یہی صحابہ وتابعین اور ائمہ کا مذہب ہے۔

جمع کی دو صورتیں ہیں۔

جمع صوری، جمع حقیقی۔

جمع صوری یہ ہے کہ ایک نماز اس کے آخری وقت اور دوسری نماز اس کے وقت کی ابتداء میں پڑھی

marfat.com
Marfat.com

جائے اور یہ بالاتفاق جائز ہے۔

جمع حقیقی یہ ہے کہ دونمازیں ایک وقت میں ادا کی جائیں۔

اس کی بھی صورتیں ہیں۔

جمع تقدیم، جمع تاخیر۔

جمع تقدیم: مثلاً ظہر وعصر دونوں ظہر کے وقت میں پڑھی جائیں ایسی صورت میں عصر کی نماز نہیں ہوئی کیوں کہ اس کا وقت ہی شروع نہیں ہوا۔

جمع تاخیر: مثلاً دونوں عصر کے وقت میں پڑھی جائیں اس صورت میں ظہر قضا ہوگی نہ کہ ادا۔

ائمہ احناف کے نزدیک یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔

مغرب وعشاء کے درمیان جمع صوری

سنن ابوداؤد میں بسند صحیح ہے :

عن نافع و عبد الله بن واقد ان موذن ابن عمر قال الصلاة قال سرحتى اذا كان قبل غيوب الشفق نزل فصلى المغرب ثم انتظر حتى غاب الشفق فصلى العشاء ثم قال ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان اذا عجل به امر صنع مثل الذى صنعت فسار فى ذلك اليوم و الليلة مسيرة ثلث.

یعنی نافع وعبداللہ بن واقد دونوں تلامذہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مؤذن نے نماز کا تقاضا کیا فرمایا چلو یہاں تک کہ شفق ڈوبنے سے پہلے اتر کر مغرب پڑھی پھر انتظار فرمایا یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اس وقت عشاء پڑھی پھر فرمایا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

کو جب کوئی جلدی ہوتی تو ایسا ہی کرتے جیسا میں نے کیا ابن عمر نے اس دن رات میں تین رات دن کی راہ قطع کی۔

نسائی کی روایت بسند صحیح یوں ہے :

حدثنی نافع قال خرجت مع عبد الله بن عمر فی سفر یریدا رضاله فاتاه آت فقال ان صفیة بنت ابی عبید لما بها فانظر ان تدرکها فخرج مسرعا و معه رجل من قریش یسایره و غابت الشمس فلم یصل الصلوٰة و کان عهدی به و هو یحافظ علی الصلوٰة فلما ابطأ قلت الصلوٰة یرحمک الله فالتفت الی و مضی حتی اذا کان فی آخر الشفق نزل فصلی المغرب ثم اقام العشاء و قد تواری الشفق فصلی بنا ثم اقبل علینا فقال ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان اذا عجل به السیر صنع هکذا.

یعنی نافع فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر اپنی ایک زمین کو تشریف لیے جاتے تھے کسی نے آ کر کہا آپ کی زوجہ صفیہ بنت ابی عبید اپنے حال میں مشغول ہیں شاید ہی آپ انھیں زندہ پائیں یہ سن کر بہ سرعت چلے اور ان کے ساتھ ایک مرد قریشی تھا سورج ڈوب گیا اور نماز نہ پڑھی اور میں نے ہمیشہ ان کی عادت یہی پائی تھی کہ نماز کی محافظت فرماتے تھے جب دیر لگائی میں نے کہا نماز، خدا آپ پر رحم فرمائے میری طرف پھر کر دیکھا اور آگے روانہ ہوئے جب شفق کا اخیر حصہ رہا اتر کر مغرب پڑھی پھر عشا کی تکبیر اس حال میں کہی کہ شفق ڈوب چکی اس وقت عشا پڑھی پھر ہماری طرف منہ کر کے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی ایسا ہی کرتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۸۹، ۲۹۰۔ حاجز البحرین)

اور امام فقیہ ابو جعفر نے حج میں بلا واسطہ روایت کی :

اخبرنا نافع قال اقبلنا مع ابن عمر من مکة حتی اذا کان ببعض الطریق

marfat.com
Marfat.com

استصرخ علی زوجته فقیل له انها فی الموت فاسرع السیر و کان اذا نودی بالمغرب نزل مکانه فصلی فلما کان تلک اللیلة نودی بالمغرب فسار حتی امسینا فظننا انه نسی فقلنا الصلاۃ فسار حتی اذا کان الشفق قرب ان یغیب نزل فصلی المغرب و غاب الشفق فصلی العشاء ثم اقبل علینا فقال ھکذا کنا نصنع مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا جدبنا السیر.

یعنی امام نافع فرماتے ہیں راہ مکہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب شفق ڈوبنے کے قریب ہوئی اتر کر مغرب پڑھی اور شفق ڈوب گئی اب عشا پڑھی پھر ہماری طرف منہ کر کے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے تھے جب چلنے میں کوشش ہوتی تھی۔

امام اعظم کا فرمان

و ھکذا قال ابو حنیفة فی الجمع بین الصلاتین ان یصلی الاول منھما فی آخر وقتھا و الاخری فی اول وقتھا کما فعل عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما. رواہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم.

یعنی دو نمازیں جمع کرنے میں یہی طریقہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے کہ پہلے کو اس کے آخر وقت اور پچھلی کو اس کے اول وقت میں پڑھے۔ جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خود کیا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۹۱۔ حاجز البحرین)

جمع عشائین

نیز امام طحاوی نے اور طریق سے یوں روایت کی۔

marfat.com
Marfat.com

حتی اذا کان عند غیوبة الشفق فجمع بینهما و قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یصنع هکذا اذا جدبه السیر.

یعنی جب شفق ڈوبنے کے نزدیک ہوئی اتر کر دونوں نمازیں جمع کیں اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں ہی کرتے دیکھا جب حضور کو سفر میں جلدی ہوتی۔

اور صحیح بخاری ابواب التقصیر باب حل یوذن او یقیم اذا جمع بین المغرب والعشاء میں یوں ہے :

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا عجله السیر فی السفر یؤخر صلاة المغرب حتی یجمع بینهما و بین العشاء قال سالم و کان عبد اللہ یفعله اذا عجله السیر و یقیم المغرب فیصلیها ثلثا ثم یسلم ثم قلما یلبث حتی یقیم العشاء فیصلیها رکعتین. الحدیث.

اسی کے باب یصلی المغرب ثلثا فی السفر میں بطریق مذکور و کان عبد اللہ یفعله اذا عجله السیر تک روایت کر کے فرمایا۔

کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما یجمع بین المغرب و العشاء بالمزدلفة قال سالم و اخر ابن عمر المغرب و کان استصرخ علی امرأته صفیة بنت ابی عبید فقلت له الصلاة فقال سر فقلت له الصلاة قال سر حتی سار میلین او ثلثة ثم نزل فصلی ثم قال هکذا رایت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا اعجله السیر یوخر المغرب فیصلیها ثلثا ثم یسلم ثم قلما یلبث حتی یقیم العشاء فیصلبها رکعتین . الحدیث.

ان دونوں روایتوں کا حاصل یہ کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایام حج میں ذی الحجہ کی دسویں رات مزدلفہ میں مغرب و عشا جمع کر کے پڑھتے اور جب اپنی بی بی کی خبر گیری کو تشریف لے گئے تھے تو یوں کیا کہ

marfat.com
Marfat.com

مغرب کو آخر کیا میں نے کہا نماز، فرمایا چلو میں نے پھر کہا نماز، فرمایا چلو، دو تین میل چل کر اترے اور نماز پڑھی پھر فرمایا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سفر میں جلدی ہوتی ایسا ہی کرتے مغرب اخیر کر کے تین رکعت پڑھتے پھر سلام پھیر کر تھوڑی دیر انتظار فرماتے پھر عشاء کی اقامت فرما کر دو رکعت پڑھتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۹۲۔ حاجز البحرین)

نسائی کے یہاں یوں ہے:

اخبرنی محمد بن عبد الله بن بزیع حدثنا یزید بن زریع حدثنا کثیر بن قاروندا قال سالت سالم بن عبد الله عن صلاة ابیه فی السفر و سألناه هل کان یجمع بین شیء من صلاته فی سفره فذکر ان صفیة بنت ابی عبید کانت تحته فکتبت الیه و هو فی زراعة له انی فی اخر یوم من ایام الدنیا و یوم اول من الاخرة فرکب فاسرع السیر الیها حتی اذا حانت صلاة الظهر قال له المؤذن الصلاة یا ابا عبد الرحمن فلم یلتفت حتی اذا کان بین الصلاتین نزل فقال اقم فاذا سلمت فاقم فصلی ثم رکب حتی اذا غابت الشمس قال له المؤذن الصلاة فقال کفعلک فی صلاة الظهر و العصر ثم سار حتی اذا اشتبکت النجوم نزل ثم قال المؤذن اقم فاذا سلمت فاقم فصلی ثم انصرف فالتفت الینا فقال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا حضر احدکم الامر الذی یخاف فوته فلیصل هذه الصلاة .

خلاصہ یہ کہ جب صفیہ کا خط پہنچا کہ اب میرا دم واپسیں ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شتاباں چلے نماز کے لیے ایسے وقت اترے کہ ظہر کا وقت جانے کو تھا اور عصر کا وقت آنے کو اس وقت ظہر پڑھ کر عصر پڑھی اور مغرب کے لیے اس وقت اترے جب تارے خوب کھل آئے تھے (جس وقت تک بلا عذر مغرب میں دیر لگانی مکروہ ہے) اسے پڑھ کر عشا پڑھی اور کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کسی کو ایسی

marfat.com
Marfat.com

ضرورت پیش آئے جس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہوتو اس طرح نماز پڑھے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۲۹۳۔حاجز البحرین)

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

اس حدیث جلیل کے اتنے طرق کثیرہ ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سفر میں بحالت شتاب وضرورت جمع صوری فرمائی ہے اور یہی ائمہ کرام کا مذہب ہے۔

ابو داؤد اپنی سنن باب متی یتم السفر اور ابو بکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف میں بسند حسن جید متصل حضرت عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب وہ اپنے والد ماجد محمد بن عمر بن علی وہ اپنے والد ماجد عمر بن علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کرتے ہیں۔

ان علیا کان اذا سافر بعد ما تغرب الشمس حتی تکادان تظلم ثم ینزل فیصلی المغرب ثم یدعو بعشائه فیتعشی ثم یصلی العشاء ثم یرتحل و یقول ھکذا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یصنع.

یعنی امیر المومنین مولی المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی جب سفر فرماتے سورج ڈوبے پر چلتے رہتے یہاں تک کہ قریب ہوتا کہ تاریکی ہوجائے پھر اتر کر مغرب پڑھتے پھر کھانا منگا کر تناول فرماتے پھر عشا پڑھ کر کوچ کرتے اور کہتے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔

ظہر وعصر اور مغرب وعشاء میں جمع

امام اجل احمد بن حنبل مسند اور ابو بکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم مصنف میں بسند حسن بطریق

marfat.com
Marfat.com

اپنے شیخ وکیع بن الجراح کے اور امام طحاوی معانی الآثار میں بطریق حدثنا فهدثنا الحسن بن البشير ثنا المعافی بن عمران کلاهما عن مغيرة بن زياد الموصلى عن عطاء بن ابی رباح ام المومنين رضی الله تعالیٰ عنها سے راوی :

قالت كان رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم فی السفر یوخر الظهر و یقدم العصر و یؤخر المغرب و یقدم العشاء .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں ظہر کو دیر فرماتے عصر کو اول وقت پڑھتے مغرب کی تاخیر فرماتے عشاء کو اول وقت پڑھتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۹۴۔ حاجز البحرین)

احمد بخاری مسلم ابوداؤد و نسائی طحاوی وغیرہم بطریق عمرو بن دینار عن جابر بن زید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ یہ مسلم کے لفظ ہیں۔

قال صليت مع النبی صلى الله تعالیٰ علیه وسلم ثمانيا جمعا قلت يا ابا الشعثاء اظنه اخر الظهر و عجل العصر و اخر المغرب و عجل العشاء قال و انا اظن ذلک .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ پوری آٹھ رکعات اور پوری سات رکعات اکٹھی کر کے پڑھی ہیں میں نے کہا اے ابوشعثاء میں سمجھتا ہوں کہ ظہر کو موخر اور عصر میں عجلت فرمائی اور مغرب میں تاخیر اور عشاء میں عجلت کی ابوشعثاء نے کہا کہ مجھے بھی یہی گمان ہو رہا ہے۔ (مولف)

مالک احمد مسلم ابوداؤد و ترمذی نسائی طحاوی وغیرہم اسی جناب سے بطریق شتی والفاظ عدیدہ راوی :

عن ابن عباس قال صلى رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم الظهر و العصر جميعا بالمدينة فی غیر خوف و لا سفر قال ابو الزبير فسألت سعيدا لم فعل ذلک

marfat.com
Marfat.com

فقال سالت ابن عباس کما سألتنی فقال اراد ان لا یحرج احد من امته .

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر وعصر دونوں نمازیں ایک ساتھ مدینہ شریف میں بغیر کسی خوف اور غیر حالت سفر کے پڑھیں، ابوزبیر نے کہا کہ میں نے سعید سے سوال کیا کہ حضور نے ایسا کیوں کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے بھی ابن عباس سے تمھاری طرح سوال کیا تھا تو انھوں نے فرمایا تھا کہ حضور نے ایسا اس لیے کیا تھا تا کہ ان کی امت میں کوئی حرج میں نہ پڑ جائے۔ یعنی ظہر کی نماز اخیر وقت اور عصر کی نماز اول وقت میں ادا فرمائی۔ (مولف)

ترمذی بطریق حبیب بن ابی ثابت روایت کرتے ہیں

عن ابن عباس قال جمع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بین الظهر و العصر و المغرب و العشاء بالمدینة فی غیر خوف و لا مطر.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء مدینہ شریف میں بغیر کسی خوف وبارش کے جمع فرمائیں۔ یہ جمع صوری تھی نہ کہ جمع حقیقی۔ (مولف)

امام طحاوی کی روایت میں ہے :

عن ابن عباس فی غیر سفر و لا مطر.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دوسری روایت میں ہے کہ بغیر سفر و بارش کے جمع فرمائیں۔ (مولف)

نسائی کے لفظ یہ ہیں :

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال صلیت مع النبی صلی الله تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم بالمدینۃ ثمانیا جمعا و سبعا جمیعا اخر الظھر و عجل العصر و اخر المغرب و عجل العشاء.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ شریف میں نماز پڑھی آٹھ رکعات جمع کر کے اور سات رکعات جمع کر کے جن میں ظہر میں تاخیر اور عصر میں تعجیل اور مغرب میں تاخیر اور عشا میں تعجیل فرمائی۔ (مولف)

نسائی کی دوسری روایت میں یہ ہے

عن ابن عباس انہ صلی بالبصرۃ الاولی و العصر لیس بینھما شیء و المغرب و العشاء لیس بینھما شیء فعل ذلک من شغل و زعم ابن عباس انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمدینۃ الاولی و العصر ثمان سجدات لیس بینھما شیء.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ظہر و عصر اور مغرب و عشا بصرہ میں پڑھی جن کے درمیان کچھ نہیں تھا انھوں نے مشغولیت کی وجہ سے ایسا کیا، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ میں ظہر و عصر آٹھ رکعتیں پڑھیں جن کے مابین کچھ نہیں تھا۔ (مولف)

مسلم بطریق زبیر بن الخریت عبداللہ بن شقیق سے راوی :

ان التاخیر کان لاجل خطبۃ خطبھا.

عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے کہ یہ تاخیر خطبہ کی وجہ سے تھی۔ (مولف)

مسلم بطریق عمران بن حدیر روایت کرتے ہیں :

marfat.com
Marfat.com

عن ابن عباس فی القصة قال کنا نجمع بین الصلاتین علی عهد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو نمازوں کو جمع کر لیتے تھے۔ (مولف)

طحاوی میں یوں ہے :

قد کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ربما جمع بینهما بالمدینة.

کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ شریف میں دو نمازوں کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۱۰۔۳۱۱۔ حاجز البحرین)

عبدالرزاق مصنف میں بطریق عمرو بن شعیب راوی :

قال قال عبد الله جمع لنا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مقیما غیر مسافر بین الظهر و العصر و المغرب و العشاء فقال رجل لابن عمر لم تری النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فعل ذلک قال لان لا تحرج امته ان جمع رجل.

عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے لیے حالت اقامت میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء جمع فرمائیں ایک آدمی نے ابن عمر سے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا تو ابن عمر نے فرمایا کہ ان کی امت میں اگر کوئی آدمی ایسا کرے تو کوئی حرج میں نہ پڑ جائے۔ (مولف)

ابن جریر اس جناب سے بایں الفاظ راوی :

خرج علینا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فکان یوخر الظهر و یعجل

marfat.com
Marfat.com

العصر فجمع بینهما و یوخر المغرب و یعجل العشاء فجمع بینهما.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم میں تشریف لائے پھر ظہر میں تاخیر اور عصر میں تعجیل فرما کر دونوں کو جمع فرماتے تھے اور مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعجیل فرما کر دونوں کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۱۳۔ حاجز البحرین)

جمع بین المغرب والعشاء

طبرانی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یجمع بین المغرب و العشاء یوخر هذه فی آخر وقتها و یعجل هذه فی اول وقتها.

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مغرب وعشاء کو جمع فرماتے مغرب کو اس کے آخر وقت میں پڑھتے اور عشاء کو اس کے اول وقت میں۔

بخاری ومسلم ومالک ودارمی ونسائی وطحاوی وبیہقی بطریق سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم و مسلم ومالک ونسائی وطحاوی بطریق نافع۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجمع بین المغرب و العشاء اذا جد به السیر .

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر کی عجلت رہتی تو مغرب وعشا کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

بطریق سالم مسلم ونسائی کے لفظ میں ہے :

marfat.com
Marfat.com

رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا اعجله السیر فی السفر یؤخر صلاة المغرب حتی یجمع بینهما و بین صلاة العشاء .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر کی جلدی رہتی تو مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ جمع فرماتے تھے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۱۴۔ حاجز البحرین)

غزوۂ تبوک میں دو نمازوں کے درمیان جمع

بخاری تعلیقاً اور بیہقی موصولاً راوی

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یجمع بین صلاة الظهر و العصر اذا کان علی ظهر سیر و یجمع بین المغرب و العشاء و هو عند مسلم و آخرین بذکر غزوة تبوک .

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تو ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو جمع فرماتے۔ امام مسلم اور دوسروں کے نزدیک یہ غزوۂ تبوک کے ذکر میں ہے۔ (مولف)

ابن ماجہ بطریق ابراہیم بن اسماعیل راوی :

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما انه اخبرهم ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یجمع بین المغرب و العشاء فی السفر من غیر ان یعجله شیٔ و لا یطلبه عدو و لا یخاف شیئا.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر

marfat.com
Marfat.com

بحالت سفر اور بغیر طلب دشمن یا کسی خوف کے مغرب وعشاء کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

بخاری تعلیقاً و وصلاً وطحاوی وصلاً انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يجمع بين هاتين الصلاتين في السفر يعني المغرب و العشاء .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں مغرب وعشاء کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

مالک وشافعی ودارمی ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وطحاوی مطولاً ومختصراً معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

قال جمع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في غزوة تبوك بين الظهر و العصر و بين المغرب و العشاء قال فقلت ما حمله على ذلك قال فقال اراد ان لا يحرج امته . هذا لفظ مسلم في الصلاة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء جمع فرمائیں۔ راوی نے کہا میں نے کہا کہ حضور نے ایسا کیوں کیا فرمایا تاکہ ان کی امت میں کوئی حرج میں نہ پڑ جائے۔ (مولف)

امام مالک ومسلم کے طریق میں ہے :

خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عام غزوة تبوك فكان يجمع الصلاة فصلى الظهر و العصر جميعا و المغرب و العشاء جميعا حتى اذا كان يوما اخر الصلاة ثم خرج فصلى الظهر و العصر جميعا ثم دخل ثم خرج بعد ذلك فصلى المغرب و العشا جميعا الحديث بطوله .

marfat.com

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہم غزوۂ تبوک کے سال نکلے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازوں کو جمع فرماتے تھے تو ظہر وعصر ایک ساتھ اور مغرب وعشاء ایک ساتھ ادا فرمائیں جب دن ہوا تو نماز موخر فرمائی پھر تشریف لاکر ظہر وعصر ایک ساتھ پڑھیں پھر تشریف لے گئے اور تشریف لانے کے بعد مغرب وعشا کو ایک ساتھ ادا فرمایا۔ (مولف)

امام مالک بطریق داؤد بن الحصین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یجمع بین الظھر و العصر فی سفرہ الی تبوک .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر تبوک میں ظہر وعصر کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یجمع بین الصلاتین فی السفر .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت سفر میں دونمازوں کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۱۵، ۳۱۶۔ حاجز البحرین)

ایک روایت غریبہ شاذہ بطریق لیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل یوں آئی

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان فی غزوۃ تبوک اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظھر حتی یجمعھا الی العصر فیصلیھما جمیعا و اذا ارتحل بعد زیغ الشمس صلی الظھر و العصر ثم سار و کان اذا ارتحل قبل المغرب اخر المغرب حتی یصلیھا مع العشاء و اذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصلاھا مع

marfat.com
Marfat.com

المغرب . رواه احمد و ابو داؤد و الترمذی و ابن حبان و الحاکم و الدار قطنی والبیهقی .

زاد الترمذی بعد قوله اذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجل العصر الی الظهر وصلی الظهر و العصر جمیعا . الحدیث.

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر میں دیر کرتے یہاں تک کہ اسے عصر سے ملاتے تو دونوں کو ساتھ پڑھتے اور جب دو پہر کے بعد کوچ فرماتے تو عصر میں تعجیل کرتے اور ظہر وعصر ساتھ پڑھتے پھر چلتے اور جب مغرب سے پہلے کوچ کرتے مغرب میں تاخیر فرماتے یہاں تک کہ عشاء کے ساتھ پڑھتے اور مغرب کے بعد کوچ فرماتے تو عشاء میں تعجیل کرتے اسے مغرب کے ساتھ پڑھتے

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ غریب ہے معروف روایت ابی الزبیر ہے۔

عن معاذ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم جمع فی غزوة تبوک بین الظهر و العصر و بین المغرب و العشاء . رواه قرة بن خالد و سفین الثوری و مالک و غیر واحد عن ابی الزبیر المکی .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع فرمایا۔ اسے قرہ بن خالد سفیان ثوری اور مالک وغیرہ نے ابوالزبیر مکی سے روایت کیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۱۹۔ حاجز البحرین)

غزوۂ بنی المصطلق میں جمع نماز

احمد وابن ابی شیبہ بطریق حجاج بن ارطاۃ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

marfat.com
Marfat.com

قال جمع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بین الصلاتین فی غزوة بنی المصطلق .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ بنی المصطلق میں دونمازیں جمع فرمائیں۔ (مولف)

احمد بطریق ابن لھیعہ راوی

عن ابی الزبیر قال سألت جابرا رضی الله تعالیٰ عنه هل جمع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بین المغرب و العشاء قال نعم عام غزونا بنی المصطلق.

ابوزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کو جمع فرمایا ہے؟ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں غزوۂ بنی المصطلق کے سال جمع فرمائی ہیں۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۱۶۔۳۱۷۔ حاجز البحرین)

سفر میں جمع بین الصلاتین

ترمذی کی کتاب العلل میں ہے

عن اسامة بن زید رضی الله تعالیٰ عنهما قال کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا جدبه السیر جمع بین الظهر و العصر و المغرب و العشاء .

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب چلنے میں عجلت ہوتی تو ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

ابن ابی شیبہ بطریق ابن ابی لیلی اور ابوجعفر طحاوی بطریق ابوقیس اودی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں :

marfat.com
Marfat.com

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمع ، و لفظ الآخر کان یجمع بین الصلاتین فی السفر.

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں دونمازوں کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

طبرانی معجم کبیر واوسط میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین الظھر و العصر و المغرب و العشاء فقیل لہ فی ذلک فقال صنعت ذلک لئلا تحرج امتی .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء جمع فرمائیں تو اس کے بارے میں حضور سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایسا اس لیے کیا تاکہ میری امت حرج میں نہ پڑ جائے۔ (مولف)

طبرانی معجم اوسط میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی.

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یجمع بین الصلاتین فی السفر.

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں دونمازوں کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

مرسل و بلاغ مالک میں ہے :

عن علی بن حسین ھو ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم انہ کان یقول کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اراد ان یسیر یومہ جمع بین الظھر و العصر و اذا اراد ان یسیر لیلہ جمع بین المغرب و العشاء .

حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دن کو چلنے کا ارادہ فرماتے تو ظہر وعصر کو جمع فرماتے اور جب رات کو چلنے کا ارادہ فرماتے تو مغرب و

marfat.com

Marfat.com

عشاء کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۱۷۔ حاجز البحرین)

جمع صوری

نسائی میں یوں ہے :

عن ابن عباس بلفظ صليت مع النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم الظهر و العصر جميعا و المغرب و العشاء جميعا اخر الظهر و عجل العصر و اخر المغرب و عجل العشاء.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء پڑھیں تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کو موخر کیا اور عصر میں تعجیل فرمائی اور مغرب کو موخر کر کے عشاء میں عجلت فرمائی۔ (مولف)

ابن جریر روایت کرتے ہیں :

عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال خرج علينا رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فكان يؤخر الظهر و يعجل العصر فيجمع بينهما و يؤخر المغرب و يعجل العشاء فيجمع بينهما.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم میں تشریف فرما ہوئے تو ظہر کو موخر اور عصر میں جلدی کی اور دونوں کو جمع فرمایا اور مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعجیل کی اور دونوں کو جمع فرمایا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۲۳۔ حاجز البحرین)

صحیحین میں ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

خرج علينا النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم بالهاجرة الى البطحاء فتوضأ

marfat.com
Marfat.com

فصلی لنا الظهر و العصر.

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوپہر کے وقت بطحا تشریف لائے پھر وضو فرما کر ظہر و عصر دونوں ایک ساتھ پڑھائیں۔ (مولف)

بخاری کے لفظ یہ ہیں

خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالھاجرۃ فصلی بالبطحاء الظھر رکعتین و العصر رکعتین.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوپہر کے وقت تشریف لائے اور بطحا میں دو رکعت ظہر اور دو رکعت عصر پڑھائی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۲۴۔ حاجز البحرین)

سفر میں حضور نے نمازیں جمع فرمائیں

احمد و شافعی و عبدالرزاق و بیہقی راوی

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال الا اخبرکم عن صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السفر قلنا بلی قال کان اذا زاغت الشمس فی منزلہ جمع بین الظھر و العصر قبل ان یرکب و اذا لم تزغ لہ فی منزلہ سار حتی اذا کانت العصر نزل فجمع بین الظھر و العصر.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفر میں نماز پڑھنے کے بارے میں بتاؤں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب سورج ڈھل جاتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منزل میں قیام پذیر ہوتے تو سوار

marfat.com
Marfat.com

ہونے سے پہلے ظہر و عصر کو جمع فرماتے، اور جب سورج نہیں ڈھلتا تو چلتے رہتے یہاں تک کہ جب وقت عصر ہونے کو آتا تو اتر کر ظہر و عصر کو جمع فرماتے۔ (مولف)

امام شافعی کی روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں ہے

و فيه جمع بين الظهر و العصر في الزوال.

اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زوال کے وقت ظہر و عصر جمع فرمائیں۔ (مولف)

اس کی سند پر امام احمد رضا بریلوی نے کلام فرمایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ اس کا راوی ائمہ محدثین کے نزدیک متروک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۲۹، ۳۳۰۔ حاجز البحرین)

دار قطنی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی

قال كان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا ارتحل حين تزول الشمس جمع بين الظهر و العصر فاذا جدبه السير اخر الظهر و عجل العصر ثم جمع بينهما.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب زوال شمس کے وقت کوچ فرماتے تو ظہر و عصر کو جمع فرماتے پھر جب چلنے کی عجلت رہتی تو ظہر کو موخر اور عصر کی تعجیل کر کے دونوں کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

اس میں سوا عترت طاہرہ کے کوئی راوی ثقہ معروف نہیں۔ عمدۃ القاری میں فرمایا **لا يصح اسناده.**

حاکم نے اربعین میں بطریق ابی العباس انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

فان زاغت الشمس قبل ان يرتحل صلى الظهر و العصر ثم ركب.

فریابی نے بتفرد خود اسحاق بن راہویہ سے روایت کی۔

marfat.com
Marfat.com

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کان فی سفر فزالت الشمس صلی الظھر و العصر جمیعا ثم ارتحل .

اوسط طبرانی میں ہے، انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا کان فی سفر فزاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظھر و العصر جمیعا.

ان تینوں روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور کوچ کرنے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو سوار ہونے سے پہلے ظہر وعصر کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

روایت اسحاق پر امام ابو داؤد نے انکار کیا، اسماعیلی نے اسے معلول بتایا۔ جیسا کہ عمدۃ القاری وغیرہا میں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۳۳۱۔۳۳۲۔ حاجز البحرین)

جمع بین الصلاتین پر مزید چند روایات

روایت بخاری :

اخبرنی زید ھو ابن اسلم عن ابیہ قال کنت مع عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما بطریق مکۃ فبلغہ عن صفیۃ بنت ابی عبید شدۃ وجع فاسرع السیر حتی اذا کان بعد غروب الشفق ثم نزل فصلی المغرب و العتمۃ جمع بینھما فقال انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جد بہ السیر اخر المغرب و جمع بینھما.

زید نے اپنے باپ سے روایت کر کے کہا کہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ مکہ کی راہ میں تھا تو صفیہ بنت ابی عبید کی شدت مرض کی خبر پہنچی تو حضرت ابن عمر نے چلنے میں عجلت فرمائی یہاں تک کہ جب افق کی سرخی غائب ہوگئی تو اتر کر مغرب وعشا ایک ساتھ ادا فرمائی پھر فرمایا کہ میں نے رسول

marfat.com
Marfat.com

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب چلنے کی عجلت رہتی تو مغرب کو موخر فرماتے اور مغرب وعشاء دونوں کو جمع فرماتے۔ (مولف)

روایت مسلم

عن نافع ان ابن عمر كان اذا جد به السير جمع بين المغرب و العشاء بعد ان يغيب الشفق و يقول ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان اذا جدبه السير جمع بين المغرب و العشاء.

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب چلنے کی عجلت رہتی تو سرخی غائب ہونے کے بعد مغرب وعشاء کو جمع فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب چلنے کی عجلت رہتی تو مغرب وعشاء کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

روایت ابی داؤد

عن نافع ان ابن عمر استصرخ على صفية و هو بمكة فسار حتى غربت الشمس و بدت النجوم فقال ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان اذا عجل به امر فى السفر جمع بين هاتين الصلاتين فسار حتى غاب الشمس (الشفق) فنزل فجمع بينهما.

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مکہ میں تھے تو حضرت صفیہ کی فریادرسی کے لیے چلے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا اور ستارے چمکنے لگے تو فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں کسی معاملہ کی جلدی رہتی تو ان دونوں نمازوں کو جمع فرماتے تھے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سورج کا اجالا (شفق) غائب ہونے تک چلتے رہتے پھر اتر کر دونوں نمازوں کو جمع فرماتے

marfat.com
Marfat.com

تھے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۳۷۔ حاجز البحرین)

روایت طحاوی :

ان ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما استصرخ علی صفية بنت ابی عبيد وهو بمكة فاقبل الی المدينة فسار حتى غربت الشمس و بدت النجوم و كان رجل يصحبه يقول الصلاة الصلاة و قال له سالم الصلاة فقال ان رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم كان اذا عجل به السير فی سفر جمع بين هاتين الصلاتين و انی اريد ان اجمع بينهما فسار حتى غاب الشفق ثم نزل فجمع بينهما.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مکہ میں تھے صفیہ بنت ابی عبید کی فریاد رسی کے لیے مدینہ کو چل پڑے تو غروب ضیائے شمس اور ستارے چمکنے تک چلتے رہے اور ان کے ساتھ ایک آدمی تھا جو کہہ رہا تھا نماز، نماز اور سالم نے بھی ان کو کہا کہ نماز، تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں چلنے کی عجلت رہتی تو ان دونوں (مغرب وعشاء) نمازوں کو جمع فرماتے تھے اور میں بھی دونوں نمازوں کو جمع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرخی کے غائب ہونے تک چلتے رہے پھر اتر کے دونوں کو جمع فرمایا۔ (مولف)

روایت ابی داؤد :

حدثنی عبد الله بن دينار قال غابت الشمس و انا عند عبد الله بن عمر فسرنا فلما رأيناه قدامسى قلنا الصلاة فسار حتى غاب الشفق و تصوبت النجوم ثم انه نزل فصلى الصلاتين جميعا ثم قال رأيت رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم اذا جده السير صلى صلاتی هذه يقول يجمع بينهما بعد ليل .

marfat.com
Marfat.com

عبداللہ بن دینار نے کہا کہ سورج غروب ہوتے وقت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا جب چلے تو دیکھا کہ شام ہونے کو ہے ہم نے کہا نماز، پھر بھی غروب شفق اور ستارے چمکنے تک چلتے رہے پھر اتر کر دونوں نمازیں پڑھیں اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب چلنے کی جلدی رہتی یہ دونوں نمازیں یعنی مغرب وعشاء ایک ساتھ ادا فرماتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک رات کے بعد دونوں کو جمع فرماتے۔ (مولف)

روایت ترمذی :

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما انه استغیث علی بعض اھله فجدبه السیر و اخر المغرب حتی غاب الشفق ثم نزل فجمع بینھما ثم اخبرھم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان یفعل ذلک اذا جدبه السیر.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بعض اہل کی فریاد رسی کے لیے چلنے میں عجلت کی اور مغرب کو غروب شفق تک موخر فرمایا پھر اتر کر دونوں نمازیں یعنی مغرب وعشاء جمع فرمائیں اس کے بعد اصحاب کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب عجلت رہتی تو ایسا ہی کرتے تھے۔ (مولف)

روایت نسائی :

عن اسمٰعیل بن عبد الرحمن شیخ من قریش قال صحبت ابن عمر الی الحمی فلما غربت الشمس ھبت ان اقول له الصلاة فسار حتی ذھب بیاض الافق و فحمة العشاء ثم نزل فصلی المغرب ثلث رکعات ثم صلی رکعتین علی اثرھما قال ھکذا رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یفعل.

قریش کے ایک شیخ اسماعیل بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں چراگاہ تک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے

marfat.com
Marfat.com

ساتھ رہا جب سورج غروب ہوگیا تو میں نے ان کو کہنا چاہا کہ نماز پھر افق کی سفیدی اور عشاء کی سیاہی جانے تک چلتے رہے پھر اتر کر مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعت پڑھ کر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۳۸۔ حاجز البحرین)

یہی حدیث اسی طریق مذکور سفیان سے امام طحاوی نے یوں روایت فرمائی :

عن اسمعيل بن ابى ذويب قال كنت مع ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما فلما غربت الشمس هبنا ان نقول الصلاة فسار حتى ذهبت فحمة العشاء و رأينا بياض الافق فنزل فصلى ثلثا المغرب و العشاء و قال هكذا رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يفعل .

اسماعیل بن ابی ذویب نے کہا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ تھا اور جب سورج غروب ہوگیا تو ہم نے کہنا چاہا کہ نماز، مگر وہ چلتے رہے یہاں تک کہ عشاء کی سیاہی چلی گئی اور ہم نے افق کی سفیدی دیکھی تو اتر کر اس وقت مغرب کی تین رکعتیں اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اور کہا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۴۸۔ حاجز البحرین)

حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مروی بطریق عقیل بن خالد عن ابن شہاب عن انس، جس کے ایک لفظ میں ہے کہ ظہر کو وقت عصر تک تاخیر فرماتے۔

بخاری و مسلم وابوداؤد و نسائی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

عن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا ارتحل

marfat.com
Marfat.com

قبل ان تزیغ الشمس اخر الظهر الی وقت العصر ثم یجمع بینهما و اذا زاغت صلی الظهر ثم رکب.

قتیبہ کے لفظ یہ ہیں:

ثم نزل فجمع بینهما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظهر ثم رکب.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب زوال شمس سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر کو وقت عصر تک موخر فرما کر دونوں کو جمع فرماتے اور جب کوچ سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر پڑھ کر سوار ہوتے۔ (مولف)

دوسرے لفظ میں ہے، **وفیه اخر الظهر حتی یدخل اول وقت العصر ثم یجمع بینهما.**

ظہر کو موخر فرماتے یہاں تک کہ عصر کا اول وقت داخل ہوتا پھر جمع کرتے۔

تیسرے لفظ میں یہ لفظ زائد ہے :

و فیه یوخر المغرب حتی یجمع بینهما و بین العشاء حین یغیب الشفق.

مغرب کو تاخیر کرتے یہاں تک کہ شفق ڈوبنے کے وقت اسے اور عشا کو ملاتے یا انھیں جمع فرماتے کہ شفق ڈوب جاتی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۵۱۔ حاجز البحرین)

مقام سرف میں جمع نماز

سنن ابوداؤد و سنن نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم غابت له الشمس بمکة فجمع بینهما بسرف. (زاد نعیم) یعنی الصلاة.

marfat.com
Marfat.com

موطأ کے لفظ میں ہے :

غابت الشمس و رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بمكة فجمع بين الصلاتين بسرف

قال ابو داؤد عن هشام بن سعد قال بينهما عشرة اميال يعني بين مكة و سرف.

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں آفتاب ڈوبا پس مغرب وعشاء موضع سرف میں جمع فرمائیں۔ابوداؤد نے ہشام بن سعد سے نقل کی کہ مکہ وسرف میں دس میل کا فاصلہ ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۳۶۸۔حاجز البحرین)

مزدلفہ میں جمع بین الصلاتین

صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی ومصنف طحاوی میں بطریق عدیدہ والفاظ مجملہ و مفصلہ مختصرہ ومطولہ مروی

بخاری کے لفظ یہ ہیں :

عن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنه قال ما رأيت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم صلی صلاة لغير ميقاتها الا صلاتين جمع بين المغرب و العشاء و صلی الفجر قبل ميقاتها.

مسلم کے لفظ یہ ہیں :

عن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنه قال ما رأيت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم صلی صلاة الا لميقاتها الا صلاتين صلاة المغرب و العشاء بجمع و صلی الفجر

marfat.com
Marfat.com

یومئذ قبل میقاتها.

ایک روایت میں ہے: **قبل وقتها بغلس**

یعنی حضرت حاضر سفر وحضر ومصاحب وملازم جلوت وخلوت سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سابقین اولین فی الاسلام وملازمین خاص حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے تھے بوجہ کمال قرب بارگاہ اہل بیت رسالت سے سمجھے جاتے اور سفر وحضر میں خدمت والا منزلت بستر گستری ومسواک ومطہرہ داری وکفش برداری محبوب باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معزز وممتاز رہتے ارشاد فرماتے ہیں میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز اس کے غیر وقت میں پڑھی ہو مگر دو نمازیں کہ ایک ان میں سے نماز مغرب ہے جسے مزدلفہ میں عشا کے وقت پڑھا تھا اور وہاں فجر بھی روز کے معمولی وقت سے پیشتر تاریکی میں پڑھی۔

سنن ابی داؤد میں ہے:

عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال ما جمع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بین المغرب و العشاء قط فی السفر الا مرة .

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی سفر میں مغرب وعشا ملا کر نہ پڑھی سوا ایک بار کے۔

ظاہر ہے کہ وہ بار وہی سفر حجۃ الوداع ہے کہ شب نہم ذی الحجہ مزدلفہ میں جمع فرمائی جس پر سب کا اتفاق ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۹۱، ۳۹۲۔ حاجز البحرین)

سنن نسائی کتاب المناسک باب الجمع بین الظہر والعصر بعرفہ، میں ہے

marfat.com
Marfat.com

عن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنه قال کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یصلی الصلاۃ لوقتھا الا بجمع و عرفات.

یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز اس کے وقت ہی میں پڑھتے مگر مزدلفہ وعرفات میں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۰۲۔ حاجز البحرین)

نسائی کتاب المناسک باب جمع الصلاۃ بالمزدلفہ، میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم جمع بین المغرب و العشاء بجمع.

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو جمع فرماتے تھے۔ (مؤلف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۰۲۔ حاجز البحرین)

جمعہ

جمعہ اسلامی نام ہے اس بناء پر کہ اس دن نماز کے لیے اجتماع ہوتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اس دن کو عروبہ کہتے تھے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ عروبہ جاہلیت میں اس کا قدیمی نام ہے۔ نیز جاہلیت سے اسے جمعہ کے ساتھ بدل دیا گیا کیوں کہ اس دن میں اجتماع آفرینش ہے یا اس بنا پر کہ اس میں آدم علیہ السلام کی پیدائش تمام ہوئی اور روح وجسم کو جمع کیا گیا، اسی طرح ہفتہ کے تمام دنوں کو بدل دیا گیا۔

فائدہ

قدیم زمانہ میں ہفتہ کے نام یہ تھے

اول، اہون، جبار، دبار، مونس، عروبہ، شبار۔

marfat.com
Marfat.com

روز جمعہ

جمعہ کا دن زمانہ جاہلیت میں شرافت و بزرگی رکھتا تھا اور اسلام میں دیگر امتیازی خصائص وفضائل کے ساتھ موسوم ہوا۔ اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے والوں کو جمعہ کے دن سے گمراہ رکھا۔ اس سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں۔ کیوں کہ یہودیوں کے لیے سبت یعنی شنبہ کا دن اور نصاریٰ کے لیے یکشنبہ یعنی اتوار تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہمیں لایا اور مسلمانوں کو پیدا فرمایا تو ہمیں روز جمعہ کی راہ دکھائی۔

اور یہود ونصاریٰ کے روز جمعہ سے گمراہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انھیں اس دن عبادت کرنے اور اس دن عبادت کے ذریعہ شکر ونعمت بجالانے کے لیے مجتمع ہونے کا حکم دیا تو انھوں نے مخالفت کی اور تمرد وسرکشی کا مظاہرہ کیا اور انکار کی زبان کھولی اور اس کے بدلے شنبہ کو یہودی چاہنے لگے اور یہ سبب بتانے لگے کہ یہ دن انتہائے آفرینش کا ہے اور صانع کا آفرینش کی مشغولیت سے فارغ ہونے کا دن ہے لہٰذا مخلوق کو بھی چاہیئے کہ مشاغل سے یکسو ہو کر عبادت میں مصروف ہوں۔

اور نصاریٰ باتیں بنانے لگے کہ اتوار آفرینش کی ابتدا کا دن ہے۔ لہٰذا یہ دن تعظیم شکر ونعمت اور قبولیت عبادت کے لیے زیادہ سزاوار ہے۔ اور اکثر اس کے قائل کہ جمعہ کا دن ان پر معین کر کے فرض نہیں کیا گیا تھا بلکہ انھیں کسی ایک دن کے اختیار کر لینے اور عبادت کے لیے مخصوص کر لینے کا حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے فکر واجتہاد سے کام لے کر تلاش کریں کہ یہ دن کون سا ہونا چاہیئے۔ لہٰذا یہود نے شنبہ کو اور نصاریٰ نے اتوار کو مذکورہ علت وسبب کے تحت دریافت کیا۔

اسی قیاس کے بموجب مسلمانوں کو جمعہ کے دن کی ہدایت دینے اور راہ دکھانے کے بارے میں بھی دو قول کہے گئے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

ایک یہ کہ مسلمانوں پر جمعہ کا دن فرض کیا گیا اور اس کا انھیں حکم دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعة فاسعوا إلی ذکر الله .

اے ایمان والو جب جمعہ کی نماز کے لیے اذان ہو تو اللہ کے ذکر کی طرف سعی کرو۔

تو حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی اور گمراہ نہ رکھا اور تمرد و سرکشی میں انھوں نے زبان انکار نہ کھولی اور اسباب وعلل کے لحاظ سے غور و فکر اور اجتہاد کرنے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی اور اصابت فکر عنایت فرمائی۔

اہل علم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عبادت کے لیے پیدا فرمایا اور جب ان کی تخلیق جمعہ کے دن ہے تو اولیٰ اور انسب ہے کہ یہی دن عبادت کے لیے بھی ہو۔

نیز حق تعالیٰ نے باقی دنوں میں ان چیزوں کو پیدا فرمایا جن سے وہ متنفع ہوں اور جمعہ کے دن خود ان کی ذات کو پیدا کیا لہٰذا نعمت وجود کا شکر بہ نسبت ان نعمتوں کے جو ان کی ذات سے خارج ہیں اولیٰ، افضل ہے۔ اور ظاہر اس جگہ پہلے معنی ہیں۔ بلکہ یہود و نصاریٰ کے باب میں بھی۔

لیکن ابن حجر شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور اس کا حکم قرآن میں نازل ہونے سے پہلے جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ جب کہ یہود و نصاریٰ کا ایک ایک دن خاص ہے جس میں وہ ہر ہفتہ جمع ہوتے ہیں تو ہم بھی عبادت کے لیے ہر ہفتہ ایک دن خاص کرتے ہیں تا کہ ہم اس دن جمع ہو کر حق تبارک و تعالیٰ کا ذکر کریں، نماز پڑھیں اور شکر عبادت کے آداب بجالائیں تو اس کے لیے انھوں نے یوم عروبہ کو جس کا قدیمی نام روز جمعہ ہے متعین کیا اگر چہ ان خصوصیات کے ساتھ نہ تھا جو نماز کے بارے میں قرآن کریم میں

marfat.com
Marfat.com

خصوصیات نازل ہوئیں۔

اوس بن اوس کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارے تمام دنوں میں سب سے بہتر دن جمعہ کا ہے اور یہ حدیث بتاتی ہے کہ افاضل ایام بہت ہیں مثلاً یوم عرفہ، یوم عیدین وغیرہ اور روز جمعہ بھی انھیں دنوں میں سے ایک دن ہے۔

علماء کا اختلاف ہے کہ روز جمعہ اور روز عرفہ میں کونسا دن افضل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہفتہ کے دنوں میں روز جمعہ افضل ہے اور سال کے دنوں میں روز عرفہ، یہ بات بغیر غور وفکر کے حاصل نہیں ہوتی۔

اسی طرح شب قدر اور شب جمعہ میں علماء اختلاف رکھتے ہیں، امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شب جمعہ افضل ہے، اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلب حضرت عبد اللہ سے رحم آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں جمعہ کی رات ہی میں تشریف لائے اور ایام منیٰ میں تھے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ تمام دنوں کا سردار یوم جمعہ ہے اسی دن خلق عالم جمع ہوئی اور اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور جمعہ کے دن ہی انھیں جنت میں داخل کیا گیا اور جمعہ کے دن انھیں جنت سے زمین پر لایا گیا اور جمعہ کے دن ہی حضرت آدم علیہ السلام نے وفات پائی۔ اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن مخلوق بے ہوش ہوگی۔

ان واقعات کے بیان کرنے کا مقصد اس دن میں امور عظیمہ کے ہونے کا تذکرہ ہے یا اس بناء پر کہ حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے باہر آنا اور ان کا اس عالم میں تشریف لانا بے شمار حکمتوں پر مبنی ہے جن کا احاطہ دائرہ امکان سے باہر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

یوم جمعہ کے خصائص

روز جمعہ کے خصائص وفضائل بہت ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس گھڑی میں بندہ خدا سے جو مانگے گا پائے گا۔

صحابہ وتابعین اور بعد کے علماء کے درمیان اس گھڑی کے بارے میں دو مختلف قول ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ گھڑی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ کرامت نشان کی خصوصیات میں سے تھی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد یہ مرفوع ہوگئی۔ یہ قول مردود ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن وہ گھڑی جس میں دعا مقبول ہوتی تھی اٹھالی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا جو ایسا کہتا ہے جھوٹ ہے وہ گھڑی اب بھی روز جمعہ میں موجود ہے۔ یہ دوسرا قول ہے اور یہی صحیح ہے۔

مطلب یہ کہ جس طرح سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں وہ گھڑی تھی اب بھی وہ گھڑی باقی ہے۔

نیز اس قول میں دو رائے ہیں

ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ اس گھڑی کو روز جمعہ میں پوشیدہ اور مخفی رکھا گیا ہے جس طرح کہ شب قدر کو اخیر عشرۂ رمضان المبارک میں رکھا گیا۔

اور اکثر اس کے قائل ہیں کہ یہ گھڑی متعین ہے۔ اس میں تیئس ۲۳ سے زیادہ اقوال ہیں جسے شیخ ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری میں ہر ایک قائل کے نام کے ساتھ ان کے قول کا ذکر کیا ہے اور اس کے دلائل بیان کیے ہیں اور ان کی تصحیح، تضعیف، رفع اور توقف کو بیان کر کے باہم تطبیق ظاہر کی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ان میں سب سے زیادہ راجح دوقول ہیں

پہلا قول یہ ہے کہ وہ گھڑی منبر پر امام کے بیٹھنے سے نماز کے مکمل ہونے تک ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس دن کی آخری گھڑی ہے (یعنی نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک)

اس کے بعد دونوں قولوں کے درمیان ترجیح میں بھی علماء کے دوقول ہیں۔

اکثر دوسرے قول کو ترجیح دیتے ہیں اور اس قول کی تقویت و تائید میں احادیث کریمہ سے استدلال کرتے ہیں۔

صاحب سفر السعادۃ فرماتے ہیں کہ سنن سعید بن منصور میں باسناد صحیح ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت مجتمع ہوئی اور اس گھڑی کی تعیین میں بحث کرنے لگی اور جب یہ مجلس برخاست ہوئی تو کسی ایک نے اس میں اختلاف نہ کیا کہ وہ گھڑی جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے۔

اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنے خادم کو مقرر کیا کہ روز جمعہ کی آخری گھڑی کا خیال رکھیں اور آخر ساعت کی انھیں خبر دیں اور جب انھیں باخبر کیا گیا تو وہ دعا میں مشغول ہوگئیں۔

روز آخرت یوم جمعہ کی فضیلت

جمعہ کا دن دنیا و آخرت میں بڑی عظمت و شرافت والا دن ہے، آخرت میں اس کی عظمت و شرافت میں ایک ایسی حدیث ہے جو فوائد شریفہ اور حقائق عظیمہ پر مشتمل وارد شدہ ہے کیوں کہ وہ حدیث ان لوگوں کی کیفیت پر دلالت کرتی ہے جو جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور انھیں انوار شہود اور عظمت و جلال حق سبحانہ و تعالیٰ سے ایک پرتو حاصل ہوتا ہے اور یہ ایک نمونہ ہے اس چیز کا جو انھیں روز

marfat.com
Marfat.com

آخرت، قرب پروردگار اور دیدار حق سبحانہ وتعالیٰ حاصل ہوگا اور اس حدیث کو امام شافعی اور دیگر ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے وہ یہ کہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام اس حال میں آئے کہ ان کے پاس ایک سفید آئینہ ہے اور اس میں ایک سیاہ نقطہ تھا میں نے کہا اے جبریل یہ سفید آئینہ کیسا ہے اور اس میں سیاہ نقطہ کیسا ہے؟

جبریل نے کہا یہ آئینہ تمام دنوں سے روز جمعہ کی مثال ہے جو صفا و نورانیت کے ساتھ مخصوص ہے اور اس میں جو نقطہ ہے یہ وہ گھڑی ہے جو روز جمعہ میں ہے اور یہ تمام اجزاء میں باعتبار اس کے امتیاز کے ہے کیوں کہ سفیدی پر سیاہی خوب روشن و واضح ہوتی ہے۔ (اسی لیے کتابت یعنی تحریر کے لیے تمام رنگوں میں سیاہی کو اختیار کیا گیا ہے۔)

اور جبریل نے کہا روز جمعہ کا نام "یوم المزید" ہے۔ میں نے دریافت کیا یوم المزید کا کیا مطلب ہے اور جمعہ کا یوم المزید کس لیے نام رکھا گیا ہے؟

جبریل نے کہا فردوس میں جو کہ جنت کے درجوں میں اعلیٰ درجہ ہے۔ ایک کشادہ میدان پیدا کیا گیا ہے جس کے طول و عرض کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اس میں مشک کے ٹیلے ہیں جن کی سربلندیاں آسمانوں تک پہنچی ہوئی ہیں اور جب جمعہ کا دن آتا ہے تو حق تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے جس قدر فرشتوں کو چاہے وہاں بھیجتا ہے۔ اور اس کشادہ میدان کے گرد نور کے منبر ہیں اور ان منبروں پر انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام جلوہ افروز ہیں اور ان نوری منبروں کے گرد سونے سے مرصع یاقوت و زبرجد کے اور منبر ہیں جن پر شہدا و صدیقین ان نوری منبروں کے پیچھے بیٹھے ہیں۔

اس کے بعد حق تعالیٰ ان مشکوں کو ان کے لباسوں، چادروں اور بالوں میں بساتا ہے پھر حق تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

فرماتا ہے میں تمھارا رب ہوں میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دیا اور تمھیں جنت میں لے آیا اب تم مانگو جو مانگنا چاہو میں تمھیں عطا فرماؤں گا وہ عرض کریں گے اے رب ہم تیری ہی رضا چاہتے ہیں اس پر حق تعالیٰ فرمائے گا اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تمھیں اپنے محل یعنی جنت میں نہ ٹھہراتا تم مجھ سے اس سے بالاتر چیز اور اس سے زیادہ مانگو اور میرے پاس ہر چیز میں بلند چیز ہے کیوں کہ میری نعمتیں اور میرا درجات فضل بے نہایت و بے اندازہ ہے۔

اور آج کا دن یوم مزید ہے اس پر سب یک زبان ہو کر عرض کریں گے اے رب اب ہمیں وجہ کریم کا جلوہ دکھا تاکہ ہم دیدار کریں اور چشم سر سے عیاں طور پر دیکھیں کیوں کہ تمام مقاصد و مطالب کی نہایت و منتہا یہی ہے اس سے بالاتر اور کوئی مطلوب نہیں ہے، اس کے بعد کسی سوال کی گنجائش نہیں۔

اس کے بعد حق تبارک و تعالیٰ ان پر تجلی فرمائے گا اور خود کو بے حجاب دکھائے گا پھر ان کو اپنے نظر جمال و جلال سے حق سبحانہ و تعالیٰ کو کوئی چیز ڈھانپ لے گی کیوں کہ اگر اس پر حق تبارک و تعالیٰ کی یہ تقدیر حاصل نہ ہوتی کہ ان کو نہ جلائے اور وہ جنت میں باقی رہیں اس لیے کہ وہ جگہ فنا و زوال کی نہیں ہے تو یقیناً وہ سب جل کر خاکستر ہو جاتے پھر جب وہ سب دیدار باری تعالیٰ سے مشرف اور اس کے نور جمال سے منور ہو جائیں گے تو حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا اب تم سب اپنی اپنی منزلوں میں جاؤ یہ ارشاد بھی بندوں پر لطف و مہربانی میں سے ہے اس لیے کہ ہمیشہ بارگاہ رب العزت میں ہونا اور نوادرات کریم میں مستغرق ہونا ان کی تاب و تواں سے باہر ہے۔

وہ سب اپنی اپنی منزلوں میں چلے جائیں گے اور اپنے اپنے حال پر آجائیں گے اور پردہائے صفات میں جو کہ اس کی رویت کا مقام و محل ہے اور وہ جنت کی نعمتیں ہیں مشاہدہ کریں گے اور دوسری تجلی کے لیے مستعد و مستحق ہوں گے دونوں صورتوں میں مشہود ایک ہی ہے یعنی ذات باری تبارک و تعالیٰ۔ البتہ شہود

marfat.com
Marfat.com

کی کیفیت میں فرق وتفاوت ہے اس کے بعد وہ اپنی منزلوں میں آ جائیں گے حالاں کہ ان میں سے ہر ایک کو اس مقام سے بلند تر مقام دیا گیا ہوگا جو وقت تجلی سے پہلے انھیں حاصل تھا۔

مطلب یہ کہ جنت میں ان کے حسن و جمال اور نورانیت کو دوبالا کر دیا جائے گا کیوں کہ وہ جمال صفات ہے اور یہ جمال نور ذات ہے پھر وہ اپنے حال پر آتے ہیں حالاں کہ یہ مرد، عورتوں سے اور یہ عورتیں ،مردوں سے پوشیدہ ہوں گے اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے بھی نہ دیکھ سکیں گے۔ اس بناء پر کہ ان کو نور ذات حق نے جو کہ ان پر تاباں ہوا تھا ان کے نوروں پر ڈھانپا ہوا ہوگا۔

ان حضرات کو اپنے حال پر آتے آتے ایک زمانہ گزر جائے گا پھر کہیں وہ اس غلبہ سے رجوع ہو کر اپنی ان صورتوں پر آئیں گے جو اس سے پہلے ان کی تھی ایک دوسرے کو دیکھیں گے اور پہچانیں گے۔ ان کی عورتیں ان سے کہیں گی تمھاری صورتیں ہمارے سامنے بدل گئیں تھیں اور وہ اگلی صورت اور ہیئت نہ رہی تھی اور اب تو اور ہی صورت ہو گئی ہے۔

مطلب یہ کہ ایسا حسن و جمال تم پہلے تو نہ رکھتے تھے اب یہ کہاں سے تمھیں حاصل ہو گیا، وہ مرد کہیں گے یہ حسن و جمال اس بنا پر ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ نے اپنے جمال سے ہم پر تجلی فرمائی تھی اور ہم نے جس طرح اس نے چاہا دیدار باری تعالیٰ کیا۔

اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں قسم ہے ذات باری تعالیٰ کی بلا شبہ کسی نے نہ اس ذات باری تعالیٰ کا احاطہ کیا ہے اور نہ اس کا ادراک کیا اور نہ مخلوق میں سے کوئی اس کی کنہ ذات تک پہنچ سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت وجلال کو جس طرح چاہا ان کو دکھایا اور فرمایا ذات باری تعالیٰ پر نظر کرنے کے معنی یہی ہیں۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

marfat.com
Marfat.com

جمعہ کی فرضیت

جمعہ کے احکام وفرضیت کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

حدیث میں ہے، ان الجمعة فرضت علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و هو بمکة قبل الهجرة کما اخرجه الطبرانی عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قبل ہجرت مکہ میں جمعہ فرض ہوا۔

فلم یکن اقامتها من اجل الکفار فلما هاجر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و من هاجر معه من اصحابه الی المدینة لبث رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی بنی عمرو بن عوف بضع اربعة عشر ایام و لم یصل الجمعة .

یعنی غلبہ کفار کے سبب سے مکے میں جمعہ قائم نہیں ہوا پھر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بعض صحابہ نے حضور کے ہمراہ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ کے قریب یعنی قبا میں عمرو بن عوف کے خاندان میں تقریباً چودہ دن ٹھہرے اور جمعہ کی نماز نہیں پڑھی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۳۸)

مکہ میں جمعہ کے فرض ہونے کی خبر غریب ومرجوح ہے صحیح یہ ہے کہ بعد ہجرت سال اول بنی سالم میں فرض ہوا۔

فی شرح الموطا للزرقانی الایة (یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله) مدنیة فتدل علی انها فرضت بالمدینة و علیه الأكثر.

و قال الشیخ ابو حامد فرضت بمکة ، قال الحافظ و هو غریب.

marfat.com
Marfat.com

زرقانی کی شرح موطا میں ہے کہ آیت جمعہ مدنیہ ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جمعہ مدینہ منورہ میں فرض ہوا اور اسی پر اکثر مشائخ ہیں۔
اور شیخ ابو حامد نے کہا کہ جمعہ مکہ مکرمہ میں فرض ہوا۔ حافظ نے کہا کہ یہ غریب ہے۔ (مولف)

پہلا جمعہ

و فی شرح الموطا للزرقانی انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی سفر الهجرة لما خرج من قبا یوم الجمعة حین ارتفع النهار ادرکته الجمعة فی بنی سالم بن عوف فصلاها بمسجد هم فسمی مسجد الجمعة و هی اول جمعة صلاها صلی الله تعالیٰ علیه وسلم . ذکره ابن اسحق.

امام زرقانی کی شرح موطا میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر ہجرت میں قبا سے جمعہ کے دن اس وقت تشریف لے چلے جب دن کچھ بلند ہو چکا تھا تو بنی سالم میں جمعہ کا وقت ہو گیا۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد بنی سالم میں نماز جمعہ پڑھی، ان لوگوں نے اس مسجد کا نام "مسجد جمعہ" رکھ دیا اور یہی سب سے پہلا جمعہ ہے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ادا فرمایا۔ (مولف)
(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۸۸)

جمعہ کی تاکید

مسلم صحیح میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لقوم یتخلفون عن الجمعة لقد هممت ان آمر رجلا یصلی بالناس ثم احرق علی رجال یتخلفون عن الجمعة بیوتهم.

marfat.com
Marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے فرمایا جو لوگ جمعہ سے غائب رہتے ہیں جی میں آتا ہے کہ کسی کو امامت کے لیے فرماؤں پھر ان لوگوں پر ان کے گھروں کو جلا دوں جو لوگ جمعہ میں حاضر نہیں رہتے ہیں۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۳۳۶۔القلادۃ المرصعۃ)

ساعت جمعہ

صحیح مسلم شریف میں بروایت حضرت ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے در بارۂ ساعت جمعہ فرمایا

ھی ما بین ان یجلس الامام الیٰ ان تقضی الصلاۃ .

وہ امام کے جلوس سے نماز ختم ہونے تک ہے۔

دوسری حدیث میں آیا حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے فرمایا شروع خطبہ سے ختم خطبہ تک ہے۔اسے ابن عبد البر نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

انھیں ابن عمر و ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی کہ خروج امام سے ختم نماز تک ہے۔یوں ہی امام عامر شعبی تابعی سے منقول ہے۔اسے ابن جریر الطبری نے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۶۳۷۔رعایۃ المذھبین)

قرأت جمعہ

جمعہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ دوسری میں سورۂ منافقون،اور کبھی پہلی میں سبح اسمک ربک الاعلیٰ اور دوسری میں ھل اتک حدیث الغاشیۃ ثابت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۷۷۰)

marfat.com
Marfat.com

سرورِ کونین کے خطبات

نبی و رسول چوں کہ دین کے داعی اور شریعت وملت کے مبلغ ہوتے ہیں اور تعلیم شریعت اور تلقین دین کا بہترین ذریعہ خطبہ اور وعظ ہی ہے اس لیے ہر نبی و رسول کا خطیب اور واعظ ہونا ضروریات ولوازم نبوت میں ہے یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنی رسالت سے سرفراز فرما کر فرعون کے پاس بھیجا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس وقت یہ دعا مانگی کہ

رب اشرح لی صدری و یسرلی امری و احلل عقدۃ من لسانی یفقھو قولی.

اے میرے رب میرا سینہ کھول دے میرے لیے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ لوگ میری بات سمجھیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چوں کہ تمام رسولوں کے سردار اور سب نبیوں کے خاتم ہیں اس لیے خداوند قدوس نے آپ کو خطابت وتقریر میں ایسا بے مثل کمال عطا فرمایا کہ آپ افصح العرب (تمام عرب میں سب سے بڑھ کر فصیح) ہوئے اور آپ کو جوامع الکلم کا معجزہ بخشا گیا کہ آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ میں معانی ومطالب کا سمندر موجیں مارتا ہوا نظر آتا ہے اور آپ کے جوش تکلم کی تاثیرات سے سامعین کے دلوں کی دنیا میں انقلاب عظیم پیدا ہو جاتا تھا۔

چنانچہ جمعہ وعیدین کے خطبوں کے سوا سینکڑوں مواقع پر آپ نے ایسے ایسے فصیح وبلیغ خطبات اور موثر مواعظ ارشاد فرمائے کہ فصحائے عرب حیران رہ گئے اور ان خطبوں کے اثرات وتاثیرات سے بڑے بڑے سنگ دلوں کے دل موم کی طرح پگھل گئے اور دم زدن میں ان کے قلوب کی دنیا ہی بدل گئی۔

چوں کہ آپ مختلف حیثیتوں کے جامع تھے اس لیے آپ کی یہ مختلف حیثیات آپ کے خطبات کے طرز بیان پر اثر انداز ہوا کرتی تھیں۔ آپ ایک دین کے داعی بھی تھے، فاتح بھی تھے، امیر لشکر بھی تھے، مصلح

marfat.com
Marfat.com

قوم بھی تھے، فرماں روا بھی تھے۔ اس لیے ان حیثیتوں کے لحاظ سے آپ کے خطبات میں قسم قسم کا زور بیان اور طرح طرح کا جوش کلام ہوا کرتا تھا۔ جوش بیان کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات خطبہ کے دوران میں آپ کی آنکھیں سرخ اور آواز بہت ہی بلند ہو جاتی تھی اور جلال نبوت کے جذبات سے آپ کے چہرۂ انور پر غضب کے آثار نمودار ہو جاتے تھے۔ بار بار انگلیوں کو اٹھا اٹھا کر اشارہ فرماتے تھے گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی لشکر کو للکار رہے ہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے پر جوش خطبہ اور تقریر کے جوش وخروش کی بہترین تصویر کھینچتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے سنا آپ فرمار ہے تھے کہ خداوند جبار آسمانوں اور زمین کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا پھر فرمائے گا کہ میں جبار ہوں، میں بادشاہ ہوں،، کہاں ہیں جبار لوگ؟ کدھر ہیں متکبرین؟ یہ فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی مٹھی بند کر لیتے، کبھی مٹھی کھول دیتے اور آپ کا جسم اقدس (جوش میں) کبھی دائیں کبھی بائیں جھک جاتا، یہاں تک کہ میں نے یہ دیکھا کہ منبر کا نچلا حصہ بھی اس قدر ہل رہا تھا کہ میں (اپنے دل میں) یہ کہنے لگا کہ کہیں یہ منبر آپ کو لے کر گر تو نہیں پڑے گا۔

آپ نے منبر پر، زمین پر، اونٹ کی پیٹھ پر کھڑے ہو کر جیسا موقعہ پیش آیا خطبہ دیا ہے کبھی کبھی آپ نے طویل خطبات بھی دیے لیکن عام طور پر آپ کے خطبات بہت مختصر مگر جامع ہوتے تھے، میدان جنگ میں آپ کمان پر ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے اور مسجدوں میں جمعہ کا خطبہ پڑھتے وقت دست مبارک میں عصا ہوتا تھا۔

آپ کے خطبوں کے اثرات کا یہ عالم ہوتا تھا کہ بعض مرتبہ سخت سے سخت اشتعال انگیز موقعوں پر

marfat.com
Marfat.com

آپ کے چند جملے محبت کا دریا بہا دیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن آپ نے ایسا اثر انگیز اور ولولہ خیز خطبہ پڑھا کہ میں نے کبھی ایسا خطبہ نہیں سنا تھا، درمیان خطبہ میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ، زبان مبارک سے اس جملہ کا نکلنا تھا کہ سامعین کا یہ حال ہو گیا کہ لوگ کپڑوں میں منہ چھپا چھپا کر زار و قطار رونے لگے۔

خطبہ جمعہ

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ کے لیے منبر پر تشریف لاتے تو حضرت بلال آپ کے سامنے اذان شروع کر دیتے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں صرف یہی اذان تھی اور اسی طرح حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں رہی۔

جب دور خلافت حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیا اور لوگوں کی کثرت اور ان کا ازدحام بڑھا تو دوسری اذان کا، اس اذان سے پہلے جو خطیب کے سامنے ہوتی ہے حکم دیا اور یہ اذان زوراء پر جو کہ مدینہ طیبہ کے بازار میں مسجد کے باہر ایک مقام کا نام ہے دی جاتی۔

حضور کا طرز خطبہ

اور جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دیتے تو حاضرین کے شوق کی زیادتی اور خطبہ کے سننے میں مبالغہ کرنے کی بنا پر حضور کی آواز مبارک اس حد تک بلند ہو جاتی کہ ابتداء کی بہ نسبت آپ کی آنکھیں سرخ اور عظمت و جلال کے انوار کی تابانیوں سے مجلیٰ ہو جاتیں اور تبلیغ کی چمک دمک کا ظہور اور اقدار میں آپ کا جوش اس حد تک سخت ہو جاتا کہ گویا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لشکر کو ڈراتے، دھمکاتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ صبحکم و مساکم کہ تمھاری صبح و شام ہونے والی ہے۔

اور لشکر کو ڈرانا اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ لشکر کو کسی قوم کی خبر سے ڈرایا جاتا ہے کہ فلاں قوم کا

marfat.com
Marfat.com

لشکران پر حملہ کرنا ہی چاہتا ہے اور خبردار کیا جاتا ہے کہ صبح کے وقت تم پر حملہ کر کے تاخت و تاراج کرنے والا ہے یا بوقت شام حملہ آور ہوتا ہے اور شبخون مارتا ہے۔

اس کے بعد فرماتے اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ . و فی روایۃ و کل ضلالۃ فی النار .

اس لیے ''اما بعد'' کا کلمہ خطبہ میں حمد وثنا کے بعد کہنا مسنون ہے۔

خطبہ دینے میں کمان یا عصا پر ٹیک لگاتے اور تلوار و نیزہ ہاتھ میں نہ پکڑتے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جب میدان جنگ میں خطبہ دیتے تو کمان اور تلوار پر ٹیک لگاتے تھے اور خطبہ جمعہ میں عصا پر۔

اور بعض روایات فقہیہ حنفیہ میں ہے کہ تلوار یا عصا پر ٹیک لگانا مکروہ ہے مگر صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے کیوں کہ سنت میں وارد ہوا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ ہر اس شہر میں جس کو غلبہ و جنگ سے فتح فرمایا ہے جیسے مکہ معظمہ وغیرہ وہاں ہتھیاروں پر ٹیک لگاتے تھے۔ اور جہاں صلح کے ساتھ جیسے مدینہ منورہ میں تو وہاں عصا پر ٹیک لگاتے تھے۔

صاحب سفر السعادۃ فرماتے ہیں کہ کمان یا عصا پر ٹیک لگانا منبر شریف بنائے جانے سے پہلے تھا، لیکن منبر بن جانے کے بعد محفوظ نہیں ہے کہ کس چیز سے ٹیک لگاتے تھے نہ کمان سے اور نہ عصا وغیرہ سے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ کو مختصر کہتے، مطلب یہ کہ نماز کی نسبت سے خطبہ مختصر کرتے اور نماز کو بہت بہ نسبت خطبہ کے طویل فرماتے، ورنہ مسلم و ترمذی میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز معتدل ہوتی تھی نہ طویل نہ مختصر۔ اور ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ حضور کی نماز اور حضور کا خطبہ درمیانہ ہوتا تھا۔ اور فرماتے کہ آدمی کا نماز کو دراز کرنا اور اپنے خطبہ کو مختصر کرنا اس کی سمجھ اور دانشوری کی نشانی ہے۔

مانا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وعظ و نصیحت میں ایک حرف کافی ہے خصوصاً نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے کیوں کہ آپ مصدر جوامع الکلم اور مظہر غرائب حکم ہیں۔ آدمی کو چاہیئے کہ طاعت وعبادت میں کوشش کرے اور اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ کرنے میں مشغول رہے۔

اور جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد شریف میں داخل ہوتے تو حاضرین کو سلام فرماتے اور جب منبر شریف پر تشریف فرما ہوتے تو چہرۂ انور لوگوں کے سامنے کرتے اور دوسری مرتبہ پھر سلام کرتے اس کے بعد منبر پر بیٹھتے اور اگر خطبہ کے دوران کوئی ضرورت لاحق ہوتی یا کوئی سائل سوال کرتا تو خطبہ کو قطع کر کے ضرورت پوری کرتے یا سائل کا جواب مرحمت فرماتے اس کے بعد خطبہ کو مکمل فرماتے۔ جب آپ ملاحظہ کرتے کہ امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما گرتے پڑتے آرہے ہیں تو منبر شریف سے اتر کر ان کو اٹھا لیتے۔

اسی طرح ایک سائل آیا اس نے دین اسلام کے بارے میں پوچھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر شریف سے اتر کر کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور اسے تعلیم فرمائی، اس کے بعد پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ کو تمام فرمایا، اور اگر کسی محتاج وفقیر کو لوگوں کے مجمع میں ملاحظہ فرماتے تو حاضرین کو صدقہ وخیرات دینے کی ترغیب دیتے اور اسے کچھ عطا فرماتے مثلاً کپڑا اور روپے وغیرہ۔

علماء نے ان باتوں کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا ہے۔

اور جب تمام جماعت حاضر ہوتی تو اگر گھر میں تشریف فرما ہوتے تو خطبہ کے لیے حجرہ شریف

marfat.com
Marfat.com

سے باہر تشریف لاتے اور اگر مسجد میں ہوتے تو صف سے نکل کر منبر شریف پر تشریف لاتے اس وقت آپ تنہا ہوتے اور کوئی خادم آپ کے آگے نہ ہوتا۔ جیسا کہ آج لوگوں میں رائج و متعارف ہے اور حرمین شریفین وغیرہما میں خطبہ جمعہ یا خطبہ عیدین کے لیے جماعت کثیرہ کے ساتھ شان و شوکت سے نکلتے ہیں لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے کوئی ہٹو بچو کہنے والا نہ ہوتا تھا۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول، سیرت مصطفیٰ)

اذان خطبہ

جمعہ کے دن اذان خطبہ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں یہ (خطبہ کی) اذان مسجد سے باہر دروازے پر ہوتی تھی۔ سنن ابی داؤد شریف جلد اول، ص ۱۵۶ میں ہے

عن السائب بن یزد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد و ابی بکر و عمر .

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں۔

اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لیے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۸۹)

ایک اور سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

marfat.com
Marfat.com

زمانۂ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صرف ایک اذان ہوتی تھی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوتے حضور کے سامنے مواجہہ اقدس میں مسجد کریم کے دروازہ پر۔

زمانۂ اقدس میں مسجد شریف کے تین دروازے تھے

ایک مشرق کو جو حجرۂ شریفہ کے متصل تھا۔ جس میں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے اس کی سمت پر باب جبریل ہے۔

دوسرا مغرب میں جس کی سمت پر اب باب الرحمۃ ہے

تیسرا شمال میں جو خاص محاذی منبر اطہر تھا۔

صحیح بخاری شریف میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

دخل رجل یوم الجمعة من باب کان وجاه المنبر و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قائم یخطب فاستقبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قائما فقال یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الحدیث.

جمعہ کے دن ایک شخص اس دروازے سے داخل ہوا جو منبر کے سامنے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اس شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالت قیام میں حضور کا سامنا کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ۔ الحدیث (مولف)

اس دروازے پر اذان جمعہ ہوتی تھی کہ منبر کے سامنے بھی ہوئی اور مسجد سے باہر بھی۔

زمانۂ صدیق اکبر و عمر فاروق و ابتدائے خلافت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں یہی ایک اذان

marfat.com
Marfat.com

ہوتی رہی جب لوگوں کی کثرت ہوئی اور شتابی حاضری میں قدرے کسل واقع ہوا، امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اذان شروع خطبہ سے پہلے بازار میں دلوانی شروع کی۔

مسجد کے اندر اذان کا ہونا ائمہ نے منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے اور خلاف سنت ہے یہ زمانۂ اقدس میں تھا نہ زمانۂ خلفائے راشدین نہ کسی صحابی کی خلافت میں، نہ تحقیق معلوم کہ یہ بدعت کب سے ایجا ہوئی نہ ہمارے ذمہ اس کا جاننا ضرور۔ بعض کہتے ہیں کہ ہشام بن عبدالملک مروانی بادشاہ ظالم کی ایجاد ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۹۵)

یہی مضمون ایک اور مقام پر اس طرح ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مسجد کے اندر اذان دلوانا کبھی ایک بار کا بھی ثابت نہیں جو لوگ اس کا دعویٰ کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر افترا کرتے ہیں۔

ہشام سے بھی اس اذان کا مسجد کے اندر دلوانا ہرگز ثابت نہیں البتہ پہلی اذان کی نسبت بعض نے لکھا ہے کہ اسے ہشام مسجد کی طرف منتقل کر لایا اور اس کے بھی یہ معنی نہیں کہ مسجد کے اندر دلوائی بلکہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں پہلی اذان دلواتے تھے ہشام نے مسجد کے منارہ پر دلوائی۔

رہی یہ دوسری اذان خطبہ اس کی نسبت تصریح ہے کہ ہشام نے کچھ اس میں تغیر نہ کیا اسی حالت پر باقی رکھی جیسے زمانۂ رسالت و زمانۂ خلافت میں تھی۔

امام محمد بن عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مواہب شریف جلد ہفتم طبع مصر ۴۳۵ میں فرماتے ہیں :

marfat.com
Marfat.com

لما کان عثمن امر بالاذان قبله علی الزوراء ثم نقله هشام الی المسجد ای امر بفعله فیه و جعل الاخر الذی بعد جلوس الخطیب علی المنبر بین یدیہ بمعنی انه ابقاه بالمکان الذی یفعل فیه فلم یغیره بخلاف ما کان بالزوراء فحوله الی المسجد علی المنار.

یعنی جب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اذان خطبہ سے پہلے ایک اذان بازار میں ایک مکان کی چھت پر دلوائی پھر اس پہلی اذان کو ہشام مسجد کی طرف منتقل کرلایا، اس کے مسجد میں ہونے کا حکم دیا اور دوسری کہ خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے وہ خطیب کے مواجہہ میں کی یعنی جہاں ہوا کرتی تھی وہیں باقی رکھی اس اذان ثانی میں ہشام نے کوئی تبدیلی نہ کی بخلاف بازار والی اذان اول کے کہ اسے مسجد کی طرف منارہ پر لے آیا۔

ہاں وہ جمہور مالکیہ کہ اذان ثانی کو امام کی محاذات میں ہونا بدعت کہتے ہیں اور اس کا بھی منارہ پر ہی ہونا سنت بتاتے ہیں ان میں بعض کے کلام میں واقع ہوا کہ سب میں پہلے اذان ثانی امام کے رو برو ہشام نے کہلوائی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں یہ اذان بھی محاذات امام میں نہ ہوتی تھی منارہ ہی پر تھی۔ پھر اس سے کیا ہوا غرض ہشام بیچارے سے بھی ہرگز اس کا ثبوت نہیں کہ اس نے اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر کے برابر کہلوائی ہو جیسی اب کہی جانے لگی اس کا کچھ پتہ نہیں کہ کس نے یہ ایجاد نکالی اور اگر ہشام سے ثبوت ہوتا بھی تو اس کا قول و فعل کیا حجت تھا وہ ایک مروانی ظالم بادشاہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۰۰)

سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

لم یکن للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم مؤذن غیر واحد و کان التاذین یوم

marfat.com
Marfat.com

الجمعة حين يجلس الامام يعنى على المنبر.

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مسعود میں ایک ہی موذن ہوتا جوامام کے منبر پر بیٹھتے ہی اذان دیتا۔(مولف) (شمائم العنبر)

تفسیر جو یبر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

ان عمر رضی الله تعالیٰ عنه امر مؤذنين ان يؤذنا للناس الجمعة خارجا من المسجد حتی يسمع الناس و امر ان يؤذن بين يديه كما كان فی عهد النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم و ابی بكر رضی الله تعالیٰ عنه ثم قال عمر نحن ابتد عناه لكثرة المسلمين.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موذنون کوحکم دیا کہ جمعہ کے روز لوگوں کے لیے خارج مسجد اذان دیں تا کہ لوگ سن لیں، اور یہ حکم دیا کہ آپ کے سامنے اذان دی جائے جیسا کہ عہد رسالت اور عہد صدیقی میں ہوتا تھا۔اس کے بعد آپ نے فرمایا ہم نے آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے یہ نئی اذان شروع کی۔

مگر مشہور یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نئی اذان دلوانی شروع کی تھی۔ (مولف)

ابن عبدالبر نقل کرتے ہیں

عن مالک ان الاذان بين يدی الامام ليس من الامر القديم.

امام مالک سے روایت ہے کہ امام کے سامنے اذان ہونا امر قدیم نہیں۔ (مولف)

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

عند الطبرانی وغیرہ فی ھذا الحدیث ان بلالا کان یؤذن علی باب المسجد.

اور اسی حدیث میں طبرانی کی روایت یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ مسجد پر اذان دیتے تھے۔(مولف) (شمائم العنبر)

خطبہ میں لوگوں کی طرف استقبال

حالت خطبہ میں خطیب کو لوگوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا کہ حالت خطبہ میں رخ انور سامعین کی طرف فرماتے، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

بدائع میں ہے، و من السنة ان یستقبل الناس بوجھه و یستد بر القبلة لان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یخطب ھکذا.

خطبہ میں لوگوں کی طرف متوجہ ہونا اور قبلہ کی جانب پیٹھ کرنا سنت ہے کیوں کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح خطبہ فرمایا کرتے۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۷۰۰)

دو خطبوں کے درمیان جلوس

خطیب کا دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے صحیح بخاری شریف میں باب القعدۃ بین الخطبتین یوم الجمعۃ میں مرقوم ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یخطب خطبتین یقعد بینھما.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو خطبے

marfat.com
Marfat.com

ارشاد فرماتے اور دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھتے تھے۔ (مولف)

دونوں خطبوں کے درمیان قرأت ودعا

دونوں خطبوں کے درمیان آیات قرآنیہ کی تلاوت اور دعا کرنا جائز ہے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ائمہ کرام وعلمائے عظام کی عبارات وفرمودات کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں :

علمائے کرام نے شروح حدیث وغیرہ کتب میں صاف اس کا جواز افادہ فرمایا۔

مولانا علی قاری مکی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث **یخطب ثم یجلس فلا یتکلم** فرماتے ہیں۔

لا یتکلم ای حال جلوسه بغیر الذکر او الدعاء او القراء ۃ سرا و الاولی لروایة ابن حبان کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقراء فی جلوسه کتاب اللہ الخ.

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں خطبوں کے درمیان جلوس کی حالت میں ذکر یا دعا یا آہستہ قرأت قرآن کے علاوہ کچھ کلام نہیں فرماتے تھے اور بہتر قرأت کرنا ہے ابن حبان کی اس روایت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درمیان خطبہ جب جلوس فرماتے تو اس میں قرآن کریم میں سے کچھ پڑھتے تھے۔ (مولف)

حافظ الشان شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری شرح بخاری شریف میں اسی حدیث کی نسبت فرماتے ہیں۔

مفاده ان الجلوس بینهما لا کلام فیه و لیس فیه نفی ان یذکر اللہ او یدعوه سرا.

اس حدیث کا مفاد یہ ہے کہ دو خطبوں کے مابین جلوس میں کلام نہیں ہوتا اور اس میں ذکر اللہ

marfat.com
Marfat.com

یا آہستہ دعا مانگنے کی نفی نہیں ہے۔ (مولف)

علامہ زرقانی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں

ثم یجلس فلا یتکلم جہرا فلا ینافی روایۃ ابن حبان انہ کان یقراء فیہ ای الجلوس۔

پھر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوخطبوں کے درمیان بیٹھتے تو کلام نہیں فرماتے یعنی بلند آواز سے کلام نہیں کرتے تو یہ حدیث ابن حبان کی اس روایت کے منافی نہیں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوس کی حالت میں قرأت قرآن حکیم کرتے تھے۔ (مولف)

بلکہ صحیح حدیث حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومتعدد اقوال صحابہ وتابعین کی رو سے یہ جلسہ ان اوقات میں ہے جن میں ساعت اجابت جمعہ کی امید ہے۔ صحیح مسلم شریف میں بروایت حضرت ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درباره ساعت جمعہ فرمایا۔

ھی ما بین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلاۃ۔

وہ امام کے جلوس سے نماز ختم ہونے تک ہے۔

دوسری حدیث میں آیا حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے فرمایا شروع خطبہ سے ختم خطبہ تک ہے۔ اسے ابن مبارک نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

(فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۶۳ ۷ ۔ رعایۃ المذہبین)

امداد الفتاح شرح نور الایضاح علامہ شرنبلالی میں ہے

marfat.com
Marfat.com

فی المحیط یقراء فی الخطبة سورة من القران او آیة فالاخبار قد تواترت ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان یقراء القران فی خطبته لا تخلو عن سورة او آیة .

محیط سرخسی میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ میں قرآن کی کوئی ایک سورۃ یا ایک آیت پڑھتے تھے کیوں کہ اس بارے میں خبریں متواتر ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ میں قرآن کریم ضرور پڑھتے تھے جو ایک سورت یا ایک آیت سے کم نہیں ہوتا۔ (مولف)

علامہ طحطاوی نے حاشیہ شرح تنویر میں خطبۂ ثانیہ کی نسبت فرمایا

یزید فیها الدعاء للمومنین و المومنات بدل الوعظ فی الاولی و لا یعظ فیها.

خطبۂ اولیٰ میں وعظ ونصیحت کے عوض خطبۂ ثانیہ میں مسلمان مردوں عورتوں کے لیے دعا کا اضافہ فرماتے اور خطبۂ ثانیہ میں پند وموعظت نہیں کرتے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۸۵)

حالت خطبہ میں بارش کی دعا مانگنا

صحیح بخاری شریف باب رفع الیدین فی الخطبۃ میں ہے

عن انس قال بینما النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یخطب یوم الجمعة اذ قام رجل فقال یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم هلک الکراع و هلک الشاة فادع اللہ ان یسقینا فمد یدیه و دعا.

روز جمعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ چوپائے اور بکریاں ہلاک ہوگئیں آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہمیں بارش دے،

marfat.com
Marfat.com

ہمیں سیراب کردے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست ہائے مبارک پھیلا کر دعا فرمائی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۶۹۔ رعایۃ المذھبین)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عین خطبہ میں دست مبارک بلند فرما کر ایک جمعہ کو مینھ برسنے دوسرے جمعہ کو مدینہ طیبہ پر سے کھل جانے کی دعا مانگنا صحیح بخاری و مسلم وغیرہما میں حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۶۳۔ رعایۃ المذھبین)

حالت خطبہ میں صدقے کا حکم

حدیث میں ثابت ہے کہ ایک بار خطبہ فرماتے (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) ایک صاحب کو ملاحظہ فرمایا کہ بہت حالت فقر و مسکنت میں تھے حاضرین سے ارشاد فرمایا: تصدقوا صدقہ دو۔

ایک صاحب نے ایک کپڑا دوسرے صاحب نے دوسرا کپڑا دیا۔ پھر ارشاد فرمایا تصدقوا صدقہ دو۔

یہ مسکین جن کو ابھی دو کپڑے ملے تھے اٹھے اور ان دو کپڑوں میں سے ایک حاضر کیا۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم کہ تصدقوا حاضرین کے لیے عام ہے اور میں بھی حاضرین میں ہوں اور اس وقت دو کپڑے رکھتا ہوں ایک حاضر کرسکتا ہوں۔

ان کو اس سے باز رکھا گیا تو تمھارے ہی لیے تصدق کا حکم فرمایا جاتا ہے نہ کہ تم کو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۰۰)

marfat.com
Marfat.com

نمازعید

روز عید کو اس وجہ سے عید کہتے ہیں کہ وہ عود کر کے اور اپنے وقت میں بار بار لوٹ کے آتا ہے، لیکن یہ مثال عام ہے جو دیگر موسموں پر بھی صادق آتی ہے اسی بنا پر اس پر بعض نے کچھ دیگر قیود کا بھی اضافہ کیا ہے اور کہا کہ یہ فرحت وسرور کے ساتھ عود کرتا ہے اور عید الفطر کا یہ فرحت وسرور، نعمت صیام کے مکمل ہونے پر شکرانہ ہے، اور عید الاضحیٰ میں نعمت عظمیٰ کا پورا ہونا ہے کیوں کہ وقوف عرفہ اس کا بہترین مرکز ہے اور وہ مکمل کا حکم رکھتا ہے اور جمعہ جو کہ ہر ہفتہ کی عید ہے یہ ہفتہ بھر کی تمام نمازوں کی تکمیل پر شکرانہ ہے لہٰذا اسلام کے تمام ارکان کی تکمیل میں بطور شکرانہ ایک دن عید کا مقرر کیا گیا جو اہل اسلام کے فرحت وسرور کے اجتماع کا باعث ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ عید کا بطور نیک فالی کے سال آئندہ لوٹ کر آنے کی وجہ سے کہا ہے مطلب یہ کہ اس کو بقا ہے اور سال آئندہ پھر آئے گا جس طرح ابتداء میں قافلہ کے نکلتے وقت بطور تفاول کے کہتے ہیں کہ خیریت وسلامتی کے ساتھ لوٹ کر آؤ۔

ہدایہ کے بعض حواشی میں ہے کہ اس کو عید اس بناء پر کہتے ہیں کہ پروردگار عالم نے اس دن میں بندوں کے ساتھ فرحت وسرور اور اپنے فضل وکرم کا وعدہ فرمایا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ نماز عید، عید گاہ میں ادا فرماتے اور یہ عید گاہ مدینہ منورہ کے باہر جانب غرب مصری دروازہ کے باہر ہے اور اسی جانب سے مکہ کے قافلے مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اس عید گاہ اور مسجد نبوی شریف کے درمیان ہزار گز کا فاصلہ ہے۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عید کے لیے میدان میں نکلنا مسجد میں نماز عید گزارنے سے افضل ہے، اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود اس فضل وشرف کے جو آپ کی مسجد شریف کو حاصل

marfat.com
Marfat.com

ہے نماز عید کے لیے عیدگاہ (میدان) میں باہر تشریف لے جاتے تھے لٰہذا دیگر بلاد و امصار میں تو یہ بطریق اولیٰ ہے اسی پر شہروں میں عمل ہے۔

اور بعض شہروں میں جو مسجد میں نماز عید پڑھتے ہیں یہ خلاف سنت ہے مگر یہ کہ کوئی عذر لاحق ہو تو ٹھیک ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے ایسا کیا اور یہ صرف ایک مرتبہ ہوا۔

مکہ مکرمہ کے حضرات تو پہلے ہی سے اس کے عادی ہیں اور مسجد حرام میں عید ادا کرتے ہیں وہ شہر کے باہر نہیں نکلتے اور اب تو مدینہ منورہ کے حضرات بھی مسجد نبوی میں عید کی نماز پڑھتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت وشرف سے مفارقت گوارا نہیں کرتے۔ اس وقت مسجد نبوی شریف کی وسعت بھی بہت کافی ہے اور یہ اہل شہر کی آبادی سے زیادہ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ کی آبادی زیادہ تھی اور مسجد نبوی کی وسعت کم۔

عید کے لیے لباس

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید کے دن خوبصورت اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے اور حضور کا ایک حلہ فاخرہ تھا جو عید و جمعہ کے موقع پر عزت وشعائر اسلام کے لیے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

حلہ، جوڑے کو کہتے ہیں جس میں ازار و چادر دونوں شامل ہیں نہ یہ کہ وہ ریشمی وغیرہ کپڑوں کے لیے ہی بولا جائے جیسا کہ بعض خیال کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی سبز و سرخ دھاری دار چادر شریف اوڑھتے یہ چادر یمن کی ہوتی اور جسے ''برد یمانی'' کہا جاتا ہے وہ یہی چادر ہے۔ اور عید کے لیے زیب و زینت کرنا مستحب ہے مگر لباس مشروع کے ساتھ ہو۔

marfat.com
Marfat.com

عیدین میں طریقہ تناول

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ روز عید، عید گاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے ان کی تعداد طاق ہوتی یعنی تین، پانچ، سات وغیرہ۔

عید الاضحیٰ کے دن نماز سے واپس آنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے چنانچہ حدیث میں ہے کہ عید الفطر کو بغیر کچھ کھائے نہ نکلتے اور عید الاضحیٰ کو بغیر کچھ کھائے نکلتے جب تک کہ نماز عید نہ پڑھ لیتے۔

اہل علم نماز عید الفطر سے پہلے کھانے کی حکمت فرماتے ہیں کہ روزے کے وجوب کے بعد چوں کہ فطرہ واجب ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فطر میں فطر کی جلدی فرماتے تاکہ حکم الٰہی کو بسرعت بجا لایا جائے ورنہ اگر محض حکم الٰہی بجالانا ہی مقصود ہوتا تو خوب سیر ہو کر کھاتے۔

بعض کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دونوں عیدوں میں کھانا صدقہ نکالنے کی مشروعیت کے وقت میں تھا جو ہر ایک پر لازم و مخصوص ہے اور چوں کہ صدقہ فطر کا نکالنا عید گاہ جانے سے پہلے ہوتا ہے اس لیے صدقہ نکالتے وقت چند دانے کھا لیے اور عید گاہ تشریف لے گئے۔ اور عید الاضحیٰ میں صدقہ کا اخراج چوں کہ بعد از ذبح تھا اور اس کا وقت نماز کے بعد ہے اس لیے نماز کے بعد ذبح کرتے اس کے بعد صدقہ فرماتے اور اس کے بعد کھاتے۔

عید کے لیے غسل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دونوں عیدوں میں غسل کرنے کے سلسلے میں دو حدیثیں مروی ہیں۔

ایک فاکہہ بن سعد سے جن کی صحبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحت کو پہنچی ہوئی ہے اور یہ

marfat.com
Marfat.com

درجۂ شہرت کو پہنچ گئی ہے اور اس حدیث کے علاوہ کسی اور طرح سے ان کی صحابیت جانی پہچانی نہیں گئی، وہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ روز عید الفطر، یوم النحر ، یوم عرفہ میں غسل فرمایا کرتے تھے۔

دوسری حدیث زیاد بن عیاض اشعری سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک قوم سے کہا کہ جس فعل کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے اسے تم بھی کرتے ہو مگر تم لوگ دونوں عیدوں میں غسل نہیں کرتے۔

عیدگاہ میں تشریف آوری

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدگاہ پا پیادہ تشریف لے جاتے اور اس پر عمل کرنا سنت ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک مستحب ہے کہ عیدگاہ پا پیادہ جائے، سواری وغیرہ سے نہ جائے مگر کسی عذر سے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے زہری سے روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید میں اور جنازہ میں کبھی سوار ہو کر تشریف نہ لے جاتے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید الفطر میں تاخیر فرماتے اور نماز عید الاضحیٰ کو جلد تر پڑھتے۔

غالباً عید الفطر میں اس تاخیر کی حکمت یہ ہوگی کہ چوں کہ صدقۂ فطر بھی ادا کر چکتے اور کچھ طعام بھی ملاحظہ فرما لیے ہوتے اور کوئی امر مہم بھی درپیش نہ ہوتی اس لیے اجتماع کی زیادتی کی خاطر تاخیر فرماتے ہوں گے بخلاف عید الاضحیٰ کے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب عیدگاہ پہنچ جاتے تو فوراً ہی نماز شروع کر دیتے نہ اذان

marfat.com
Marfat.com

ہوتی نہ اقامت اور نہ الصلاۃ جامعۃ وغیرہ کی ندا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیدگاہ میں منبر نہ تھا سب سے پہلے جس نے عیدگاہ میں منبر کا رواج دیا وہ مروان بن الحکم ہے جب کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ان کی جانب سے امیر مدینہ تھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ امیر المومنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اس کی بناء پڑی۔ یہ کثیر بن الصلت سے مروی ہے جس کا گھر عیدگاہ کے قریب تھا۔

تکبیرات عید

عیدین کی تکبیروں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل میں اختلاف ہے اور مذہب حنفیہ میں مختار یہ ہے کہ تین تکبیریں رکعت اول میں قرأت سے پہلے اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں قرأت کے بعد ہے۔

خطبۂ عید

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید خطبہ سے پہلے پڑھتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کھڑے ہوکر خطبہ شروع فرماتے۔ تمام اصحاب کتب کا اس روایت پر اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید الاضحیٰ اور عید الفطر خطبہ سے پہلے پڑھتے اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آپ کے بعد ایسا ہی کرتے رہے۔ ترمذی نے کہا اسی پر تمام اہل علم صحابہ کرام کا عمل ہے۔

راستہ کی تبدیلی اور اس میں حکمتیں

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس راہ سے عیدگاہ تشریف لے جاتے اس راہ سے واپس

marfat.com
Marfat.com

تشریف نہ لاتے بلکہ دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے۔

علماء نے اس میں کئی نکتے ظاہر فرمائے ہیں ممکن ہے کہ ان میں سے کچھ یا تمام ہی نکتے حضور کے پیش نظر اور متصور ہوں۔

حق یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال میں جو اسرار و معانی پنہاں ہیں ان تک مخلوق کی رسائی دشوار ہے اور ان کو پانا محال ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ راہ کی تبدیلی اس بناء پر تھی تاکہ مقامات مختلفہ، اماکن متعددہ اور مواضع متفرقہ اور وہاں کے رہنے والے انسان و جنات اور فرشتے طاعات و نیکیوں پر گواہ بن جائیں۔

یا یہ وجہ ہو کہ دونوں راستے حضور کو سلام کر سکیں اور اس عمل کے ثواب و بزرگی سے مشرف ہو سکیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلام کے جواب دینے میں جو خیر و برکت اور خوش نصیبی مضمر ہے اس سے دونوں راستوں کے لوگ متمتع اور بہرہ ور ہو سکیں۔

یا یہ وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکتیں دونوں راستوں اور وہاں کے رہنے والوں کو حاصل ہو سکیں اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کی فضیلت و برکت اور شرف حضوری میں برابر کے شریک ہو جائیں۔

یا یہ ہو کہ دونوں راستے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طیب و طاہر جانفزا خوشبو کو سونگھیں۔

یا یہ وجہ ہو کہ دونوں راستوں کے رہنے والوں کی ضرورتیں، تعلیم و ارشاد فرما کر، صدقات و خیرات عطا فرما کر اور اپنے جہاں فزا جمال کے مشاہدے سے سرور مرحمت فرما کر ان کی خواہشیں پوری فرمائیں۔

یا یہ وجہ ہے کہ دونوں راستوں میں شعائر و شرائع اسلام کا اظہار حاصل ہو اور دونوں راستوں کو ذکر

marfat.com
Marfat.com

الٰہی اوراس کی برکتیں ان کوشامل ہوجائیں۔

یا یہ وجہ ہے کہ اہل کفرونفاق کومشاہدۂ عزت اسلام اور رفعت اعلام دین کے ذریعہ بحکم لیغیظ بھم الکفار اور قل موتوا بغیظکم سے انھیں غمناک اور اندوہگیں بنائیں اور لشکر اسلام کی کثرت اور اس کی عزت سے ان کے دلوں میں رعب ڈالا جائے۔

نیز علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عیدگاہ تشریف لے جانا داہنی جانب تھا اور اگر واپسی بھی اسی راستے سے ہوتی تو یہ بائیں جانب واقع ہوتا اس بنا پر واپسی کے لیے دوسری راہ اختیار فرماتے تا کہ وہ بھی داہنی جانب واقع ہوجائے۔

اورلوگوں میں مشہور وجہ یہ ہے کہ راستہ کی تبدیلی کواختیار فرمانا اعدائے دین کے مکر سے خوف کی بنا پر تھا کہ وہ ہلاکت کی گھات میں نہ بیٹھیں۔

یا یہ وجہ ہے کہ زندہ اور وفات پائے ہوئے اقارب سے ملاقات اور صلہ رحمی کے لیے دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔

یا یہ وجہ ہے کہ تخفیف ازدحام اور ہجوم خلائق کی بناء پر یہ عادت تھی۔

یا یہ وجہ ہے کہ تشریف لے جاتے وقت فقراء کو صدقہ مرحمت فرماتے تھے اور واپسی کے بعد کچھ باقی نہ رہتا تھا اس لیے واپسی پر ایسا دوسرا راستہ اختیار فرماتے جہاں فقیروں اور سائلوں کا ہجوم نہ ہوتا کہ سائلوں کو جھڑکنا اور منع کرنا لازم نہ آئے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ راستوں کی یہ تبدیلی بر طریق تفاول اختیار فرماتے تھے۔ مطلب یہ کہ جس طرح کہ پہلے راستہ میں مغفرت و رضا اور مقام قرب و وصال میں ترقی کی جانب ایک حالت تھی یہ حالت دوسرے راستہ میں بھی برقرار رہے۔

marfat.com
Marfat.com

یا یہ وجہ ہو کہ عیدگاہ کی جانب جاتے وقت راستہ طول وطویل ہوتا تھا اور واپسی میں ایسا نہ ہوتا تھا تا کہ جاتے وقت قدموں کی زیادتی سے جو کہ عبادت کے لیے جاتا تھا اس سے زیادتی ثواب کا حصول مقصود تھا لیکن جب منزل شریف کی جانب واپسی ہوتی تو جلدی وسرعت دکھاتے کیوں کہ اس میں عبادت کا مقصد شامل نہ تھا۔

غرضیکہ ان تمام وجوہ کی بنیاد احتمال پر ہے۔(مؤلف) (مدارج النبوۃ، جلد اول)

زمانۂ رسالت میں عیدگاہ نہ تھی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آبادی سے باہر میدان میں نماز عید ادا فرماتے تھے اس وقت عید گاہ کی شکل میں کوئی عمارت نہ تھی امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

زمانۂ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مصلائے عید کف دست میدان تھا۔ جس میں اصلاً کسی عمارت کا نام نہ تھا جب حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید کو تشریف لے جاتے مواجہ اقدس میں سترہ کے لیے ایک نیزہ نصب کر دیا جاتا۔

زمانۂ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں بھی یوں ہی رہا۔ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے سب مواضع میں تبرک کے لیے مسجدیں بنا کیں، ظاہراً انھیں کے وقت میں مصلائے عید میں بھی عمارت بنی۔ جیسا کہ سید نور الدین سمہودی نے اسے تاریخ مدینہ منورہ میں بیان کیا ہے۔

صحیح بخاری شریف میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان ترکز لہ الحربۃ قدامہ یوم الفطر و النحر ثم یصلی .

marfat.com
Marfat.com

بیشک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نیزہ نصب کیا جاتا پھر حضور نماز پڑھتے تھے۔ (مولف)

انھیں کی دوسری روایت میں ہے :

قال كان النبی صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يغدو الى المصلى و العنزة بين يديه تحمل و تنصب بالمصلى بين يديه فيصلى اليها.

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید گاہ تشریف لے جاتے اور نیزہ حضور کے سامنے لے جایا جاتا اور عید گاہ میں حضور کے سامنے نصب کر دیا جاتا پھر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے سترہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ (مولف)

سنن ابن ماجہ وصحیح ابن خزیمہ مستخرج اسماعیلی میں زائد کیا

و ذلك لان المصلى كان فضاء ليس فيه شئ يستتر به .

یعنی عید گاہ میں نیزہ اس لیے نصب کرتے کہ عید گاہ کھلا میدان ہوتی اس میں سترہ کے لیے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۱۵۔ ہدایۃ المتعال)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے

زمانہ اکرم حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مصلائے عید کف دست میدان تھا جس میں اصلاً تعمیر نہ تھی مدینہ طیبہ کے شرقی دروازے پر مسجد اطہر کے باب السلام سے ہزار قدم کے فاصلے پر۔

سنن ابن ماجہ وصحیح ابن خزیمہ ومستخرج اسماعیلی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يغدو الى المصلى فى يوم عيد

marfat.com
Marfat.com

و العنزة تحمل بين يديه فاذا بلغ المصلى نصبت بين يديه فصلى اليها و ذلك ان المصلى كان فضأ ليس فيه يستتر به .

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے تھے اور نیزہ حضور کے آگے لے جایا جاتا جب عید گاہ پہنچ جاتے تو حضور کے سامنے گاڑ دیا جاتا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ایسا اس لیے ہوتا تھا کہ عید گاہ کھلے میدان میں ہوتا اس میں کوئی سترہ نہیں ہوتا تھا۔ (مولف)

اب صدہا سال سے اس کا احاطہ بن گیا، علامہ سید نور الدین سمہودی قدس سرہ استظہار فرماتے ہیں کہ یہ عمارت زمانۂ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تعمیر ہوئی اور واقعی جب امیر المومنین ممدوح نے مسجد اقدس حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی تجدید تعمیر فرمائی ہے جہاں جہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا معلوم ہوا ان سب کی بھی تعمیر جدید خواہ تجدید فرمائی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۹۸)

عیدین میں تناول طعام

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید قرباں میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھاتے بعد نماز گوشت قربانی سے تناول فرماتے۔

ترمذی و ابن ماجہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان لا يخرج يوم الفطر حتى ياكل و كان لا ياكل يوم النحر حتى يصلى .

marfat.com
Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر کے دن تناول کیے بغیر نہیں نکلتے تھے اور عید اضحیٰ کے دن نماز پڑھے بغیر کچھ تناول نہیں فرماتے تھے۔ (مولف)

و رواه الدار قطني في سننه و فيه حتى يرجع فيا كل من اضحيته ، صححه ابن قطان .

دار قطنی کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراجعت کے بعد قربانی کے گوشت میں سے تناول فرماتے۔ (مولف)

طبرانی اوسط میں ہے

عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما قال من السنة ان لا يخرج يوم الفطر حتى يطعم و لا يا كل يوم النحر حتى يرجع.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ عید الفطر کے دن کھانے سے پہلے عید گاہ نہ جائے اور عید اضحیٰ کے دن واپسی تک کچھ نہ کھائے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۱۱)

خطبۂ عیدین

صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

قال شهدت صلاة الفطر مع النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و ابي بكر و عمر و عثمان رضي الله تعالىٰ عنهم فكلهم يصليها قبل الخطبة ثم يخطب.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نماز عید میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابوبکر صدیق اور عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حاضر ہوا سبھوں نے نماز ادا

marfat.com
Marfat.com

فرما کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ (مولف)

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يصلى فى الاضحى و الفطر ثم يخطب بعد الصلاة .

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ (مولف)

اسی کے باب استقبال الامام الناس فی خطبۃ العید میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

خرج النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يوم اضحى فصلى العيد ركعتين ثم اقبل علينا بوجهه و قال الحديث.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید کے دن تشریف لائے اور دو رکعت نماز عید ادا فرمائی پھر ہماری طرف رخ انور فرما کر خطبہ دیا۔ (مولف)

اسی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صلى يوم النحر ثم خطب. الحديث.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید اضحیٰ کے دن نماز پڑھ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ (مولف)

اسی میں حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

marfat.com
Marfat.com

صلی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یوم النحر ثم خطب ثم ذبح.

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید اضحیٰ کو نماز پڑھ کر خطبہ ارشاد فرمایا پھر قربانی فرمائی۔

(مولف)

جامع ترمذی میں بافادۂ تحسین وتصحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و ابو بکر و عمر یصلون فی العیدین قبل الخطبة ثم یخطبون.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما عیدین کی نماز پڑھ کر خطبہ فرماتے تھے۔ (مولف)

سنن نسائی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یخرج یوم العید فیصلی رکعتین ثم یخطب.

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید کے دن تشریف لاتے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ (مولف)

صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یخرج یوم الفطر و الاضحی الی المصلی فاول شئ یبدء به الصلاة ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس و الناس جلوس علی صفوفهم فیعظهم و یوصیهم و یأمرهم فان کان یرید ان یقطع بعثا قطعه او یأمر بشئ امر

marfat.com
Marfat.com

به ثم ينصرف.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لاتے پہلے جس چیز سے ابتداء فرماتے وہ نماز ہوتی پھر انصراف فرما کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے پھر ان کو وعظ و نصیحت فرماتے اور اگر لشکر جدا کرنے کا ارادہ فرماتے تو جدا کر دیتے یا کسی چیز کا حکم فرمانا چاہتے تو حکم فرمادیتے پھر انصراف فرماتے تھے۔ (مولف)

ابوداؤد و نسائی وابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی

قال حضرت العيد مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فصلى بنا العيد ثم قال قد قضينا الصلاة فمن احب ان يجلس للخطبة فليجلس و من احب ان يذهب فليذهب.

میں عید میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا حضور نے نماز عید پڑھائی پھر فرمایا ہم نماز تو پڑھ چکے اب جو سننے کے لیے بیٹھنا چاہے بیٹھے اور جو جانا چاہے چلا جائے۔

فائدہ

یہ حدیثیں ظاہر کرتی ہیں کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صدیق و فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز عیدین کا سلام پھیر کر کچھ دیر کے بعد خطبہ شروع فرماتے۔

خطبہ کے بعد وعظ و تذکیر اور صدقے کا حکم

ایک روایت بخاری و مسلم وابوداؤد و نسائی کے یہاں یوں ہے

صلى (يعنى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم) ثم خطب ثم اتى النساء و معه

marfat.com
Marfat.com

بلال فوعظهن و ذکرهن و امرهن بالصدقة فرأيتهن يهوين بايديهن يقذفنه فی ثوب بلال ثم انطلق هو و بلال الی بيته .

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عید پڑھی پھر بعد نماز خطبہ فرمایا پھر بعد ازاں صفوف زناں پر تشریف لا کر انھیں وعظ وارشاد کیا اور صدقہ کا حکم دیا تو میں نے دیکھا کہ بی بیاں اپنے ہاتھوں سے گہنا اتار اتار کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں ڈالتی تھیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاشانۂ نبوت کو تشریف فرما ہوئے۔ بخاری و مسلم و دارمی و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ حضرت حبر الامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال خرجت مع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یوم فطر او اضحی فصلی ثم خطب ثم اتی النساء فوعظهن و ذکرهن و امر هن بالصدقة .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلا حضور نے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ ارشاد فرمایا اس کے بعد عورتوں کے پاس تشریف لائے اور انھیں وعظ وتذکیر فرمائی اور صدقہ کا حکم دیا۔ (مولف)

صحیحین میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

ثم خطب النساء بعد فلما فرغ نبی الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نزل فاتی النساء فذکرهن. الحدث.

یعنی پھر بعد نماز حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے اتر کر بی بیوں کے پاس تشریف لائے اور انھیں تذکیر فرمائی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۹۰، ۷۹۱۔ سرور العید)

marfat.com
Marfat.com

حدیث میں ثابت ہے کہ ایک بار خطبہ فرماتے ایک صاحب کو (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) ملاحظہ فرمایا کہ بہت حالت فقر و مسکنت میں تھے حاضرین سے ارشاد فرمایا تصدقوا صدقہ دو۔

ایک صاحب نے ایک کپڑا دوسرے صاحب نے دوسرا کپڑا دیا پھر ارشاد فرمایا تصدقوا صدقہ دو۔

یہ مسکین جن کو ابھی دو کپڑے ملے تھے اٹھے اور ان دو کپڑوں میں سے ایک حاضر کیا۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم تصدقوا، حاضرین کے لیے عام ہے اور میں بھی حاضرین میں ہوں اور اس وقت دو کپڑے رکھتا ہوں ایک حاضر کر سکتا ہوں، ان کو اس سے باز رکھا گیا کہ تمھارے ہی لیے تصدق کا حکم فرمایا جاتا ہے نہ کہ تم کو۔

صحیحین میں ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ عید تمام فرما کر گروہ نساء پر تشریف لے گئے اور ان کو تصدق کا حکم فرمایا وہ اپنے زیور اتار اتار کر حاضر کرتی تھیں اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دامن میں لیتے تھے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۰۰)

عید میں اذان و اقامت نہ ہوتی

روی مسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لا اذان للصلاۃ یوم الفطر و لا اقامۃ و لا نداء و لا شیٔ.

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عید الفطر کے دن نماز کے لیے نہ اذان ہوتی نہ اقامت اور نہ ندا وغیرہ۔ (مولف)

حدیث جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم العیدین غیر مرۃ و لا مرتین بغیر اذان و لا اقامۃ . انہ زاد فی روایۃ و لا

marfat.com
Marfat.com

الصلوٰۃ جامعۃ ۔ اھ

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ عیدین کی نماز دو سے زائد مرتبہ پڑھی تو اس میں نہ اذان ہوتی نہ اقامت اور نہ الصلاۃ جامعۃ کی ندا۔

(مولف)

الصلاۃ جامعۃ کہنے کا حکم

خود صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول کہ عیدین میں مؤذن کو حکم فرماتے کہ الصلاۃ جامعۃ، پکارے۔

امام شافعی روایت کرتے ہیں

عن الزهری قال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يأمر المؤذن فى العيدين فيقول الصلاة جامعة .

امام زہری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدین میں مؤذن کو حکم فرماتے اور وہ الصلوٰۃ جامعۃ پکارتا۔ موذن کو یہ حکم بعد میں دیا گیا (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۰۶)

عید کا تحفہ

امام بیہقی اور ابو الشیخ ابن حبان کتاب الثواب حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

انه سمع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول اذا كانت غداة الفطر بعث الله عزوجل الملائكة فى كل بلد (و ذكر الحديث الى ان قال) فاذا برزوا الى

marfat.com
Marfat.com

مصلاهم فيقول الله عزوجل للملائكة (و ساق الحديث الى ان قال) و يقول يا عبادى سلونى فوعزتى و جلالى لا تسألونى اليوم شيئا فى جمعكم لاخرتكم الا اعطيتكم و لا لدنياكم الا نظرت لكم فوعزتى لا سترن عليكم عثراتكم ما راقبتمونى و عزتى و جلالى لا اخزيكم و لا افضحكم بين اصحاب الحدود و انصرفوا مغفورا لكم قد ارضيتمونى و رضيت عنكم (مختصر من حديث طويل)

یعنی حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب عید کی صبح ہوتی ہے مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ ہر شہر میں فرشتے بھیجتا ہے (اس کے بعد حدیث میں ان فرشتوں کا شہر کے ہر ناکہ پر کھڑا ہونا اور مسلمانوں کو عید گاہ کی طرف بلانا بیان فرمایا پھر ارشاد ہوا) جب مسلمان عید گاہ کی طرف میدان میں آتے ہیں مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ فرشتوں سے یوں فرماتا ہے اور ملائکہ اس سے یوں عرض کرتے ہیں، پھر فرمایا رب تبارک و تعالیٰ مسلمانوں سے ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو مانگو کہ مجھے قسم اپنے عزت و جلال کی آج اس مجمع میں جو چیز اپنی آخرت کے لیے مانگو گے میں تمھیں عطا فرماؤں گا اور جو کچھ دنیا کا سوال کرو گے اس میں تمھارے لیے نظر کروں گا (یعنی دنیا کی چیزیں خیر و شر دونوں کو محتمل ہیں اور آدمی اکثر اپنی نادانی سے خیر کو شر، شر کو خیر سمجھ لیتا ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے لہٰذا دنیا کے لیے جو کچھ مانگو گے اس میں بکمال رحمت نظر فرمائی جائے گی اگر وہ چیز تمھارے حق میں بہتر ہوئی عطا ہوگی ورنہ اس کی برابر بلا دفع کریں گے یا دعا روز قیامت کے لیے ذخیرہ رکھیں گے اور یہ بندے کے لیے ہر صورت سے بہتر ہے) مجھے اپنی عزت کی قسم ہے جب تک تم میرا مراقبہ رکھو گے میں تمھاری لغزشوں کی ستاری فرماؤں گا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں تمھیں اہل کبائر میں فضیحت و رسوا نہ کروں گا پلٹ جاؤ مغفرت پائے ہوئے بیشک تم نے مجھے راضی کیا اور میں تم سے خوشنود ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۸۲۔ سرور العید)

marfat.com
Marfat.com

غسل عیدین

ابن ماجہ روایت کرتے ہیں

کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغتسل یوم العیدین ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدین کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔ (مولف)

فاکہہ بن سعد صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یغتسل یوم عرفۃ و یوم النحر و یوم الفطر.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفہ اور عیدین کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔ (مولف)

(فتاوٰی رضویہ ج۱ص۱۱۔ الجود الحلو)

دعائے استسقاء

ہجرت کے چھٹے سال رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں قحط پڑا لوگوں نے بارگاہ رسالت میں استسقاء اور استغاثہ کے لیے عرض کیا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور حق تعالیٰ نے بارش عطا فرمائی۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک استسقاء میں کوئی مسنون نماز نہیں ہے اور ارشاد باری تعالیٰ (واستغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا: اپنے بخشنے والے رب سے تم استغفار کرو وہی آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش برساتا ہے) کے بموجب یہی دعا و استغفار کا نام استسقاء ہے۔

marfat.com
Marfat.com

صاحبین اور ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ کے نزدیک استقاء میں جماعت کے ساتھ نماز اور خطبہ ہے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استقاء کی دعا میں بہت تضرع و ابتہال فرماتے اور اپنے دست ہائے مبارک کو مبالغہ کے ساتھ اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کی بغل شریف کی سفیدی ظاہر ہو جاتی اور آپ کے دست مبارک سر مبارک سے اونچے اٹھ جاتے۔

علماء فرماتے ہیں کہ چوں کہ واقعہ بہت دشوار تر ہے اور سوال وطلب بھی قوی تر ہے اس لیے دستہائے مبارک بھی بلند تر ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعائے استقاء چھ صورتوں میں واقع ہوئی ہے۔

اول، وجہ یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں قحط پڑا تو حضور جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔اس وقت ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ!

هلک المال و جاع العیال فادع لنا.

مال تباہ ہو گیا گھر والے بھوک سے بلکنے لگے ہمارے لیے دعا فرمایئے۔

اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا مانگی :

اللھم اغثنا اللھم اسقنا.

اے خدا ہم پر بارش فرما، اے خدا ہمیں سیراب فرما۔

تو پہاڑوں کی مانند بادل اٹھے اور برسنے لگے۔

دوسری صورت، وہ ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قحط اور خشک سالی کی شکایت کی اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عیدگاہ کے میدان میں منبر رکھا جائے اور صحابہ کو

marfat.com
Marfat.com

ایک خاص دن معین کر کے بتایا کہ وہاں پہنچ جائیں۔ چنانچہ معینہ دن میں صحابہ وہاں پہنچ گئے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلوع آفتاب کے بعد نہایت تواضع وخشوع اور انکساری کے ساتھ باہر تشریف لائے جب عید گاہ پہنچے تو منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔

تیسری مرتبہ، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں منبر شریف پر جمعہ کے علاوہ دعائے استسقاء فرمائی جیسا کہ بیہقی دلائل النبوۃ میں نقل کرتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے تشریف لائے تو قبیلہ بنی فزارہ کا ایک وفد عورتوں اور بچوں کے ساتھ تباہ حال حاضر ہوا اور اس نے قحط کی شکایت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ اپنے رب سے دعا مانگئے تا کہ ہم پر وہ بارش فرمائے اور آپ کو اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کرنی چاہیئے اور حق تعالیٰ کو بھی آپ کی شفاعت قبول کرنی چاہیئے اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ویلکم افسوس ہے تم پر، تم سب حق تعالیٰ کی شکایت کرتے ہو کون ہے کہ اس کی پروردگار شفاعت کرے۔ **لا الہ الا ھو العلی العظیم**۔

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی برتر وعظمت والا ہے۔

پھر فرمایا تمھاری اس فریاد وزاری اور خوف پر حق تعالیٰ خندہ فرماتا ہے ان میں سے ایک اعرابی کھڑا ہوا اور اس نے کہا ہمارا رب خندہ فرماتا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں خندہ فرماتا ہے۔ اس اعرابی نے کہا اب تو ہم اپنے رب سے مانگنے میں ہرگز کوتاہی نہ کریں گے کیوں کہ وہ ہمارے مانگنے پر خندہ فرماتا اور ہمارے حال پر خوش ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس اعرابی کی بات پر تبسم فرمایا اس کے بعد منبر شریف پر تشریف لائے اور دعا کے لیے دستہائے مبارک اٹھائے اور بارش کی دعا کی یہاں تک کہ پورا ایک ہفتہ بارش ہوئی۔

marfat.com
Marfat.com

چوتھی مرتبہ، مسجد مدینہ مطہرہ میں تشریف رکھ کر استسقاء فرمائی نہ قیام فرمایا نہ دعا کے لیے منبر شریف پر قدم رنجہ ہوئے۔

پانچویں صورت، یہ کہ مدینہ طیبہ کے ایک مکان میں دعا فرمائی جو مسجد کے باہر ''زوراء'' کے قریب ہے جسے احجار الزیت بھی کہتے ہیں اور وہ مسجد نبوی کے باب السلام کے قریب واقع ہے اس جگہ ایک مرتبہ استسقاء فرمائی۔

چھٹی صورت، غزوات میں واقع ہوئی ہے کہ بعض غزوات میں مشرکوں نے چشموں پر قبضہ کر لیا اور پانی کے کنارے پڑاؤ ڈالا، اور مسلمان بے آب رہ گئے اور جب ان پر تشنگی غالب ہوئی تو بارگاہ رسالت میں عرض حال کیا۔

اور منافقوں اور مشرکوں نے کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نبی ہوتے (معاذ اللہ) تو مسلمانوں کے لیے بارش کی دعا مانگتے جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے استسقاء کیا اور پتھر پر عصا مارا کر اس سے بارہ چشمے نکالے۔

یہ خبر جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا وہ ایسا کہتے ہیں تو اے مسلمانو! تم ناامید نہ ہو ممکن ہے کہ حق تعالیٰ تمھیں بھی پانی عطا فرمائے۔ اس وقت آپ نے اپنے دونوں دست مبارک اٹھائے اور دعا کی اسی وقت بادل نمودار ہوا جس سے عالم تاریک ہو گیا اور بارش ہونے لگی جس سے بڑی بڑی وادیاں لبریز ہو گئیں۔

استسقاء میں قلب ردا

علماء فرماتے ہیں کہ استسقاء میں چادر کا الٹنا پلٹنا تغیر حالت اور بارش کے نہ ہونے کی تبدیلی کے لیے تفاؤل ہے اور تنگی کو فراخی سے اور خشک سالی کو باران رحمت سے بدلنے کی جانب نیک فال ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کردہ حکم بجالانا ہے اور حکم دیا گیا ہوگا کہ ایسا کروتا کہ حالت بدل جائے اور محض نیک فالی ہی نہ رہے۔

قلب ردا یہ ہے کہ چادر کو اس طرح پلٹے کہ داہنا کنارہ بائیں کو اور بایاں کنارہ داہنے کو، اور اندر کا حصہ باہر کو اور باہر کا حصہ اندر کی طرف ہو جائے۔(مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول و دوم)

استسقاٗ میں چادر اقدس پلٹنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

صاحب شرع صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کو باب دعا میں تفاول پر بہت نظر ہے اسی لیے استسقاء میں قلب ردا فرمایا کہ تبدل حال کی فال ہو۔

دارقطنی بسند صحیح امام جعفر بن محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حول رداء ہ لیتحول القحط.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چادر مبارک پھیر دی تا کہ قحط پھر جائے۔

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں

قالوا و التحویل شرع تفاؤلا بتغیر الحال من القحط الی نزول الغیث و الخصب و من ضیق الحال الی سعتہ .

یعنی تحویل ردا شرعاً نیک فالی کے لیے ہے کہ قحط سے بارش اور شادابی کی حالت کا بدلنا اور تنگیٔ حالت سے وسعت و فراخی کی طرف جانا ہے۔ (مولف)

اسی لیے ہنگام استسقاء پشت دست جانب آسمان رکھے کہ ابر چھانے اور باراں آنے کی فال ہو۔

مسلم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

marfat.com
Marfat.com

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استسقی فاشار بظہر کفیہ الی السماء .

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلب باراں کے وقت پشت دست سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۴۰ ـ انہار الانوار)

بارش کے لیے ایک اعرابی کی فریاد

ایک اعرابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:

اتیناک و العذراء یدمی لبابھا ۔۔۔ و قد شغلت ام الصبی عن الطفل

و القت بکفیھا الفتی لا ستکانۃ ۔۔۔ من الجوع ضعفا لا یمر و لا یحلی

و لیس لنا الا الیک فرارنا ۔۔۔ و این فرار الخلق الا الی الرسل

ہم در دولت پر شدت قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں (جنھیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) ان کی چھاتی سے خون بہہ رہا ہے مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف گرسنگی سے عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہم و بارک وسلم

یہ فریاد سن کر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً نہایت عجلت منبر اطہر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں دست مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا۔ ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جھک کر گلوئے پرنور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ امڈ آیا اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یارسول اللہ ہم ڈوبے جاتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

حضور نے فرمایا **حوالینا لا علینا**۔ ہمارے گرد برس ہم پر نہ برس فوراً ابر مدینے پر سے کھل گیا آس پاس گھرا تھا اور مدینہ طیبہ پر سے کھلا ہوا۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خندۂ دنداں نمایاں کیا اور فرمایا اللہ کے لیے خوبی ابو طالب کی اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی یا رسول اللہ شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے نعت اقدس میں عرض کیے تھے کہ

و ابیض یستسقی الغمام بوجهه　　　ثمال الیتامی عصمة للارامل

تلوذ به الهلاک من آل هاشم　　　فهم عنده فی نعمة و فواضل

وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے میں ابر کا پانی مانگا جاتا، یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں، ان کے پاس ان کی نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **اجل ذلک اردت**.

ہاں یہی نظم مقصود تھی۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں سند صالح سے اور دیلمی نے مسند الفردوس میں اسے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت اسود کی عرض

اسعد بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی

انت الرسول الذی ترجی فواضله

عند القحوط اذا ما اخطاء المطر

marfat.com
Marfat.com

حضور وہ رسول ہیں کہ حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے جب قحط کے وقت مہینہ خطا کرے۔

اسے حافظ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں اور ابن فتحون نے کتاب الذیل میں بیان کیا ہے۔

(الامن والعلی)

نمازِ کسوف

لغت میں چاند گہن کے لیے خسوف اور سورج گہن کے لیے کسوف مشہور ہے لیکن حدیث کی روایتوں میں دونوں جگہ کاف سے مروی ہے اور کہیں دونوں خاء سے بھی ہے اور جماعت محدثین خاء سے چاند میں اور کاف سے سورج میں گہن لگنے کو استعمال کرتی ہے۔ اور جس قدر حدیثیں اس بارے میں مروی ہیں وہ سب سورج گہن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل مبارک کی خبر دیتی ہیں۔

ظاہر یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک ہی مرتبہ گہن واقع ہوا تھا اور کسی نے بھی کئی مرتبہ گہن واقع ہونے کی روایت نہیں کی ہے، دس سال کی قلیل مدت میں اس کا تعدد بعید از قیاس اور خلاف عادت ہے۔

اور حدیثوں میں جو یہ آیا ہے کہ اس کا وقوع حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند جلیل حضرت ابراہیم کی وفات کے وقت ہوا تھا (حضرت ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ سے ۸ھ میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۰ھ میں ایام رضاعت ہی میں انتقال فرما گئے) لوگ کہتے ہیں کہ ان کی موت کے سبب سے سورج میں گہن پڑا تھا چوں کہ لوگوں میں مشہور تھا کہ کسی عظیم حادثہ کے سبب گہن واقع ہوتا ہے چنانچہ صاحبزادۂ رسول کی وفات ایک عظیم حادثہ تھی اسی بناء پر گہن واقع ہوا۔

جیسا کہ حدیث میں فرمایا سورج و چاند خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانی ہیں، جو قدرت الٰہی اور اس کی صنعت کمال پر دلالت کرتی ہے، حالاں کہ کسوف و خسوف بجائے خود حق تعالیٰ کی کمال قدرت و

marfat.com
Marfat.com

سلطنت پر دلالت کرتے ہیں اور اہل بصیرت کے لیے موجب عبرت ونصیحت ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ ایک گھڑی میں ان کی نورانیت وتابانیوں کو سلب کر کے تاریک وسیاہ بنا دیتا ہے، اسی طرح حق تعالیٰ قادر ہے کہ وہ لوگوں کے علم وایمان کے نور کی روشنی کو سلب کر کے تاریک وسیاہ کر دے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول)

نماز کسوف میں جنت اور اس کے پھل

نماز کسوف میں جنت اور اس کے پھلوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر انور کر دیا گیا، اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

صحیح مسلم شریف میں بروایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین نماز میں چند قدم آگے بڑھے جب جنت خدمت اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی کہ دیوار قبلہ میں نظر آئی یہاں تک کہ حضور بڑھے تو اس کے خوشہ ہائے انگور دست اقدس کے قابو میں تھے اور یہ نماز صلاۃ الکسوف تھی۔

و ذلک قوله (بعد ما وصف صلاة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی الکسوف) ثم تأخر (یعنی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم) و تأخرت الصفوف خلفه حتی انتهینا (قال مسلم و قال ابو بکر یعنی ابن شیبة شیخه حتی انتهی) الی النساء ثم تقدم و تقدم الناس معه حتی قام فی مقامه فانصرف حین انصرف ، و قد آضت الشمس فقال (و قص الحدیث حتی قال) ما من شیٔ توعدونه الا و قد رأیته فی صلاتی هذه لقد جیٔ بالنار و ذلکم حین رأیتمونی تأخرت (و ساق الخبر الی ان قال) ثم جیٔ بالجنة و ذلکم حین رأیتمونی تقدمت حتی قمت فی مقامی و لقد مددت یدی و انا ارید ان

marfat.com
Marfat.com

اتناول من ثمرها. (الحدیث مختصر)

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کسوف میں یہ ہے کہ حضور نماز پڑھتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے جو مردوں کی صفیں تھیں وہ پیچھے ہٹتے ہٹتے عورتوں کی صفوں تک پہنچ گئیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے بڑھے اور لوگ بھی حضور کے ساتھ آگے بڑھے یہاں تک کہ اپنی جگہ پر حضور کھڑے ہوگئے اور انصراف فرمایا اور نماز سے اس وقت فارغ ہوئے کہ سورج روشن ہو چکا تھا۔اور فرمایا کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ میں نے اپنی اس نماز میں ملاحظہ فرمائی اور جہنم کو بھی حاضر کیا گیا اور یہ اس وقت ہوا کہ جب تم لوگوں نے مجھے دیکھا تو میں پیچھے ہٹ آیا پھر جنت حاضر کی گئی اور یہ اس وقت ہوا کہ جب تم لوگوں نے مجھے دیکھا تو میں آگے بڑھ گیا یہاں تک کہ اپنی جگہ مین کھڑا ہو گیا اور میں نے ہاتھ بڑھایا کہ جنتی پھلوں کو لے لوں۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۵۴۰۔انہار الانوار)

سفر میں عبادت

قصر کا مسئلہ تمام علماء امت کے درمیان متفق علیہ ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہے، لیکن مذہب حنفی میں قصر عزیمت ہے اور چار رکعت درست نہیں ہے۔اگر چار رکعت پڑھے اور وہ پہلے تشہد میں بیٹھا ہے تو جائز ہو جاتی ہے اگر نہیں بیٹھا ہے تو فاسد ہو جاتی ہے۔

امام مالک کے مذہب میں بھی یہی ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک رخصت ہے اور چار پڑھنی بھی جائز ہے حالاں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے کہ حضور نے چار رکعتی نماز سفر میں پوری پڑھی ہو۔

اور وہ حدیث جو ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور قصر بھی کرتے اور پوری نماز بھی پڑھتے اور افطار بھی کرتے اور روزہ بھی رکھتے۔

marfat.com
Marfat.com

یہ روایت صحت کو شامل نہیں ہے اور صحابہ عظام میں سے کسی نے بھی چار رکعتیں نہیں پڑھیں، مگر امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے آخری دنوں میں موسم حج میں چار پڑھیں، اور علماء اس کی متعدد تاویلیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ سفر میں نماز فرض پر اکتفا فرماتے۔ اور یہ محفوظ نہیں ہے کہ حضور نے فجر کی دو رکعت سنت اور تین وتر کے سوا سفر میں فرض سے پہلے یا فرض کے بعد سنتیں پڑھی ہوں، اور ظہر کے فرض کے بعد سنت پڑھنا بھی مروی ہے۔

اور جماعت صحابہ سے ثابت ہے کہ سفر میں نماز سنت کو پڑھتے تھے۔ مگر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ادا نہ کرتے، اگرچہ بعض روایتوں میں ان کا پڑھنا بھی آیا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کی نماز (تہجد) کو ترک نہ فرماتے اگرچہ سفر میں ہوتے، اور کبھی تہجد کو سواری کی پیٹھ پر اشارہ سے پڑھتے اور وتر بھی پڑھتے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

حضور کی نماز قصر

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز قصر سے متعلق بعض احادیث و روایات امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

حدیث صحیح بخاری:

خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالھاجرۃ فصلی بالبطحاء الظھر رکعتین و العصر رکعتین .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو پہر کے وقت تشریف لائے اور بطحا میں دو رکعت ظہر اور دو

marfat.com
Marfat.com

رکعت عصر پڑھائی۔ (مولف)

صحیح بخاری شریف باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بطریق شعبہ ابوجحیفہ سے مروی ہے

قال خرج رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالهاجرة الی البطحاء فتوضا ثم صلی الظهر رکعتین و العصر رکعتین.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوپہر کے وقت بطحا تشریف لائے پھر وضو فرما کر دو رکعت ظہر اور دو رکعت عصر پڑھیں۔ (مولف)

نیز باب مذکور بطریق مالک بن مغول عون سے مروی ہے

و فیه خرج بلال فنادی بالصلاة ثم دخل فاخرج فضل وضوء رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فوقع الناس علیه یاخذون منه ثم دخل فاخرج العنزة و خرج رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کانی انظر الی و بیض ساقیه فرکز العنزة ثم صلی الظهر رکعتین و العصر رکعتین.

اس روایت میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکل کر نماز کی ندا دی پھر جا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لائے تو لوگ اس کو لینے کے لیے جھپٹ پڑے پھر جا کر نیزہ لائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، راوی نے کہا گویا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں پھر نیزہ گاڑ دیا اور حضور نے دو رکعت ظہر اور دو رکعت عصر پڑھائی۔ (مولف)

صحیح مسلم شریف میں بطریق سفین عون بن ابی جحیفہ سے مروی ہے

و فیه فخرج النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فتوضأ و اذن بلال ثم رکزت

marfat.com
Marfat.com

العنزة فتقدم فصلی الظهر رکعتین ثم صلی العصر رکعتین ثم لم یزل یصلی رکعتین حتی رجع الی المدینة.

اس روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور وضو فرمایا، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی اور نیزہ گاڑ دیا گیا حضور نے دو رکعت ظہر اور دو رکعت عصر پڑھائیں پھر مدینہ شریف کی واپسی تک دو رکعت ہی پڑھتے رہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۲۴، ۳۲۷۔ حاجز البحرین)

حضور علیہ السلام کا روزہ

رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت ۲ھ میں ہوئی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ رمضان میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ اگر رمضان کی راتوں میں غسل کی حاجت ہوتی تو رات ہی میں غسل فرما لیتے اور بعض راتوں میں تاخیر بھی کرتے اور صبح صادق کے بعد غسل فرماتے۔ علماء فرماتے ہیں کہ رات میں غسل کرنا افضل و اولیٰ ہے۔ اور رمضان کے دنوں میں پچھنے لگواتے، مسواک کرتے، کلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ نہ کرتے۔ رمضان میں مسواک اور سرمہ لگانے کی ممانعت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب بھی اس کے جواز میں ہے۔

اور نفلی روزے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی اتنے پے در پے اور مسلسل رکھتے کہ لوگوں کو گمان ہوتا کہ اب افطار کریں گے ہی نہیں اور کبھی افطار کرتے تو لوگوں کو گمان ہوتا کہ کبھی روزہ رکھیں گے ہی نہیں کیوں کہ کوئی مہینہ روزہ سے خالی نہیں گزرتا، اور ایام بیض (چاندنی راتوں) میں روزہ رکھنے کا خوب اہتمام فرماتے یہاں تک کہ سفر میں بھی نہ چھوڑتے۔ اور دائمی روزے سے منع فرماتے اور صائم الدہر کے بارے میں فرمایا لا صام و لا افطر نہ وہ روزے سے ہے نہ افطار سے۔ اگر رمضان

marfat.com
Marfat.com

میں سفر کرتے تو کبھی افطار کرتے اور کبھی روزے رکھتے اور دوسروں کو بھی سفر میں روزہ وافطار کا اختیار دیتے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے دن بھی روزے رکھتے اور عشرۂ ذوالحجہ کے نو روزے رکھتے اور فرماتے کہ عشرۂ ذی الحجہ سے بہتر روزہ رکھنے کے لیے اور کوئی دن افضل نہیں ہے۔ البتہ عاشورہ یعنی دسویں محرم کا روزہ ضرور رکھتے۔ اور آخر عمر شریف میں فرمایا اگر تم لوگوں میں رہا تو آئندہ نویں محرم کا بھی روزہ رکھوں گا۔ اور روز عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کو اگر حج میں ہوتے تو افطار فرماتے۔ اور ماہ شوال کے چھ روزوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ چھ روزے رمضان کے ساتھ صیام دہر کے برابر ہیں۔

صوم وصال

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان مبارک کی بعض راتوں میں وصال فرماتے یعنی پے در پے روزے رکھتے بغیر اس کے کہ کچھ کھائیں یا پئیں اور افطار کریں۔ اور صحابہ کرام کو رحمت وشفقت اور دور اندیشی کی خاطر اس سے منع فرماتے اور ناپسند کرتے جیسا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صوم وصال سے منع فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ صوم وصال رکھتے ہیں تو ہمیں کیوں منع فرماتے ہیں، باوجودیکہ ہم حضور کی متابعت وپیروی کی تمنا رکھتے ہیں فرمایا

لست کاحدکم.

میں تم میں سے کسی کی مانند نہیں۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

ایکم مثلی انی ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی .

تم میں سے کون میرے مثل ہے میں اپنے رب کے حضور شب باشی کرتا ہوں کیوں کہ وہ میرا پالنے والا اور تربیت فرمانے والا ہے وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے وہ کھلانے والا اور پلانے والا ہے جو کھلاتا اور پلاتا ہے۔

علماء کے اس کھانے پینے کے بارے میں کئی قول ہیں

ایک یہ کہ یہی محسوس کھانا پینا مراد ہے یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہر شب جنت سے کھانا پینا آتا ہے تاکہ حضور کھائیں اور پئیں اور یہ خدا کی جانب سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خاص اکرام تھا۔ اور یہ نہ صوم وصال کے منافی ہے اور نہ بطلان صوم کا موجب ہے اس لیے کہ جو چیز شرعاً افطار کا موجب ہے وہ عام دنیاوی چیزیں ہیں لیکن جو چیز بطریق معجزہ اور خارق عادت جنت سے پروردگار کی جانب سے آئی وہ موجب افطار اور بطلان صوم نہیں بناتی اور در حقیقت اجر وثواب کی جنس سے ہے کہ نہ اعمال کی قبیل سے۔

اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اس کھانے پینے سے مراد قوت ہے گویا فرماتے ہیں کہ مجھے حق تعالیٰ کھانے پینے کی قوت مرحمت فرماتا ہے اور ایسی چیز افاضہ فرماتا ہے جو کھانے پینے کے قائم مقام ہوتی ہے جس کی بدولت طاعت وعبادت کی قوت پاتا ہوں اور کسی قسم کا فتور یا عارضہ لاحق نہیں ہوتا اور اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے۔

اور محققین کے نزدیک مختار یہ ہے کہ غذائے روحانی مراد ہے جو از قسم ذوق ولذت مناجات اور فیضان معارف و لطائف رہی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر اور آپ کی روح پر فتوح پر وارد ونازل ہوتی ہے جس سے احوال شریف کو ایسی خوشی ومسرت اور شادمانی حاصل ہوتی ہے کہ وہ

marfat.com
Marfat.com

اس کی وجہ سے غذائے جسمانی سے مستغنی ہو جاتی ہے۔ اور یہ بات مجازی محبتوں اور ظاہری خوشیوں سے بھی تجربے میں آتی رہتی ہے کہ غذائی احتیاج ہی لاحق نہیں ہوتی اور اس کی یاد تک نہیں آتی تو جو محبت حقیقی اور مسرت معنوی سے تعلق رکھتی ہو اس کا کیا اندازہ !

افطار و سحری

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غروب آفتاب کے یقین ہو جانے پر افطار میں جلدی فرماتے، اور سحری تناول فرمانے میں تاخیر کرتے اور صحابہ کو بھی اس تعجیل و تاخیر کا شوق دلاتے اور تعریف فرماتے تھے۔ اور چند کھجوروں سے افطار فرماتے اور اگر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پیتے اور افطار کے وقت پڑھتے۔

اللھم لک صمت و علی رزقک افطرت فتقبل منی .

اور یہ کلمات بھی پڑھتے

ذھب الظماء و ابتلت العروق و ثبت الاجر.

یعنی پیاس گئی، رگیں تر ہوئیں، اور اجر ثابت ہوا۔

اور سحری کے بارے میں فرمایا۔

نعم سحور المومن التمر.

مسلمان کی بہترین سحری کھجور ہے۔

نزول قرآن

نزول قرآن کی ابتداء ماہ رمضان میں ہوئی اسی طرح اس کا نزول آسمان دنیا کی طرف یکبارگی ماہ

marfat.com
Marfat.com

رمضان میں ہوا۔

علماء کہتے ہیں کہ صحف ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول رمضان کی پہلی رات میں ہوا اور توریت کا نزول رمضان کی چھٹی رات میں ہوا اور انجیل کا نزول رمضان کی تیرہویں رات میں ہوا اور قرآن کریم کا نزول چوبیسویں رات میں ہوا۔

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان مبارک میں ہر سال جبریل کے ساتھ ایک مرتبہ قرآن کا دورہ فرماتے اور جس سال وصال اقدس ہوا اس سال دو مرتبہ دورہ فرمایا۔

رمضان میں حضور کی سخاوت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یوں تو ہمیشہ ہی ساری مخلوق سے بہت زیادہ بخشش و سخاوت فرمانے کی عادت کریمہ تھی مگر خاص کر رمضان مبارک میں سب سے زیادہ تھی، مطلب یہ کہ آپ کی سخاوت و بخشش تمام لوگوں پر ہمہ وقت ہی زیادہ تھی مگر رمضان مبارک کے دن اور رات میں خیرات وصدقات بہت ہی زیادہ فرماتے اور ذکر ونماز، اعتکاف اور تلاوت سے دن رات کی ہر گھڑی کو معمور ولبریز رکھتے۔ جب کہ یہ ماہ مبارک عظیم ہے اور برکات وکرامات کا منبع ہے اور نعم الٰہیہ وفیوض ربانیہ، بندوں پر بہت اجل واعظم ہے تو اس کا شکرانہ بھی انواع عبادات میں بہت زیادہ اکثر ووافر فرماتے۔ اور چوں کہ واہب البرکات جل وعلا کی بخشش اس ماہ میں دونی ہوتی جو حضور سید کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات جو مظہر انوار وصفات اور محل آثار کمالات حق سبحانہ وتعالیٰ ہیں آپ کا جود وسخا بھی اتنا ہی متکاثر ووافر ہوتا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کی ہر رات میں جبریل سے ملاقات کرتے تھے اور جبریل سے ملاقات کے وقت خیر واحسان کی تیز تر ہوائیں اتنی چلتیں کہ وہ سب کو ہی پہنچتیں اور سب کے شامل حال بنتیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو قرآن سناتے اور وہ حضور کو

marfat.com
Marfat.com

سناتے اسی طرح باہم دور کرتے جس طرح کہ حفاظ ایک دوسرے کے ساتھ دور کرتے ہیں۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول)

جنابت سے روزے میں خلل نہیں آتا

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روزہ اور اس کے احکام و مسائل سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ احادیث کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں :

صحیحین میں ام المومنین عائشہ صدیقہ وام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یدرکہ الفجر و ھو جنب من اھلہ ثم یغتسل و یصوم.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے قربت فرماتے اور صبح ہو جاتی جب تک نہ نہاتے اس کے بعد غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔

صحیح مسلم و موطا مالک، وسنن ابی داؤد ونسائی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے

ان رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ھو واقف علی الباب و انا اسمع یا رسول اللہ انی اصبح جنبا و انا ارید الصیام فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و انا اصبح جنبا و انا ارید الصیام فاغتسل و اصوم فقال الرجل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انک لست مثلنا قد غفر اللہ لک ما تقدم و ما تاخر فغضب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قال انی ارجو ان اکون اخشاکم للہ و اعلمکم بما اتقی.

یعنی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دروازۂ اقدس کے پاس کھڑے تھے ایک شخص نے

marfat.com
Marfat.com

حضور سے عرض کی اور میں سن رہی تھی کہ یارسول اللہ میں صبح کو جب اٹھتا ہوں اور نیت روزے کی ہوتی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں خود ایسا کرتا ہوں اس نے عرض کی کہ حضور کی ہماری کیا برابری حضور کو اللہ عزوجل نے ہمیشہ کے لیے پوری معافی عطا فرمائی ہے اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غضبناک ہوئے اور فرمایا بیشک میں امید رکھتا ہوں کہ مجھے تم سب سے زیادہ اللہ عزوجل کا خوف ہے اور میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں جن جن باتوں سے مجھے بچنا چاہیئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۱۵)

تاخیر سحری میں حضور کا امتیاز

سحری میں عادت مستمرہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاخیر تھی، ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر کسی کا علم نہیں ہوسکتا۔ حضور صاحب وحی، صاحب علم علم الاولین و الآخرین و صاحب **علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل الله علیک عظیما** ہیں۔ اوقات حقیقۃً جن میں حد مشترک صرف ایک آن کو ہوتی ہے ان کا امتیاز حقیقی طاقت بشری سے خارج ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر مطلع تھے۔ ولہٰذا احیانا ایسی تاخیر ہوئی کہ دوسرا اس پر قادر نہیں۔

ایک شب سحری تناول فرمانے کے بعد صرف اتنے وقفہ پر کہ آدمی پچاس آیات پڑھ لے نماز صبح شروع فرمادی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۱۸)

نماز مغرب سے پہلے افطار

سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں بسند حسن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یفطر قبل ان یصلی علی رطبات فان لم تکن رطبات فتمیرات و ان لم تکن تمیرات فحسا حسوات من ماء .

marfat.com
Marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے قبل کھجوروں سے افطار فرماتے تھے اگر کھجوریں نہ ہوتیں تو چھوہاروں سے اگر یہ بھی نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ نوش فرماتے۔ (مولف)

دعائے افطار

ابوداؤد معاذ بن زہرہ سے راوی

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا افطر قال اللھم لک صمت و علی رزقک افطرت.

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افطار کے وقت عرض کرتے، اے اللہ میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۵۱)

ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی،

عن معاذ بن زھرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افطر قال الحمد للہ الذی اعاننی فصمت و رزقنی فافطرت.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقت افطار فرماتے تھے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری اعانت فرمائی تو میں نے روزہ رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا تو میں نے افطار کیا۔ (مولف)

ابن السنی کتاب مذکور اور طبرانی نے معجم کبیر اور دارقطنی نے سنن میں موصولاً یوں تخریج کی۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افطر قال اللھم لک صمنا و علی رزقک افطرنا فتقبل منا انک انت السمیع العلیم .

marfat.com
Marfat.com

ابن عباس سے مروی ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقت افطار فرماتے اے اللہ میں نے تیرے لیے روزہ رکھااور تیرے ہی رزق سے افطار کیاتو تو قبول فرما کہ تو سنتا جانتا ہے۔ (مولف)

نیز حدیث ابی داؤد ونسائی ودارقطنی وحاکم وغیرہم

عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال كان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا افطر قال ذهب الظمأ و ابتلت العروق و ثبت الاجر ان شاء الله تعالیٰ.

ابن عمر سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افطار کے وقت فرماتے تھے کہ پیاس ختم ہوگئی اور رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (مولف)

افطار میں تعجیل

(حدیث قدسی) رب العزت تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے

ان احبی عبادی الی اعجلهم فطرا.

مجھے اپنے بندوں میں وہ زیادہ پیارا ہے جوان میں سب سے زیادہ جلد افطار کرتا ہے۔

اسے امام احمد وترمذی وغیرہما نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا

عادت کریمہ تھی کہ قریب غروب کسی کو حکم فرماتے کہ بلندی پر جا کر آفتاب کو دیکھتا رہے وہ نظر کرتا ہوتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی خبر کے منتظر ہوتے ادھر اس نے عرض کی کہ سورج ڈوبا ادھر حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خرما وغیرہ تناول فرمایا۔

حاکم بسند صحیح سہل بن سعد اور طبرانی کبیر میں ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی یہ سہل کی حدیث ہے

marfat.com
Marfat.com

قال کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا کان صائما امر رجلا فاوفی علی شیٔ فاذا قال غابت الشمس افطر.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب روزہ رکھتے تو کسی آدمی کو حکم فرماتے کہ بلندی سے آفتاب کو دیکھتا رہے جب وہ کہتا کہ سورج ڈوب گیا تو حضور تناول فرما لیتے۔ (مولف)

و لفظ حدیث ابی الدرداء امر رجلا یقوم علی نشز من الارض فاذا قال وجبت الشمس افطر.

ابودرداء کی حدیث میں ہے کہ قریب غروب کسی کو حکم فرماتے کہ بلندی پر کھڑا ہو کر آفتاب کو دیکھتا رہے جب وہ عرض کرتا کہ سورج ڈوب گیا تو حضور تناول فرماتے۔

عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کی کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ میں ہے

کانت عائشة رضی الله تعالیٰ عنها تقول رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و هو صائم یترصد غروب الشمس بتمرة فلما توارت القاها فی فیه .

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حالت روزہ میں دیکھا کہ چھوہارا لے کر غروب شمس کا انتظار فرماتے جب سورج ڈوب جاتا تو چھوہارا تناول فرما لیتے۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴،ص ۶۵۳۔۶۵۴ العروس المعطار)

بعد افطار حضور نے دعا دی

ابوداؤد وغیرہ بسند صحیح انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم جاء الی سعد بن عباد فجاء بخبز و زیت

marfat.com
Marfat.com

فاکل ثم قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افطر عندکم الصائمون و اکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ .

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن عباد کے یہاں تشریف لائے انھوں نے روٹی اور زیتون پیش کیا حضور نے تناول فرمانے کے بعد فرمایا تمھارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا اور تمھارا کھانا نیکوں نے کھایا اور ملائکہ نے تم کو دعائے رحمت ومغفرت دی۔ (مولف)

و فی لفظ افطرنا مرۃ مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقربوا الیہ زیتا فاکل و اکلنا حتی فرغ قال اکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ . وافطر عندکم الصائمون.

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ہم نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ افطار کیا تو زیتون پیش کیا گیا تناول فرمانے کے بعد حضور نے فرمایا کہ تمھارا کھانا ابرار نے کھایا اور فرشتوں نے دعائے مغفرت کی اور روزہ داروں نے افطار کیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۵۷۔ العروس المعطار)

صوم نفل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر پیر کو نفل روزہ رکھتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۲۴)

حضور کے لیے صوم رمضان کی تخصیص

ابن جریر وابو یعلی و بزار ابوہریرہ سے اور بیہقی ابوہریرہ وابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

(فیہ قولہ عزوجل لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین ذکر ما اعطی الانبیاء

marfat.com
Marfat.com

السابقین علیهم الصلاة و التسلیم من الفضائل) اعطیتک ثمانیة اسهم الاسلام و الهجرة و الجهاد و الصلاة و الصدقة و صوم رمضان و الامر بالمعروف و النهی عن المنکر.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی (اس میں یہ ہے کہ جب انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام کے فضائل ومناقب کا ذکر اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا) تو فرمایا کہ میں نے تم کو آٹھ حصے عطا کیے۔ اسلام اور ہجرت و جہاد اور نماز وصدقہ اور رمضان کے روزے وامر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۶)

سحری میں تاخیر

نسائی وطحاوی وزر بن حبیش سے راوی

قال قلنا لحذیفة ای ساعة تسحرت مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال هو النهار الا ان الشمس لم تطلع.

ہم نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کس وقت سحری کھائی تھی کہا دن ہی تھا مگر یہ کہ سورج نہ چمکا تھا۔

امام طحاوی کی روایت میں یوں صاف تر ہے۔

قلت بعد الصبح قال بعد الصبح غیر ان الشمس لم تطلع.

میں نے کہا بعد صبح کے کہا ہاں بعد صبح کے مگر آفتاب نہ نکلا تھا۔

ان روایات کی جمع وتطبیق میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

marfat.com
Marfat.com

رائے فقیر میں ان روایات کا عمدہ محمل یہی ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے علم نبوت کے مطابق حقیقی منتہائے لیل پر سحری تناول فرمائی کہ فراغ کے ساتھ ہی صبح چمک آئی۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گمان ہوا کہ سحری دن میں کھائی بعد صبح، اور واقعی جو شخص سحری کا پچھلا نوالہ کھا کر آسمان پر نظر اٹھائے تو صبح طالع پائے وہ سوا اس کے کیا گمان کرسکتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۳۶۰۔حاجز البحرین)

فضائل رمضان پر حضور کا خطبہ

صحیح ابن خزیمہ میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے سلخ شعبان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور اس میں رمضان مبارک کے فضائل ورغائب ارشاد کیے ازاں جملہ فرمایا۔

استکثروا فیه من اربع خصال خصلتین ترضون بهما ربکم و خصلتین لاغنی بکم عنهما فاما الخصلتان اللتان ترضون بهما ربکم فشهادة ان لا اله الا الله و تستغفرونه و اما الخصلتان اللتان لا غنی بکم عنهما فتسألون الله الجنة و تعوذون به من النار.

اس مہینے میں چار باتوں کی کثرت کرو دو باتیں وہ جن سے تمھارا رب راضی ہو اور دو کی تمھیں ہر وقت ضرورت۔ وہ دو جن سے تمھارا رب راضی ہو کلمہ شہادت واستغفار ہیں اور دو جن کی تمھیں ہمیشہ ضرورت ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور دوزخ سے اس کی پناہ چاہو۔

(فتاویٰ افریقہ،ص۲۲)

حضور علیہ السلام کا اعتکاف

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام رمضانوں میں صرف آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے۔

marfat.com
Marfat.com

صرف ایک رمضان میں آپ سے اعتکاف فوت ہوا اور ماہ شوال میں قضا فرمائی۔ اور ایک مرتبہ اول عشرہ میں اعتکاف فرمایا اور ایک مرتبہ درمیانی عشرہ میں اور ایک مرتبہ عشرۂ اخیرہ میں اور جب یہ معلوم ہوا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہے تو اس کے بعد آخر عمر شریف تک عشرۂ اخیرہ میں ہی اعتکاف فرمایا۔ اور اعتکاف کے لیے مسجد میں خیمہ لگایا اور کبھی تخت بچھایا جاتا اور اس پر فرش بچھایا جاتا۔ اور ہر سال دس دن معتکف رہتے اور آخری سال میں بیس دن اعتکاف فرمایا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

اعتکاف کی مواظبت

حضور سرورکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعتکاف اور اس کے بعض احوال سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

اعتکاف عشرۂ اخیرہ کہ سنت موکدہ علی وجہ الکفایہ ہے جس پر حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مواظبت ومداومت فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۶۱)

اعتکاف میں سر مبارک کا دھونا

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدنی رأسه الکریم لام المومنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا و ھی فی بیتھا و ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معتکف فی المسجد لتغسله فتقول انا حائض فیقول حیضتک لیست فی یدک .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں معتکف ہوتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں ہوتیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر اقدس کو دھونے کے لیے حضرت عائشہ کے قریب کر دیتے، حضرت عائشہ عرض کرتیں میں حائضہ ہوں، تو حضور فرماتے کہ حیض تمھارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۷)

marfat.com
Marfat.com

رویت ہلال

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

یسئلونک عن الاھلة قل ھی مواقیت للناس و الحج.

تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرمادو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے۔

(البقرۃ،۱۸۹)

یہ آیت حضرت معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن غنم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جواب میں نازل ہوئی ان دونوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاند کا کیا حال ہے ابتدا میں بہت باریک نکلتا ہے پھر روز بروز بڑھتا ہے یہاں تک کہ پورا روشن ہو جاتا ہے پھر گھٹنے لگتا ہے اور یہاں تک گھٹتا ہے کہ پہلے کی طرح باریک ہو جاتا ہے ایک حال پر نہیں رہتا۔

اس سوال سے مقصد چاند کے گھٹنے بڑھنے کی حکمت دریافت کرنا تھا۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ سوال کا مقصود چاند کے اختلافات کا سبب دریافت کرنا تھا۔

جواب میں ارشاد ہوا کہ چاند کے گھٹنے بڑھنے کے فوائد میں سے یہ ہے کہ وہ وقت کی علامتیں ہیں اور آدمیوں کے ہزار ہا دینی و دنیوی کام اس سے متعلق ہیں زراعت، تجارت، لین دین کی معاملات، روزے اور عید کے اوقات، عورتوں کی عدتیں، حیض کے ایام، حمل اور دودھ پلانے کی مدتیں، دودھ چھڑانے کے وقت اور حج کے اوقات اس سے معلوم ہوتے ہیں۔ کیوں کہ اول میں جب چاند باریک ہوتا ہے تو دیکھنے والا جان لیتا ہے کہ یہ ابتدائی تاریخیں ہیں اور جب چاند پورا روشن ہوتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مہینے کی درمیانی تاریخ ہے اور جب چاند چھپ جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ ختم پر ہے۔ اسی طرح ان کے مابین ایام میں چاند کی حالتیں دلالت کیا کرتی ہیں پھر مہینوں سے سال کا حساب ہوتا ہے۔ یہ وہ قدرتی

marfat.com
Marfat.com

جنتری ہے جو آسمان کے صفحہ پر ہمیشہ کھلی رہتی ہے اور ہر ملک اور ہر زبان کے لوگ پڑھے بے پڑھے سب اس سے اپنا حساب معلوم کر لیتے ہیں۔ (مولف) (خزائن العرفان)

چاند دیکھ کر چہرہ پھیر لینا

چاند دیکھ کر چہرہ پھیر لینے اور رویت ہلال کی دعا وغیرہ سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

حدیث میں ہے

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا رأی الھلال صرف وجھہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے اپنا چہرہ اس کی طرف سے پھیر لیتے۔

اسے ابوداؤد نے قتادہ سے مرسلاً روایت کیا۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ شر کی چیز ہے اسے مناوی نے تیسیر میں افادہ کیا۔

اقول، یا یہ کہ کفار نے اس کی عبادت کی، اور شرع میں اسے دیکھ کر اللہ جل جلالہ سے دعا کرنی آئی تو پسندیدہ ہوا کہ منھ پھیر کر کی جائے تاکہ کفار سے مشابہت نہ لازم آئے۔

رویت ہلال کی دعائیں

حدیث میں رویت ہلال کی بہت دعائیں آئیں بعض حصن حصین میں مذکور ہیں۔

ترمذی، نسائی، حاکم ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

marfat.com
Marfat.com

وسلم نے چاند کو دیکھ کر فرمایا

یا عائشة استعیذی باللہ من شر ھذا فان ھذا ھو الغاسق اذا وقب.

اے عائشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اس شر سے کہ یہی ہے وہ اندھیری ڈالنے والا جب ڈوبے یا گہنائے یعنی قرآن عظیم میں جس غاسق کا ذکر فرمایا **و من شر غاسق**۔ اور اس کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم آیا، اس سے یہی چاند مراد ہے۔

امام احمد رضا بریلوی نے احادیث سے رویت ہلال کی جن دعاؤں کا استخراج فرمایا ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) **اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ لا حول و لا قوة الا باللہ ، اللھم انی اسئلک من خیر ھذا الشھر. و اعوذ بک من شر القدر و من شر یوم المحشر.**

(۲) **عن عبادة بن الصامت ھلال خیر و رشد آمنت بالذی خلقک .**

(۳) **عن قتادة بلاغا اللھم انی اسئلک من خیر ھذا.**

(۴) **اللھم انی اسئلک من خیر ھذا الشھر و خیر القدر و اعوذ بک من شرہ .**

(۵) **عن رافع بن خدیج باسناد حسن اللھم اھلہ علینا بالیمن و الایمان و السلامة و الاسلام .**

(۶) **عن طلحة بن عبید اللہ باسناد حسن التوفیق لما تحب و ترضی**

(۷) **عن طلحة ، عن ابن عمر و السکینة و العافیة و الرزق الحسن .**

marfat.com
Marfat.com

(۸) عن حدیر السلمی مرسلاً ربی و ربک الله .

(۹) عن طلحة، عن ابن عمر الحمد لله الذی ذهب بشهر کذا.

(۱۰) و عن قتادة بلاغا سن عن عبد الله بن مطرف اسئلک من خیر هذا الشهر و نوره و برکته و هداه و طهوره و معافاته ، سن مثله اللهم ارزقنا خیره و نصره و برکته و فتحه و نوره و نعوذبک من شر و شر ما بعده مومص عن علی موقوفاً.

رویت ہلال کے لیے حکم شارع

شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صوم وفطر کا حکم رویت پر معلق فرمایا۔ صحیحین وغیرہا میں بطریق کثیرہ بہت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

صوموا لرویته و افطر لرویته فان اغمی علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلثین.

چاند دیکھ کر روزہ رکھو، چاند دیکھ کر ختم کرو اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔

باقی رہا حساب اسے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لخت ساقط کردیا صاف ارشاد فرماتے ہیں۔

انا امة امیة لا نکتب و لا نحسب الشهر هکذا و هکذا و الشهر هکذا وهکذا.

ہم امی امت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں، دونوں انگلیاں تین بار اٹھا کر فرمایا مہینہ یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے تیسری دفعہ میں انگلیاں بند فرمالیا یعنی انتیس۔ اور مہینہ یوں اور یوں ہوتا ہے ہر بار سب

marfat.com
Marfat.com

انگلیاں کھلی رکھیں یعنی تمیں۔اسے بخاری ومسلم وابوداؤد ونسائی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۷۳۔۵۷۴۔۵۷۵۔البدور الاجلہ مع شرح وحاشیہ)

حج

حج کے لغوی معنی قصد وارادے کے ہیں، اور شریعت مطہرہ میں مخصوص شکل میں بیت اللہ کی طرف قصد کرنے کا نام ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ایک حج کیا جسے حجۃ الوداع اور حجۃ الاسلام کہتے ہیں اور لوگوں کو تعلیم احکام ومسائل فرمائی اور فرمایا شاید تم مجھے آئندہ سال نہ پاؤ اور ان کو سفر آخرت کی بنا پر رخصت فرمایا اور خطبہ دیا۔اور فرمایا کہ وہ وقت قریب ہے جب تم اپنے رب کے حضور حاضر ہو گے اور وہ تم سے تمھارے اعمال کی پرسش فرمائے گا۔آگاہ وخبردار ہو جاؤ میرے بعد گمراہ نہ ہونا۔اور ایک روایت میں ہے کہ پھر کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کیوں کہ تم میں سے کچھ لوگ ایک دوسرے کو قتل کریں گے اور آگاہ وخبردار ہو جاؤ میں نے تم کو تمھارے احکام پہنچا دیئے ہیں۔

اور فرمایا خداوندا تو گواہ رہ تمھیں لازم ہے کہ یہ حاضرین غائب کو احکام پہنچائیں اور جس کو یہ احکام پہنچائے جائیں وہ پہنچانے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا اور زیادہ جاننے والا ہے۔اور فرمایا حج کے مناسک ومسائل سیکھ لو شاید کہ میں دوسری بار حج نہ کر سکوں، اور فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو، پنجگانہ نمازیں پڑھو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اور اپنے اولی الامر کی اطاعت کرو تا کہ حق تعالیٰ تمھیں جنت میں داخل کرے۔

یہ ہجرت کا دسواں سال تھا لیکن ہجرت سے پہلے بعض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو حج کیے اور بعض کہتے ہیں کہ تین، اور بعض اس سے زیادہ کہتے ہیں۔قول محقق یہ ہے کہ کوئی عدد معین ومحفوظ

marfat.com
Marfat.com

نہیں ہے۔

اور حج کی فرضیت جمہور کے نزدیک ہجرت کے آٹھویں سال میں ہوئی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ نویں سال میں ہے اور اسی سال اسباب سفر کی تیاری میں مشغول ہوئے لیکن غزوات کی بناء پر اس سال آپ کو تشریف لے جانا میسر نہ آیا اور بارگاہ نبوت میں مسلسل وفود کے آنے کی وجہ سے احکام کی تعلیم نہ فرما سکے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج بنا کر مکہ مکرمہ بھیج دیا اور ان کے پیچھے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو سورہ برأت کا حکم مشرکوں پر سنانے کے لیے بھیجا ۔جب حضرت علی مرتضیٰ مکہ مکرمہ پہنچے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا تم امیر ہو یا مامور، فرمایا نہیں مامور ہوں، اور حضرت علی مرتضیٰ کو سورۂ برأت کا حکم لے کر خاص طور سے بھیجنا اس وجہ سے ہوا کہ اس سورۃ میں مشرکوں کے نقض عہد اور عقد عہد کا ذکر ہے کہ نقض عہد کا ذمہ دار خود وہ شخص ہوگا یا اس کے گھر والے ہوں گے۔

اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا اور صحابہ کرام کو اس کی خبر دی تو سب کے سب حج کے لیے تیاری کرنے لگے اور یہ خبر جب شہروں اور دیہاتوں میں پہنچی تو اطراف و جوانب سے لوگ مدینہ منورہ پہنچنا شروع ہو گئے اور سب ہی مسلمان یا تو مدینہ منورہ آ گئے یا مکہ کی راہ میں ہر طرف سے آ کر ملنے لگے اور حجاج کی اتنی تعداد ہوگئی جو حد حصر و حساب سے باہر ہوگئی یہاں تک کہ لوگ کہتے ہیں کہ آگے پیچھے، داہنے بائیں جس طرف بھی نظر اٹھائی جاتی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے کتنے پیادہ تھے اور کتنے سوار، ان کی تعداد معلوم ہی نہیں ہے، ایک روایت میں ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔غرضیکہ ذوالحجہ میں احرام باندھ کر نکلے مکہ پہنچے اور حج ادا کیا۔

marfat.com
Marfat.com

حضور چاہ زم زم پر

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہ زمزم پر تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد نے (چوں کہ چاہ زمزم ان کی تحویل میں تھا) پانی کھینچا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالمطلب کی اولاد پانی نکالو کیوں کہ یہ نیک عمل ہے اگر اس کا خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ تم پر غلبہ کریں گے تو میں خود اتر کر کنواں سے پانی نکالتا اور پانی پلانے میں تمھاری مدد واعانت کرتا کیوں کہ پانی پلانے میں فضل و برکت اور بزرگی ہے۔ مطلب یہ کہ اگر میں خود اس کو کروں تو میرے بعد میری امت پر سنت ہو جائے گی اور تمام لوگ میرے اتباع کے ارادے سے اختیار کر لیں گے اور تم پر غالب آجائیں گے اور تمھاری نوبت نہ آئے گی اور یہ منصب تمھارے ہاتھ سے چلا جائے گا تو انھوں نے ایک ڈول حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور حضور نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کھڑے ہو کر پانی پینا یا تو بیان جواز کے لیے تھا یا ضرورت وحاجت کی وجہ سے تھا کیوں کہ ہجوم کی زیادتی سے بیٹھنے کی جگہ نہ تھی یا کوئی اور ضرورت وحاجت ہوگی۔ بعض کہتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پینا آب زمزم اور آب وضو کے ساتھ خاص ہے۔

چاہ زم زم

چاہ زم زم کے نام کی وجہ یہ ہے کہ اس کا پانی بہت زیادہ ہے اور زم زم یا زازم، کثیر پانی کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ لفظ کسی چیز سے مشتق نہیں ہے بلکہ شروع ہی سے اس کا یہی نام ہے۔ سب سے پہلے جس نے زم زم کو نمودار کیا وہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام تھے، جس وقت حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام پیاسے ہوئے اور زمین پر اپنا قدم مبارک مارا تو اس جگہ چشمہ نمودار ہو گیا اور مشکیزہ بھرنے کے لیے پانی کو احاطہ میں لے لیا تا کہ پھیلے نہیں۔ اگر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو چشمہ جاری ہو جاتا جیسا کہ حدیث

marfat.com
Marfat.com

میں آیا ہے۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اس جگہ کنواں بنایا اور جب قبیلۂ جرہم نے مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی تو انھوں نے اسے پاٹ دیا یہاں تک کہ اس کا کوئی نشان تک نہ چھوڑا، بعدازاں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کو جب حق تعالیٰ نے اس کرامت کے ساتھ مخصوص فرمایا تو خواب میں یہ کنواں دکھایا تو انھوں نے عام الفیل میں اسے کھودا۔ ایک روایت میں ہے کہ عام الفیل سے پہلے اس کے بعد ابوطالب نے اسے تعمیر کیا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس پتھر لاتے تھے جیسا کہ تاریخ مکہ میں مذکور ہے اور اس کے فضل وخواص میں اخبار وآثار بکثرت ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہیں۔

عمرہ

عمرہ کے لغوی معنی زیادتی کے ہیں اور عمرہ حج پر اضافہ ہے اور عمرہ مسجد حرام پر تعمیر وتعظیم ہے۔

اور شریعت میں افعال مخصوصہ کا نام ہے جو طواف اور سعی ہے اس میں وقوف عرفہ نہیں ہے کیوں کہ یہ حج کے ساتھ مخصوص ہے اور حج کے ساتھ عمرے کی نسبت ایسی ہے جیسی نماز فرض کے ساتھ نماز نفل کی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمرے کی تعداد چار بتاتے ہیں

پہلا عمرہ حدیبیہ کا ہے، جو ہجرت کے چھٹے سال بقصد عمرہ نکلے تھے اور جب حدیبیہ کے مقام پر جو مکہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ہے تو یہاں تمام مشرکین جنگ کے لیے نکل کھڑے ہوئے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے باز رکھا چوں کہ فتح کی میعاد ابھی پوری نہ ہوئی تھی، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم الٰہی صلح کر کے احرام سے باہر آگئے اور مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے اور قرار پایا کہ آئندہ تشریف لائیں اور عمرہ بجالائیں۔

marfat.com
Marfat.com

اور دوسرا عمرہ ۷ھ میں قرارداد صلح کے بموجب ہے۔ آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے عمرہ کیا اور تین دن کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔

اور تیسرا عمرہ ۸ھ میں ہوا جو فتح مکہ کا سال ہے آپ نے حنین کی غنیمتوں کی تقسیم کے بعد جعرانہ سے جو مکہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ہے رات کو آئے اور عمرہ کیا اور اسی رات جعرانہ واپس تشریف لائے۔

اور چوتھا عمرہ دسویں سال اس حج کے ساتھ ہے جسے حجۃ الوداع کہتے ہیں

بعض علماء تین عمرے کہتے ہیں کہ کیوں کہ حدیبیہ میں حقیقۃً عمرہ نہ ہوا تھا اس لیے کہ مکہ مکرمہ میں اخلہ نہ ہوا تھا اور حدیبیہ میں ہی احرام کھول کر مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے تھے لیکن جمہور علماء اسے عمرہ کا حکم دیتے ہیں۔ (مؤلف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

حضور کا طواف کعبہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طواف کعبہ اور کعبہ معظمہ سے حضور کے خطاب فرمانے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :

سنن ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کعبہ معظمہ کا طواف کرتے اور فرماتے۔

ما اطیبک و اطیب ریحک ما اعظمک و ما اعظم حرمتک و الذی نفس محمد بیدہ لحرمۃ مومن اعظم عند اللہ من حرمتک.

اے کعبہ تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے، تو کیسا عظیم ہے اور تیری حرمت کتنی بڑی ہے۔ قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے بیشک اللہ تعالیٰ کے

marfat.com
Marfat.com

نزدیک مسلمانوں کی حرمت تیری حرمت سے بہت زیادہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۰)

نوٹ : حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حج کا تفصیلی ذکر ''حجۃ الوداع'' کے بیان میں گزر چکا ہے۔ (مولف)

قربانی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنے دست مبارک سے تریسٹھ اونٹ ذبح فرمائے اور تریسٹھ کا عدد آپ کی عمر مبارک کے سال کا عدد تھا۔

ابوداؤد میں ہے کہ پانچ چھ اونٹ خود قریب ہوتے اور ہجوم کر کے آتے تا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے انھیں ذبح فرمائیں اور ہر اونٹ قریب ہونے کی کوشش کرتا اور دوسروں کو دھکا دیتا تا کہ اسے پہلے ذبح فرمائیں۔

امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تقریباً سینتیس (۳۷) اونٹ صحابہ کے ذبح فرمائے جن میں سے تین اونٹ خود ان کے تھے یہ تمام اونٹ اپنے اور دوسروں کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ساتھ لائے تھے کل سو اونٹ ذبح فرمائے۔

اور مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کی جانب سے گائے ذبح فرمائی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانب سے ایک اونٹ ذبح فرمایا۔

مسلم ابوداؤد اور ترمذی ونسائی نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ماہ ذی الحجہ کو دیکھو اور کوئی تم میں سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے جسم سے بال اور ناخن کو قربانی کے وقت تک دور نہ کرے۔ اور بعض علمائے مذہب

marfat.com
Marfat.com

اور امام احمد کا مذہب اسی پر ہے کہ یہ نہی اور ممانعت بر سبیل تحریم ہے اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ یہ بر طریق کراہت ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ذبح میں جہاں تقرب و عبادت مقصود ہے وہ تین ہیں۔

ایک ہدی یعنی حج کی قربانی جسے حرم میں جانور ساتھ لے جاکر یا بھیج کر ذبح کرتے ہیں۔

دوسرا اضحیہ یعنی روز عید اضحیٰ قربانی دی جاتی ہے۔

تیسرا عقیقہ جو نومولود بچے کے لیے ذبح کرتے ہیں۔(مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

حضور نے گائے کی قربانی فرمائی

قربانی تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی اور ازواج مطہرات اور اپنی امت کی طرف سے قربانیاں فرمائیں، اس مضمون سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود گائے کی قربانی کی اور مسلمانوں کو ایک گائے کی قربانی میں سات سات آدمیوں کے شریک ہونے کا حکم فرمایا۔ مذہب اسلام میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کی چھ کتابیں سب سے زیادہ مشہور ہیں، جنھیں صحاح ستہ کہتے ہیں ان سب کتابوں میں یہ مضمون صراحۃً موجود ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا

ضحی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن نسائہ بالبقرۃ .

marfat.com

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

ترمذی ونسائی وابن ماجہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

قال کنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فحضر الاضحیٰ فذبحنا البقر عن سبعة .

ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ بقرعید آئی تو ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔

اونٹ کی قربانی

صحیح مسلم شریف میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

اشترکنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الحج و العمرة کل سبعة منافی بدنة فقال رجل لجابرا یشترک فی البقرة ما یشترک فی الجزور فقال ما ھی الا من البدن.

حج وعمرہ میں ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے ایک ڈیل دار جانور میں سات سات آدمی شریک ہوئے کسی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا گائے کی قربانی میں بھی اتنے ہی آدمی شریک ہوسکتے ہیں جتنے اونٹ میں فرمایا گائے بھی بدنہ ہی میں داخل ہے۔ (النفس الفکر فی قربان البقر)

دنبے کی قربانی

شرح معانی الآثار شریف میں ہے

قد رأینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضحی بکبشین موجوئین .

marfat.com
Marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو خصی دنبے قربانی کیے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۹۰۔ الکشف شافیا)

مینڈھے کی قربانی

احمد و دارمی و ابوداؤد و ابن ماجہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال ذبح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین فلما وجههما قال انی وجهت وجهی للذی فطر السموات و الارض . الحدیث.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذبح یعنی بقرعید کے دن دو مینڈھے سینگ والے چت کبرے خصی کیے ہوئے ذبح فرمائے جب ان کا منھ قبلہ کو کیا تو یہ پڑھا **انی وجهت وجهی** الخ . (مولف)

بخاری و مسلم و دارمی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

قال ضحی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکبشین املحین فرأیته واضعا قدمه علی صفائحهما یسمی و یکبر فذبحهما بیده .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مینڈھے چت کبرے سینگ والوں کی قربانی کی انھیں اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا اور **بسم اللہ اللہ اکبر** کہا، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور نے اپنا پاؤں ان کے پہلو پر رکھا اور **بسم اللہ اللہ اکبر** کہا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۳۱۷)

marfat.com
Marfat.com

گائے کا گوشت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گائے کی قربانی فرمائی اور اس کے کھانے کھلانے کا حکم فرمایا۔خود بھی ملاحظہ فرمایا یا نہیں اس کا ثبوت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸،ص ۳۶۹)

حدیبیہ کی قربانی

سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اھدی عام الحدیبیۃ جملا کان لابی جھل فی رأسہ برۃ من فضۃ و فی روایۃ من ذھب یغیظ بذلک المشرکین .

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے سال ایک اونٹ قربانی کے لیے بھیجا جو ابوجہل کا تھا(جو جنگ بدر میں اموال غنیمت میں ہاتھ آیا تھا)اس کے سر یعنی ناک میں چاندی یا سونے کا ایک حلقہ تھا جس سے مشرکین جلتے تھے۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۸،ص ۵۳۲)

امت کی طرف سے قربانی

صحیحین میں ہے :

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضحی بکبشین املحین احدھما عن نفسہ و الاخر عن امتہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مینڈھے کی قربانی فرمائی ایک اپنی جانب سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے۔ (مولف)

و زاد ابن ماجۃ ذبح احدھما عن امتہ لمن شھد لہ بالتوحید و شھد لہ بالبلاغ

marfat.com
Marfat.com

و ذبح الآخر عن محمد و آل محمد.

اور ابن ماجہ کے یہاں یہ ہے کہ ایک ذبح فرمایا امت کے ان لوگوں کی طرف سے جنھوں نے حضور کے لیے وحدانیت کی اور رسالت پہچاننے کی گواہی دی اور دوسرا محمد و آل محمد کی جانب سے۔

(مولف)

امام احمد وغیرہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قولہ عند التضحیۃ اللھم لک و منک عن محمد و امتہ.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذبح کے وقت کہا! اے اللہ یہ تیرے لیے اور تیری عطا سے محمد اور ان کی امت کی طرف سے ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۰۶)

●……●……●

marfat.com
Marfat.com

نماز جنازہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میت پر ایسے امور سے احسان فرماتے جو اس کے لیے قبر اور قیامت میں سودمند و نافع ہو جائے اور اس کے اقارب اور گھر والوں کے ساتھ تعزیت، طعام، پرسش احوال اور تجہیز و تکفین میں مدد کے ساتھ احسان فرماتے، اور صحابہ کی جماعت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھتے، اس کے لیے استغفار فرماتے اور اس کے بعد صحابہ کے ساتھ مدفن تک جنازہ کے ساتھ جاتے اور قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اس کے لیے دعا فرماتے اور کلمۂ ایمان پر ثابت رہنے کی تلقین فرماتے۔ اور منکر و نکیر کے سوال و جواب سکھاتے اور اس کی قبر پر مٹی وغیرہ ڈال کر تیار کرتے اور حصول روح و راحت کے بموجب اور رحمت و مغفرت کے نزول کی خاطر سلام و دعا سے مخصوص فرماتے۔

ایک عرصہ تک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ عادت رہی کہ جب کسی کے انتقال کا وقت قریب آتا اور سکرات کا عالم طاری ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلاتے اور حضور تشریف لاتے تاکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضوری میں وہ جان قربان کرے اس کے بعد تجہیز و تکفین فرماتے، نماز پڑھتے اور قبر تک جنازہ کے ساتھ مشایعت فرماتے، اور جب صحابہ کرام نے دیکھا کہ اس میں بڑی مشقت و دشواری ہے تو انھوں نے اس میں اختصار سے کام لیا۔

چنانچہ جب کوئی انتقال کر جاتا تو حضور کو اطلاع دیتے تاکہ تجہیز و تکفین اور نماز و دفن میں تشریف فرما ہوں۔ اس کے بعد جب صحابہ نے دیکھا کہ یہ بھی مشقت سے خالی نہیں ہے تو میت کی تجہیز و تکفین کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا انتظار کرتے تاکہ نماز پڑھائیں۔ اور نادر اوقات میں مثلاً رات ہوتی یا کوئی اور مانع ہوتا تو صحابہ نماز کے لیے بھی خبر نہ دیتے اور خود ہی نماز پڑھا دیتے اور دفن کر دیتے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے جاتے اور اس کی قبر پر نماز پڑھتے۔

marfat.com
Marfat.com

ابتدائی زمانہ میں ایسا تھا کہ جب میت کو لایا جاتا تو دریافت فرماتے کہ اس پر کوئی قرض کا بار ہے یا نہیں اور کچھ مال چھوڑا ہے یا نہیں جس سے بار قرض اتارا جا سکے۔ اگر وہ کہتے کہ کچھ مال چھوڑا ہے یا کسی نے اپنے ذمہ قرض کو لے لیا ہے تو پڑھاتے ورنہ صحابہ کو فرماتے کہ اپنے ساتھی کی نماز تم ہی پڑھاؤ اور خود نہ پڑھاتے۔ اور جب حق تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شہروں کو فتح فرمایا اور اموال میں وسعت بخشی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار قرض کے بارے میں سوال کرنا اور پوچھنا چھوڑ دیا۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کسی نے مال چھوڑا ہے وہ اس کے اہل وعیال کا ہے اور جس نے قرض چھوڑا ہے یا اہل وعیال چھوڑے ہیں وہ میرے ذمہ کرم پر ہے۔

نماز جنازہ میں کبھی چار، کبھی پانچ، کبھی چھ تکبیریں فرماتے اور صحابہ کا عمل بھی مختلف مروی ہے اور جو حضرات چار سے زیادہ تکبیر کہنے سے منع کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ثابت شدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو آخری نماز جنازہ پڑھائی اس میں چار تکبیریں تھیں اور یہی مقرر و متعین ہو گیا۔ اس باب میں اخبار و آثار چار تکبیروں کی ہی مستفیض و مشہور ہیں اور یہی روایات کثیرہ اور طرق متعددہ سے ثابت ہو چکا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ و السلام کی جب نماز جنازہ گزاری تو انھوں نے چار تکبیریں کہیں، اور کہا **هذا سنتكم يا بني آدم** .

اے بنی آدم یہ تمھارے لیے تمھاری سنت ہے۔ اسے حاکم نے مستدرک میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے۔

اور جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز جنازہ فوت ہو جاتی تو حضور قبر پر نماز ادا فرماتے

marfat.com
Marfat.com

،ایک مرتبہ ایک دن رات کے بعد، اور ایک مرتبہ تین دن کے بعد، بلکہ ایک ماہ کے بعد آیا، حدیث میں ایسا ہی آیا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ جب تک میت پھولے پھٹے نہیں جائز ہے اور اس کا اندازہ تین دن کا کرتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک اس وقت تک جائز ہے جب تک کہ میت گل سڑ نہ جائے۔ اور ایسا ایک سے زیادہ کا بھی احتمال رکھتا ہے۔

اس مسئلہ میں فقہاء اختلاف رکھتے ہیں۔ بعض اسے خصائص نبوت میں شمار کرتے ہیں کیوں کہ حدیث میں ہے کہ فرمایا قبر تاریکی سے لبریز ہے اور میری نماز اسے روشن بنانے والی ہے۔ اور حق وصواب یہ ہے کہ یہ عام ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جس کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو اور بغیر نماز کے دفن کر دیا گیا ہو تو درست ہے ورنہ نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنازہ کے ساتھ پیادہ پا تشریف لے جاتے، ترمذی وابوداؤد حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا ہم ایک جنازہ میں گئے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سواروں کی ایک جماعت دیکھی جو ہمراہ جا رہی تھی، فرمایا یہ لوگ شرم نہیں رکھتے کہ حق تعالیٰ کے فرشتے تو پیدل جا رہے ہیں اور یہ سواری کی پشت پر سوار ہیں۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک گھوڑا سواری کے لیے پیش کیا گیا تا کہ سوار ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سواری سے انکار فرما دیا مگر واپسی پر سواری سے تشریف لائے۔

اور جنازہ جب تک کندھوں سے اتارا نہ جاتا نہ بیٹھتے۔ فرماتے ہیں

اذا اتیتم الجنازۃ فلا تجلسوا حتی توضع.

marfat.com
Marfat.com

جب جنازہ آئے تو اس کے رکھے جانے تک نہ بیٹھو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک لحد میں نہ رکھا جائے، نہ بیٹھو۔

غائبانہ نماز جنازہ کی بحث

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے لیکن یہ صحیح ہے کہ شاہ حبشہ نجاشی کے جنازہ کی نماز پڑھی حالاں کہ حبش میں انتقال ہوا تھا اور آپ نے صحابہ سے فرمایا تمھارے ایک بھائی کا انتقال ہو گیا ہے اس کی نماز جنازہ پڑھو تو نماز پڑھنے کی جگہ میدان میں تشریف لائے اور صحابہ کے ساتھ نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

اور معاویہ لیثی پر نماز پڑھی ہے جس وقت آپ غزوۂ تبوک میں تھے اور معاویہ لیثی مدینہ میں۔ تو جبریل علیہ السلام نے آکر خبر دی اور کہا کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ آپ کے لیے زمین لپیٹی جائے اور حضور ان پر نماز پڑھیں فرمایا ہاں، اس پر جبریل علیہ السلام نے اپنے پر مار کے درمیان سے پہاڑ، ٹیلے، درخت وغیرہ تمام حجابات اٹھا دیئے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے جنازے کو اٹھا کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا پھر حضور نے نماز پڑھی اور فرشتوں کی دو صفیں آپ کے پیچھے تھیں اور ہر صف ستر ہزار فرشتوں کی تھی۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل امین سے پوچھا انھیں یہ مرتبہ کس عمل کی بدولت ملا جبریل نے کہا یہ **قل ھو اللہ احد** کو محبوب رکھتا تھا اور اٹھتے بیٹھے، آتے جاتے ہر وقت اسے پڑھتا رہتا تھا۔

جنازۂ غائب پر نماز پڑھنے میں فقہاء اختلاف رکھتے ہیں، امام شافعی و احمد فرماتے ہیں کہ غائب پر نماز جنازہ مطلقاً سنت ہے، اور امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ مطلقاً منع کرتے ہیں۔

اور بعض اس طرح تفصیل بیان کرتے ہیں کہ میت اگر ایسے شہر میں ہے جہاں کوئی نماز پڑھنے والا

marfat.com
Marfat.com

نہیں ہے تو نماز غائبانہ پڑھیں اور اگر نماز پڑھنے والے ہیں تو فرض ساقط ہو جاتا ہے اب اس نماز غائبانہ کی حاجت وضرورت نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا جواز اسی دن میں ہے جس دن وہ مرا ہے یا اس کے دوسرے روز، مگر اس کا طول طویل زمانہ تک جواز نہیں ہے۔

اور احناف ومو الک جو مطلقاً منع کے قائل ہیں نجاشی کے قصہ کا جواب یہ دیتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے نجاشی کا جنازہ عیاں کر دیا گیا تھا اور درمیان سے تمام حجابات اٹھا دیئے گئے تھے یا جنازے ہی کو لا کر حضور کے آگے رکھ دیا گیا ہوگا۔ اور تمام مسافت کو دور کر دیا گیا ہوگا اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی تو اسے ملاحظہ فرما رہے تھے مگر صحابہ اس جنازہ کو نہیں دیکھ رہے تھے تو یہ ایسی صورت بن گئی کہ امام تو جنازہ کو دیکھتا ہے اور مقتدی وقوم جنازہ کو نہیں دیکھ رہے ہوتے۔ اس صورت میں بھی باتفاق جائز ہے۔

نیز لیثی کے جنازے میں بھی ایسی صورت واقع ہوئی ہوگی، اور بعض کہتے ہیں کہ یہ محض نجاشی کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ معاویہ لیثی کے قصہ سے خصوصیت جاتی رہی۔

اور یہ بھی مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نماز جنازہ پڑھی جو کہ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے تھے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

خادمۂ مسجد کی نماز جنازہ

مسجد اقدس کی ایک خادمہ کی نماز جنازہ سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

موطائے امام مالک وغیرہ میں حدیث ابی امامہ سعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے جب مسکینہ سودا خادمۂ مسجد ام محجن بیمار ہوئیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اذا ماتت فاذنونی

marfat.com
Marfat.com

جب اس کا انتقال ہو مجھے خبر کر دینا۔

ان کا جنازہ شب کو تیار ہوا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جگانا خلاف ادب جانا۔ (ابن ابی شیبہ کی روایت موصولہ میں حدیث سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے) یہ بھی خوف ہوا کہ رات اندھیری ہے زمین میں ہر طرح کے کیڑے ہوتے ہیں اس وقت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا مناسب نہیں **قال فدفنها.**

یہ خیال کر کے دفن کر دیا۔

صبح حضور کو خبر ہوئی فرمایا، **الم آمركم ان توذنوني بها.**

کیا میں نے تمھیں حکم نہ دیا تھا کہ مجھے اس کی خبر کر دینا۔

عرض کی یا رسول اللہ **كرهنا ان نخرجك ليلا و نوقظك يا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم.**

ہمارے دلوں کو گوارا نہ ہوا کہ رات میں حضور کو باہر تشریف لانے کی تکلیف دیں اور حضور کو خواب راحت سے جگائیں۔ (کہ حضور کا خواب بھی تو وحی ہے کیا معلوم کہ اس وقت حضور خواب میں کیا دیکھتے سنتے ہوں)

صحیح بخاری میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے **فحقروا شانها** صحیح مسلم میں انھیں سے ہے **وكانهم صغروا امرها.**

یعنی یہ خیال کیا کہ وہ کیا اس قابل تھی کہ اس کے جنازے کے لیے حضور کو جگا کر اندھیری رات میں باہر لے جائیں۔

marfat.com
Marfat.com

سنن ابن ماجہ میں عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فلا تفعلوا ادعونی لجنائزکم.

ایسا نہ کرو مجھے اپنے جنازوں کے لیے بلایا کرو۔

ابوالشیخ عبید بن مرزوق سے راوی

کانت امراء ة تقم المسجد فماتت فلم یعلم بها النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فمر علی قبرها فقال ما هذا القبر قالوا ام محجن قال التی کانت تقم المسجد قالوا نعم فصف الناس فصلی علیها ثم قال ای العمل وجدت افضل قالوا یا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم تسمع قال ما انتم باسمع منها فذکر انها اجابت ان اقم المسجد.

یعنی ایک بی بی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں ان کا انتقال ہوگیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی نے خبر نہ دی، حضور ان کی قبر پر گزرے دریافت فرمایا یہ قبر کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کی ام محجن کی۔ فرمایا وہی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں، عرض کی ہاں، حضور نے صف باندھ کر نماز پڑھائی۔ پھر ان بی بی کی طرف خطاب کر کے فرمایا تو نے کون سا عمل افضل پایا؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ سنتی ہے؟ فرمایا کچھ تم اس سے زیادہ نہیں سنتے، پھر فرمایا اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۶۸۔ حیات الموات)

حضور کی نماز رحمت ہے

مسند امام احمد میں حدیث زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، حضور نے فرمایا

فلا تفعلوا لا یموتن فیکم میت ما کنت بین اظهرکم الا آذنتمونی به فان

marfat.com
Marfat.com

صلاتی علیه رحمة .

ایسا کبھی نہ کرنا جب تک میں تم میں تشریف رکھوں جو شخص مرے مجھے ضرور خبر دینا کہ میری نماز اس کے حق میں رحمت ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن حبان اپنی صحیح اور حاکم مستدرک میں حضرت یزید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں۔

قال خرجنا مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلما وردنا البقیع اذا هو بقبر فسأل عنه فقالوا فلانة فعرفها فقال الا آذنتمونی بها قالوا کنت قائلا صائما قال فلا تفعلوا الا اعرفن ما مات منکم میت ما کنت بین اظهرکم الا آذنتمونی به فان صلاتی علیه رحمة .

یعنی ہم ہمراہ رکاب اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر چلے جب بقیع پر پہنچے ایک قبر تازہ نظر آئی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا لوگوں نے عرض کی فلاں عورت، حضور نے انھیں پہچانا، فرمایا مجھے کیوں نہ خبر کی، عرض کی حضور دوپہر کو آرام فرماتے تھے اور حضور کا روزہ تھا۔ فرمایا تو ایسا نہ کرو جب تم میں کوئی مسلمان مرے مجھے خبر دیا کرو کہ اس پر میرا نماز پڑھنا رحمت ہے۔

اس روایت کو پیش کرنے کے بعد امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ظاہر ہے کہ یہ واقعہ، واقعہ حضرت مسکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غیر ہے۔ وہاں یہ تھا کہ اندھیری رات تھی ہمیں گوارا نہ ہوا کہ حضور کو جگائیں۔ یہاں یہ ہے کہ دوپہر کا وقت تھا حضور آرام میں تھے، حضور کو روزہ تھا۔

اور دونوں حدیثوں میں وہی ارشاد اقدس ہے کہ ایسا نہ کرو ہمیں اطلاع دیا کرو۔

marfat.com
Marfat.com

اب خواہ یوں ہو کہ ایک واقعہ کے حضار اور تھے اور دوسرے واقعہ کے لوگوں کو اس حکم کی خبر نہ تھی۔

خواہ یوں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس امر کو ارشادی محض بنظر رحمت تامہ حضور رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم خیال کیا نہ ایجابی، لہٰذا جہاں تکلیف کا خیال ہوا ادب و آرام کو مقدم رکھا۔ بہر حال ایسے وقائع ان سب وجوہ مذکورہ کے مورد ہیں۔ایک بار کے فرمان سے کہ خبر دے دیا کرو باقی بار کا بعد اطلاع اقدس ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ کمالا یخفی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۳۔ النھی الحاجز)

خادمہ مسجد رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہا کی قبر پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر وجہ خود ارشاد فرمائی

ان هذه القبور مملوءة علی اهلها ظلمة . و انی انورها بصلاتی علیهم .

بیشک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر اندھیرے سے بھری ہیں اور بیشک میں اپنی نماز سے انھیں روشن کر دیتا ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدر نور و جماله اسے مسلم وابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اوپر یہ گزرا کہ بے میری اطلاع کے دفن نہ کر دیا کرو کہ میری نماز اس کے حق میں رحمت ہے۔

اقول، خود نظر ایمانی گواہ ہے کہ کروڑوں صلحاء واتقیاء کسی جنازہ کی نماز پڑھیں مگر وہ بات کہاں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پڑھنے میں ہے۔ وہ برکات و درجات ومثوبات دوسرے کی نماز میں حاصل ہی نہیں ہو سکتیں اور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنص قطعی قرآن عظیم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم ہیں کہ ہر مسلمان کی کلفت ان پر گراں، ایک ایک امتی کی بھلائی پر حریص، ہر مومن پر نہایت نرم دل مہربان۔ وہ کیوں کر گوارا فرمائیں کہ دنیا میں ان کے تشریف رکھتے ہوئے مسلمان سخت منزل کا سفر کرے۔ ان کی رحمت، ان کی برکت کا توشہ اس کے ساتھ نہ ہو، اور وں

marfat.com
Marfat.com

کی نماز ان کی نماز سے کیا مانع ہو سکتی ہے۔

شرح موطائے امام مالک میں ہے

والدلیل علی الخصوصیة ما زاد مسلم (فذکرہ قال) و هذا لا یتحقق فی غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم .

یہ بات خصوصیت پر دلیل ہے اور یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لیے ثابت نہیں۔ (مولف)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں علامہ ابن ملک سے ہے

صلاته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت لتنویر القبر و ذا لا یوجد فی صلاۃ غیرہ .

حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا قبر کو روشن و منور کرنے کے لیے ہے اور یہ بات کسی اور کی نماز میں نہیں ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۷۔ النہی الحاجز)

حضور کی عیادت اور طلحہ کی وصیت

طبرانی نے حصین بن وجوح انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

ان طلحة بن البراء مرض فاتاه النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعودہ فقال انی لا اری طلحة الا قد حدث فیه الموت فاذنونی به و عجلوا فلم یبلغ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی سالم بن عوف حتی توفی و کان قال لاهله لما دخل الیل اذا مت فادفنونی و لا تدعوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانی اخاف علیه یهودا ان یصابه بسبب فاخبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین الصبح . الحدیث.

marfat.com
Marfat.com

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور یہ فرما گئے کہ اب ان کا وقت آیا معلوم ہوتا ہے مجھے خبر کر دینا اور تجہیز میں جلدی کرنا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محلہ بنی سالم تک نہ پہنچے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اور انھوں نے رات آنے پر اپنے گھر والوں کو وصیت کر دی تھی کہ جب میں مروں تو مجھے دفن کر دینا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ بلانا، رات کا وقت ہے مجھے یہود سے اندیشہ ہے مبادا حضور کو میرے سبب سے کوئی کلفت پہنچے۔ ان کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا صبح نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۴۔ النہی الحاجز)

معاویہ بن معاویہ مزنی کی نماز جنازہ

حدیث ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ طبرانی کے یہاں یہ ہیں

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ معاویہ بن معاویہ مزنی نے مدینہ میں انتقال کیا۔

اتحب ان اطوی لک الارض فتصلی علیہ قال نعم فضرب بجناحہ علی الارض فرفع لہ سریرہ فصلی علیہ و خلفہ صفان من الملائکۃ کل صف سبعون الف ملک .

کیا حضور چاہتے ہیں کہ میں حضور کے لیے زمین لپیٹ دوں تاکہ حضور ان پر نماز پڑھیں، فرمایا ہاں، جبریل نے اپنا پر زمین پر مارا جنازہ حضور کے سامنے ہو گیا، اس وقت حضور نے اس پر نماز پڑھی، اور فرشتوں کی دو صفیں حضور کے پیچھے تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے۔

ابو احمد حاکم کے یہاں یوں ہے۔

وضع جناحہ الایمن علی الجبال فتواضعت ووضع جناحہ الایسر علی

marfat.com
Marfat.com

الارضین فتواضعت حتی نظرنا الی مکة و المدینة فصلی علیه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و جبریل و الملائکة .

جبریل نے اپنا داہنا پر پہاڑوں پر رکھا وہ جھک گئے، بایاں زمینوں پر رکھا وہ پست ہوگئیں یہاں تک کہ مکہ مدینہ ہم کونظر آنے لگے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جبریل وملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام نے ان پر نماز پڑھی۔

حدیث انس بطریق محبوب کے لفظ یہ ہیں۔

جبریل نے عرض کی کیا حضور اس پر نماز پڑھنا چاہتے ہیں فرمایا ہاں،

فضرب بجناحه الارض فلم تبق شجرة و لا اکمة الا تضعضعت و رفع سریره حتی نظر الیه فصلی علیه .

پس جبریل نے اپنا پر زمین پر مارا کوئی پیڑ اور ٹیلہ نہ رہا جو پست نہ ہو گیا اور ان کا جنازہ حضور کے سامنے بلند کیا گیا یہاں تک کہ پیش نظر اقدس ہو گیا اس وقت حضور نے اس پر نماز پڑھی۔

بطریق علاء کے لفظ یوں ہیں۔

هل لک ان تصلی علیه فاقبض لک الارض قال نعم فصلی علیه .

جبریل نے عرض کی حضور ان پر نماز پڑھنی چاہیں تو میں زمین سمیٹ دوں فرمایا ہاں، جبریل نے ایسا ہی کیا اس وقت حضور نے ان پر نماز پڑھی۔

فائدہ

مذہب مہذب حنفی میں جنازۂ غائب پر نماز محض ناجائز ہے ائمہ حنفیہ کا اس کے عدم جواز پر اجماع

marfat.com
Marfat.com

ہے۔اس پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے کثیر دلیلیں پیش فرمائی ہیں۔

دوسرے شہر کی میت پر صلاۃ کا ذکر صرف تین واقعوں میں روایت کیا جاتا ہے۔

(۱) واقعہ نجاشی (۲) واقعہ معاویہ لیثی (۳) واقعہ امرائے موتہ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

معاویہ بن معاویہ کا واقعہ مذکورہ ذکر کر کے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

اقول ،طرز کلام مشیر ہے کہ نماز پڑھنے کے لیے جنازہ سامنے ہونے کی حاجت سمجھی گئی جب تو جبریل نے عرض کی کہ حضور نماز پڑھنی چاہیں تو میں زمین لپیٹ دوں تا کہ حضور نماز پڑھیں۔

اور خود اسی میں تصریح ہے کہ جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر انور کر دیا گیا تھا تو نماز جنازہ حاضر ہوئی نہ کہ غائب پر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴،ص ۳۷۔الھادی الحاجب)

نجاشی کا جنازہ

جب اصحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ حبشہ نے حبشہ میں انتقال کیا،سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں صحابہ کو خبر دی اور مصلی میں جا کر صفیں باندھ کر چار تکبیریں کہیں ،اسے ائمہ ستہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام بخاری ومسلم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

صحیح ابن حبان میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الصحابۃ جمیعاً سے ہے :

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان اخاکم النجاشی توفی فقوموا صلوا علیہ فقام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصفوا خلفہ فکبر اربعا و ھم لا یظنون الا ان جنازتہ بین یدیہ .

marfat.com
Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارا بھائی نجاشی مرگیا، اٹھو اس پر نماز پڑھو، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، صحابہ نے پیچھے صفیں باندھیں حضور نے چار تکبیریں کہیں، صحابہ کو یہی ظن تھا کہ ان کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے۔

صحیح ابوعوانہ میں انھیں سے ہے

فصلینا خلفه و نحن لا نری الا ان الجنازة قدامنا .

ہم نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی اعتقاد کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

کشف للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عن سریر النجاشی حتی راٰه وصلی علیه.

نجاشی کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ظاہر کر دیا گیا تھا حضور نے اسے دیکھا اور اس پر نماز پڑھی۔

نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال دار الکفر میں ہوا وہاں ان پر نماز نہ ہوئی تھی، لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں پر پڑھی۔

احمد و ابن ماجہ حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خرج بهم فقال صلوا علی اخ لکم مات بغیر ارضکم قالوا من هو قال النجاشی .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو لے کر (عیدگاہ کی طرف) نکلے اور فرمایا کہ اپنے بھائی پر نماز پڑھو جن کا انتقال دار الکفر میں ہوا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون ہیں؟ فرمایا کہ

marfat.com
Marfat.com

شاہ حبشہ نجاشی۔ (مولف)

مسند ابوداؤد طیالسی میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اتاه موت النجاشی فقال ان اخاکم مات بغیر ارضکم فقوموا فصلوا علیه .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس نجاشی کے مرنے کی خبر آئی تو فرمایا کہ تمھارے بھائی کا انتقال دارالکفر میں ہوا، اٹھو اور نماز پڑھو۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۶۹، ۷۰۔ الحادی الحاجب)

احمد عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم نعی النجاشی لاصحابه ثم قال استغفروا له ثم خرج باصحابه الی المصلی ثم قام فصلی بهم کما یصلی علی الجنازة .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو نجاشی بادشاہ کے مرنے کی خبر دی اور فرمایا کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کرو اور اپنے اصحاب کو لے کر عید گاہ کی طرف نکلے پھر اس طرح نماز پڑھائی، جس طرح جنازہ پر نماز ہوتی ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۰)

جنت البقیع میں حضور کی تشریف آوری

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میری ہر شب نوبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر شب مقبرۂ بقیع پر تشریف لے جاتے اور فرماتے۔

السلام علیکم دار قوم مومنین و اتاکم ما توعدون غدا مؤجلون و انا انشاء اللہ

marfat.com
Marfat.com

بکم لاحقون. رواہ مسلم

و لفظ النسائی مکان قولہ اتاکم الی مؤجلون و انا و ایاکم متواعدون غدا و مواکلون.

و لابن ماجۃ من وجہ آخر و اشار الیہ النسائی ایضا بعد السلام انتم لنا فرط و انا بکم لاحقون.

سلام تم پر اے ان گھروں والے مسلمانو اب تم کو ملا چاہتا ہے جس کا تم سے وعدہ ہے تمھاری میعاد کل کے دن ہے ہم اور تم آپس میں کل کے وعدے پر ہیں اور اسی پر بھروسہ کیے ہیں تم ہم سے پہلے پہنچ لیے اور خدا چاہے تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ جب میں مدفونان بقیع کی زیارتوں کو جاؤں تو ان سے کیا کہوں؟ حکم ہوا تھا سلام کر کے یوں کہو کہ انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

قالت قلت کیف اقول لھم یا رسول اللہ قال قولی السلام علیکم اھل الدیار من المومنین و المسلمین و یرحم المستقدمین منا و المستاخرین و انا انشاء اللہ بکم لاحقون. مسلم ونسائی وغیرہما نے اسے حدیث طویل میں روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۵۹۔الوفاق المتین)

موطائے امام مالک وسنن نسائی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

انی بعثت الی اھل البقیع لاصلی علیھم.

marfat.com
Marfat.com

میں اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا کہ ان پر صلاۃ کروں علماء نے اس حدیث میں صلاۃ کو بمعنی استغفارودعالیا۔

سنن نسائی کی دوسری روایت میں ہے

ان جبریل اتانی (فذکر الحدیث قال) فامرنی ان آتی البقیع فاستغفر لهم قلت له کیف اقول یا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال قولی السلام علی اهل الدار من المومنین و المسلمین و یرحم الله المستقدمین منا و المستاخرین و انا ان شاء الله بکم لاحقون.

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل میرے پاس آئے مجھے حکم فرمایا کہ بقیع جا کر اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت کروں۔ ام المومنین فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ کس طرح کہوں؟ حضور نے دعائے زیارت قبور تعلیم فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۰۔ النھی الحاجز)

ابن السنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا دخل الجبانة یقول السلام علیکم ایتها الارواح الفانیة و الابدان البالیة و العظام النخرة التی خرجت من الدنیا و هی بالله المومنة اللهم ادخل علیهم روحا منک و سلاما منا.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب قبرستان میں تشریف لے جاتے تو فرماتے اے وہ روحو جن کے بدن فنا ہوگئے اور جسم گل گئے اور ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں تم پر سلام ہو جو دنیا سے اس حال میں نکلی کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتی تھی اے اللہ تو ان میں اپنی جانب سے راحت داخل فرما اور ہماری طرف سے ان پر سلام۔ (مولف)

marfat.com
Marfat.com

اس حدیث میں روح پر فانی کا اطلاق باعتبار جسم واقع ہوا ہے ورنہ خود روح کے لیے ہرگز فنا نہیں۔(مولف منہ) (فتاویٰ رضویہ ج ۴،ص ۳۲۷۔الوفاق المتین)

سعد بن معاذ کی قبر پر تسبیح و تکبیر

امام احمد وطبرانی وبیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال لما دفن سعد بن معاذ (زاد فی روایة) و سوی علیه سبح النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و سبح الناس معه طویلا ثم کبر و کبر الناس ثم قالوا یا رسول الله لم سبحت (زاد فی روایة) ثم کبرت قال لقد تضایق علی هذا الرجل الصالح قبره حتی فرج الله تعالیٰ عنه .

یعنی جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کردی گئی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیر تک سبحان اللہ، سبحان اللہ۔فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے پھر حضور الله اکبر، الله اکبر فرماتے رہے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ کہا کیے، پھر صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ حضور اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے ارشاد فرمایا اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف اس سے دور کی اور قبر کشادہ فرمادی۔

علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں

ای مازلت اکبر و تکبرون و اسبح و تسبحون حتی فرجه الله .

یعنی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ برابر میں اور تم اللہ اکبر اللہ اکبر، سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی سے انھیں نجات بخشی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۶۶۷۔ایذان الاجر)

marfat.com
Marfat.com

میت کے لیے دعا

ابوداؤد و حاکم و بیہقی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذ فرغ من دفن المیت وقف علیه قال استغفروا لاخیکم و سلوا له بالتثبت فانه الان یسأل .

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرماتے اور ارشاد کرتے اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے جواب نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔

سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقف علی القبر بعد ما سوی علیه فیقول اللهم نزل بک صاحبنا و خلف الدنیا خلف ظهره اللهم ثبت عند السئلة نطقه و لا تبتله فی خیره بما لا طاقة له به .

یعنی جب مردہ دفن ہو کر قبر درست ہو جاتی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرتے الٰہی ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہوا اور دنیا اپنے پس پشت چھوڑ آیا الٰہی سوال کے وقت اس کی زبان درست رکھ اور قبر میں اس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔

ابن ماجہ و بیہقی سعید بن مسیب سے راوی

قال حضرت ابن عمر فی جنازة فلما وضعها فی اللحد قال بسم الله و فی سبیل الله فلما اخذ فی تسویة اللحد قال اللهم اجرها من الشیطان و من عذاب القبر ثم قال سمعته من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم . هذا مختصر .

marfat.com
Marfat.com

یعنی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسے لحد میں رکھا کہا بسم اللہ و فی سبیل اللہ جب لحد برابر کرنے لگے کہا الٰہی اسے شیطان سے بچا اور عذاب قبر سے امان دے پھر فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔

امام ترمذی حکیم قدس سرہ الکریم بسند جید عمرو بن مرۃ تابعی سے روایت کرتے ہیں

كانوا يستحبون اذا وضع الميت فی اللحد يقولوا اللهم اعذه من الشيطان الرجيم.

یعنی صحابہ کرام یا تابعین عظام مستحب جانتے تھے کہ جب میت لحد میں رکھا جائے تو دعا کریں الٰہی اسے شیطان رجیم سے پناہ دے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۷۰، ۶۷۱۔ ایذان الاجر)

چار تکبیروں سے آخری نماز جنازہ

حاکم مستدرک میں اور طبرانی وبیہقی سنن میں روایت کرتے ہیں

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال آخر ما كبر النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم علی الجنازة اربع تكبيرات و كبر عمر علی ابی بكر اربعا و كبر ابن عمر علی عمر اربعا و كبر الحسن بن علی علی علی اربعا و كبر الحسين بن علی علی الحسن بن علی اربعا و كبرت الملائكة علی آدم اربعا و لم تشرع فی الاسلام الا فی المدينة المنورة.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے اخیر میں نماز جنازہ چار تکبیروں سے پڑھی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ چار تکبیروں سے پڑھی اور ابن عمر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی چار تکبیروں سے اور

marfat.com
Marfat.com

حسن بن علی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی چار تکبیروں سے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار تکبیروں سے اور فرشتوں نے بھی حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی نماز جنازہ چار تکبیروں سے پڑھی اور اسلام میں سب سے پہلے جنازہ مدینہ منورہ ہی میں مشروع ہوا۔ (مولف)

حضرت خدیجہ کی نماز جنازہ نہ ہوئی

امام واقدی حکیم بن حرام کی حدیث میں ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں راوی

انھا توفیت سنۃ عشر من البعثت بعد خروج بنی ھاشم من الشعب و دفنت بالجحون و نزل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حفرتھا و لم تکن شرعت الصلاۃ علی الجنازۃ .

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات بنی ہاشم کے شعب ابی طالب سے نکلنے کے بعد اعلان نبوت کے دسویں سال میں ہوئی اور وہ مقبرۂ حجون میں دفن ہوئیں اور حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی قبر میں اترے اور ان دنوں جنازہ پر نماز مشروع نہیں ہوئی تھی۔ (مولف)

سب سے پہلے اسعد بن زرارہ پر نماز پڑھی گئی

وقال الامام ابن الحجر العسقلانی فی الاصابۃ فی ترجمۃ اسعد بن زرارۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر الواقدی انہ مات علی رأس تسعۃ اشھر من الھجرۃ . رواہ الحاکم فی المستدرک .

و قال الواقدی کان ذلک فی شوال

marfat.com
Marfat.com

قال البغوی بلغنی انه اول من مات من الصحابة بعد الهجرة و انه اول میت صلی علیه النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم.

یعنی امام ابن حجر عسقلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام واقدی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہجرت کے نویں مہینے میں ہوا۔ اسے مستدرک حاکم میں روایت کیا گیا ہے۔

اور امام واقدی نے فرمایا کہ وہ شوال کا مہینہ تھا۔

امام بغوی نے فرمایا کہ ہجرت کے بعد صحابہ کرام میں سب سے پہلے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی اور یہی سب سے پہلے مرنے والے شخص ہیں جس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۶۷، ۴۶۸)

دوبارہ نماز جنازہ سے عمر کو ممانعت

روی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم صلی علی جنازة فلما فرغ جاء عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه و معه قوم فاراد ان یصلی ثانیاً فقال له النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الصلاة علی الجنازه لا تعاد و لکن ادع للمیت و استغفر له .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ایک جنازہ پر نماز ادا فرما کر فارغ ہوئے تو امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جماعت کے ہمراہ آئے اور دوبارہ نماز کا ارادہ کیا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جنازہ پر نماز دہرائی نہیں جاتی، ہاں میت کے لیے دعا اور استغفار کرو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۶۸)

● ...... ● ...... ●

marfat.com
Marfat.com

حضور کا ذکر اللہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر فرمانے کے بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حق تعالیٰ کا ذکر ہر لحہ اور تمام اوقات میں کرتے تھے اور ہمیشہ یادالٰہی میں مشغول رہتے تھے اور کوئی چیز آپ کو ذکر الٰہی سے باز نہ رکھتی تھی اور آپ کی ہر بات یادحق، حمد و ثنا، توحید و تمجید، تسبیح و تقدیس اور تکبیر و تہلیل میں ہوتی تھی اور اسماء و صفات الٰہی، وعد، وعید، امر و نہی، احکام شرع کی تعلیم، ذکر جنت و نار اور ترغیب و ترہیب کا بیان، یہ سب ذکر حق تھا۔

اور خاموشی کے وقت اللہ تعالیٰ ہی کی یاد قلب اطہر میں رہتی تھی۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر سانس اور آپ کے قلب و زبان اور آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا، لیٹنا، چلنا، کھانا پینا، سونگھنا، آنا جانا، سفر و اقامت، پیدل و سواری غرضیکہ کسی حالت میں آپ کا کوئی لحہ ذکر حق سے جدا نہ تھا۔

اور ذکر کے معنی یاد کرنے کے ہیں اور اس کی ضد نسیان ہے جس کے معنی فراموشی کے ہیں، جو بھی صورت یاد کرنے کی ہوتی خواہ دل میں یا زبان سے ہر فعل میں یا شان میں ذکر الٰہی ہوتا۔ اور یہ لازمی امر ہے کہ اگر زبان، دل کے ساتھ موافقت کرے تو یہ افضل و اتم اور اکمل ہوگا۔

اور یہ جو بعض فقہاء کے کلام میں آیا ہے کہ جو زبان پر نہ ہو وہ ذکر نہیں ہوتا اور نہ اس کا اعتبار ہے، تو اس سے ان کی مراد وہ ذکر لسانی ہے جس کا زبان سے ذکر کرنا شریعت نے واجب قرار دیا ہے جیسے تسبیحات و اذکار جو نماز میں واقع ہیں اور وہ اذکار و اوراد جو بعد نماز وارد ہیں نہ کہ مطلق ذکر۔

قاموس میں ذکر کو نسیان کی ضد بتایا گیا ہے لہٰذا یہ ذکر قلبی کو بھی بلا شبہ شامل ہے اور فعل قلب پر ثواب کا مرتب نہ ہونا اور اس کا اعتبار نہ کرنا باطل ہے اور اسے ان چیزوں پر قیاس کرنا جسے شرع نے بغیر

marfat.com
Marfat.com

زبانی اقرار کے معتبر قرار نہیں دیا ہے بغیر دلیل شرعی اور نص شارع کے صحیح نہیں ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوہ جلد اول)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر اللہ سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یذکر اللہ علی کل احیانہ .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے جمیع اوقات میں ذکر الٰہی فرماتے تھے۔ اسے مسلم وابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ نے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۱۷)

معمولات اقدس

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہفتہ بھر کے معمولات ومشغولیات کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

- حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے احد کی زیارت کے لیے سال کا شروع مقرر فرمایا تھا۔
- مسجد قبا میں تشریف لانے کے لیے دوشنبہ کا دن مقرر فرمایا تھا۔
- رسالت ونبوت کے شکرانے میں روزہ کے لیے دوشنبہ کا دن تھا۔
- صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مشاورت دینیہ کے لیے صبح وشام کا وقت تھا۔
- سفر جہاد کی ابتداء زیادہ تر پنج شنبہ کے دن سے ہوتی تھی۔
- اور طلب علم کے لیے روز دوشنبہ مقرر کیا گیا تھا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۹۰۔ الحجۃ الفائحہ)

❁......❁......❁

marfat.com
Marfat.com

دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

marfat.com
Marfat.com

وقال ربکم ادعونی استجب لکم
اور تمھارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

(المؤمن، آیت ٦٠)

marfat.com
Marfat.com

دعائے نبوی ﷺ

دن اور رات کے اعمال واشغال وقت تہجد سے سونے کے وقت تک مختلف اوقات ولمحات اور حالات واوضاع اور اطوار میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعائیں وغیرہ پڑھا کرتے تھے اور ادعیہ ماثورہ جو تمام مقاصد ومطالب اور حاجات کو شامل وحاوی ہیں اور ہر خاص مطلب ومقصد کے لیے بھی جداگانہ بیان فرمانے سے نہیں چھوڑی ہیں۔ اور دعا کی فضیلت اور اس کی ترغیب وتحریص میں اس قدر آیات واحادیث اور آثار مروی ہیں جن کا کوئی حد وشمار ہی نہیں۔ اس خصوص میں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہی کافی ہے کہ فرمایا:

ادعونی استجب لکم .

مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

الدعاء مخ العبادة .

دعا عبادت کا مغز ہے۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من لم یسأل الله یغضب علیه .

جو بندہ حق تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا وہ اس پر غضب فرماتا ہے۔

اور دعا میں توجہ واخلاص ہے کیوں کہ بندہ ہر طرف سے منہ پھیر کر جناب باری تعالیٰ سے لو لگاتا ہے اور دعا حق تعالیٰ کے لیے حمد وشکر ہے اور اس کے کمالات کا اثبات ہے خواہ صراحۃً ہو یا ضمناً۔ اور توحید و

marfat.com
Marfat.com

رغبت ومناجات وتضرع وتذلل اور استعانت واستغاثہ یہ تمام باتیں عبادتوں کا خلاصہ اور مغز ہیں اور اسی وجہ سے وارد ہوا کہ **الدعاء مخ العبادة** ۔

ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ دعا افضل ہے یا سکوت ورضا۔

بعض کا خیال ہے کہ دعا افضل ہے کیوں کہ دعا فی نفسہ عبادت ہے اور عبادت کرنا اور اس پر قیام کرنا اس کے نہ کرنے سے افضل واولیٰ ہے۔

اور دعا حق تعالیٰ کا حق ہے اگر وہ بندے کے حق میں اسے قبول نہ فرمائے اور اس کی خواہش کے مطابق دعا کا اثر مرتب نہ ہو تو کوئی نقصان وحرج نہیں اس لیے کہ بندہ پر جو حق تعالیٰ کا حق تھا وہ اس نے ادا کر دیا اس لیے کہ دعا کا مقصود اظہار فقر واحتیاج اور بندگی ہے اور یہ اس سے حاصل ہوتا ہے۔

ابو حازم اعرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک دعا سے محروم ہونا اس کی قبولیت سے محروم ہونے سے زیادہ سخت ہے۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دعا مانگتا ہوں اور اس کی قبولیت کا امیدوار رہتا ہوں بلکہ جب دعا کو ختم کرتا ہوں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ قبولیت بھی اس کے ساتھ ہی شامل ہے۔

اور بعض کا خیال ہے کہ حکم وتقدیر کی محرومی کے تحت سکوت وخاموشی زیادہ اتم اور خدا کے فرمان پر رضا وتسلیم کو اختیار کرنا اولیٰ ہے۔ ان میں سے کچھ لوگوں کا یہ حال ہے کہ بارگاہ ایزدی کا اتنا ادب ملحوظ رکھتے ہیں کہ طلب وسوال میں زبان تک نہیں کھولتے اور ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اور وہ اسی میں مستغرق رہتے ہیں اور جو کچھ حق تعالیٰ کی جانب سے ظہور میں آتا ہے، وہ اس پر راضی رہتے ہیں۔ رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کی جانب سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

من شغل ذکری عن مسئلتی اعطیتہ ما اعطی السائلین .

جو میری یاد میں اپنے لیے سوال کرنے سے مستغنی رہے میں اسے مانگنے والے سے زیادہ دیتا ہوں۔

اور بعض کا خیال ہے کہ زبان کو دعا میں مشغول رکھے اور دل کو مقام رضا پر قائم رکھے تاکہ اس میں دونوں خوبیاں جمع ہو سکیں اور اس حال کی صحت کی علامت یہ ہے کہ دعا بحکم عبودیت و تذلل اور امتثال امر الٰہی میں ہو اور کسی خواہش کے ارادے اور حصول مقصد کی تمنا کے بغیر ہو اور قبولیت کی تاخیر سے ناراضگی کا اظہار نہ کرے اور اپنے رب کریم پر تہمت نہ رکھے کیوں کہ قبول فرمانا اور نہ قبول فرمانا دونوں اس کے حضور برابر ہیں۔

امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اوقات مختلف ہیں۔ بعض حالتوں میں سکوت سے دعا بہتر ہوتی ہے اور وقت کا ادب اسی میں ہوتا ہے۔ اور بعض حالتوں میں دعا سے سکوت افضل ہوتا ہے اور اس میں ادب یہی ہوتا ہے اور اس بات کی شناسائی بھی وقت میں ہی ظاہر ہوتی ہے اس لیے کہ علم بھی وقت میں ہی حاصل ہوتا ہے اور اگر اپنا دل دعا کی جانب اشارہ کرے تو دعا اولیٰ ہوتی ہے اور اگر سکوت کی جانب اشارہ کرے تو سکوت اولیٰ نیز اگر علم، وقت میں غالب ہو تو دعا اولیٰ ہے۔ اس لیے کہ اس کا ہونا عبادت ہے اور اگر غالب، معرفت و حال ہے تو سکوت و سکون اولیٰ ہے۔ نیز جو کچھ مسلمانوں کے نصیب میں ہے بامر الٰہی اس میں دعا حق ہے اور جہاں نفس کی لذت اور خواہش ہو وہاں سکوت احسن و بہتر ہے۔

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دعا کبھی بزبان قال ہوتی ہے جیسا کہ زبان سے اپنی حاجت کا مانگنا اور کبھی بزبان حال کہ بندے کی حالت خود عرض کناں ہوتی ہے اور کبھی بزبان تعرض ہوتی ہے جیسے حق تبارک و تعالیٰ کی مدح و ثنا اس کی صفات کرم و احسان اور جود و عطا سے

marfat.com
Marfat.com

کرے اور یہ بھی دعا ہی ہے اس لیے کہ حضرت کریم کی مدح وثنا کرنا ہی دعا وسوال کا عرض کرنا ہے۔

اور سکوت کا دعا سے فائق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں خالص تسلیم ورضا ہے۔ اور بعض عرفانے دعا، استعداد کی زبان سے بھی مانگی ہے اور یہ بزبان حال کی دعا سے فائق ہے اور یہ سکوت میں بھی حاصل ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کے کچھ آداب وشرائط بیان فرمائے ہیں۔

ان میں سے کچھ عمدہ ترین آداب یہ ہیں کہ حلال روزی، راست گوئی، دعا میں گڑگڑانا قبولیت کے لیے جلدی نہ کرنا، شروع میں خدا کی حمد وثنا کرنا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنا، آپ کے آل واصحاب پر بھی سلام بھیجنا وغیرہ ہیں۔

دعا کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ دونوں ہاتھ کو کھول کر چہرہ کے مقابل اٹھانا، ایک روایت میں ہے کہ کندھے کے محاذ میں رکھنا ہے، یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں ہاتھ جدا جدا ہوں اور کھلے ہوئے ہوں جس طرح کہ چلو بنا کر پانی پیتے ہیں، اسی طرح مواہب میں مذکور ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دعا کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کو ملا کر ان کے بطون کو چہرے کے مقابل کرتے تھے، ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو اتنا بلند کیا کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی (یہ دعائے استسقاء میں ہے)

علماء فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں زیادہ ہاتھوں کو بلند فرمانا ہے جب کہ معاملہ نہایت سخت و دشوار ہو جاتا ہے۔ اور ختم دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنا بھی آداب دعا میں سے ہے جب کہ حالت نماز کے سوا میں ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جماعت کے لیے دعا مانگی اور وہ سب کے لیے مقبول

marfat.com
Marfat.com

ہوئی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام دعاؤں کا یہی حال تھا۔

بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعا مستجاب ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اپنی اس دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر کے آخرت کے لیے اٹھا رکھوں۔

بظاہر یہ ایک اشکال ہے اس لیے کہ ہر نبی سے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے شمار مقبول دعائیں واقع ہوئی ہیں اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر نبی کے لیے صرف ایک ہی دعا مقبول ہوتی ہے۔

اس اشکال کا علماء یہ جواب دیتے ہیں کہ مقبول دعا کا مطلب یہ ہے کہ اس کی مقبولیت کو قطعی اور یقینی طور پر ذکر کر دیا گیا ہو اور اس کے ماسوا ان کی جتنی دعائیں ہیں وہ قبولیت کی امید کے درجہ میں ہیں۔

اور بعض علماء یہ جواب دیتے ہیں کہ ان کی تمام دعاؤں میں افضل دعا ایک ہی ہے اگرچہ ان کے لیے اور بھی دعائیں ہوں۔

اور بعض کہتے ہیں کہ ہر نبی کے لیے ایک دعائے عام ہے جو ان کی امت کے حق میں مستجاب ہے خواہ امت کی ہلاکت میں ہو یا ان کی نجات میں۔ لیکن مخصوص دعائیں تو کچھ مقبول ہیں اور کچھ نامقبول۔

یا یہ مراد ہے کہ ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے خواہ امت کے بارے میں ہو، جیسا کہ حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام نے مانگی۔

رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا.

اے میرے رب روئے زمین پر کسی کافر کو بستا نہ چھوڑ۔

یا نبی کی وہ دعا جو اپنی ذات خاص کے لیے ہو جیسا کہ حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام نے مانگی

marfat.com
Marfat.com

فھب لی من لدنک ولیا یرثنی .

تو میرے لیے اپنی طرف سے ایسا ولی دے جو میرا وارث ہو۔

یا جیسے حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام نے مانگی

رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی .

اے میرے رب مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لیے سزاوار نہ ہو۔

بعض محققین فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے زیادہ معزز و مکرم ہیں کہ آپ اپنے رب سے کوئی دعا مانگیں اور وہ اسے قبول نہ فرمائے اور ایسی کوئی دعا منقول نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مانگی ہو اور وہ قبول نہ ہوئی ہو مگر یہ کہ اس میں کوئی کامل مصلحت ہو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ میں نے اپنی امت کے لیے تین دعائیں مانگیں۔

ایک یہ کہ میری امت کو زمین میں نہ دھنسایا جائے۔

دوسری یہ کہ ان کو قحط سے ہلاک نہ کیا جائے۔

تیسری یہ کہ ان میں آپس میں خوں ریزی واقع نہ ہو۔

تو پہلی دو دعاؤں کو تو شرف قبول حاصل ہوا اور تیسری دعا سے منع کر دیا گیا، اس میں یہ احتمال اور منع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ سے فرمایا ہوگا کہ آپ ایسی دعا نہ کریں یہ مطلب نہیں کہ دعا کرنے کے بعد قبولیت سے منع کر دیا گیا۔ اگرچہ یہ بات اس عبارت میں غیر متعارف ہے۔

حضور کا استغفار

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر گھڑی استغفار کرتے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

marfat.com
Marfat.com

حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

انی لاستغفر الله کل یوم سبعین مرة .

بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ سے روزانہ ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

ایک روایت میں ستر مرتبہ سے زیادہ ہے اور ایک روایت میں سو مرتبہ ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ کثرت استغفار اور اس میں مبالغہ مراد ہے نہ کہ یہ مخصوص عدد۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک مجلس میں کھڑے ہونے سے پہلے سو مرتبہ استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم و اتوب الیه پڑھتے ہوئے سنتے اور ہم شمار کیا کرتے تھے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم گنا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مجلس میں رب اغفرلی و تب علی انک انت التواب الغفور ، سو مرتبہ پڑھتے تھے۔

علماء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استغفار کرنا امت کی تعلیم وتشریع کے لیے ہے تاکہ وہ ہمیشہ استغفار کرنے اور توبہ کرنے والے رہیں۔ ورنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو معصوم و مغفور ہیں آپ کو استغفار و توبہ کی کیا ضرورت ہے۔ یا یہ استغفار امت کے لیے فرماتے تھے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول)

دست قدرت کے خزانے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا اور ترغیب دعا سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

marfat.com
Marfat.com

حاکم وغیرہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دعا میں عرض کرتے۔

اللھم انی اسئلک من کل خیر خزائنہ بیدک فاعوذبک من کل شر خزائنہ بیدک .

الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں ان سب بھلائیوں سے جن کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں اور تیری پناہ مانگتا ہوں ان سب برائیوں سے جن کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں۔

(صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین)

مسجد فتح میں دعا

امام احمد بسند جید اور بزار وغیرہما جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد فتح میں تین دن دعا فرمائی، دوشنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ، چہار شنبہ کے دن دونوں نمازوں کے بیچ میں اجابت فرمائی گئی کہ خوشی کے آثار چہرۂ انور پر نمودار ہوئے۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب مجھے کوئی امر مہم بشدت پیش آتا ہے میں اس ساعت میں دعا کرتا ہوں اجابت ظاہر ہوتی ہے۔

پر اثر دعا

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل میرے پاس کچھ دعائیں لائے اور عرض کی جب حضور کو کوئی حاجت پیش آئے انھیں پڑھ کر دعا مانگئے۔

marfat.com
Marfat.com

یا بدیع السموات و الارض یا ذا الجلال و الاکرام یا صریخ المستصرخین یا غیاث المستغیثین یا کاشف السوء یا ارحم الراحمین یا مجیب الدعوات المضطرین یا اله العالمین بک انزل حاجتی و انت اعلم بها فاقضها.

عفووعافیت کی دعا

حدیث شریف میں ہے اللهم انی اسئلک العافیة و تمام العافیة و دوام العافیة .

الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں عافیت اور عافیت کی تمامی اور عافیت کی ہمیشگی۔

حدیث شریف میں ہے :

اعوذبک من سیئ الاسقام .

میں برے امراض سے پناہ مانگتا ہوں۔ (مولف)

پیارے کے لیے بددعا اور اس کی توضیح

دیلمی وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

انی سئلت الله ان لا یقبل دعاء حبیب علی حبیبه .

بیشک میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کسی پیارے کی پیارے پر بددعا قبول نہ کرے۔

علامہ شمس الدین اسے لکھ کر فرماتے ہیں صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اولاد پر ماں باپ کی بددعا رد نہیں ہوتی۔ تو اس حدیث کو ان سے توفیق دیا چاہیئے۔

اقول، بددعا دو طور پر ہوتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ایک یہ کہ داعی کا قلب حقیقۃً اس کا یہ ضرر نہیں چاہتا یہاں تک کہ اگر واقع ہو تو خود سخت صدمے میں گرفتار ہو۔ جیسے ماں باپ غصے میں اپنی اولاد کو کوس لیتے ہیں مگر دل سے اس کا مرنا یا تباہ ہونا نہیں چاہتے۔ اور اگر ایسا ہو تو اس پر ان سے زیادہ بے چین ہونے والا کوئی نہ ہوگا۔

دیلمی کی حدیث میں اسی قسم کی بددعا کے لیے وارد کہ حضور رؤف رحیم رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا مقبول نہ ہونا اللہ تعالیٰ سے مانگا۔

نظیر اس کی وہ حدیث صحیح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی الٰہی میں بشر ہوں، بشر کی طرح غضب فرماتا ہوں تو جسے میں لعنت کروں یا بددعا دوں اسے تو اس کے حق میں کفارہ واجر و باعث طہارت کر۔

دوسرے، اس کے خلاف کہ داعی کا دل حقیقۃً اس سے بیزار اور اس کے اس ضرر کا خواستگار ہے اور یہ بات ماں باپ کو معاذ اللہ اسی وقت ہوگی جب اولاد اپنی شقاوت سے عقوق کو اس درجہ حد سے گزار دے کہ ان کا دل واقعی اس کی طرف سے سیاہ ہو جائے اور اصلاً محبت نام کو نہ رہے بلکہ عداوت آ جائے۔ ماں باپ کی ایسی ہی بددعا کے لیے فرماتے ہیں کہ رد نہیں ہوتی۔ (ذیل المدعا لاحسن الوعا)

بیت الخلاء کے لیے دعا

ایک حدیث میں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دخل الخلاء قال اللھم انی اعوذبک من الخبث و الخبائث.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء جاتے تو فرماتے اللھم انی الخ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۵۴ ۔العروس المعطار)

marfat.com
Marfat.com

سفر میں دعا

صحیحین میں ہے :

عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی سفر فکنا اذا علونا کبرنا فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایھا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصما و لا غائبا و لکن تدعون سمیعا بصیرا.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے جب ہم بلندی پر چڑھتے تو بآواز بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو تم کسی بہرے یا غائب سے دعا نہیں کرتے سمیع وبصیر سے دعا کرتے ہو۔ (مولف)

عرفہ کی دعا

جامع ترمذی میں ہے :

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر الدعا دعاء عرفۃ و خیر ما قلت انا و النبیون من قبلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد و ھو علی کل شی قدیر . قال الترمذی حدیث حسن غریب .

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین دعا عرفہ کی دعا ہے اور اس سے بہتر دعا وہ ہے جو میں نے اور مجھ سے پہلے کے

marfat.com
Marfat.com

نبیوں نے فرمائی وہ یہ ہے لا اله الا الله وحده الخ ۔ (مولف)

افضل دعا

ترمذی نسائی ابن ماجہ ابن حبان وحاکم جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم افضل الذكر لا اله الا الله و افضل الدعاء الحمد لله . حسنه الترمذى و صححه الحاكم .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا افضل ذکر **لا اله الا الله** اور افضل دعا **الحمد لله** ہے۔ (مولف)

افطار کی دعا

ابوداؤد وغیرہ بسند صحیح انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم جاء الى سعد بن عباد فجاء بخبز و زيت فاكل ثم قال النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم افطر عندكم الصائمون و اكل طعامكم الابرار و صلت عليكم الملائكة .

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن عباد کے یہاں تشریف لائے انھوں نے روٹی اور زیتون پیش کیا حضور نے تناول فرمانے کے بعد فرمایا تمھارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا اور تمھارا کھانا نیکوں نے کھایا اور ملائکہ نے تم کو دعائے رحمت ومغفرت دی۔ (مولف)

و فى لفظ افطرنا مرة مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقربوا اليه زيتا فاكل واكلنا حتى فرغ قال اكل طعامكم الابرار وصلت عليكم الملائكة و افطر

marfat.com
Marfat.com

عندكم الصائمون.

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ہم نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ افطار کیا تو زیتون پیش کیا گیا تناول کے بعد حضور نے فرمایا کہ تمھارا کھانا ابرار نے کھایا اور فرشتوں نے دعائے مغفرت کی اور روزہ داروں نے افطار کیا۔ (مولف)

طبرانی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال كان النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم اذا افطر قال بسم الله اللهم لک صمت و علی رزقک افطرت

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقت افطار فرماتے بسم الله اللهم الخ (مولف)

دارقطنی کتاب الافراد میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم اذا قرب الی احدكم طعامه و هو صائم فليقل بسم الله و الحمد لله اللهم لک صمت و علی رزقک افطرت و عليک توكلت سبحانک و بحمدک تقبل منی انک انت السميع العليم.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے کھانا (وقت افطار) پیش کیا جائے اور وہ روزہ دار ہو تو کہے بسم الله و الحمد لله الخ. (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۵۷۔ العروس المعطار)

نماز کے بعد حضور کی دعا

ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و احمد و دارمی و بزار و طبرانی و ابن السنی سب ثوبان رضی اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

عنہ مولائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

قال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا انصرف من صلاته استغفر ثلثا و قال اللهم انت السلام و منك السلام تباركت يا ذا الجلال و الاكرام .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے انصراف فرماتے اور سلام پھیرتے تو تین بار استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے اللهم انت السلام الخ .   (مولف)

بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابو بکر بن السنی و ابوالقاسم طبرانی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بزار و طبرانی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و نیز بزار جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

قال كتب معاوية الى مغيرة بن شعبة اخبرني بشيء سمعته من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا قضى الصلاة قال لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك و له الحمد و هو على كل شي قدير اللهم لا مانع لما اعطيت و لا معطى لما منعت و لا ينفع ذا الجد منك الجد .

حضرت معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ مجھے وہ چیز بتائیے جس کو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے مغیرہ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز مکمل فرما لیتے تو یہ دعا کہتے لا اله الا الله وحده لا شريك له الخ.   (مولف)

توریت کی ایک دعا

سنن نسائی میں عطاء بن ابی مروان اپنے باپ سے راوی

marfat.com
Marfat.com

ان کعبا حلف له بالله الذی فلق البحر لموسیٰ انا لنجد فی التوراة ان داؤد نبی الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان اذا انصرف من صلاته قال اللهم اصلح لی دینی الذی جعلته لی عصمة و اصلح لی دنیای التی جعلت فیها معاشی اللهم انی اعوذ برضاک من سخطک و اعوذ یعنی بعفوک من نقمتک و اعوذ بک منک لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت و لا ینفع ذا الجد منک الجد.

قال وحدثنی کعب ان صهیبا حدثه ان محمدا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یقولهن عند انصرافه من الصلاة .

بیشک کعب احبار نے خدا کی قسم کھائی جس نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا کو پھاڑ دیا کہ میں توریت میں پاتا ہوں کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام جب نماز سے پھرتے تو فرماتے اللهم اصلح لی دینی الذی جلعته لی عصمة الخ.

اورصہیب نے بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نماز سے پھرنے کے بعد اس دعا کو کہتے تھے۔ (مولف)

سلام پھیرنے کے بعد کی دعا

صحیح مسلم میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

قال کنا اذا صلینا خلف رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم احببنا ان نکون عن یمینه یقبل علینا بوجهه قال فسمعته یقول رب قنی عذابک یوم تبعث او تجمع عبادک .

ہم جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو یہ پسند کرتے کہ ہم حضور کی

marfat.com
Marfat.com

دابنی طرف ہوں تاکہ روئے مبارک ہماری طرف کریں اور ہم نے فرماتے ہوئے سنا ہے اے رب اپنے عذاب سے محفوظ رکھ جس دن تو اٹھائے گا یا یہ فرمایا کہ جس دن تو اپنے بندوں کو جمع فرمائے گا۔ (مولف)

سر پہ ہاتھ رکھ کر دعا

بزار و مسند و طبرانی معجم اوسط و ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ و خطیب بغدادی تاریخ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

كان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا صلى و فرغ من صلاته مسح بيمينه على رأسه و قال بسم الله الذى لا اله الا هو الرحمن الرحيم اللهم اذهب عنى الهم و الحزن .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو دست راست سر انور پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے بسم الله الذى الخ. (مولف)

دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا

ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف میں راوی :

عن الاسود العامرى عن ابيه قال صليت مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الفجر فلما سلم انصرف و رفع يديه و دعا . الحديث.

اسود عامری نے اپنے باپ سے روایت کرکے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز فجر پڑھی جب حضور نے سلام پھیرا تو انصراف قبلہ فرمایا اور دونوں ہاتھ کو اٹھا کر دعا فرمائی۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۳، ۸۴، ۸۵)

marfat.com
Marfat.com

بلند آواز سے دعا

مسلم وغیرہ میں ہے۔

عن عبد الله بن الزبير رضى الله تعالىٰ عنهما كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذ سلم من صلاته قال بصوته الاعلىٰ لا اله الا الله وحده لا شريک له الملک و له الحمد و هو على كل شى قدير و لا حول و لا قوة الا بالله لا نعبد الا اياه و له النعمة و له الفضل و له الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين و لو كره الكافرون.

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو بلند آواز سے یہ دعا پڑھتے لا اله الا الله وحده الخ. (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۷)

دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا

ترمذی وحاکم کی حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا رفع يديه فى الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دعا کے لیے ہاتھوں کو اٹھاتے تو چہرے پر پھیرنے سے پہلے نہیں جھکاتے تھے۔ (مولف)

حدیث حسن ابوداؤد، سائب بن یزید اپنے باپ سے راوی

marfat.com
Marfat.com

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا دعا فرفع یدیہ مسح وجھہ بیدیہ ۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دعا کے لیے ہاتھوں کو اٹھاتے تو ہاتھوں کو چہرۂ انور پر پھیرتے تھے۔ (مولف)

ہاتھوں کو روئے انور پر اس لیے پھیرتے تھے تاکہ حصول مراد و قبول دعا کی فال ہو اور چہرہ چوں کہ اشرف اعضا ہے اس کے ذریعہ سے خیر و برکت پورے بدن کو پہنچ جائے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۴۰۔ انہار الانوار)

چند ماثورہ دعائیں

احادیث میں جو دعائیں وارد ہوئی ہیں جنہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسب حال و مقام پڑھتے تھے ان میں سے بعض دعائیں یہ ہیں۔

منھا، اللھم ربنا لک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما تحب ربنا و ترضی ملٔ السموات و ملٔ الارض و ملٔ ما شئت من شئ بعد.

منھا، اللھم لک الحمد حمدا دائما مع دوامک و لک الحمد حمدا خالدا مع خلودک و لک الحمد حمدا لا منتھی لہ دون مشیتک و لک الحمد حمدا دائما لا یرید قائلہ الا رضاک و لک الحمد حمدا عند کل طرفۃ عین و تنفس کل نفس.

و منھا، اللھم لک الحمد کما ینبغی لجلال و جھک و عظیم سلطنک

و منھا، اللھم لک الحمد شکرا و لک المن فضلا.

و منھا، اللھم لک الحمد کما تقول و خیرا مما نقول .

marfat.com
Marfat.com

و من احسنها ، اللھم لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک .

(فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۵۵۰۔از ہارالانوار)

اختتام مجلس پر دعا

ابوداؤد ودارمی وابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس مجلسا یقول فی آخرہ اذا اراد ان یقوم من المجلس سبحانک اللھم و بحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک .

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی جلسہ فرماتے تو اس کے ختم میں اٹھتے وقت یہ دعا کرتے (تیری پاکی بولتا اور تیری حمد میں مشغول ہوتا ہوں اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں میں تیری مغفرت مانگتا اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں)

اسی طرح رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں لفظ اراد ان ینھض ہے۔

یعنی جب اٹھنا چاہتے یہ دعا فرماتے۔

اور انھوں نے بعد الفاظ مذکورہ دعا میں اتنے لفظ اور زائد کیے۔

عملت سوءً و ظلمت نفسی فاغفرلی انہ لا یغفر الذنوب الا انت .

میں نے برا کیا اور اپنی ہی جان کو آزار پہنچایا اب میری مغفرت فرمادے بیشک تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں۔

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا میں مثل حدیث ابو برزہ ہے اس میں بھی ارشاد ہوا۔

marfat.com
Marfat.com

قال قبل ان يقوم من مجلسه .

کھڑے ہونے سے پہلے یہ دعا کرلے۔

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام ارشاد وہدایت قولی وفعلی فرماتے ہیں کہ آدمی کوئی جلسہ کرے اس سے اٹھتے وقت یہ دعا ضرور کرنی چاہیئے کہ اگر جلسہ خیر کا تھا تو وہ نیکی قیامت تک سربمہر محفوظ رہے گی اور لغو کا تھا تو وہ لغو باذن اللہ محو ہو جائے گا۔

نسائی وابن ابی الدنیا وحاکم وبیہقی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا جلس احدكم في مجلس فلا يبرحن منه حتى يقول ثلث مرات سبحانك اللهم ربنا و بحمدك لا اله الا انت اغفرلي و تب على فان كان اتى خيرا كان كالطابع عليه و ان كان مجلس لغو كان كفارة لما كان في ذلك المجلس.

جب تم میں کوئی کسی جلسے میں بیٹھے تو زنہار وہاں سے نہ ہٹے جب تک تین بار یہ دعا نہ کرلے (پاکی ہے تجھے اے رب ہمارے اور تیری تعریف بجالاتا ہوں تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں میرے گناہ بخش اور مجھے توبہ دے) کہ اگر اس جلسے میں اس نے کوئی نیک بات کہی ہے تو یہ دعا اس پر مہر ہو جائے گی اور اگر وہ جلسہ لغو کا تھا تو جو کچھ اس میں گزرا یہ دعا اس کا کفارہ ہو جائے گی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص۔۷۸۳، سرور العید)

سنن نسائی کی نوع من الذکر بعد التسلیم میں ہے۔

عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قال ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان اذا جلس مجلسا او صلى تكلم بكلمات فسألته عن الكلمات فقال ان تكلم بخير

marfat.com
Marfat.com

کان طابعا علیهن الی یوم القیمة و ان تکلم بشر کان کفارة له سبحانک اللهم و بحمدک استغفرک و اتوب الیک .

یعنی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے کچھ کلمات فرماتے، ام المومنین نے وہ کلمات پوچھے فرمایا وہ ایسے ہیں کہ اگر اس جلسہ میں کوئی نیک بات کہی ہے تو یہ قیامت تک اس پر مہر ہو جائیں گے اور بری کہی ہے تو کفارہ، (الٰہی میں تیری تسبیح و حمد بجالاتا اور تجھ سے استغفار و توبہ کرتا ہوں) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۸۴)

شام و یمن کے لیے دعا

صحیح بخاری شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے :

قال ذکر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال اللهم بارک لنا فی شامنا اللهم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول الله و فی نجدنا قال اللهم بارک لنا فی شامنا اللهم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول الله و فی نجدنا فاظنه قال فی الثالثة هناک الزلازل و الفتن و بها یطلع قرن الشیطان .

یعنی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی الٰہی ہمارے لیے برکت دے ہمارے شام میں، الٰہی ہمارے لیے برکت رکھ ہمارے یمن میں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں حضور نے دوبارہ وہی دعا کی الٰہی ہمارے لیے برکت کر ہمارے شام میں الٰہی ہمارے لیے برکت بخش ہمارے یمن میں، صحابہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میرے گمان میں تیسری دفعہ پر حضور نے نجد کی نسبت فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے نکلے گی سنگت شیطان کی۔

marfat.com
Marfat.com

(اس خبر صادق مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق عبدالوہاب نجدی کے پسر واتباع نے تیرہویں صدی میں حرمین طیبین پر خروج کیا اور نا کردنی کاموں، ناگفتنی باتوں سے کوئی دقیقہ زلزلہ وفتنہ کا اٹھا نہ رکھا۔) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۸۵۔ انتھی الاکید)

اشعار

نبوی دعاؤں سے متعلق امام احمد رضا بریلوی یہ ارشاد فرماتے ہیں :

جلو میں اجابت خواصی میں رحمت — بڑھی کس تزک سے دعائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا — بڑھی ناز سے جب دعائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا — دلھن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

●

عمر بھر تو یاد رکھا — وقت پر کیا بھولنا ہو

وقت پیدائش نہ بھولے — کیف ینسی کیوں قضا ہو

وہ ہو جس کے رد کی خاطر — رات دن وقف دعا ہو

●

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول

اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

marfat.com
Marfat.com